جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں

قال مجاہد ابن دینار الکبر الامام ان الناس عیال فی الفقہ علی ابی حنیفہ

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام سعادت انجام کتاب فیض انتساب نافع برائے غوی و رشد

الکتاب المجید فی وجوب التقلید

از تالیفات مولانا محبوب احمد المعروف خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی مجددی امرتسری

حسب فرمائش عبد الاحد اپیل نویس و تاجر کتب

امرتسر

در مطبع ... باہتمام ... صوفی نبی بخش صاحب مجلد ... لاہور طبع شد

سنہ ۱۳۲۰ ہجری

قیمت فی جلد ۵

[illegible library stamp]

الکتاب المجید

فی

وجوب التقلید

ناظرین اہل دین پر واضح ہو کہ اس رسالہ ہدایت مقالہ میں حضرت مصنف نے نہایت متانت و تہذیب سے مسئلہ تقلید کو عمدہ پیرایہ میں صاف بیان فرمایا ہے پیشتر اگرچہ علماء دین نے صدہا نہیں بلکہ ہزارہا رسائل وجوب تقلید پر لکھے مگر ایسا سلیس اردو صاف الفاظ۔ مدلل بآیات و احادیث۔ بلا ضد و نفسانیت عام فہم طرز مفید تحریر خلاصہ نہیں دیکھا گیا۔ تقلید کا وجوب بہر نیمروز کی طرح روشن ہوگیا۔ روزمرہ کے کل جھگڑے طے ہوگئے بلکہ مصنف کا دعویٰ ہے کہ قیامت تک جسقدر تقلید پر اعتراضات ہونگے انکے کلی طور پر اصولی قاعدہ سے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اور لطف یہ کہ ہر اک بحث نئی ہر اک دلیل جدا۔ ناظرین اگر اسکو بار بار مطالعہ فرماوینگے تو نئے سے نیا حظ اُٹھائینگے اور بہتر سے بہتر مضمون پائیں گے چونکہ غیر مقلدین کے ساتھ یہی مسئلہ زیادہ تر معرکۃ الآراء ہے اسلئے لازم ہے کہ اسکو اچھی طرح پڑھیں اور یاد کریں تاکہ آئندہ دیگر مسائل کا فیصلہ آسان ہو جائے۔

ممکن ہے کہ کوئی مخالف اہلسنت اپنی ضد و حسد پورا کرنیکے واسطے اس رسالہ کے جواب لکھنے کی جرأت کرے اور آیات و احادیث کو توڑ مروڑ کر بصورت کتاب برائے نام جواب مشہور کرے مگر منصف مزاج پھر اسکا اول سے آخر تک بار بار مطالعہ کریں ضرور امید ہے کہ حق واضح ہوگا ہم نے بغرض رفع شکوک و اوہام و دفع وسواس یہ رسالہ بہت محنت سے چھپوایا ہے اور قیمت اسکی بمقابلہ محنت و جانفشانی کے بہت ہی کم مقرر کیگئی ہے۔ یعنے ۵ر مع محصول جو کہ راقم سے بہ پتہ ذیل ملسکتی ہے:۔

راقم فقیر عبد الاحد اپیل نویس و تاجر کتب ہال بازار امرتسر

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ

سپاس بیقیاس اُس ذات واحد مطلق کو جس نے اپنی معرفت کے واسطے انبیا و اولیاء و علماء کو پے درپے ارسال فرمایا۔ اور درود نامعدود و سلام غیر محدود اُسکے حبیب پاک پر جسکے ذریعہ ہمکو شریعت و طریقت و معرفت حاصل ہوئی۔ اور ہزاراں تحائف اُسکے آل و اصحاب و اولیا پر جنکے طفیل ابواب رحمت قرآنی در موز فرقانی اس امت پر کُہل گئے۔ **اَمَّا بَعْدُ** واضح ہو کہ دین حق و راہ صادق ہمکو بذریعہ علماء دین و صلحاء کاملین بتواتر ملا۔ پھر اگر علماء و صلحاء کو گمراہ سمجھکر اُنکی تقلید ترک کیجائے تو پھر اسلام کا کچھ حصہ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ احکام اسلامیہ و مسائل شرعیہ نقلی ہیں اور اُنکے ناقلین علماء و صلحاء ہیں (دیکھو رسالہ الانصاف) اگر اُنکی تقلید کو ترک کر دیا تو گویا صاف طور پر دین کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ دین ہاتھ آیا تقلید کے ذریعہ تو جب تقلید چھوڑی تو دین گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اب اگر صرف الفاظ قرآن پر دارمدار ہے تو غیر مجتہد و معلم کو شیطان ہزارہا مقامات پر گمراہ کر سکتا بنا رہا ہے۔ چنانچہ چکڑالوی و نیچری و مرزائی۔ دین کی حقیقت سب کو معلوم ہے۔ پھر اگر خالی احادیث پر تکیہ کیا جائے تو اسکی صحت و سقم پر تحقیق و تصدیق ضروری ہے۔ کیونکہ بلا تفتیش و تحقیق جرح و تعدیل کا ثبوت محال ہے۔ اور یہی کام زیادہ تر مجتہد کے متعلق ہے۔ عام محدثین مثل بخاری و مسلم وغیرہما

Marfat.com

کو امیں بہت کم حصہ ہے بمقابلہ حضرت مجتہدین رحمہم اللہ کے۔ پھر اگر بلا تحقیق وتصدیق احادیث
کو اپنا مدار اعمال ٹھرایا تو اسمیں سخت گمراہی کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ فرمایا حضرت سفیان بن عیینہ
رضی اللہ عنہ نے اَلْحَدِیْثُ مُضِلَّةٌ اِلَّا لِلْفُقَهَاءِ کما نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج مالکی
فی مدخلہ یعنے حدیثیں فقہا کے سوا سب کو پریشان کرتی ہیں۔ وجہ اسکی صاف ہے۔ وَهُمْ اَعْلَمُ
بِمَعَانِیْ الْحَدِیْثِ کما قال الترمذی فی ابواب الجنائز وقالہ ابن حجر فی القلائد۔ یعنے فقہا
لوگ زیادہ جاننے والے ہیں معانی حدیث کو۔ اور ابن قیم اپنی کتاب اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں
لَا یَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ یَّاْخُذَ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ مَالَمْ یَجْتَمِعْ فِیْهِ شُرُوْطُ الْاِجْتِهَادِ وَمِنْ جَمِیْعِ
الْعُلُوْمِ الخ یعنے کسی شخص کو جائز نہیں کہ قرآن وحدیث سے احکام نکالے جبتک کہ اسمیں اجتہاد کی
شرطیں اور جملہ علوم کی تحصیل نہ پائی جائے۔ کفایہ میں ہے اَلْعَامِیْ اِذَا سَمِعَ حَدِیْثًا لَیْسَ لَهٗ
اَنْ یَّاْخُذَ بِظَاهِرِهٖ لِجَوَازِ اَنْ یَّکُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ الْفَتْوٰی
اور تقریر شرح تحریر میں ہے لَیْسَ لِلْعَامِیْ الْاَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ کَوْنِهٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ
اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْهِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْفُقَهَاءِ خلاصہ ہر دو عبارات کا یہ ہے کہ غیر مجتہد کو جائز نہیں
کہ کسی سے کوئی حدیث سنکر فوراً اسکے الفاظ پر تعمیل کرے کیونکہ کئی حدیثیں تو منسوخ ہیں کئی اپنے
اپنے محل اور وقت پر موقوف ہیں کئی مفتی بہ مسئلوں کے خلاف ہیں تو عامی کو سخت پریشانی ہوگی
بلکہ لازم ہے کہ فقہا و مجتہدین کیطرف رجوع کرے تاکہ جو جو مسائل بعد از تدقیق وتصحیح وتحقیق وتصدیق
احادیث صحت وصلاحیت پا گئے ہیں انپر بلا دھڑک عمل کیا جائے (دارمی ص۸) ایسا ہی مضمون ہے
مقدمہ شرح وقایہ اردو میں نقلا عن روضۃ الطالبین لامام النووی۔ یہی بیان علامہ وہم
سید سمہودی عقد فرید میں لکھتے ہیں۔ وقد قال محقق الحنفیۃ الکمال بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ
نقل الامام الرازی اجمع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ بل یقلد من

من بعدهم الذین سبروا و وضعوا و دوّنوا الخ یعنے علماء محققین کا اسپر اجماع ہے کہ صحابہ کی تقلید سے عام مسلمانوں کو روکدیا جائے اور آئمہ فقہاء کی تقلید پر لگا دیا جائے اور اسیطرح بیانکیا ہے صاحب مسلم الثبوت نے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید الصحابۃ بل علیھم اتباع الذین سبروا و بوّبوا وھذّبوا ونقحوا وفرّقوا وعلّلوا وفصّلوا وعلیہ ابتنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ۔ یعنے عوام کو صحابہ کی تقلید سے ہٹا کر اُن لوگوں کی تقلید پر جمایا جائے جنہوں نے جملہ مسائل اسلامیہ اتفاقیہ واختلافیہ واصولیہ وفروعیہ کی خوب تصحیح وتنقیح وتکمیل وتفصیل کی ہے۔ اور فرمایا امام اسنوی نے شرح منہاج الاصول میں (جو قاضی بیضاوی کی ہے) قال الامام الحرمین فی البرھان اجمع المحققون علی ان العوام لیس لھم ان یعلموا بمذاھب الصحابۃ بل علیھم ان یتبعوا مذاھب الائمۃ[1] الخ یعنے عام کو تقلید صحابہ سے منع کرکے اماماں مذاہب اربعہ پکڑا کیا جائے۔ پس جب تمام محققین کی تحقیق یہی ہے کہ مسلمانوں کو چار اماموں کا مقلد بنایا جائے تو اس اجماع کو توڑنیوالا اصاف گمراہ بدعتی ملحد ہوگا۔ اسکی وجہ بڑی یہ ہے کہ تمام اقسام کے مسائل نصی واجماعی واختلافی کی تحقیق وتصدیق تفصیل وتنقیح سوائے کتب فقہاء ومجتہدین کے اور کہیں نہیں ملتی۔ کیونکہ صحابہ کرام کی جماعت میں سے کسی صاحب نے نہ تو کوئی تفسیر وحدیث کی کتاب لکھی۔ نہ کوئی فقہ واصول کی کتاب تیار کی کیونکہ انکو رات دن فتوحات ملکی ومہمات جہاد سے بالکل فراغت نہ تھی نہ انکو کسی کتاب کی ضرورت تھی۔ وجہ یہ ہے کہ اسرار نبوۃ وانوار رسالت کا پرتو انپر ہردم پڑ رہا تھا۔ بعد ازاں آئمہ مجتہدین کو خدا نے یہ تاج کرامت ونور فراست بخشا تو انھوں نے کمال دیانت اور تقویٰ وصلاحیت اندرونی وخوف خدا وحمایت دین حق وترویج احکام وتسہیل علم کو مدنظر رکھکر

---

[1] ان اصحاب السنۃ والجماعۃ ھم اھل المذاھب الاربعۃ۔ الخ (عقود الجواھر المنیفۃ ص۱)

ہر قسم کے مسائل قرآن و حدیث سے نکالے۔ لہذا اب کسی جدید تحقیقات کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ (دیکھو مقدمہ شرح وقایہ اردو نقلاً) اور نہ حدیث پر بلا تقلید عمل ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی شخص ایسا دنیا میں موجود ہوگا کہ حضرات ائمہ اربعہ سے بڑھکر انکی تحقیقات ہو۔ پس فی زمانہ جسکو دین اسلام کی پوری ضرورت ہے وہ تو تقلید اماماں کی کرکے مومن صادق و ناجی بنجائیگا۔ اور جو شخص تقلید سے خارج ہو گیا وہ مردود ہوا۔

اس خاکسار راقم الحروف نے جب دیکھا کہ آجکل لوگ نجات المومنین و تفسیر محمدی پڑھکر اپنے آپکو مجتہدوں سے بڑھکر بلکہ مہدی و مسیح بھی کہلاتے ہیں اور مجتہدوں پر طعن کرکے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں تو چند اوراق مثل تریاق لکھنے کا خیال پیدا ہوا تاکہ مقبول ازلی مقلد بنے اور شقی ابدی انکار و مخالفت اور رد و تردید کرے۔

اب اس رسالہ کے ناظرین کیخدمت میں عرض کیجاتی ہے کہ تقلید شخصی کے وجوب کے دلائل تحریر کرنے سے پہلے چند امور عقلی و نقلی کا بیان کرنا ازبس ضروری ہے تاکہ یہ مسئلہ صاف طور پر سمجھ میں آکر ذہن نشین ہو جائے اور ہر اک زکی و غبی کے فہم میں بآسانی آجاوے۔ وہ امور بطور مقدمہ ہیں۔ یاد کرنا ان کا از حد مفید ہے۔

مُقَدَّمَہ

اے ناظرین اہل دین آپ ان امورات کو بخوبی یاد کرلیں تاکہ رسالہ کا مضمون اور مقصد اصلی آپکے خیال میں نہایت عمدگی سے بیٹھ جاوے اور کسی قسم کا شک و تردد نہ رہے۔

امر اول۔ ارشاد رب العباد ہے۔ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔ یعنے ہر اک قوم کے واسطے ایک ایک ہادی مقرر ہے اور ہر اک شخص کے واسطے ایک ایک جہت مقرر ہے اور اسی جہتہ واحدہ مقررہ کیطرف وہ متوجہ ہونیوالا ہے۔ یہاں پر لفظ قوم پر نظر کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

وہ یہ کہ لفظ قوم اپنے لفظی ومعنوی مفہوم کے لحاظ سے عموم وخصوص پر دلالت کرتا ہے۔کبھی تو اہل ملت پر بولا جاتا ہے۔جیسا کہ قوم ہود۔قوم نوح۔قوم لوط۔قوم صالح۔قوم عاد۔قوم موسیٰؑ۔قوم عیسیٰؑ وغیرہ۔اور کبھی بلحاظ پیشہ ریخارت کے بولا جاتا ہے جیسا قوم ارائیں۔قوم قصاب۔قوم خوجہ۔قوم بافندہ وغیرہ۔اور کبھی بوجہ سکونت ملکی قوم کہا جاتا ہے۔مثلاً قوم پنجابی۔قوم کشمیری قوم ہندوستانی۔قوم افغانی وغیرہ۔کبھی بوجہ اضافت مذہبی واقتدائے مذہب بولا جاتا ہے۔اور کبھی بلحاظ صفت بولا جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم نے بایں تفصیل سے یوں ارشاد فرمایا ہے لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَقَوْمِ فِرْعَوْنَ (اعراف) لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ و قَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ (توبہ) لِقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ۔لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ لِقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (یونس) قَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ (یوسف) لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (رعد) قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (الحجر) لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ (نحل) قَوْمًا لُدًّا (مریم) لِقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ (انبیاء) قَوْمًا بُوْرًا (فرقان) قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (مومنون) لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (جاثیہ)۔غرضیکہ لفظ قوم سے ایک فرقہ ایک جماعت مراد ہے خواہ وہ جماعت قلیل ہو یا کثیر۔پس اس سے صاف نتیجہ نکلا کہ ایک قوم کے لئے ایک ہی ہادی امام مقرر و بہتر ہے۔دو کا مقلد نہیں ہوسکتا۔پس کیونکر صادق ہوگا وہ شخص جو کبھی شافعی ہے کبھی حنفی۔کبھی مالکی اور اپنے دل کو ہر اک کا تابعدار بناوے۔مثلاً ایک شخص خدا کی عبادت کرتا ہے مگر منہ اسکا صرف ایک قبلہ کیطرف ہی بہتر ہے۔اگر بموجب آیۃ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کے ہر اک طرف ذات حق کو خیال کر کے ہر طرف سجدہ کرے تو کیسا احمق ہوگا۔باوجود اسکے کہ ذات حق ہر طرف برابر ہے۔پس گویا صاف تعلیم ہے کہ ایک ہی جہت میں تسکین ہے۔

امر دوم۔ازروئے شرع شریف احکام تین نوع پر ہیں (۱) صاف شدہ ظاہر امینہ ہیں تو از قسم حلال واجب الاتباع ہیں (۲) امر بیّن غی مثلاً القتل یہ از قسم حرام واجب الترک ہیں (۳) مختلف فیہا

یعنے جنہیں اہل علم مجتہدین کا اختلاف ونزاع ہے۔ بعض کے نزدیک تو بعض امور جائز و بعض حلال اور بعض کے نزدیک وہی چیزیں وہی امور حرام وناجائز ہیں۔ کیونکہ انکی نسبت کوئی حکم صریح ونص جلی وارد نہیں۔ توایسی حالت میں غیر مجتہد کا حق نہیں کہ احکام اجتہادیہ کی از سرِ نو تحقیق وتصدیق کر کے ترجیح وتفضیل بیان کرے۔ پس بجز ایک امام کے چارہ نہیں۔ اور شارع نے اس تیسری نوع کے متعلق حضور علیہ السلام نے تین ارشاد فرمائے ہیں۔ ایک تو فرمایا۔ اَمْرٌ مُخْتَلَفٌ فِیْهِ فَکِلْهُ اِلَی اللّٰهِ رواہ احمد۔ یعنے اختلافی امور کو تو خدا کے سپرد کر اور تو اپنا دخل نہ دے۔ کیونکہ تجھ میں اسقدر تحقیق وتفتیش کا مادہ وقابلیت لیاقت نہیں جو فقہا ومجتہدین کی تحقیقات و فیصلہ جات پر غور وخوض کرے بلکہ تو اگر کرسکتا ہے تو یہ کر۔ یہ دوسرا فرمایا فَمَنِ اتَّقَی مِنَ الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَاَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ متفق علیه یعنے جب شک وشبہہ پیدا ہو اور بوجہ اختلاف کے ایک چیز کی نسبت حلت وحرمت کا اشتباہ پڑے تو بڑا طریق سلامتی کا یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچتے رہو کیونکہ جب مشتبہ چیز و ںپر تم نے دلیری کر کے کھانا پینا وجواز ثابت کر لیا تو بس اب تم حرام خواری میں پڑجاؤ گے۔ جس نے مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا تو بیشک اُس نے اپنا دین وایمان بچا لیا چنانچہ یہ حدیث بھی اسکی مؤید ہے دَعْ مَا یَرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یَرِیْبُكَ رواہ ابن حبان۔ پس جب تقلید کے ترک سے ہزارہا نقصانات نظر آئے اور شک وشبہہ پیدا ہوا۔ آخر الامر نتیجہ کیا نکلا کہ اماسونپر طعن والزام اور مجتہدین پر اغلاط کا اتہام یہانتک کہ تقلید سے نکلکر وہابی ہوئے وہاں سے کچھ نہ ملا تو نیچری بنگئے وہاں سے کچھ نہ ملا تو مرزائی ہوگئے پھر سب سے نکلکر عیسائی بنگئے[۱]۔ سچ ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ تیسرا فرمایا۔ پاک پروردگار کا قول۔ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا یعنے بعد اصلاح

[۱] جہانتک مجھ کو علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر وگرد ونواح میں جسقدر مرتد عیسائی ہیں سب پہلے غیر مقلد ہی تھے۔ منہ ۱۲

فتنہ فساد نہ کرو۔ اب تیرہویں صدی کے آخر تک سب مسلمان پابند تقلید تھے۔ قریب اختتام تیرہویں صدی پر وہابی گروہ کا زور ہوا تو بس فتنہ فساد گھر گھر دہ بدہ شروع ہوا۔ آخر الامر جس طرح ہر اک پیشہ و تجارت شراب فروشی و طوائف و نقال و ناٹک وغیرہ کو سرکار انگریزی کیطرف سے عام اجازت ہے جسطرح جس وقت جہاں چاہیں کر سکتے ہیں اسیطرح بلحاظ مذہبی آزادی کے انکو بھی عام اجازت ملگئی۔ اب نہ ہے طالع اسکے جسکیطرف عیسائی اور خبے طالع اسکے جسکی طرف اماماں دین و سلف صالحین۔ غیر مقلدین کی خوش نصیبی کی کافی دلیل یہی ہے کہ کل علمائے روئے زمین انکے مخالف اور صرف عیسائی وہابیوں کے موید۔

امر سیوم۔ پاک پروردگار نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ پر یوں ارشاد فرمایا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یعنے انبیاء سابقین کی ہدایت کی اتباع کر۔ دوسری جگہ یوں حکم ہوا اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کر۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ باوجود سب انبیاء کرام علیہم السلام کی توحید و ہدایت ایک ہی تھی پھر تخصیص بعد از تعمیم ایک ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم کیوں ہوا۔ بظاہر ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصف خاص حنیفًا فرمایا۔ یعنے یکرخہ یک جہتہ تھے۔ اس قسم کے مسلمان نہ تھے کہ ہر بین چال چلتے۔ یا ہر دلعزیزی کو مدنظر رکھکر تذبذب کو اختیار کرتے بلکہ صاف یکجہتی کو اختیار کرلیا تھا۔ تو یہ وصف خدا کو زیادہ پسند آیا تو فرمایا کہ ابراہیم حنیف کی ملت پر چلو۔ پس ثابت ہوا کہ یکطرفہ آدمی خدا کو پیارا ہے اور ہر رنگی و ہرجائی ناپسند ہے۔ یہی فرق مقلد و غیر مقلد میں ہے۔ پھر یہ بھی عیاں ہے کہ مقصود ذات باری کا یہی ہے کہ تم بھی یکطرفہ ہو۔ کیونکہ گو سب انبیاء و مرسلین حق پر ہیں مگر پھر بھی ایک ہی کی اطاعت بہتر و افضل ہے۔ اللہ ہی میں صلاحیت و احسان موجود ہے پس جبکہ سب اہل حق و اہل اللہ کو برحق و ہادی و امام الناس جانکر ایک ہی کا اتباع کرنا منشاء ربی ہے تو پھر سب

مجتہدین کو راجع الی الحق سمجھکر ایک کی تقلید کرنا کیوں معیوب و مکروہ ہے۔ بلکہ فی الحال مقبول ازلی کی علامت ہی تقلید ہے۔

امر چہارم۔ جسطرح خدا کی سب کتابوں پر ایمان لانا اور سب کا منجانب اللہ ہونا تسلیم کرنا لازمی ہے۔ مگر بوقت تعمیل و ارشاد صرف ایک ہی کتاب قرآن مجید کو دستاویز و مستند بنانا ضروری ہے اسیطرح سب مجتہدوں کو رہنمائے صادق جانکر بوقت معاملات و عبادات و قضا و افتار ایک ہی امام کی تقلید کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ کل کتب و صحائف انبیار من اللہ ہیں پھر ایک ہی کتاب پر ایمان کا دارمدار اور اعمال و اقوال کا معیار رکھنا اسکی کیا وجہ ہے۔ بظاہر وجہ یہ ہے کہ ہر اک کتاب میں مسائل مختلف ہوتے ہیں اور ہر اک کتاب کے احکام و فرامین حسب زمانہ و مصلحت وقت و مناسبت ضرورت ہوتے ہیں۔ تو ہر اک کتاب پر عمل کرنے سے ایک قسم کا نفاق پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو توریت پڑھتے دیکھکر بغضب ہو کر فرمایا لَوْ کَانَ مُوسٰی حَیًّا مَّا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِی الحدیث (دارمی) یعنے اگر موسیٰ علیہ السلام جیسا صاحب کتاب و مرسل و مقرب و کلیم اللہ بھی میرے وقت میں موجود ہوتا تو وہ بھی میری ہی متابعت کرتا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی صاحب کتاب و مرسل تھے اور انکی کتاب کا دیکھنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے کو کچھ مضر بھی نہ تھا۔ مگر چونکہ پریشانی طبع کا اندیشہ تھا۔ یا اگر حضرت عمرؓ کو کچھ ڈر بھی نہ ہو لیکن انکو دیکھکر شاید اور لوگ بھی پڑھنا دیکھنا شروع کرنے تو سخت خرابی پیدا ہوتی۔ اسواسطے مطالعہ سے بھی منع فرمایا۔ اسیطرح حضرات مجتہدین بھی بہت مسائل میں باہمی مختلف ہیں اور مسائل مختلف فیہ میں حق بجانب واحد ضروری ہے۔ اور اسی موقعہ پر بجز ایک مجتہد کی تقلید کے کوئی طریق صواب بھی نہیں۔ اور ایک کی تقلید سے نفاق و اختلاف کی آگ سے بچ جاتا ہے چنانچہ سب علمار دین و اولیار کاملین کا یہی طریق عمل رہا اور ہے۔

امر پنجم۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جسقدر انبیاء و مرسلین گذرے ہیں وہ سب کے سب برحق و ہادی صادق تھے اگرچہ تصدیق و اقرار جملہ انبیاء و مرسلین [illegible] ایک ہمارے سید و مولیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ضروری و لازمی ہے [illegible] تقلید شخصی ہے کیونکہ اگر [illegible] شرائع [illegible] انبیاء علیہم السلام [illegible] احکام و مسائل [illegible] شخصی [illegible] مسائل و احکام میں انبیاء کرام باہم علیحدہ ہیں تو ہر ایک نبی کے [illegible] مختلفات میں عمل کرنا سخت دشوار ہے۔ لہذا ایک ہی نبی کے اتباع سے کل انبیاء علیہم السلام کی اتباع آگئی۔ اسیطرح [illegible] مجتہدین اگرچہ سب علیٰ حق و متبع سنت ہیں اور اتفاقی مسائل میں سب کی اتباع ہو جاتی ہے مگر عند الاختلاف ایک ہی امام کی تقلید کافی ہے۔ ورنہ کبھی ایک مجتہد کو غلط [illegible] اور کبھی دوسرے کو [illegible] سمجھ کر اپنا ایک جدا مذہب بنا کر خلق خدا کو گمراہ کریگا۔ چنانچہ [illegible] مرزا [illegible] کا حال سب کو معلوم ہے۔

امر ششم۔ جسطرح دنیاوی مسافر [illegible] قافلہ میں سے ایک ایسے شخص کو امام و راہنما بنا دیں جو سفر کے حالات تکالیف و مقامات راحت و رنج وغیرہ کا واقف ہو اور مسافرین اسکے پیچھے برابر اقتدا کرکے سیدھے منزل مقصود پر پہنچ جاویں۔ چنانچہ حدیث میں [illegible] ثلثة فی سفر فلیؤمروا احدهم [illegible] لا یحل لثلثة یکونوا بفلاة من الارض الا امروا علیهم احدهم۔ [illegible] اپنی جماعت سے ایک شخص کو امام و مقتدا بنا کر چلو تاکہ سیدھا راہ ملے۔ اسیطرح دین مستقیم راہ حق پر چلنے والے بھی ضرور اپنا کوئی ایک امام

مقرر کرکے راہ پر چلیں۔ کیونکہ یہ راہ بھی ایک نہایت نازک راہ ہے اور اس راہ میں کئی قسم کے شیطان انسانی و جنانی لوٹ مار کو تیار ہیں۔ اور بہت فاضلہ اہل ایمان کا بار بار واپس آنیوالا بھی نہیں اور اس راہ کی ضروریات و لوازمات سفر بھی پھر ملنے کے نہیں اسواسطے فرض ہے کہ مسلمان لوگ مجتہد کو اپنا امام بناکر اسکی تقلید کریں تاکہ بحکم حدیث اِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْفَرْدِ کہیں شیطان غیر مقلد بناکر برباد نہ کرے۔

امر ہفتم۔ اتباع آئمہ مجتہدین عین اتباع ارشادات انبیاء و رسل ہے کیونکہ ہر ایک امام اپنی اپنی تحقیقات و معلومات میں من حیث ادلۂ شرعیہ حق پر ہے اور بدیں لحاظ امام اپنے جملہ عقائد و اعمال میں متبع حق ہے کیونکہ مجتہد یا تو احکام و مسائل اخذ کریگا کتاب و سنت و اجماع سے نصاً یا تخریجاً یا استدلال کرے گا اجتہاد سے تو بہرحال وہ مطیع الرسول و متبع حق ہوا۔ پس جو شخص متبع حق ہو اس کی اتباع فرض ہے کیونکہ وہ اتباع حق ہے۔ وَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ

سوال۔ اتباع اگر فرض ہے تو سب متبعین حق کی نہ صرف ایک ہی کی۔ جواب۔ اس سوال کا جواب امر دوم و ششم میں گذرا ہے۔ امر پانزدہم میں آتا ہے۔ مگر فی الجملہ کچھ عرض یہاں ہی کرتا ہوں وہ یہ کہ اگرچہ سب متبعین حق کی اتباع فرض ہے مگر ایک کی بھی تو فرض ہوئی۔ مثلاً جیساکہ پانچ نماز فرض ہیں ایک بھی تو فرض ہے۔ یا جیسا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ میں سب پر نمازیں فرض ہیں ہر ایک پر بھی تو فرض ہے پس جسطرح ایک نماز کے وقت پانچوں نمازوں کا جمع کرکے پڑھنا گناہ کبیرہ ہو یا ہر اک نماز سے قدر سے قدر سے حصہ لیکر ایک نماز بناکر پڑھنا منع ہے اسیطرح سب مذاہب ملاکر عمل کرنا یا ہر اک مذہب سے چن چن کر حسب منشاء مسائل پر عمل کرنا سخت منع ہے بالاجماع۔ سیأتی بیانہ انشاءاللہ۔ جسطرح ایک نماز کے وقت دوسری فرض نہیں جبتک دوسری نماز کا وقت نہ آوے دوسری فرض نہیں مثلاً صبح کو ظہر و عصر کی نماز فرض نہیں اور مغرب کو صبح و عشاء فرض نہیں۔ اسیطرح ایک

Marfat.com

امام کی تقلید کے وقت دوسرے کی تقلید منع ہے۔

امر ششم ۔ حدیثوں میں بار بار آیا ہے کہ نماز میں وہ شخص امام ہو جو اتقی و افقہ و اعلم ہو۔ چنانچہ حدیث میں ہے یؤم القوم افقہھم فی الدین واعلمھم بالسنۃ الحدیث (مشکوٰۃ و شرح مظاہر حق) یعنی امام وہ ہو سکتا ہے جو زیادہ عالم اور زیادہ فقیہ ہو۔ اگرچہ اور لوگ بھی ہو سکتے ہیں مگر اعلم و افقہ کے ہوتے ہوئے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کتب فقہ و مظاہر حق میں خوب تشریح موجود ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں رہتے ہوئے متقی و بزرگ و قاری و بوڑھے و مہاجرین موجود تھے مگر پھر بھی حضور علیہ السلام نے فرمایا لا ینبغی لاحد ان یؤم القوم وفیہم ابوبکر رواہ الترمذی یعنی جس جماعت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود ہوں تو کوئی دوسرا شخص امام نہ ہو یعنی ابوبکر ہی امام ہے۔ اب ہر ایک عقلمند یہ خیال کر سکتا ہے کہ قوم میں سے اعلم کو امام بنانے سے کیا غرض ہے کہ ایک ہی امام کافی ہے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب نماز کے واسطے جو صرف وقتی اقتدا ہے اعلم و افقہ کی شرط ہے تو دینی معاملات و عقائد و ایمانیات وغیرہ میں تو زیادہ تر اعلم و افقہ کی اتباع واجب ہے۔ دیکھو باوجودیکہ اکثر صحابہ کرام علوم و عقائد و فرائض سے واقف اور شرافت و کرامت پر فائز تھے مگر اونکی موجودگی میں پھر بھی ایک صدیق اکبر کو امامت کا حکم دیا اور ماسوائے اونکے اوروں کو منع فرمایا پس اسیطرح تمام علماء کے بالمقابل ایک امام الائمہ سراج الامہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اعلم و افضل و اکمل ہیں پھر ایسے امام العالم کو چھوڑ کر ترجمہ خوان مشکوٰتی مولویوں یا تفسیر محمدی کے تحصیل یا فتنوں کے پیچھے لگ جانا کس قدر نالائقی ہے۔ بلکہ جو لوگ اماموں کے دشمن اولیاؤں کے دشمن انکی غلطیاں نکالکر طعن و تشنیع کرتے ہیں ایسے لوگوں سے اگر اتفاقاً سچ بھی نکل جائے تو ہرگز ہرگز باور نہ کریں کیونکہ شاید بظاہر ہی ہو اور فی الاصل غلط اور بد باطن بدگو بد بین بد عقیدہ کا سچ بھی یقینی نہیں۔ دیکھو مقدمہ شرح مسلم جلد اول صفحہ ۱۲ اور دارمی جلد اول صفحہ ۹۵ وغیرہ۔

Marfat.com

امر نہم - جبکہ امامان دین وحضرات مجتہدین حقائق و دقائق قرآنیہ و اسرار و نکات احادیث نبوی کے مظہر و مبیّن ہیں تو بدیں لحاظ اونکی تقلید کے واسطے دلیل شرعی و نص قطعی کا طلب کرنا سراسر سفاہت و بلاہت ہے کیونکہ حصول اسرار و مقاصد قرآنیہ و ارشادات احمدیہ تو موقوف ہوا اتباع تحقیق مجتہدین پر اور اتباع مجتہدین موقوف ہوا ادلہ شرعیہ پر تو اس صورت میں دور لازم آیا اور دور و تسلسل سے جو خرابات ہوتی مخفی نہیں پھر ہم سے دلیل شرعی تقلید پر کیوں طلب کیجاتی ہے - پس ثابت ہوا کہ یہ تقلید مجتہدین بھی عقلاً واجب ہے اور ثبوت اسکا مثل ثبوت مسائل ایمانیہ و اعتقادیہ کو جود سبحانہ و تعالیٰ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ والحشر والنشر و مثلہم کے ہے پس یہ مسئلہ (تقلید) ثابت ہوا مثل مسائل ایمانیہ و اعتقادیہ کے اور نہ لازم ہوا ثبوت اسکا ادلہ شرعیہ سے بدیں وجہ کہ مسائل شرعیہ کا ثبوت موقوف ہے اتباع آئمہ دین پر اور مسائل کی تحقیق و تصدیق کا دار و مدار ہے تقلید امامان دین پر اور بس - ہاں اگر ادلہ نہیں تو صرف مزید تاکید کے لئے نہ یہ کہ موقوف علیہ تقلید قرار دئے جاویں -

امر دہم - امامان اربعہ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی بادشاہ کے چار صوبے ہیں اور چاروں ریاستوں کی رعایا پر احکام مختلفہ حسب مناسبت ملک جاری ہیں تو احکام اختلافیہ میں رعایا پر چاروں صوبوں کی اطاعت لازم نہیں اور نہ انپر کسی قسم کی گرفت ہے کہ تم نے ہر ایک صوبہ کی اطاعت کیوں نہیں کی - بلکہ اُسی حاکم و صوبہ کی اطاعت واجب ہے جو اپنی رعایا پر حکمران ہے اور اپنی ملکی حدود کا فرمانروا ہے - کیونکہ ہر ملک و ہر اک شہر کے قوانین و احکام جدا اور ہر تحصیل و ضلع کے حدود و فرمان جدا ہیں - اور ملکی رعایا کے قواعد علیحدہ اور جنگی و فوجی قوانین علیحدہ - پس نظر بریں اختلاف ایک حالت ایک حیثیت ایک وقت میں سب حکام کے تابع ہونا نہایت دشوار بلکہ محال ہے - ہاں ایک حاکم وقت موجودہ کی اطاعت لازم و آسان ہے اور اس ایک ہی حاکم وقت کی متابعت میں

بادشاہ کی اطاعت ہے۔ اسیطرح مذاہب اربعہ میں کی تقلید ہمارے نبی آخرالزمان
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

امر یازدہم۔ جس قدر تمام دنیا کی آبادی اور بلاد و امصار کی کثرت ہے۔ اُن سب میں سے روئے زمین بستیاں (مکہ و مدینہ و بیت المقدس) بہت افضل و اقدس و اعلیٰ ہیں جہاں قرآن نازل ہوا جہاں پر حضور علیہ السلام کا وجود مبارک ہوا ہے اور جہاں پر صحابہ کرام و اہلبیت عظام ہوئے۔ وہاں پر ہی زیادہ اہل خیر القرون ہوئے۔ وہیں پر قیامت تک دین قائم رہے گا اور وہیں پر مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو معلوم ہوا کہ وہاں کے باشندے سچے مسلمان ہیں اور بیشمار ہیں اسلئے یا یہ کہ اعتقاد افضل و اعلیٰ و متدین و صالح و عالم ہیں اور جیسے کہ انبیاء کرام علیہم السلام رہتے تھے اور اب اہل اللہ سکونت پذیر ہیں کہ سب کے سب مقلد ہی ہیں۔ ایک ہی غیر مقلد نہیں اور خود شخصی تقلید پر عامل اور فتوی بھی شخصی تقلید کے وجوب پر ہے۔ اور غیر مقلدوں کو سخت بدتر و مردود جانتے ہیں۔ علاوہ ازیں کل اسلامی دنیا مثل روم و شام و مصر و یمن و بغداد و بلخ و بخارا و افغانستان و ملک ہند و سندھ و کشمیر و پنجاب وغیرہم کے قاضی مفتی و عالم و مدرس و واعظ و صوفیاء و مشائخین سب کے سب مقلد ہیں اور غیر مقلدوں کو دشمن دین و مفسد فی الدین جانتے ہیں۔ ایسا ہی مرزائیوں و نیچریوں کو جانتے ہیں۔ پس ان علماء دین و فضلاء کاملین و مفتیان شرع متین کا اجماع قولی و فعلی سے ثابت ہوا کہ ان کل سے ہر نوع ہر قسم کی صلاحیت و احسان اور رشد و ہدایت تقلید میں موجود ہے۔ پس اس اتفاق و اجماع کا توڑنیوالا ضرور مفسد و گمراہ ہوگا حسب الارشاد لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا کیونکہ صدہا احادیث میں وارد ہوا ہے کہ امت محمدیہ ہرگز ہرگز گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

امر دوازدہم۔ عقاید اسلامیہ و مسائل ایمانیہ کو قرآن کریم نے اجمالاً بیان کیا جنکو اہل سنت

خوب فرمائی اور احادیث کی تشریح و توضیح و مرام حضرات صحابہ کرام کے اقوال و افعال سے ملتی ہے اور آثار و اقوال و احوال صحابہ کی تصدیق و تصحیح حضرات ائمہ مجتہدین کے اجتہاد و تحقیق پر موقوف ہے اور موقوف علیہ ہمیشہ مقدم ہوتا ہے موقوف پر۔ پھر جب آئمہ مجتہدین موقوف علیہم ہوئے تصدیق و تحقیق میں تو تقلید مجتہدین واجب ہوئی تاکہ دین کامل[1] ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ اس بیان کی تفصیل یہ ہے کہ نہ تو حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں کوئی کتاب تصنیف ہوئی نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں کوئی کتاب تیار ہوئی۔ کیونکہ ان کو رات دن جہاد سے فراغت نہ تھی اور نہ چنداں تالیف کی ضرورت تھی۔ باقی آیا دوسرا قرن تابعین کا جسمیں حضرت امام العالم امام اعظم کا وجود مبارک پیدا ہوا تو اسوقت اگرچہ ایک آدھی کتاب تھی مگر شہرت و اشاعت میں نہ آئی اور نہ وہ کافی تھی۔ پھر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قوت کاملہ خداداد سے بدلائل شرعیہ استنباط و اجتہاد کر کے صاف طور پر مسائل اصولیہ و فروعیہ کو لکھوانا شروع کیا۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ و اجتہاد نے اپنی صداقت و روشنی عام پر ظاہر کی تو دوسرے اماموں نے جو آپکے معصر یا بعد ازاں ہوئے آپکی تقلید کی۔ یہاں تک کہ تمام دنیا کے اہل علم امام ہمام کے سامنے اپنا سر خم کر کے تسلیم کر لیا۔ بعد ازاں تیسرا قرن آیا تو اسوقت کے حضرات آئمہ نے بھی وہی طرز تحریر امام صاحب کی شروع کی مگر علم فقہ شریف میں امام ابو حنیفہؒ کا پایہ وہ بلند ہوا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرمانا ہی پڑا اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ عِیَالٌ بِحَنِیْفَۃَ فِی الْفِقْہِ یعنے سب لوگ فقہ شریف میں امام ابحنیفہؒ کے عیال (شاگرد یا بچے) ہیں۔ اور جب امام صاحب کے شاگردوں نے کتابیں لکھنی شروع کیں تو پھر دیگر آئمہ کی بھی تصنیفات ہوتی گئیں۔ یہاں پر یاد رہے کہ اگرچہ دیگر حضرات نے اپنے اپنے تحقیق و تصدیق کردہ مسائل کی کتابیں تالیف فرمائیں مگر بہ نسبت قرن ثالث کے (جس میں امام شافعی وغیرہ تھے) دوسرا قرن (جسمیں امام ابو حنیفہؒ تھے) افضل و اقدم و اسبق و قابل اتباع ہے

[1] دیکھو شرح مسلم امام نووی جلد اول صہ ۵

Marfat.com

کیونکہ حدیث شریف کی بترتیب سے قرن ثانی بہتر ہے قرن ثالث سے اور برتر ہے خیریت و فضیلت میں۔
یہی وجہ ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ میں سے فیصدی نوّے تو حنفی مقلدین اور باقی دیگر آئمہ کے۔

چنانچہ ملا علی قاری نے خوب بیان کیا ہے پس حسب الارشاد فاستبقوا الخیرات حضرت امام ہمام ابو حنیفہ کی متابعت کا مقام ارفع و اعلیٰ ہے بہ نسبت دیگر آئمہ کے۔ کیونکہ آپ افضل و اکمل و افقہ و اعلم بہ نسبت قرن ثالث کے۔ اور تقریباً کل محدثین و مجتہدین آپکے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپکی تقلید بہ نسبت دیگر آئمہ کے افضل ہے۔

امر سیزدہم۔ بعد از قرن ثالث وہ زمانہ آیا جسکی نسبت حدیثوں میں بار بار وارد ہوا ہے ثم یظہر الفساد۔ ثم یفشو الکذب۔ یعنی بعد از تیسرے قرن کے جھوٹ و فتنہ و فساد پھیلیگا۔ چنانچہ اس زمانہ میں بڑے بڑے واضعین حدیث و کاذبین احبار و سفلتین من الناس پیدا ہوئے اور خرابی پھیلی اور لطف یہ کہ ایسے موقعہ زمانہ میں دیگر بزرگ جماعت محدثین کے مثل بخاری و مسلم و ترمذی۔ وغیرہ بھی پیدا ہوئے۔ یہ حضرات اگرچہ مرتبہ اجتہاد پر فائز نہ تھے اور نہ مجتہد کامل تھے مگر تاہم انہوں نے کمال جانفشانی و عرقریزی سے بہ نیت صادق و تائید حق و بغرض نصرت دین بہت ہی تحقیق و تفتیش سے کتب احادیث بنائیں لیکن پھر بھی اس جماعت مذکورہ کی تحقیقات قرن ثالث و ثانی کو نہ پہونچی کیونکہ قرن ثالث قریب زمانہ صحابہ سے اور قرن ثانی اقرب تھا زمانہ نبوت سے بلکہ محققین کے نزدیک تو امام صاحب[1] کی ملاقات صحابہ سے ثابت ہے۔ پس اس بیان مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ زیادہ بہتر امام صاحب کی تقلید کرنا ہے اگر کوئی اور امام کا مقلد ہے تو اسکو وہی بس ہے۔

امر چہاردہم۔ اگر کوئی جاہل متعصب حضرات آئمہ اربعہ کی تحقیقات و تصدیقات پر کاربند نہ ہو اور مجتہدین کاملین کا متبع نہ ہو تو لامحالہ کسی نہ کسی اور محدث یا مفسر و اہل علم کا متبع ضرور ہوگا۔

---

[1] دیکھو انتصار الحق اور معیار الحق از مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری مرحوم و مغفور۔

Marfat.com

پس جبکہ کسی اور اہل علم کا متبع ہوگا تو کیا وجہ ہے کہ ائمہ دین و مجتہدین کاملین (جو احق بالاتباع ہیں) کی تقلید نہیں کرتا۔ حالانکہ از روئے قرآن و حدیث کے بلا شک و شبہ مجتہد کا مرتبہ محدث سے بہت افضل ہے محدث تو صرف ناقل و سامع ہوتا ہے اور مجتہد کو اوّل استنباط و قوت تفقہ حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مجتہد باوجود مخطی ہونیکے بھی ایک نیکی کا مستحق اور بحالت صواب دو اجر سے ماجور ہے یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ مجتہدین کی تقلید پر اجماع ہوا نہ کسی عام محدث کی تقلید پر۔ کیونکہ مجتہد جامع مسائل اصولیہ و اعتقادیہ و فروعیہ و اجتہادیہ کا بخلاف محدث کہ وہ صرف جامع الفاظ ہے۔

امر پانزدہم۔ مسائل اسلامیہ تین قسم پر ہیں۔ اوّل نصی دوم اجماعی سیوم اجتہادی۔ مسائل نصی تو عند الکل مسلم ہیں اور مسائل اجماعی بھی بالاجماع واجب الاتباع والقبول ہیں۔ باقی رہے مسائل اجتہادیہ سو وہ مختلف فیہ ہیں۔ اب انسان کے واسطے ایسے مسائل میں تین حالتیں ہیں (۱) یا تو وہ اگر مجتہد مسلم ہے تو قوت اجتہادیہ و تفقہ سے کام لیکر خود ہی فیصلہ کرلیگا (۲) یا وہ مجتہدین میں سے کسی ایک کی تقلید کریگا (۳) یا کبھی ایک مذہب پر عمل کر کے اسکو ترک کریگا پھر دوسرے مذہب کو پکڑیگا پھر اسکو چھوڑ کر تیسرے کو پکڑیگا۔ علیٰ ہذا آزاد ہو جائیگا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی یعنے کیا انسان آزاد شتر بے مہار بننا چاہتا ہے۔ اب اس تیسری صورت کا نتیجہ نہایت ہی گندہ و بدبودار و مبداء فساد ہے کیونکہ کبھی ایک چیز کو حلال سمجھکر کھائیگا۔ پھر اسی کو حرام جانکر ترک کریگا۔ یا جسکو پہلے حرام سمجھکر ترک کریگا پھر بوقت حلال جاننے کے اسکی حرمت کا بھی دل میں شک و شبہ رہیگا۔ اور جسکو پیچھے حرام جانیگا اسکے حلال ہونیکا بھی دل میں خیال پیدا ہوگا یہ اجتماع نقیضین ہے جو کہ بالاتفاق باطل ہے۔ مثلاً کبھی تو ایک مذہب کے موافق امام کے پیچھے قرأۃ فرض واجب سمجھے پھر مذہب حنفی اسکو مکروہ و مفسد فی الصلوٰۃ خیال کر کے ترک کرے۔ یا کبھی ایک مذہب کے موافق رفع الیدین فی الصلوٰۃ و وضع الیدین علی الصدر و آمین بالجہر کو سنت سمجھکر عمل کریگا

Marfat.com

پھر بخیال ثانی ان سب کو مکروہ و خلاف سنت سمجھیگا یا کبھی ایک امام کے مطابق نکسیر و فصد و خون جاری سے مفسد الصلوۃ و ناقض الوضو خیال کریگا پھر اسکو بخیال دیگر امام مجوزیہ الصلوۃ خیال کریگا۔

ف۔ حنفی مذہب میں خون جاری سے (خواہ نکسیر ہو خواہ فصد یا چوٹ وغیرہ) وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بے وضو ہو جاتا ہے۔ بے وضو نماز پڑھے تو خوف کفر لکھا ہے۔ یا کبھی ایک امام کے موافق وہ پانی قلتین (جسمیں کتا بلا سور وغیرہ مرگیا ہو) پاک خیال کر کے اس سے وضو و غسل کر کے نماز پڑھیگا اور کبھی اسی پانی سے غسل کرنا حرام سمجھیگا۔ **ف**۔ اسی پانی سے جب امام وضو و غسل کر کے نماز پڑھائے تو حنفی کی نماز اسکے پیچھے ناجائز[1] ہے۔ یا کبھی ایک جانور مانند گوہ و مینڈک وغیرہ کو ایک مذہب میں حلال سمجھکر کھائے پھر حنفی مذہب افدس کے موافق انکو مکروہ یا حرام جانیگا۔

غرضکہ تقلید کے ترک کرنے سے صدہا ہزار ہا درجہ کا فتنہ و فساد پڑتا ہے۔ اسیواسطے خاص سلطنت انگریزی میں جسقدر لامذہب ہوں ملحدوں زندیقوں عیسائیوں کی ترقی ہے اسقدر اور کہیں نہیں۔ اور آج جسقدر دہریہ ملحد نیچری مرزائی نظر آتے ہیں ان سب کا صرف یہی ایک باعث ہوا یعنی ترک تقلید شخصی۔ اور قاعدہ مقررہ ہے کہ جبتک انسان کسی مذہب کا پابند نہیں ہوتا بیشک شیطان اسکو نہیں چھوڑتا کیونکہ جماعت پر ید اللہ ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اکابر محدثین مثل بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ سب مقلد تھے (دیکھو رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ)

امر ثانزدہم۔ عامی کی مثال ایک مریض کی ہے اور مجتہد کی مثال مانند ایک معالج سرجن یا بڑے افلاطون کے ہے اور محدثین کی مثال ایک بڑے دوا خانہ یا عطار کی ہے۔ تو عامی مریض کو بچشم تشخیص کرنا علاج و معالجہ کی تجویز بتانا اور ممنوعات سے پرہیز و اشیاء مفیدہ کی اجازت اور ہر ایک چیز کی مقدار وغیرہ۔ یہ سب مجتہد و مرشد کا کام ہے اور دوا خانہ سے دوا دینا حسب الحکم ڈاکٹر یہ محدثین کا کام ہے۔

---

[1] دیکھو ہمارا رسالہ رحمۃ الرحمان فی تقلید النعمان ۱۲

Marfat.com

ڈاکٹر و حکیم کے حکم کے موافق پابند ہو کر علاج کرانا یہ عامی مریض کا کام ہے پس جب یہ ذہن نشین ہو گیا تو یہ بھی قانون مستمرہ ہے کہ جس مریض کے چار معالج مثلاً ایک ڈاکٹر یوروپین ایک حکیم یونانی ایک ویدک دیسی ایک سنیاسی۔ تو بوقت علاج معالجہ ضرور انکا باہمی اختلاف ہوگا۔ خواہ بلحاظ تشخیص وتجربہ جو یا بلحاظ دوا و خوراک کیونکہ ہر اک کے معلومات و تجربات جدا اور ہر اک کی تحقیق و ذہانت طبعی علیحدہ ہے پس ایسے موقعہ پر مریض نے اگر ایک ہی شخص کا علاج کیا تو بہتر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔ اسیطرح جو شخص بوقت اختلاف مجتہدین ایک کا مقلد رہیگا تو نجات پائیگا اگر ایک کا نہ رہا بلکہ سب کا مقلد بنگیا یا از خود دینا طریقہ ایجاد کیا تو پھر ایمان کا ملنا مشکل آخر مرزائی[لے] نیچری وغیرہ ہو کر مریگا۔

امر سوم۔ بعد از اقرار توحید و رسالت ایماندار کو الحاق بالصالحین و اتحاد بالابرار واجب ہے۔ چنانچہ آیت تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اور وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ اسپر شاہد ہے۔ اب اس الحاق کی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو تقلید مجتہدین۔ دوسرا بیعت مشائخین۔ چنانچہ تفسیر عزیزی میں بذیل آیہ وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لکھا ہے۔ "اطاعت مجتہدین و مشائخین فرض است" یہی وجہ ہے کہ کل اولیاء اللہ مقلد و باپیر تھے کوئی ولی بے پیر و غیر مقلد نہ تھا نہ اب کوئی ایسا ہے پس ثابت ہوا کہ الحاق بالصلحا سے انسان پختہ مومن بنجاتا ہے۔ لہذا سب کو لازم ہے کہ بیعت مشائخین کرکے روح و قلب و نفس کی اصلاح کرے اور تقلید مجتہدین کرکے مسائل شرعیہ کو صحیح طور پر سمجھکر اپنے اعمال و افعال ظاہری کو درست و آراستہ کرے۔ ہاں جو شخص مجتہدین میں سے افضل و اعلم و افقہ ہو (جیسے امام اعظم رح) اسکی تقلید بہت بہتر و آسان ہے۔ اور جو شخص مشائخین میں سے اکمل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ ہو انکی بیعت زیادہ تر مفید و اسہل و انفع ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ اس حقر الانام

[لے] مرزا ایک شخص دشمن اسلام پنجاب میں تھا۔ اپنے آپکو نبی و رسول و مسیح و مہدی و مجدد و امام حسین و غوث اعظم سے بہتر جانتا تھا آخر بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو نہایت بری موت سے بحالت سازنہ مرگیا۔

راقم الحروف کو دو لو نعمتیں مذکورہ حاصل ہیں۔ اَللّٰھُمَّ حَرِّقْ قَلْبِیْ بِنَارِ عِشْقِكَ اَبَدًا یا اللہ بجرمتہم

امر شانزدہم۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جسطرح اسلام مقدس عبارت ہی اُن اُمور و احکام وارشادات سے جنکو امت نے (یعنی فقہا و مجتہدین و صلحار کاملین وصادقین نے) بعد از تحقیق و تنقیح و تنسیخ و تصدیق کے ثابت کیا ہے یعنی بعض احکام و امورات اور بعض اعمال و اقوال کو منسوخہ و موقوفہ و متروکہ و موضوعہ و ضعیفہ قرار دیکر اصلی احکام و ارشادات کو ثابت کرکے اسلام کو بے داغ و الزامات سے بری کرکے صحیح دکھایا ہے تاکہ مخالفین اسلام کے شکوک و شبہات رفع ہوجائیں۔ پس اب جو کوئی دشمن اسلام بعض امورات متروکہ و ضعیفہ کو دیکھکر کہے کہ اسلام عیب دار یا غلط ہے تو وہ مردود و قول اُسکا مردود ہے۔ اسیطرح مذہب حنفی مقدس بھی عبارت ہے مسائل مفتی بہ و معمولات علمار امت سے جو کہ بعد از جرح و تعدیل اور بعد از تصحیح و تکمیل و توضیح و تفصیل منقح و مرجح اور محقق و مصدق ہوچکی ہیں اسی کا نام مذہب حنفی ہے جسقدر اقوال صاحبین کے ہیں وہ فی الواقع اُنکے نہیں بلکہ وہ بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہی اقوال ہیں (دیکھو صفحہ ۲ بذیل جواب اترکوا قولی) پس اب جو کوئی شخص دشمن امام العالم کی ضعیف روایت یا مرجوح و منسوخ قول کو دیکھکر کہے کہ مذہب اقدس حنفی غلط ہے تو وہ بھی مردود اور اُسکے اقوال و اعمال بھی مردود۔ نعوذ باللہ منہ۔

امر نوزدہم۔ قرآن کریم نے سکھایا ہے کہ جب کسی نیک بندہ عالم باعمل کی خدمت میں بغرض حصول علم حق اطاعت اختیار کیجائے تو اسکا مقلد بنکر یا مرید بنکر اسپر اعتراض نہ کریں۔ کیونکہ مقلد یا مرید بنکر اگر معترض ہوگا تو نتیجہ اُسکا حرمان و بُعد ہوگا اور مقاصد عالی و خزائن الٰہی سے محروم رہیگا۔

ع۔ بے ادب محروم گشت از لطف رب۔ چنانچہ قصہ حضرت موسیٰ و خضر[1] علیہما السلام کا اسپر شاہد و مؤید ہے جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا کہ ایک بندہ خدا کا ایسا ہے جسکو خدا نے

---

[1] حضرت خضر علیہ السلام اب تک زندہ ہیں کل مسلمانان اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے۔ اسکی تحقیق ہمارے رسالہ خضر کرشنیہ میں دیکھو۔

Marfat.com

علم لدنی عطا فرمایا ہے تو اُنکے ملنے کیواسطے سفر طویل اختیار کیا جب خضر علیہ السّلام سے ملاقی ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا یعنے کیا میں تابع ہو جاؤں آپکا اسپر کہ مجھے وہ علم عنایت کرو جو آپ کو تعلیم کیا گیا ہے از قسم رشادت وہدایت کے خضر علیہ السلام نے جواب دیا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا یعنے اے موسیٰ آپ میں میرے ساتھہ رہکر متابعت کرنیکی طاقت نہیں کیونکہ تقلید تو بڑی بہادری وہمّت کا کام تہا۔ لہذا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی طرف سے تو بہادری کا ثبوت دیکر تقلید کا اقرار یوں کیا سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا یعنے خدا چاہے تو میں آپکے اقوال وافعال پر صبر کرکے بالسوال کسی بات میں نافرمانی نکرونگا یعنے پکّا مقلّد ہوں گا[لہ]۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پھر دوبارہ یہ شرط کرالی جو ہر اک مقلد کیواسطے ضروری ہے یعنے فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا یعنے اے موسیٰ اگر تم میری تابعداری کرنا چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر سوال واعتراض نہ کرنا جبتک خود میں بیان نکروں۔ یہ شرط اسلئے کرائی گئی کہ اکثر قاعدہ ہے کہ جس چیز کا علم نہ ہو اُسپر آدمی گھبرا جاتا ہے۔ اور جھٹ اعتراض ومخالفت پر کھڑا ہوکر تقلید سے باہر ہو جاتا ہے اور یہ سخت مضرّ ونقصان دہ ہوتا ہے چنانچہ اس شرط پر موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کے ساتھہ سفر اختیار کیا۔ آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صبر وقرار نہ ہو سکا اور معترض ہوئے اور خضر علیہ السلام نے اون کو اون امور کی حقیقت بیان کرکے فرمایا جو کام میں نے کئے وہ بحکم خدا تھے میرا ذاتی کام نہ تھا۔ مگر چونکہ تمہارا صبر واستقلال پہلے ہی کامل ثابت نہ ہوتا تہا آخر بہی پورا نہ نکلا اسلئے آپکو اپنی صحبت سے نکالتا ہوں اور میری تمہاری جدائی وعلیحدگی کا باعث صرف یہی اعتراضات ہوئے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اسقدر دانا ودور اندیش

[لہ] یہی معنے تقلید کے ہیں۔ کیونکہ اتباع بلا دلیل بلا روک ٹوک بلا تحقیق وتفتیش کا نام تقلید ہے۔ اور یہی شرط حضرت خضر علیہ السلام نے فرماکر وعدہ لے لیا۔ ۱۲

اور رسل اعظم نہیے کہ پہلے ہی لفظ انشاء اللہ کہکر وعدہ خلافی کے وعید سے بچکر چلے گئے۔ ماسوائے اسکے وہ رسل و صاحب کتاب و کلیم اللہ تھے اور خضر علیہ السلام کی نبوت میں بھی اختلاف ہے لہذا وہ مورد عتاب نہ ہوئے کیونکہ جبکہ مجتہد کو اختیار ہے کسی اور مجتہد کی تقلید کرنے یا نہ کرنے کا تو مرسل کو بطریق اولیٰ اختیار ہے لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر کہ اگر سکوت و خاموشی اختیار کرتا تو بہت سے عجائبات آلہی معائنہ کرتا۔ اب اسی قصہ سے کئی امور پیدا ہوئے (۱) جس شخص کو اپنا امام یا پیر بنا وے تو اوسکی پوری متابعت کرے (۲) اوسکے کام پر اعتراض نہ کرے اگر ضرورت پڑے تو مؤدبانہ و مخلصانہ طریق سے عرض داشت کرکے جیسا جواب ملے سنکر چپ ہو رہے اگر نہ سمجھے تو اپنا قصور فہم سمجھے (۳) اس قسم کے اتباع میں صدہا فوائد ہیں جو اور کسی طریق سے حاصل نہیں ہوتے (۴) جب کسیکو اپنا امام یا شیخ سمجھے تو اوسکی مخالفت و مقابلہ کرنیکا نتیجہ یہ ہے کہ اوس بزرگ کی برکات اور فیوض و امداد سے محروم رہجاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک (۵) جبکہ نبی اقرب مرسل اعظم موسیٰ علیہ السلام سے یہ شرط کرائی گئی تھی کہ مجھسے میرے کاموں کے متعلق اعتراضاً سوال نہ کر کہ یہ کام چون اور چرا ہے۔ پھر عوام جہلا یا نفیہ محمدی کے تحصیل یافتوں کو کب جائز ہے کہ امام حق کی تقلید کرکے پھر اونکے تفصیلات و سوالات پر باغیانہ اعتراض کریں۔ (۶) جیسا نبی اور امتی کا مقابلہ و مباحثہ جائز نہیں ویسا ہی مقلد و مجتہد یا طالب و شیخ کا مقابلہ جائز نہیں۔ یہی طریق حضرات علمائے صادقین و صوفیائے صالحین کا برابر چلا آتا ہے۔ چنانچہ عوارف شریف اور مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملاحظہ سے پتہ ملتا ہے۔

امر ہفتم۔ خدا نے اس دین کا نام اسلام رکھا ہے۔ اسلام کے معنے گردن نہادن و باور کردن و قبول و تسلیم نمودن۔ اور اسلام نے جو امور ارشاد فرمائے ہیں ان میں بھی یہی تسلیم و قبول کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ مثلاً اولاد اپنے والدین کی پابند۔ رعایا اپنے بادشاہ کے حکم پر پابند۔ عورت

اپنے خاوند کے پابند مقتدی اپنے امام کے پابند۔ قافلہ اپنے رہبر رہنما کا پابند۔ جاہل اپنے عالم کا پابند۔ غلام اپنے مولا کا پابند۔ غیر مجتہد اپنے مجتہد کا پابند۔ فوج اپنے سردار کے پابند۔ مریض اپنے حکیم کے پابند۔ وغیرہ۔ پس ثابت ہوا کہ اسلام پابندی سکھاتا ہے نہ آزادی۔ انگریز جب اول ہندوستان میں آئے تو دیکھا کہ مسلمان اپنے احکام و امورات مذہبی کے سخت پابند ہیں تو ان کو آزادی پر قایم کرنا چاہیے اور خوب عمدگی سے آزادی دیدی اور غیر مقلد بنانا شروع کیا اور سب سے زیادہ اسمیں علیگڈھی نیچری نے حصہ لیکر بہت اہل ایمان کو برباد کیا۔ یہاں تک نوبت نیچریوں کی آئی کہ نبی برحق کی تقلید کو ترک کر کے آزاد ہو گئے جیسے کہ عیسائی فرقہ نے اپنا اصلی دین و مذہب (جو حضرت مسیح چھوڑ گئے تھے) ترک کر کے نیا مذہب از خود ایجاد کر کے اوسکا نام دین مسیحی رکھا ہے۔ اسیطرح نیچریوں نے بھی نیا دین بنا کر کے اصلی دین کو نہ صرف چھوڑا بلکہ اصلی اسلام کو نفرت سے دیکھتے ہیں۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی[۱] مصنف تقویۃ الایمان و مولوی نذیر حسین دہلوی کو تو بہانہ کافی تہا اونہوں نے اور بھی متانت سے خلق اللہ کو گمراہ کر کے غیر مقلد بنایا۔ یہ فرقہ اس حد تک بڑھگیا کہ اب حدیثوں کو مسخری کرتے ہیں۔ اسکا دوسرا نام اب چکڑالوی بھی رکھا جاتا ہے پناہ بخدا۔ ایک لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ کسی غیر مقلد کو کسی نے کہا کہ بالفرض اگر تمام انبیا حضور علیہ السلام کے وقت موجود ہوتے تو تو اُسوقت کیا کرتا کیونکہ اُسوقت تو صرف ایک حضور علیہ السلام کی ہی تقلید کافی تھی تو جوابدیا کہ میں تو نبی کی تقلید کو بھی برا سمجھتا ہوں (نعوذ باللہ من ذالک) اب دیکھیے کہ غیر مقلدوں کی حالت کہاں پہونچی ہے۔ خدا سب کو امامان دین کا پکا پکا مقلد بناوے۔ آمین۔

اے ناظرین! یہ بست[۲۰] امور جو بطور مقدمہ عرض کئے گئے ہیں انکو اچھی طرح بار بار پڑھکر ذہن نشین کر کے اصل مسئلہ پر غور کرو۔

---

[۱] یہانتک کہ دیوبندی وگنگوہی جو برائے نام حنفی ہیں وہ بھی ایسے لوگوں کے دام میں آگر نہ اُدہر کے ہوئے نہ ادہر کے۔ ۱۲

اصل مقصود

اگرچہ بیانات مذکورہ تقلید کے متعلق کسی ذی فہم و نیک نیت پاک طینت کو شک و شبہ نہو گا مگر چونکہ بعض سادہ لوحوں کو غیر مقلد صرف ترجمہ بعض آیات کا دکھاکر بتاتے ہیں کہ دیکھو اسمیں تقلید کا رد ہے اور تمہارے پاس وجوب تقلید کی کوئی دلیل شرعی نہیں۔ اگر ہے تو دکھاؤ۔ لہٰذا چند ادلّہ لکھی جاتی ہیں۔

تقلید کے وجوب پر پہلی دلیل

قال اللہ تعالٰی یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ۔ یعنے جس دن پکارینگے ہم ہر اک شخص کو اوسکو امام کے ساتھ" تفسیر بیضاوی میں ہے ای بمن ائتموا بہ من نبی او مقدم فی الدین۔ اور یہی عبارت ہے مدارک شریف میں۔ یعنے امام خواہ نبی ہو یا مقتدائے دین و مطاع حق۔ تفسیر معالم میں ہے، عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس قال بامام زمانھم الذی دعاھم الی ضلالۃ او ھدًی وعن سعید ابن المسیب کل قوم یجتمعون الی رئیسھم فی الخیر والشر۔ تفسیر حسینی میں ہے یا مقتدیکہ در مذہب او متابعت او نمودہ باشند چنانچہ نداز ندیا شافعی۔ یا حنفی۔ و دریں باب از علی مرتضٰی نقل میکنند کہ دراں روز ہر قومی را بخوانند با امام زمان ایشاں۔ یعنے ہر اک انسان کو اوسکے امام کے ساتھ بلائینگے۔ یہی مضمون ہے تفسیر کبیر اور نیشا پوری اور ابو السعود وغیرہ میں اور دقائق الاخبار عربی صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ میں ایک حدیث یوں ہے اذا کان یوم القیٰمۃ ینصب لواء الصدق لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وکل صدیق یکون تحت لوائہ ولواء الشھادۃ لعلی وکل شھید تحت لوائہ ولواء القرأۃ لابی ابن کعب وکل قاری یکون تحت لوائہ

یعنے قیامت کے روز ہر اک وصف کے لوگوں کا ایک ایک امام ہوگا اور اوسکے ہاتھہ اوسی صفت کا ایک ایک جھنڈا ہوگا۔ صدیق اکبر کے ہاتھہ صدق کا جھنڈا حضرت علی کے ہاتھہ شہادت کا جھنڈا۔ اور قرأۃ کا جھنڈا حضرت ابی ابن کعب کے ہاتھہ ہوگا۔ علی ہذا اور بہی درحدیث خلفاء وصحابہ کرام کا ذکر ہے۔ پس جبکہ ثابت ہوا کہ ہر اک شخص اپنے اپنے امام کے ساتھہ بلایا جائیگا تو ہر اک انسان پر لازم ہے کہ کسی ایسے شخص کو نائب وامام مقرر کرے کہ جس سے تمام ضروریات دینی وبرکات وفیوضات اسلام حاصل ہوں جیساکہ آئمہ مجتہدین وصوفیا ومشائخین ہیں۔ انکے ملنے ملانے سے انشاء اللہ قیامت کو ہر نہج سے نجات ہوگی۔ آمین۔

باقی رہا یہ کہ آیۃ میں امام سے مراد محدثین ومفسرین نے کئی افراد لئے ہیں۔ جیساکہ نبی وکتاب واعمالنامہ وملل وامہات اور ہر اک نے اپنی اپنی جگہ حدیثیں واقوال پیش کئے ہیں۔ تو موضع احتمال ہے استدلال باطل ہوجاتا ہے۔ سو جواباً عرض ہے کہ جب یہ احتمالات ہیں تو آپ صاحبان اس آیت کو کسطرح استدلال میں لائینگے۔ کیونکہ جتنے احتمال ہیں اُن سے اگر مدعی ہوں تو آخر کیا آیت بیکار چھوڑی جاویگی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ جو احتمالات ممکن الوقوع ہیں اونکا لینا جائز ہے ورنہ اعتراض سے تو خالی کوئی نہ رہیگا۔ مثلاً کل اُناس میں انبیا بہی ہیں وہ کسی کے نام سے بلائے جائینگے۔ اُمہات کی نسبت عرض ہے کہ جنکی ماں نہیں جیساکہ آدمؑ وحوا وغیرہ وہ کس کے نام سے پکارے جائینگے۔ یا جو لوگ اہل کتاب بہی نہیں اور وہاں پر نبی بہی نہیں آیا۔ یا وہ قوم کسی دین پر نہ گذری بلکہ قبل از ابلاغ وبلوغت مرگئے تو اونکا کیا حال ہے۔ پس جسطرح وہ سب احتمالات باوجود مختلف ہونیکے درست ہیں تو اسیطرح یہ بہی ممکن الوقوع ہیں۔ چنانچہ امام ابو یوسفؒ وغیرہ کا یہ قول بہی اسپر شاہد ہے۔

حسبی من الخیرات ما اعددتہ ‫ ‬ یوم القیمۃ فی رضی الرحمان

دین النبی محمد خیر الوریٰ ‫ ‬ ثم اعتقادی مذہب النعمان

Marfat.com

یعنے قیامت کے دن خدا کے خوش کرنے کے لئے مجھے دو چیزیں کافی ہیں۔ ایک تو دین محمدی دوسرا
مذہب حنفی کا عقیدہ (درمختار وغیرہ) اور دیکھیے حضرت امام شعرانی مالکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میزان
میں فرماتے ہیں ولما مات شیخنا الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی رحمۃ اللہ علیہ راٰہ
بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لما اجلسنی الملکان لیسئلان
وانا ھم الامام المالک فقال مثل ھذا یحتاج الی سوال فی ایمانہ باللہ ورسولہ تنحیا عنہ
فتنحیا عنی الخ یعنے شیخ الاسلام میرے شیخ ناصر الدین نے جسوقت وفات پائی تو بعض اولیاء اللہ نے
اونکو خواب میں دیکھکر پوچھا کہ خدا نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپنے جواب دیا کہ جسوقت منکر ونکیر آئے
اور مجھہ سے سوال کیا ایمان کا تو ناگاہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونکو فرمایا کہ تعجب ہے ایسے
شخص سے بھی ایمان کا سوال کیا جاتا ہے۔ کیا ایسے شخص کو بھی اس سوال کی ضرورت ہے۔ چلے جاؤ پس
وہ دونوں چلے گئے۔ یہی امام شعرانی اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ان الصوفیۃ والفقہاء کلھم
یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ وعند سوال منکر ونکیر لہ
وعند الحشر والنشر والحساب والصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف الخ
واذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاحوال والشدائد
فی الدنیا والاخرۃ فکیف بائمۃ المجتہدین وھم ائمۃ المذاھب الذین ھم اوتاد الارض و
ارکان الدین وامناء الشارع علی امتہ فطب نفسا یا اخی وقر عینا بتقلید کل امام ما شئت
منھم الخ یعنے جبکہ حضرات صوفیاء کرام اپنے مریدوں اور طالبوں کی شفاعت کرتے ہیں اور انکے
نگہبان ہیں اور مرنیکے وقت قبر میں سوال کے وقت قیامت میں حساب وکتاب وپلصراط کے وقت
اپنے خادموں کی امداد وافاضہ کرینگے تو حضرات مجتہدین تو ارکان دین اور امین امت اور دین کے
امام ہیں وہ تو بطریق اولیٰ ایسے کام کرینگے۔ مقلدوں کے حق میں پھر یہی امام شعرانی میزان میں دوسری جگہ

Marfat.com

لکھتے ہیں ویأخذ الائمۃ المجتھدین بیدیھم فی اھوال القیامۃ فکل مجتھد راہ ھناک
بتبسم وجھہ ویأخذ بیدہ بخلاف من کان بالضد من ذلک فانہ ربما ینظر الائمۃ
الیہ نظر الغضب لسوء ادبہ معھم وتعصبہ علیھم بغیر حق۔ یعنے امامان دین مجتہد
اپنے اپنے مقلدوں پر راضی ہوکر انکو دوزخ سے خلاصی دلوائینگے اور منکر وغیر مقلد پر بوجہ بے ادبی
کے غضب پڑیگا۔ علیٰ ہذا القیاس کئی بزرگان دین نے ایسا ہی مضمون بیان کیا ہے غرضکہ لازم ہے
کہ مقلد رہے۔

سوال۔ آیت مذکورہ میں تو یہ حکم نہیں کہ اماموں کی تقلید فرض ہے بلکہ یہ ایک خبر ہے اس سے وجوب
کہاں ثابت ہے ؟

الجواب۔ گو یہ خبر ہے مگر خبر سے مراد یا امر ہے یا نہیں۔ کیونکہ اخبار امم سابقہ واحوال انبیاء و مرسلین
علیہم السلام سے مقصود کیا ہے۔ یہی تو غرض ہوتی ہے کہ لوگ صالحین مؤمنین کے حالات پڑھکر
احکام معروفہ وامورات حسنہ پر مضبوط وشائق ہوں اور کفار وملحدین ومفسدین کے حالات سنکر منہیات
ومعاصی سے باز رہیں۔ اسیطرح یہاں بھی یہی مطلب ہے۔ کہ قیامت کو ہر اک شخص اپنے اپنے امام کے
ساتھ ہوگا تو اس امر سے اطلاع دیگئی کہ کل قیامت کو یہ نہ کہنا پڑے لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا
تَبَرَّءُوْا مِنَّا الآیۃ۔ اور یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا اسلیے آج ہی سوچکر ایسے شخص کے مقلد ہو
کہ خدا ورسول علیہ السلام کے نزدیک مقبول ومحبوب ہو جیسا کہ امامان دین مجتہدین اور مشائخین
صادقین اگر کہیں کسی وہابی یا نیچری یا مرزائی کو اپنا گرو بنالیا تو بس دوزخ میں تمکو عام سکونت حاصل
ہے جس دوزخ میں چاہو رہ سکتے ہو۔ تو یہ خبر یعنے امر اور نہی ہر دو افراد پر دال ہوئے۔ اور حدیث نے
بھی دین کے اخذ کرنیکے واسطے سخت احتیاط واتقاکی تاکید فرمائی ہے۔ یعنے دین ایسے شخص سے
حاصل کرو جو علماً وعملاً ظاہراً وباطناً دین کا امام ہو۔ **حدیث** عن ابن سیرین قال ان ھذا العلم

Marfat.com

دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔ رواہ مسلم۔ یعنے یہ علم حق ہی دین ہے جس سے حاصل کرنے
ہو تو پہلے اوس شخص کو دیکھ لو جس سے حاصل کروگے۔ اس قسم کی صدہا حدیثیں کتب حدیث میں ہیں
چنانچہ دارمی شریف "باب الاجتناب عن اہل الھوا" میں ہی کئی صحیح حدیثیں موجود ہیں تو بمبر
بقول اہل عقل الکنایۃ ابلغ من التصریح ایک اشارہ و ترغیب ہے اس بات کیطرف کہ امام ایسا شخص بنایا
جائے جو متقی دجامع علوم ظاہری و باطنی و راجع الی اللہ ہو۔ جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے وَاتَّبِعْ
سَبِیْلَ مَنْ[لہ] اَنَابَ اِلَیَّ یعنے متابعت کر اوسکی جو خدا کیطرف راجع ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ جب
کسی متقی کو امام بنایا جائے تو اوسکی متابعت مقصود ہے نہ محض لغو اور لہو و لعب۔ چنانچہ حدیث میں ہے
انما جعل الامام لیؤتم بہ یعنے امام تو متابعت کیواسطے مقرر کیا گیا ہے پس مقلدین آئمہ
اربعہ قیامت کے روز خدا چاہے صاف نجات پائینگے اور غیر مقلدین روئینگے۔

دوسری دلیل تقلید پر

قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ط
اس آیت میں ایمانداروں پر تین قسم کی تابعداری فرض کیگئی۔ [۱]خدا کی۔ [۲]رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
[۳]اولی الامر یعنے صاحبان حکم کی۔ اس آیت میں اولی الامر ہی کافی نہ ہے مگر لفظ مِنْکُمْ سے تصریح ہو گئی
چنانچہ قرآن نے خود اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ
یعنے اولی الامر مجتہدین و مستنبطین ہیں اور ہر ایک مستنبط ہی نہیں بلکہ لفظ مِنْھُمْ سے تبعیض و تخصیص
ثابت ہوئی مفسرین نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے (۱) سنن دارمی شریف میں روایت ہے
اخبرنا یعلی حدثنا عبد الملک عن عطاء قال اُولِی الْاَمْرِ ای اولی العلم والفقہ

[لہ] حرف مَنْ لفظاً عام ہے اور معناً خاص ہے یعنے ایک شخص مراد ہے نہ دو چار ۱۲۔

Marfat.com

یعنے مراد اولی الامر سے فقہا ہیں (۲) تفسیر اتقان میں امام سیوطی یوں لکھتے ہیں عن ابی طلحۃ عن ابن عباس قال اولی الامر اھل الفقہ والدین یعنے فقہا مجتہدین اولی الامر ہیں (۳) اخرج ابن جریر والمنذر وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس وعن مجاھد ھم اھل الفقہ والدین یعنے اولی الامر حضرات فقہا ہیں (۴) تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۳۵۰ میں بھی یہی مضمون ہے (۵) شرح مسلم امام نووی جلد ثانی صفحہ ۱۲۴ میں یہی ہے (۶) تفسیر معالم ونیشاپوری میں یہی ہے

خلاصہ یہ کہ صحابہ وتابعین نے اولی الامر سے مجتہدین کی اطاعت فرض وواجب ٹھرائی ہے اور جاہل وہابیوں کا یہ کہنا کہ سوائے خدا ورسول علیہ السلام کے اور کی تابعداری شرک وبدعت ہے کسقدر دروغ بے فروغ ہے۔

سوال۔ اولی الامر سے مراد حکام وقت نہیں نہ مجتہدین۔

الجواب۔ حکام دو قسم پر ہیں۔ کفار ومشرکین۔ مسلمانان صادقین۔ تو قسم اول کی شان میں تو صاف وارد ہے وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ۔ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنے وہ حاکم کافر وظالم وفاسق ہیں۔ اور باقی رہا قسم ثانی۔ سو وہ بھی دو قسم پر ہیں (۱) اہل علم صادقین مومنین (۲) جہلا وفاسق فاجر۔ سو اگر قسم اول یعنے علما صادقین ہیں تو بیشک ہم بھی کہتے ہیں کہ علما مجتہدین ہیں۔ اور اگر مراد تمہاری قسم ثانی ہے کہ فاسقوں وفاجروں کی متابعت تمہارے نزدیک فرض ہوگی۔ واقعی تمہارے امام ایسے ہی مناسب ہیں! افسوس کہ غیر مقلدوں کو علم سے محرومی تو تھی عقل سے بھی یہ بیچارے معطل کئے گئے ہیں۔ آجتک انکو اولی الامر کے معنے ہی نہیں آئے۔ وجہ کیا یہ لوگ نجات المومنین پڑھکر فاضلوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اگر بدقسمتی سے تفسیر محمدی یا ثنائی پڑھی تو بس ڈبل مجتہد بلکہ ڈیڑھ گز اوپر اور ہی بڑھ گئے۔ اصل بات کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے وقت مبارک میں امیر وقاضی وحاکم خوب عالم دین مومن صادق مقرر ہوتے تھے بے علم وفاسق کو امیر کرتے ہی نہ تھے

پس وہی اولی الامر ہیں جنکی اتباع واجب ہے اسلئے اب یہی وہ حاکم فی الدین ہوگا جو عالم باعمل اور
مؤمن صادق ہے۔

اب بالیقین یاد رکھو کہ (۱) حاکم سے مراد اہل اسلام نہ کفار (۲) اہل اسلام میں سے بھی اہل علم ہیں نہ کہ جاہل
ونحو (۳) اہل علم سے مراد وہ نہیں جو ترجمہ مشکوٰۃ پڑھکر شیخ الکل محدث بن بیٹھے بلکہ وہ شخص مراد ہے جس کا
حکم ہر حال میں قابل اتباع ہو۔ وہ سوائے مجتہدین کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث میں آیا ہے اذا حکم
الحاکم فاجتھد فاصاب فلہ اجران وان اخطاء فلہ اجر واحد۔ اسکے تحت میں امام نووی شرح مسلم
جلد دوم کتاب الاقضیہ صفحہ ۷۶ میں لکھتے ہیں قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ذالک الحدیث
فی حاکم اھل للحکم الخ یعنی یہ حدیث مذکورہ اوس حاکم کی نسبت ہے جو کہ لائق حکم ہے نہ ہر ایک حاکم کیونکہ
تو مجتہد جب حکم کریگا خواہ کتاب وسنت سے یا اجتہاد سے اور بحالت صواب دو اجر سے اور بحالت خطا
ایک اجر سے ماجور ہے اور ہر دو حالت خطا و صواب میں وہ مطیع الرسول ہے پس مقلد بطریق اولیٰ
مطیع الرسول ہے کیونکہ مقلد متبع مجتہد کا ہے اور مجتہد متبع حق ہے اور جو متبع حق ہے وہ واجب الاتباع
و مطاع ہے بخلاف غیر مجتہد کے کہ وہ نہ تو اجتہاد کر سکتا ہے نہ کسی اجتہادی مسئلہ پر مصیب و ماجور ہے
بلکہ اگر قیاس کریگا بھی تو عاصی و خاطی ہوگا۔ دیکھو شرح مسلم جلد دوم صفحہ ۷۶ وغیرہ۔ اور اگر حکام اہل اسلام
عام لئے جاویں تو پھر بھی سلاطین اسلام تمام روئے زمین کے مقلد و صوفی مشرب ہیں۔ چنانچہ ترکستان
و افغانستان وغیرہ اکثر حنفی نقشبندی ہیں اور مصر اور بغداد وغیرہ اکثر حنفی و حنبلی و مالکی و قادری ہیں۔
پس اگر حکام کی ہی تابعداری کرنا ہے تو وہ مقلد ہیں تم بھی تقلید کرو۔ اب آیت مذکورہ کی تفسیر احادیث
صحیحہ سے کیجاتی ہے جس سے صاف ثابت ہوگا کہ شرع شریف میں کتنے اصول اہلسنت کے نزدیک ہیں

(۱) عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف
تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فقضی

بسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتھد برائی ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وافق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی یعنے حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم و امیر مقرر کرکے روانہ فرمایا اور پوچھا کہ اے معاذ! اگر تجھے کوئی مقدمہ درپیش آیا تو کیا کروگے؟ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ قرآن سے فیصلہ کرونگا آپ نے پوچھا اگر قرآن میں نہ پاوے تو پھر معاذ نے عرض کیا کہ حدیث سے۔ آپ نے فرمایا اگر حدیث میں نہ پاوے تو معاذ نے عرض کی کہ پھر میں اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرونگا۔ اور بالسوال تقصیر نہ کرونگا۔ حضور علیہ السلام یہ جواب سنکر ایسے خوش ہوئے کہ معاذ کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے معاذ کی رائے کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے کے موافق کردیا۔ اے ناظرین اس حدیث سے تشریح آیت کی ہوگئی اور کئی امور ثابت ہوئے۔

(۱) احکام تین قسم پر ہیں قرآن۔ حدیث و اجتہاد (۲) بعض احکام یہی ایسے ہیں کہ نہ قرآن میں صاف نہ حدیث میں صریح (۳) مجتہد جب قرآن و حدیث میں کوئی حکم نہ پاوے تو اجتہاد سے فیصلہ کرے۔ (۴) بعد از قرآن و حدیث مجتہد ہی حاکم ہے اور مجتہد کا حکم ہی واجب الاتباع ہے نہ غیر مجتہد کا (۵) اجتہاد خدا اور رسول کی مرضی کے موافق نہ مخالف (۶) اہل یمن پر معاذ کی اطاعت تینوں امور میں واجب تھی (۷) مجتہد کو شارع علیہ السلام کے روبرو ہی اجتہاد سے کام لینا حکم جاری کرنا جائز تھا چہ جائیکہ بعد شارع کے کیونکہ آپ نے معاذ کو یہ نہ فرمایا کہ اگر قرآن و حدیث میں نہ ملے تو میں فی الحال موجود ہوں مجھسے بذریعہ خط و کتابت پوچھ لینا موجودگی میرے قیاس کچھ نہ کرنا۔ مزید برآں احکام شرعیہ بھی وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے تھے اور جدید احکام نازل ہوتے جاتے تھے کوئی ناسخ کوئی منسوخ (۸) اہل یمن کو بھی حضور علیہ السلام نے یہ حکم نہ فرمایا کہ معاذ سے ہر مسئلہ کی دلیل طلب کرتے رہنا اگر قرآن و حدیث سے

Marfat.com

کہے تو ماننا اگر اجتہاد سے کہے تو نہ ماننا حالانکہ وہاں کوئی عالم بھی نہ تھا (۹) اہل یمن نے بھی معاذ سے اصرار نہ کیا کہ شارع علیہ السلام کی موجودگی میں قیاس کی ضرورت نہیں اور صاحب نبوت کے روبرو قیاس کیا چیز ہے یہ گویا اشارہ ہے کہ اگر مجتہد کو ضرورت درپیش ہو تو بلاشک وہ اجتہاد سے حکم کرے۔ اور تعمیل کرائے اور شارع سے اجازت کا منتظر نہ رہے (۱۰) مجتہد اپنے آپ کو یقیناً صادق و برحق سمجھے ورنہ اگر خود ہی مجتہد کو شک ہو تو وہ دوسرے کو مجبور کس طرح کر سکتا ہے

پس اس حدیث سے واضح ہوا کہ اولی الامر شارع علیہ السلام کے نزدیک مجتہد ہے اور بعد از قرآن و حدیث مجتہد ہی واجب الاتباع و مقتدا و مطاع ہے۔ اب اولی الامر سے حکام جہلا یا فاسق مراد لینا خلاف مرضی شارع علیہ السلام ہے۔

حدیث دوم۔ العلم ثلثة۔ اية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة الحديث۔ رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ۔ شیخ عبد الحقؒ محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں حدیث مذکورہ کے نیچے یوں لکھتے ہیں "فریضہ عادلہ ایست کہ مثل و عدیل کتاب و سنت است اشارت است باجماع و قیاس کہ مستند و مستنبط اند ازاں و بایں اعتبار آنرا مساوی و معادل کتاب و سنت واشتہرت اند و تعبیر ازاں فریضہ عادلہ کردہ اند تنبیہ براں کہ عمل بآنہا واجب است چنانچہ بکتاب و سنت۔ پس حاصل ایں حدیث آں شد کہ اصول دین چہار اند۔ کتاب و سنت و اجماع و قیاس"۔ خلاصہ حدیث مذکورہ کا یہ نکلا کہ اہل اسلام کے نزدیک چار اصول ہیں۔ قرآن و حدیث و اجماع و قیاس۔

حدیث سیوم۔ ان عمر ابن الخطاب لما ولی شریحا القضاء قال له انظر فيما تبين لك في كتاب الله صريحا فلا تسئل عنه احدا وما لم يتبين لك في كتاب الله فاتبع ما فيه سنة محمد صلی الله عليه وسلم وان لم يتبين لك في السنة فاجتهد فيه برايك رواه البيهقي

یعنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریح کو قاضی مقرر کر کے فرمایا کہ جو چیز صاف قرآن میں ہے

اوسکے متعلق کسی سے نہ پوچھ۔ اگر قرآن میں نہ ملے تو حدیث میں دیکھ۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو اپنا اجتہاد کر۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ اولی الامر کے معنے مجتہد ہیں نہ غیر کوئی۔

حدیث چہارم۔ کان ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اذا اورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ فان وجد ما بینہ یقضی بینھم قضی بہ وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی ذالک الامر سنۃ قضے بہ فان اعیاہ خرج فسأل المسلمین الیٰ ان اذا جتمع رأیھم علی امر قضی بہٖ رواہ الدارمی۔ یعنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا تو اگر قرآن وحدیث سے جواب ملتا تو فیصلہ کرتے اگر دونوں سے نہ ملتا تو اجماع اہل اسلام کی رائے سے فیصلہ کرتے۔

حدیث پنجم۔ قال عبد اللہ ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخرج بہٖ
دیکھو رسالہ انصاف مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۲
وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخرج بہ فان لم یکن فعن ابی بکرؓ وعمرؓ فان لم یکن فیہ فامر برأیہ۔ وفی روایۃ فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذبہٖ رواہ الدارمی ص۳۳ ولہ۔ یعنے اگر ضرورت کسی مسٔلہ کی ہو تو پہلے قرآن میں دیکھو پھر حدیث میں پھر شیخین کے فیصلجات ہیں۔ اگر نہ ملے تو جماعت مسلمین سے اگر وہاں نہ ہو تو اجتہاد سے فیصلہ کرو۔ یہی فیصلہ ابن عباسؓ کا تھا۔ اس سے بھی چار اصول قرآن وحدیث واجماع وقیاس ثابت ہوئے

حدیث ششم۔ عن عبد اللہ ابن مسعود قال فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ بما قضے بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ فلیقض بما قضے بہ الصّالحون الحدیث۔ رواہ الدارمی۔ یعنے اگر کسیکو کوئی مقدمہ پیش آوے تو قرآن وحدیث سے فیصلہ کرے۔ اگر وہاں سے مسٔلہ نہ ملے تو اولیاؤ صلحار کے فیصلجات پر فیصلہ کرے قضی بہ الصالحون سے مراد علما ربانیین وآئمہ مجتہدین ہیں

Marfat.com

کیونکہ شرعی معاملات کا فیصلہ مجتہد ہی ٹھیک کرسکتا ہے نہ جاہل وابجد خواں۔

حدیث ہفتم۔ عن عبداللہ قال اذا سئلتم عن شئ فانظروا فی کتاب اللہ فان لم تجدوہ فی کتاب اللہ ففی سنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فان لم تجدوہ فی سنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیما اجمع علیہ المسلمون فان لم یکن فیما اجتمع علیہ المسلمون فاجتھدوا برأیك رواہ الدارمی۔ باب الفتیا۔ یعنے جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو قرآن وحدیث دیکھکر جماعت مسلمین کی رائے سے فیصلہ کرو ورنہ اجتہاد کرو۔ اس حدیث سے بھی چار اصول قرآن وحدیث واجماع وقیاس ثابت ہوئے۔ پس اب جو شخص چار اصول میں سے دو کو تو لیتا ہے اور دو (اجماع وقیاس مجتہد) کا مخالف ہے وہ نہ صرف وہابی بلکہ مفسد فی الدین وملحد ہے۔

سوال۔ ہر ایک فرقہ خواہ مرزائی ہو نیچری ہو وہابی یا مسلمان اہلسنت ہو سب کا یہی دعوی ہے کہ ہماری طرف اسقدر لوگ ہیں۔

جواب۔ اسکا فیصلہ تو حضور علیہ السلام نے صاف کردیا ہے چنانچہ وہ یہ ہے۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم سئل عن الامر یحدث لیس فی کتاب ولا سنۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینظر فیہ العابدون من المؤمنین۔ رواہ الدارمی ص۳۵۔ ایک حدیث یوں ہے فلیقض بما قضی بہ الصالحون۔ رواہ الدارمی۔ اور ایک حدیث یوں ہے اتبعوا السواد الاعظم رواہ ابن ماجہ یعنے جو نئی بات قرآن وحدیث میں نہ ہو تو پہلے عابدین لوگ اس امر محدث پر نظر کریں پھر جو وہ فیصلہ کریں اوسپر تم بھی فیصلہ کرو۔ پھر اگر اختلاف ہوجائے تو جماعت کثیر کی اتباع کرو۔ پس روایات بالا کے ملاحظہ سے صاف نظر آتا ہے کہ علماء صالحین وائمہ مجتہدین نے جو جو فیصلے کئے ہیں ایماندار کو انہی پر چلنا چاہئے۔ باقی تفصیل بذیل آیۃ نمبر ۴ ملاحظہ فرماؤ۔ یعنے چوتھی دلیل کے تحت میں پڑھو۔ پس ان اور آئندہ نمبر ۴ کی آیت کے ذیل کی حدیثوں سے کئی امور تصفیہ وفیصلہ پاگئے۔ مثلاً میلاد شریف کرنا۔ عرس شریف کرنا۔ نذر ونیاز دینا فتحات

Marfat.com

اہل اللہ پڑھنا بہشت کا سیوم و چہارم و ہفتم و چہلم کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ یہ سب کچھ معمولات حضرات بزرگانِ
دین سے ہے۔ اب امید ہے کہ وہابی زیادہ بک بک نہ کرینگے۔

سوال - آیت مذکورہ و احادیث سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ اصول اسلامیہ چار (قرآن و حدیث و اجماع و قیاس)
ہیں۔ مگر ایک امام کی تقلید کہاں سے نکلی۔

الجواب - ناظرین! ہم نے صرف تمہاری تفہیم کے واسطے یہ امر مقدمہ میں طے کر دیا ہے۔ چنانچہ پھر
توجہ دلاتا ہوں کہ امر پانزدہم و دوم وغیرہ کو خیال سے پڑھئے گا۔ لیکن پھر مختصر طور پر یاد رکھو کہ جو مسائل
صاف و صریح قرآن و حدیث میں نظر آتے ہیں یا جن مسائل میں آئمہ مجتہدین متفق ہیں یا جو اجماع سے ثابت
ہیں۔ ان میں تقلید شخصی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ان جن مسائل میں حضرات مجتہدین اختلاف رکھتے ہیں
تقلید شخصی تو ان میں واجب ہے کیونکہ موضع خلاف میں سب حق پر نہیں ہوتے بلکہ صرف ایک ہی صاحب حق پر
ہوتا ہے اور باقی اماموں پر صرف احتمال حق ہوتا ہے۔ گو وہ سب حضرات بخیال تحقیق خود حق پر ہوں۔ پس ایسے موقعہ
بے علم و غیر مجتہد پر لازم ہے کہ اوس مجتہد کی تقلید کرے جسکو آئمہ اربعہ میں سے افضل و اعلم خیال کرے تا کہ ہمیشہ
حیران و پریشان نہ ہو اور اہل اسلام سے نکلکر مرزائی نیچری وغیرہ نہ ہو جاوے۔ اور اعلم و افضل کی تقلید کرنا یہ میرے
دل کی بات نہیں بلکہ خود جناب سرور عالم علیہ السلام کا فرمان ہے۔

حدیث اول - من تولی امر المسلمین شیئا فاستعمل علیہم رجلا و یعلم ان فیہم من اولی بذالک
واعلم منہ بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ فقد خان اللہ و رسولہ و جماعۃ المسلمین۔ کذا فی فتح القدیر۔

حدیث دوم من استعمل رجلا من عصابتہ وفیہم من ہو ارضی اللہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ
والمؤمنین اخرجہ الحاکم و ابن عدی و العقیلی و الطبرانی و الخطیب ط یعنے جو شخص مسلمانونکا
کسی امر میں متولی و متصرف مختار ہوا پھر اوس نے مسلمانوں پر کسی ایسے شخص کو عامل و حاکم مقرر کیا کہ جس سے بڑھکر
زیادہ عالم و فقیہہ و دوست خدا بھی موجود ہے۔ اور اعلم و افقہ کو چھوڑ کر اور کو حاکم مقرر کیا تو اوس نے خیانت کی خدا

Marfat.com

اور رسول علیہ السلام کی اور جماعت اہل اسلام کی پیش نا بننا ہوا کہ اعلم و افقہ کی اتباع واجب ہے۔ اور تولی عام ہے اس سے کہ دینی ہو یا دنیاوی۔ پھر مجتہدین میں سے کسیکو اعلم و افقہ جانکر اوسکی تقلید سے ہٹا کر اون سے پست درجہ والے یا غیر مجتہد کی تقلید کرنا یا کرانا اپنے آپکو خائن خدا و رسول علیہ السلام واہل سلام کا بنانا ہے۔ اور ہمارے نزدیک اگرچہ مجتہدین مذاہب اربعہ بعد صحابہ تمام امت سے زیادہ بزرگ اور عالم و فقیہہ ہیں مگر کل مجتہدوں میں سے امام العالم امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ افضل و اکمل ہے اور آپ جملہ مجتہدین و محدثین میں سے اعلم و افقہ و اورع ہیں چنانچہ دیکھو تبییض الصحیفہ امام سیوطی کا اور میزان امام شعرانی مالکی کی اور خیرات الحسان و تائید السنان وغیرہ۔

حدیث سیوم۔ اذا اوسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ۔ رواہ البخاری۔ یعنے جب نا اہل نالائق لوگوں کے سپرد کام کیا جاوے تو قیامت کا انتظار کرو۔ گویا اشارہ ہے کہ لائق لوگوں کو لوگ چھوڑ کر نالائقوں کو اپنا امام بنائینگے جیسا کہ فی زمانہ اماماں دین و مجتہدین صادقین کو چھوڑ کر مرزا قادیانی و سید احمد خان نیچری و مولوی اسمٰعیل و نذیر حسین دہلوی وغیرہ کو اپنا امام سمجھتے ہیں

حدیث چہارم۔ قال ابو موسیٰ اشعری فی حق ابن مسعود۔ لاتسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم کذا فی المشکوٰۃ۔ ھدایہ جلد اول ص۲۸ یعنے اے لوگو مجھسے کچھ نہ پوچھو جبتک عبد اللہ بن مسعود تم میں ہے۔ چونکہ ابن مسعود صحابہ میں اعلم بالحدیث و افقہ تھے اسلئے اعلم کی موجودگی میں دوسرے کی ضرورت نہ رہی۔ [۲]

حدیث پنجم۔ مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ و الی ھذہ مرۃ رواہ مسلم یعنے مثال منافق کی اوس بکری کی مانند ہے جو دو ریوڑ والی میں پھرتی ہے کبھی ادہر کو

---

[۱] ثم انھم تفرقوا الی البلاد و صار کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی و کثرۃ الوقائع فاستفتوا فیھا فاجاب کل واحد حسب ما حفظہ او استنبط۔ الخ (حجۃ اللہ البالغۃ)

[۲] چنانچہ ہدایہ شریف جلد اول صفحہ ۲۸ میں بھی یہی مضمون ہے۔

جاملی کبھی اُدہر کو جا گھسی۔ پس دو مذہبوں پر چلنا گویا منافقوں کی شکل بنانا ہے۔

حدیث ششم من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہم رواہ مسلم۔ یعنے جسوقت تم ایک شخص کے ماتحت و محکوم ہو پھر کوئی اور شخص تمکو اوس جماعت سے یا اوسکی متابعت سے جدا کرنیکا ارادہ کرے تو اوسکو قتل کرو۔ اس حدیث نے صاف دکھادیا کہ جو شخص مقلد شخصی ہو پھر اوسکو کوئی امام کی تقلید سے ہٹانا چاہے تو وہ ہٹانے والا شرعًا واجب القتل ہے۔

سوال۔ خدا نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ فلاں فلاں امام کی تقلید کرو۔ مثلاً امام اعظم کی تقلید یا شافعی کی۔ وغیرہ۔ اس سے صاف و صریح فیصلہ ہو جاتا۔

الجواب۔ جب خدا نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم اپنے حکم کے ساتھ ہی فرمایا تو اب وجوب کے کیا معنے۔ ہاں نام بنام لیکر اسلئے نہیں فرمایا کہ اس تمہارے جدید قاعدہ سے تمام نصوص لغو و باطل ہو جائینگی۔ کیونکہ پھر تو ہر اک زانی کہیگا میرے نام کی حد نکالو۔ شرابی کہیگا کہ میرے نام کا حکم نکالو۔ چور و قاتل کہیگا میرے واسطے خاص حکم بتاؤ۔ بے نمازی۔ بے روزہ۔ تارک زکوٰۃ سب کہینگے کہ ہماری نام پر حکم بتاؤ۔ ہمکو کہاں حکم ہے کہ تم ایسے ایسے کام کرو۔ یا خدا نے کہاں فرمایا کہ غیر مقلدوں کے مولوی فلاں فلاں ہیں اونکے پیچھے چلو فلاں فلاں جھوٹا ہے اوسکی نہ مانو۔ غرضکہ یہ طریق استدلال جو ہم سے طلب کیا جاتا ہے محض دہوکا دہی و فریب بازی ہے۔ جبکہ اطاعت اولی الامر کی واجب ہوئی۔ اور اولی الامر حضرات مجتہدین ثابت ہوئے تو تقلید مجتہدین واجب ہو گئی۔ اب بات صرف یہ رہی کہ حضرات مجتہدین نے جو جو مسائل استخراج کئے ہیں وہ سب کے سب قابل تقلید ہیں یا نہیں تو اسکا صاف جواب یہی ہے کہ مقلد غیر مجتہد کے واسطے یہی بہتر ہے کہ اپنے اپنے امام کے سب مسائل مفتی بہ پر عملدرآمد رکھے۔ کیونکہ خود تو مجتہد نہیں۔ غیر مجتہد کا اجتہاد مجتہد کے مقابلہ میں مقبول نہیں۔

Marfat.com

اور بہر حال اوسکو مجتہد کی اتباع کرنا ضروری ہے۔ اور مجتہد کامل صواب و خطا ہر دو حال میں ماجور ہو نہ ماخوذ۔ اور یہ بار بار خیال آیا کہ جن امور میں صریح کوئی حکم شارع سے مروی نہیں اوسمیں حضرات مجتہدین کا ضرور اختلاف ہوگا۔ چنانچہ حدیث ہے اجماع رأی الائمۃ فیما لم ینزل فیہ کتاب ولم تمض بہ سنۃ الحدیث (دارمی صہ۶۱ و دراسات اللبیب صہ۵۹) پس جبکہ کسی مسئلہ پر اماموں کی مختلف رائیں ہیں اور ہر اک امام کے پاس کوئی نہ کوئی وجہ حق و صواب بھی موجود ہے اور خلاف نصوص بھی نہیں تو غیر مجتہد کو بغیر ایک کی تقلید کے چارہ بالکل نہیں۔ ہاں ایک بات قابل یادداشت ہے وہ یہ ہے کہ بالفرض اگر کوئی مسئلہ بظاہر مخالف نصوص معلوم ہو اور کسی ترجمہ مشکوٰتی مولوی کے عقل کے کوزہ میں نہ آوے تو کیا کیا جاوے۔ تو جواب حق یہ ہے کہ وہ مسئلہ گو مشکوٰتی ترجمہ خوان کے فہم میں نہ آوے مگر وہ مسئلہ اگر کسی مجتہد کامل کے نزدیک درست ہے، تو بیشک فی الاصل درست وحق ہے۔ ایسے موقعہ پر مشکوٰتی ترجمہ خوان کے خلاف کرنا اور مجتہد کے حکم پر ثابت رہنا عین مرضی خدا و رسول علیہ السلام و اہل اسلام ہے۔ چنانچہ حضرات فقہاء کا بھی یہی ارشاد ہے کہ جو شخص از روئے صداقت و حقانیت دیانت و ورع و علمیت مذہبی تفضیل و ترجیح رکھتا ہو اور اوسکی تحقیقات و جہات فوقیت رکھتا ہو تو اُسی کے قول پر فتویٰ دیا جائیگا۔ چنانچہ درمختار ردّ المحتار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل و خرق الاجماع۔ پس از روئے قرآن و حدیث و اجماع تقلید شخصی واجب ثابت ہوئی۔ اور مخالف تقلید خارج از اہلسنت والجماعۃ ثابت ہوا۔ اللھم ثبتنا علی مذھب ابی حنیفۃ

تیسری دلیل وجوب تقلید پر

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔ اور جو کوئی تابعداری کرے مومنوں کے رستہ کے سوائے اور راستہ کی تو اوسکو ہم دوزخ میں بُری جگہ دینگے۔)

Marfat.com

اسکے نیچے تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۷۴۲ میں لکھا ہے ان الشافعی سئل من آیۃ فی کتاب اللہ تعالیٰ تدل علی ان الاجماع حجۃ فقرأ القرآن ثلث مائۃ مرۃ حتی وجد ہذہ الاٰیۃ وتقریر الاستدلال ان اتباع غیر سبیل المؤمنین حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المؤمنین واجباً۔ یعنے امام شافعی سے سوال کیا گیا کہ اجماع امت کی حجت شرعی ہونا کس دلیل سے ثابت ہے۔ تو آپنے تین سو مرتبہ قران شریف پڑھا۔ آخر الامر یہی آیت بار بار نظر آئی۔ اور اسپر آپنے یوں تقریر فرمائی کہ خلاف راستہ مومنوں پر چلنا حرام ہوا تو راستہ مومنوں پر چلنا واجب ہے۔ اور تفسیر مدارک ۱۳۵ میں بذیل آیت ہذا لکھا ہے وھو دلیل علی ان الاجماع حجۃ لایجوز مخالفتھا کما لایجوز مخالفۃ الکتاب والسنۃ۔ یعنے یہ دلیل ہے اسپر کہ اجماع امت حجت ہے جیسا کہ قران وحدیث کی مخالفت جائز نہیں ویسا ہی اجماع کی مخالفت جائز نہیں۔ اور تفسیر بیضاوی ۲۰۱ بذیل آیۃ ہذا یوں ہے والاٰیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع الی ان قال واذا کان اتباع غیر سبیل المؤمنین محرماً کان اتباع سبیلھم واجباً وقد استقصیت الکلام فیہ فی مرصاد الافہام۔ یعنے یہ آیت دلیل ہے اجماع کے حجت ہونے پر۔ اگرچہ یہ ایک ہی آیت کافی ہے اجماع کے حجت ہونے پر مگر تاہم چند اور آیات بھی حاضر ہیں جنسے مضمون مذکورہ کو اور بھی زیادہ امداد وتقویت ملتی ہے۔

آیت اول۔ وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَہٗ حُجَّتُھُمْ دَاحِضَۃٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔ یعنے جس بات حق کو مسلمان مان چکے پھر اسمیں مفسدین کا جھگڑا اڈالنا یہ دوزخیوں اور مغضوب علیہم کا کام ہے۔ یہ آیت صاف اسپر دال ہے کہ جب اہل اسلام کسی بات پر اجماع کرلیں تو اوسکو توڑنا حرام ہے چنانچہ تقلید پر کل اہل اسلام کا قولی وفعلی اتفاق ہے تو اسکا توڑنا سخت حرام ہے۔

آیت دوم۔ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا یعنے جب کوئی بات اصلاح پر آجائے اور مسلمان

Marfat.com

مصلح ہوں تو پھر فساد نہ کرو۔ یعنی جب کل مسلمان الا ماشاء تقلید کو واجب سمجھکر اوسپر کاربند ہوگئے تو اوسکو توڑنا ممنوع و حرام ہے۔

آیت سیوم۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ یعنے تمکو امت عادلہ و درمیانہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کی گواہی دو۔ چنانچہ سب نے گواہی دی کہ تقلید واجب ہے تارک اوسکا خارج از اہلسنت مقلد ہو فرقہ ناجیہ ہے۔

آیت چہارم۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآیۃ یعنے تم امت بہتر ہو بہتری کی ظاہر بات یہ ہے کہ تم لوگ نیکی کا حکم کرتے ہو اور گناہوں سے باز رکھتے ہو جیسی کہ اس امت کی نشانی بہتری کی یہ ہے کہ نیک بات بیان کرتے اور گناہ سے منع کرتے تو پھر تقلید کو جو علمائے نے واجب لکھا ہے اور لامذہبی کو سخت گناہ لکھا ہے تو اب علما کا خلاف کرنا گویا آیت کا خلاف کرنا ہے۔ اگر کہو کہ علما و صلحاء سمو یا نے غلط کہا ہے تو آیت مذکورہ کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ خدا نے جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر اس امت کی تعریف فرمائی ہے معاذ اللہ جھوٹ ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر تر ہے کہ امر معروف ونہی منکر صرف علما ہی کا کام ہے نہ جہلا کا۔ تو علما خود بھی مقلد اور وجوب تقلید کے بھی قائل۔ اگر کوئی کہے کہ وہابیوں۔ مرزائیوں۔ نیچریوں کے مولوی بھی تو امت میں شامل ہیں۔ پھر یہ فرقے کیوں دوزخی بنے۔ تو اسکا جواب آیت اولی الامر کے تحت میں گذر چکا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ان فرق بالا نے دو اصول کو لیا اور دو کو ترک کیا ہے اور اتباع سبیل المومنین وسواد اعظم سے خارج و باہر ہوگئے لہذا وہ فرقے اہلسنت وجماعت سے نکل گئے پس آیات مذکورہ کے الفاظ و عموم معانی سے ظاہر ہے کہ جس طریق جمہور کو اہل اسلام پسندیدہ و بہتر قرار دیں۔ خواہ من حیث الاعمال والافعال خواہ من حیث الاصول والعقائد۔ اوس سے علیحدہ رہنا دوزخیوں کا شیوہ اور بدعتیوں ملحدوں کا طریقہ ہے نعوذ باللہ منہم ابدا۔

سوال ۔ یہ آیات مذکورہ صحابہ کرام کی شان میں وارد ہیں تو مراد مومنین سے صحابہ ہوئے نہ ہر اک مسلمان۔

الجواب ۔ پھر نماز و روزہ اور زکوٰۃ کو بھی ترک کرو کیونکہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۔ اَتِمُّوا الصِّیَامَ ۔ وَاعْمَلُوْا ۔ اَطِیْعُوْا وغیرہ کے مخاطب بھی وہی ہیں۔ اور سارا قرآن جو احکام وارد ہیں یہ سب صحابہ کو ہی خطاب ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ تمام قرآن شریف کے دو ہی حصے ہیں یا تو اہل ایمان کے متعلق ہیں یا کفار و مشرکین کے متعلق۔ پھر اگر قرآن وہاں پر ہی رہا تو آج قرآن کریم نے کیا کام دیا۔ اصل یہ ہے کہ قرآن شریف خواہ کسی وقت کسی شخص کے حق میں ہو مگر حکم میں تعمیم اس صنف کی ضرور ہے جسکے متعلق نازل ہوئی۔ مثلاً چوروں کے واسطے قیامت تک ہر اک چور زانی شرابی کے لیے قیامت تک ہر اک شرابی زانی شامل داخل ہے پس بلحاظ الفاظ آیات و عموم معانی صاف ظاہر ہے کہ اسمیں کل مومنین صادقین شامل داخل ہیں۔ اگرچہ آیات کے اور معانی و مرادات و احتمالات بھی ہوں مگر کسی پر حصر نہیں۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ آیات میں المؤمنین سے مراد کل مومن شرعی و لغوی نہیں کیونکہ کل متبوع و مطاع بننے کے قابل نہیں۔ اور کل ۷۳ فرقے بھی مراد نہیں۔ کیونکہ ہر اک فرقہ قابل اتباع نہیں خصوصاً موضع اختلاف میں۔ پس مقتدا و مطاع وہی بن سکتے ہیں جو اکرم و اعلم و اتقیٰ ہیں۔ وجہ اسکی صاف عیاں ہے کہ کل افراد اہل اسلام کا اجماع کسی فرع میں محال ہے جبکہ صحابہ کرام (جنکی خاص تعداد تھی) کا کئی امور میں بعض وقت اختلاف تھا تو پھر کل امت کا اجماع کس طرح ممکن ہے پس ثابت ہوا کہ اس آیت سے مراد اکثر علماء کرام و صلحاء عظام ہر زمانہ میں۔ نہ فرقہ وہابی۔ یا مرزائی یا نیچری۔ چنانچہ یہ بات حدیثوں سے ثابت ہے۔

چوتھی دلیل وجوب تقلید پر

قال اللہ تعالیٰ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا

Marfat.com

یعنی اگر تمپر خدا کا فضل نہ ہوتا تو تم شیطان کے تابع بنجاتے مگر قلیل پکے مومن شیطان سے بچ جاتے۔ اور
یہ بات سب پر واضح ہے کہ لَو کا مفہوم مخالف اور قلیل کا مقابل حقیقتاً کثیر ہے تو آیۃ سے چند فوائد حاصل
ہوئے (۱) اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو تم سب شیطان کے متبع ہو جاتے مگر چونکہ خدا کا فضل تم پر ہے اسلئے
زیادہ تو متبع رحمان ہوں گے اور قلیل متبع شیطان رہینگے (۲) اس امت میں جس طرف زیادہ مسلمان
ہوں وہ متبع رحمان ہیں اور انپر خدا کا فضل ہے اور جو کم ہیں وہ متبع شیطان ہیں۔ (۳) سوائے مسلمانوں
یعنی امت محمدیہ کے اور جہاں جہاں لفظ قلیل یا کثیر آیا ہے وہاں پر مقابلۃً قلیل کو ہی کثیر بنایا اور سمجھا گیا
ہے۔ اور اس امت پر زیادہ فضل خدا ہے اسلئے زیادہ جماعت کثیر اہل ایمان بنائی گئی۔ یعنی کسی نبیؑ
کی امت اسقدر نہ تھی۔ بلکہ بعضوں کی تو بہت ہی کم تھی اور انکا مذہب و ملت ساری دنیا میں شہرت پذیر
نہ ہوا ہر چہار طرف کفار ہی تھے اسلئے وہاں پر قلیل ہی کو کثیر کہا گیا ہے اور اس امت کی اشاعت و
انتشار تمام دنیا میں ہو گیا تو یہ کثیر حقیقتاً اور مجازاً بنائی گئی۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ جب کفار کے مقابلہ میں مسلمان
آویں تو لفظ قلیل ہی معتبر ہے اور جب آپس میں کسی دینی امر میں تقابل ہو تو وہاں پر کثیر بلکہ اکثر معتبر و حق پر ہے۔
کیونکہ قلت میں اکثر خطا کا احتمال رہتا ہے اور کثرت خصوصاً اکثریت میں کم احتمال بلکہ شاذ و نادر خطا کا
احتمال ہے۔ (۴) ہمیشہ دستور ہے کہ جس جگہ کسی امر دینی یا دنیاوی میں کچھ بحث و جھگڑا چلتا ہے
تو بوقت اختلاف اکثر کی رائے و بیان کو فوقیت و ترجیح دیکر فیصلہ کرتے ہیں۔ یہی قانون حضور علیہ السلام نے
ازروئے وحی جاری کر دیا۔ چنانچہ یہی آیۃ اور صدہا احادیث اوسکی مؤید ہیں۔ سیأتی تفصیلہ (۵) صرف
لفظ قلت یا کثرت پر ہی نہ مرنا چاہیے بلکہ اسمیں خوض و غور بھی ضروری ہے کس کی قلت اور کس کی کثرت
اگر قلت تمہارے نزدیک صرف امام العالم امام اعظم کا وجود مبارک ہے اور کثرت سے مراد دیگر حضرات مثل بخاری
و مسلم و ترمذی وغیرہم تو بیشک آپ قلت کی متابعت فرض سمجھو۔ اگر قلت سے مراد چند نجدی یا دیوبندی۔
یا اسماعیلی یا نذیر حسینی فرقہ ہے اور کثرت سے مراد حضرات مجتہدین ہیں تو کیا آپکا ایمان ایسا ہی ہے

کہ معدودے چند غیر معتبر کو تو امام بنا دُ اور کل مسلمانوں کے اماموں کو ترک کر دیں۔ معاذ اللہ۔ سچ ہے
اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ (۶) اگر جماعت کثیر و سواد اعظم کو غیر مقلد گمراہ ٹھہرا کر اپنی قلیل تعداد کو
ہدایت پر ثابت کرتے ہیں تو پھر دیگر فرقے مثلاً نیچری و مرزائی و چکڑالوی و ملحد و زندیق وغیرہم جو بالکل ان سے
بھی قلیل ہیں کیوں نجات نہیں پا سکتے پھر وہابیوں کی کیا خصوصیت ہے۔ پھر تو جتنے فرقے قلیل ہیں سب کے
سب ناجی کہلا سکتے ہیں (۷) دنیا میں جسقدر فرقے ہیں وہ فرداً فرداً سب قلیل بلکہ اقل ہیں اہلسنت والجماعۃ
کے مقابلہ میں کیونکہ اہلسنت والجماعۃ کی کثرت بلکہ اکثریت عملاً و عقیدۃً اصولاً و فروعاً بھی ثابت اور از روئے
تعداد بھی اکثر ہیں۔ یہانتک اگر تمام دنیا کے مسلمانوں کو چار حصوں پر تقسیم کیا جائے تو تین حصے اہلسنت
والجماعۃ ہیں اور ایک حصہ دیگر فرقے۔ چنانچہ ملک عرب اور ملک افغانستان تو بالکل اہلسنت اور
ہندوستان کی کثرت تو ظاہر ہے۔ یہی احسان خدا نے جتلایا جو کہ آیۃ مذکورہ میں ہے۔ جسکی صورت
یہ ہوئی کہ کثیر اہلسنت والجماعۃ اور قلیلاً میں دیگر گمراہ فرقے شامل ہوئے۔ (۸) قلت و کثرت کا جب
تقابل ہو تو مساوات بھی ضروری ہے مثلاً حکما و ڈاکٹر ہوں تو برابر یا فقیہ و محدث ہوں تو برابر۔
یا ممبر کمیٹی ہوں تو برابر۔ وغیرہ۔ نہ یہ کہ ایکطرف ایک مجتہد اعظم اور دوسری طرف ہزار وہابی ع "چہ نسبت
خاک را با عالم پاک"۔ مثلاً میلاد شریف کو کل عرب و عجم کے کروڑہا مسلمان علماء و صلحاء کرتے ہیں
اور جواز کے قائل ہیں تو چند وہابی یا دیوبندی و گنگوہی کا انکار کیا وقعت رکھتا ہے۔ یا کروڑ در کروڑ
اہل اسلام قدیماً و حدیثاً کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ گئے اور تا حال زندہ
ہیں قریب قیامت آسمان سے نزول فرمائینگے اور بلا ماں باپ پیدا ہوئے۔ اور جنات و ملائکہ کا وجود
بہیئت کذائی ہے۔ یا مہدی علیہ السلام کا اولاد فاطمہ سے ہونا۔ اور دجال کا قبل از قیامت نکلنا
اور اقسام کے شعبدات دکھانا۔ یا حضور علیہ السلام سے شق القمر ہونا یا انبیاء و اولیاء سے مردوں کا
زندہ ہونا یا نذر و نیاز و فاتحہ و عرس اموات کا جائز ہونا۔ یا تقلید شخصی کا واجب ہونا وغیرہم اہل اسلام

Marfat.com

عرباً و عجماً ہندی سندھی بکثرت متواتر مانتے چلے آئے ہیں اور تا حال کثیر الاکثر ان امورات کے قائل و پابند ہیں۔ پھر اگر نیچری مرزائی وہابی منکر ہوں تو وہ از روئے آیات و احادیث مردود و مطرود ہیں اور زیادہ لطف یہ ہے کہ اہلسنت والجماعۃ کا مخالف اگرچہ ایک ہی وجود ہے۔ مگر وہ اپنے آپکو سواد اعظم وجماعۃ کثیر ہی کہتا ہے۔ اور تمام اہلسنت کو قلیل سمجھتا ہے۔ ع "برعکس نہند نام زنگی کافور" پس خلاصہ یہ ہے کہ جب کہیں اختلاف پیدا ہو تو بیانات مذکورہ کو مدنظر رکھکر سوچے اور پھر متابعت کثرت کرکے نجات حاصل کرے کیونکہ شارع علیہ السلام نے جو بار بار اتباع کثرت کی ترغیب و تحریص[1] دلائی ہے اس سے نتیجہ کیا اور فائدہ کیا نکلا۔ اگر کثرت و قلت میں صداقت و حقیت کا دخل نہ ہوتا تو اسقدر شارع علیہ السلام کی حث و ترغیب ہی لاطائل ہے۔ پھر تو صرف اتنا ہی کافی تھا کہ حق کی اتباع کرو خواہ کثرت ہو خواہ قلت۔ پھر یہ لفظ اکثر یا جماعت کثیر یا سواد اعظم وغیرہ کی جو قیدیں شارع نے لگائی ہیں بالکل مہمل و بیکار ٹھہرینگی۔ حالانکہ شارع علیہ السلام کا کوئی لفظ مہمل و بیکار نہیں۔ اب ہم وہ حدیثیں لکھتے ہیں جنمیں اتباع کثرت کا حکم ہے اور وہ حدیثیں آیۂ مذکورہ کی تفسیر و تشریح کرتی ہیں[2]

حدیث اول عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ) بڑی جماعت کی متابعت کرو کیونکہ جو شخص جدا ہوا دوزخ میں گرا۔ شیخ عبدالحق بذیل حدیث ہذا لکھتے ہیں۔ "مراد حث و ترغیب است بر اتباع آنچہ اکثر دراں جانب اند" شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں۔ اُنظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوہ فیہ فانہ ھو الحق وما عداہ الباطل۔ پس خلاصہ یہ کہ جس طرف علماء و صلحاء کی جماعت کثیر ہو اوس طرف کھڑے ہوجاؤ کہ حق ہے

[1] اثنان خیر من واحد والثلاثۃ خیر من اثنین والاربعۃ خیر من ثلاثۃ فعلیکم بالجماعۃ فان اللہ لن یجمع امتی الا علی ھدی۔ کنز العمال جلد ۴ حدیث نمبر ۵۴۴۲، [2] شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید میں لکھتے ہیں لما اندرست المذاہب الحقۃ الا ھذہ الاربعۃ کان اتباعھا اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنھا خروجا عنہ ۱۲۔

حدیث دوم۔ عن معاذ ابن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یأخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد۔ یعنے تحقیق آدمی کا بھیڑیا شیطان ہے جسطرح بھیڑیا اوس بکری کو پکڑتا ہے جو علیحدہ ہو گئی یا کنارہ پر چلے یا پیچھے رہ گئی ہو اسیطرح شیطان بھی اوسکو پکڑتا ہے جو جماعت کثیر سے الگ ہو گیا پس بچو بہت راستوں (مذہبوں) سے اور لازم پکڑو بڑی جماعت کو جسمیں خاص و عام شریک ہوں۔ اس حدیث کے نیچے شیخ عبدالحق محدث لکھتے ہیں:۔ "اشارت است بآنکہ معتبر اتباع اکثر و جمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام واقع بلکہ ممکن نیست"۔

حدیث سیوم۔ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد و ابو داؤد۔ یعنے جو شخص بڑی جماعت سے الگ ہو گیا بقدر ایک بالشت تو تحقیق اوس نے قلادہ اسلام کا اپنی گردن سے نکال دیا۔ ف یعنے اہلسنت سے ایک ذرہ بھی بغض و عداوت و مخالفت اختیار کی تو بس مردود ہو گیا۔ چنانچہ مرزائی نیچری وہابی اسیواسطے مردود ہو گئے۔

حدیث چہارم۔ عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ اجارکم من ثلاث خلال ان لا یدعو علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعًا وان لا یظھر اھل الباطل علی الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالۃ رواہ ابو داؤد۔ یعنے میری امت کو تین نقصانوں سے خدا نے بچا لیا ہے۔ ایک تو نبی انپر ایسی بددعا نہ کریگا جس سے کل ہلاک ہوں۔ دوم جھوٹے لوگ سچوں پر غالب نہ ہونگے۔ سیوم یہ امت کسی گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور کسی برائی پر اتفاق نہ کرینگے۔

حدیث پنجم۔ عن عمر ابن قیس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ وعدنی فی امتی واجارھم من ثلاث لا یعمھم بسنۃ ولا یستاصلھم عدو ولا یجمعھم علی ضلالۃ رواہ الدارمی

یعنے خدا نے وعدہ فرمایا ہے میرے ساتھہ کہ یہ امت نہ تو قحط سے ہلاک ہوگی اور نہ انکو دشمن حق برباد کریگا اور نہ یہ امت کسی گمراہی پر اجماع کریگی۔

حدیث ششم۔ عن ابن ابی بصرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت ربی ان لا تجتمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیھا رواہ الطبرانی وغیرہ یعنے خدا سے میں نے سوال کیا کہ میری امت کبھی کسی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ سو خدا نے یہ دعا میری قبول فرمائی اور مجھے میرا مقصد دیدیا۔

حدیث ہفتم۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع ھذہ الامۃ علی الضلالۃ ابدا وان ید اللہ علی الجماعۃ الحدیث رواہ ابو نعیم۔ یعنے یہ امت کبھی کسی گمراہی پر اجماع نہ کریگی۔ کیونکہ خدا کی مدد و نصرۃ انپر ہے۔ ف۔ اس حدیث میں لفظ ابداً اور اوپر کی حدیث نمبر ۴ و ۵ و ۶ میں لفظ ضلالۃ نے خوب رنگ لگایا ہے۔ یعنے کبھی وہ وقت نہ آئیگا کہ یہ امت کسی بدکام یا گناہ کے کام پر جمع ہوکر بد کو نیک کرے۔ چنانچہ آجتک ایسا ہی ہوا۔ مثلاً رافضیوں کو خارجیوں کو آجتک کسی نے اچھا نہیں کہا مگر اونکے ہم عقیدہ نے۔ یا قدریہ جبریہ کو کسی نے بھی نیک نہیں کہا۔ یا مرزائی۔ وہابیوں نیچریوں کو کسی نے سچا مسلمان نہیں کہا بلکہ فتاوے اخراج عن المساجد اون پر جاری ہوئے۔

حدیث ہشتم۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ فمات میتۃ جاھلیۃ رواہ البخاری۔ یعنے جو شخص بڑی جماعت سے الگ ہوگیا پھر مرگیا گویا کفر کی موت کیطرح مرگیا۔ یعنے اہلسنت والجماعت سے جدا ہوکر نیا الگ مذہب نکالکر مرگیا تو کفر کی موت مرا۔

حدیث نہم۔ عن الحارث الاشعری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آمرکم بخمس بالجماعۃ الخ رواہ احمد والترمذی۔ یعنے تمکو امر کرتا ہوں بڑی جماعت کی پیروی کا۔

حدیث دہم۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سرّہ ان یسکن بحبوحۃ الجنۃ

فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ رواہ مسلم وکذا فی المعالم۔ یعنے جسکو یہ بات خوش آئے کہ وہ جنت میں سیر و سکونت حاصل کرے تو وہ شخص بڑی جماعت کی پیروی لازم پکڑے۔ کیونکہ جو شخص الگ ہوگیا اسکا رہبر و رہزن شیطان ہے چنانچہ دیکھ لو مرزا قادیانی اور سید احمد نیچری اور چکڑالوی اور عبدالوہاب نجدی کا کیا بُرا حال ہوا ہے۔

حدیث یازدہم۔ عن عبد اللہ ابن مسعود قال ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن رواہ المؤطا۔ یعنے جس بات کو اکثر مسلمان (علماء و صلحاء) نیک خیال کریں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک ہی ہے۔ ف۔ اس حدیث میں لفظ المسلمون ہے جس سے کئی کوتاہ اندیش بے سمجھی سے ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ سو واضح رہے کہ اگرچہ الفاظ اسکے جمع پر دال ہیں اور جمع کثیر و قلیل پر دلالت کرتا ہے[1]۔ کیونکہ اگر اتفاق کل مراد لیں تو یہ نہایت ہی محال ہے کہ احکام اختلافیہ میں کل امت ۷۲ فرقوں کا اتفاق ہو۔ پھر کیا یہ حدیث ہی معاذ اللہ غلط ہے۔ اگر مراد اس حدیث سے اہلسنت یعنے مقلدین ہیں تو پھر بھی دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اتفاق ہوگا ان امور میں جو کہ ادلہ شرعیہ سے ثابت و مروی ہیں تو ایسے امور مجمع علیہ میں اتفاق کل امت کی شرط ضرور نہیں۔ کیونکہ انکا حسن و خیریت تو خود ہی شرع شریف سے ثابت ہے پھر ما راٰہ المؤمنون حسنًا کی قید لغو و بیکار ٹھہری۔ اور اگر وہ امورات متفق علیہ ادلہ شرعیہ ظاہرہ سے خارج ہیں اور وہ امورات اجتہادی یا اختلافی ہیں تو اسمیں اماماں دین مختلف ہیں۔ تو اب بتاؤ کہ یہ حدیث کیا جھوٹ ہے معاذ اللہ یا غلط ہے۔ اگر مراد اس سے صرف صحابہ کرام ہی ہیں اور ما عداہم کی نفی ہے تو پھر تمام حدیثوں کی اور کنتم خیر امۃ اور جعلناکم امۃ وسطا و قل یا عبادی وغیرہ کے وہی مصداق و مخاطب ہیں۔ اور عام اہل اسلام بیروم خارج ہیں۔ علاوہ ازیں احادیث کے لفظوں کی تعمیم بھی یہ نہیں چاہتی اور کوئی قرینہ صارفہ بھی موجود نہیں۔ پھر لطف یہ کہ صحابہ کرام بھی کل امورات پر متفق نہیں ہیں۔ اگر وہ کل پر متفق ہوتے تو آئمہ اربعہ کا اختلاف صدہا مسائل میں کیونکر

[1] مگر مراد کل نہیں بلکہ اکثر ہیں۔

اور اختلاف آئمہ کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ اصل صحابہ کرام کی روایات و آثار میں ہی اختلاف تھا تو آئمہ بھی مختلف ہوئے۔ پھر اب فرماؤ کہ حدیث نے کیا کام دیا۔ البتہ ہماری تقریر کے روسے حدیث بھی درست اور آیات کے معنے بھی درست ہونگے۔ یعنے المسلمون سے مراد اکثر العلماء المسلمین ہے جیسا کہ حدیث اول کے تحت میں ہم لکھ آئے ہیں۔ اگر صحابہ کے وقت ہو تو اکثر صحابہ اگر بعد کے لوگ ہوں تو اکثر علما صلحاء اسلام مراد ہیں۔ اور اکثر اہل اسلام میں جہلاء و حمقاء بھی مراد نہیں کیونکہ مسائل شرعیہ کی صحت و تصحیح یا حسن و قبح دیکھنا یہ کام علما کا ہے بےعلموں کو اسمیں کچھ دخل نہیں۔

حدیث دوازدہم۔ لا یغتقد قلب مسلم علی ثلث خصال الا دخل الجنۃ۔ قال قلت ماھی قال اخلاص العمل والنصیحۃ لولاۃ الامر ولزوم الجماعۃ۔ رواہ الدارمی۔ یعنے جو تین خصلتیں اختیار کیں وہ بہشتی ہے۔ بے ریا عمل کرنا۔ حکام وقت کی خیرخواہی۔ اتباع جماعت کثیر۔

حدیث سیزدہم۔ من اتاکم وامرکم جمیع برجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم۔ رواہ مسلم۔ یعنے جو کوئی تمہارے پاس آیا اس حال میں کہ تم ایک شخص کے ماموراً مقلد ہوئے ہو۔ پھر وہ شخص تمہاری جماعت کو توڑے اور تفرقہ ڈالکر اوس امام واحد کی اطاعت سے باہر کرنا چاہے تو اوسکو قتل کر ڈالو۔ **ف**۔ اس حدیث میں امرکم برجل واحد سے تقلید شخصی صاف ثابت ہے۔

حدیث چہاردہم۔ ستکون بعدی ھنات وھنات فمن رایتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امۃ محمد کان فاقتلوہ رواہ مسلم کذا فی جامع الاصول۔ یعنے قریب ہے کہ کئی فرقے پیدا ہونگے میرے بعد سو جس کو دیکھو کہ وہ بڑی جماعت سے نکل گیا یا امت مرحومہ میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے اوسکو قتل کر ڈالو۔ **ف**۔ قتل و حد لگانا حکام کا کام ہے نہ عوام رعایا کا۔ البتہ امیر کابل نے ان حدیثوں پر عمل کرکے چند مرزائیوں کو قتل کرکے اپنے ملک کو پاک کر دیا ہے۔ علی ہذا شیر علی خان کے وقت بھی وہابیوں کو غزنی سے نکالدیا گیا ہے اور رافضیوں کو بھی نکالدیا تھا۔ مگر یہ بڑی حاکم غیر متدین خیرخواہ کا

Marfat.com

کام ہے۔ نہ کسی ایسے ویسے کا۔

حدیث پانزدہم۔ عن عبداللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ تعر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ رواہ مسلم یعنے منافق کی مثال اوس بکری کی ہے جو دوریوڑ نکی سیر کرتی ہے کبھی ادہر آملتی ہے کبھی ادہر جالگتی ہے۔

ف۔ یہ اوس شخص پر صادق ہے جو کبھی حنفیوں میں ملا کبھی شافعیوں میں جا گھسا۔ ایک کا مقلد اس وعید سے بچگیا۔

حدیث شانزدہم۔ عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لایحل دم امرء مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ رواہ مسلم والدارمی یعنے تین آدمی کا قتل کرنا حلال ہے۔ اون میں سے وہ بہی ایک ہے جو جماعت سے الگ ہوگیا۔ اور تارک جماعت کو تارک دین بہی کہا گیا ہے (اس حدیث کی تفصیل شرح مسلم امام نووی میں دیکھو) اور تقلید آئمہ دین کو بہی دین کہا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث بستم میں ذکر آتا ہے۔ پس تارک تقلید گویا تارک دین ہے۔

حدیث ہفتدہم۔ انتم شھداء اللہ فی الارض رواہ البخاری ومسلم۔ یعنے اے لوگو تم خدا کے گواہ ہو زمین میں۔ ف۔ یعنے تم جو گواہی دوگے اور جیسا فیصلہ کروگے خدا کے نزدیک بھی ویسا ہی ہوگا۔ چنانچہ آیت وَجَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ اور حدیث مارأہ المسلمون حسنًا کی تفسیر وتائید اس صحیح حدیث سے ہوگئی۔ اب حدیث نمبر ۱۱ کے متعلق کوئی خدشہ نہ رہا مگر یہ گواہی علماء حاذقین واولیاء کاملین کا کام ہے نہ جہلاء ومرتابین وغیرہم کا۔

حدیث ہشتدہم۔ اخرج ابن مردویہ عن انس قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ یقول ان الرجل لیصلی ولیصوم ویحج ویغزو وانہ لمنافق قیل یارسول اللہ بماذا دخل

علیہ النفاق قال لطعنہ علی امامہ وامامہ من قال اللہ فی کتابہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔ یعنے تحقیق آدمی کوئی نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے حج کرتا ہے جہاد کرتا ہے حالانکہ وہ منافق ہے ۔عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسمیں کسطرح نفاق آگیا تو فرمایا اپنے امام پر طعن کرنے کے سبب سے ۔اور امام سے مراد اہل ذکر ہے ۔ف۔ یہ حدیث اوس کے حق میں ہے جو کہے کہ میں حنفی ہوں پھر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسائل کو غلط اور خلاف قران وحدیث بیان کرے ۔اور لوگوں میں وہ مسائل عام طور پر شایع کرے ۔

حدیث نوزدہم ۔عن حذیفۃ قال قلت ھل ثم بعد ذالک الخیر قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یارسول اللہ صفھم لنا قال ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قال فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم الحدیث رواہ البخاری والمسلم یعنے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اس زمانہ خیر کے بعد کیا کوئی زمانہ شر آویگا ۔آپنے فرمایا ہاں ۔دوزخ کے دروازہ پر بلانیوالے کھڑے ہیں جو اونکی بات کو قبول کریگا وہ دوزخ میں جائیگا ۔پھر عرض کیا کہ کچھ اونکی علامت فرماویں ۔آپنے فرمایا کہ ہماری قوم وملت سے ہی ہونگے اور ہماری زبان سے (قران وحدیث) باتیں کرینگے پھر صحابی نے عرض کی کہ اگر ایسا زمانہ میرے سامنے آجاوے تو کیا کریں ۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لازم ہے تمپر پیروی بڑی جماعت کی اور وہ جماعت بھی ایسی ہو کہ امام اونکا ہو ۔ف۔ اس حدیث میں آپنے کس بلاغت وملاحت سے سمجھایا کہ مطلقاً کہیں لفظ جماعت پر نہ مرجاویں کیونکہ لفظ جماعت اقل درجہ تین چار پر صادق آجاتا ہے ایسا نہ ہو کہ تین چار وہابی یا مرزائی وغیرہ ملکر بولیں کہ ہماری بھی جماعت ہے اور حالانکہ نہ اونکا کوئی امام نہ حدیث کا یہ مطلب ہے نہیں تو ہر ایک جماعت قلیل ہو یا کثیر اقل ہو یا اکثر سب حق پر مسلم ہونگے ۔اور حالانکہ شارع علیہ السلام کی یہ مراد ہی نہیں ۔

Marfat.com

حدیث بستم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ ولرسولہ ولکتابہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم رواہ مسلم۔ یعنے دین نام ہے خیرخواہی کا صحابہ نے پوچھا کس کی خیرخواہی۔ آپ نے فرمایا خدا کی۔ یعنے اوسپر ایمان لانا اور قرآن کی تعظیم و تکریم اور پیغمبر برحق کی اطاعت صدق دل سے کرنا اور اماموں کی خیرخواہی۔ یعنے اونکی تقلید کرنا انپر عذر نہ کرنا اور عام کی خیرخواہی یہ کہ اونکی بھلائی اور بہتری کی باتیں سوچنا بیان کرنا سنانا۔ امام نووی شافعی شرح مسلم جلد اول ۵۴ میں بذیل جملہ "لائمۃ المسلمین" لکھتے ہیں۔ ان من نصیحتھم قبول ما رووہ وتقلیدھم فی الاحکام واحسان الظن بھم الخ۔ یعنے اماموں کے واسطے خیرخواہی کے معنے یہ ہیں کہ اونکی تقلید کرکے اونکے حکموں پر اپنا عملدرآمد رکھنا۔ **ف**۔ اس حدیث سے جس طرح خدا اور پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانا دین ہے اسیطرح تقلید امام بھی دین ہے۔ اب اسکو شرک کہنے کیا ہوا اور صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جسطرح اور باتوں کا تارک (جو حدیث بالا میں درج ہیں) بےدین ہے اوسیطرح تقلید کا منکر بھی بے دین ہے۔ اے غیر مقلدین آپ اہلحدیث بنتے تھے افسوس کہ حدیث نے بھی آپ کو مردود کردیا۔ اب اہل قرآن[لہ] بنو۔

حدیث بست و یکم۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم سئل عن الامر یحدث لیس فی کتاب ولا فی سنۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ینظر فیہ العابدون من المؤمنین وفی روایۃ فلیقض بما قضے بہ الصالحون وفی روایۃ فیما علیہ المسلمون الحدیث رواہ الدارمی یعنے عرض کیا گیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ جو چیز نئی (بدعۃ) پیدا ہو اور اوسکا ذکر قرآن و حدیث میں بھی نہ ہو۔ اوسکو کیا کیا جائے۔ یعنے وہ ممنوع ہے یا ماسور و جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اوس حادثہ پر نظر کرنا غور و فکر کرنا سوچنا عابدین و بزرگان دین کا منصب و کام ہے اور جب وہ غور و فکر سے [illegible]

لہ تیرہ سو برس سے کل مسلمان اہل فقہ تھے پھر غیر مقلدین نکلے بعض نے اپنا نام اہلحدیث رکھا اور ایک فرقہ ان میں سے نکلا اوس نے اپنا نام اہل قرآن رکھا

پچھ حکم جائز وناجائز فرماویں توپھر بما قضٰی بہ الصالحون کے موافق فیصلہ کرے اور اوسپر عمل کرے اجسپر جماعت اہل اسلام کثیر قایم وقائل ہیں اوسپر عمل کرے۔ **ف**۔اس حدیث سے صاف فیصلہ ہوگیا اور صدہا امورات طے ہوگئے۔خلاصہ یہ نکلا کہ جو بدعت عند العلماء والصلحاء حسنہ ہے وسکے کرنے سے ثواب ہے اور جو بدعت اہل اللہ ومتقین کے نزدیک قبیح ہے اوسکا کرنا باعث معصیت ہے،کیونکہ بدعت حسنہ بھی ایک قسم کی سنت حسنہ یا ملحق بالسنت ہے۔اب بعض جاہلونکا یہ خیال ٹوٹ گیا کہ بدعت بہر حال بدعت سیئہ ہے کسی وجہ سے حسنہ نہیں بن سکتی۔پس جبکہ جماعت کی متابعت واجب ہوئی اور اتباع کثرت امت سے اتباع سنت نبوی حاصل ہوئی تو متبع جماعت کثیر کا نام فرقہ اہلسنت ہوا جسکے بہشتی ہونیکی خبر بار بار حدیثوں میں وارد ہوچکی ہے۔چنانچہ اس قدر میں کسیقدر تفصیل کے ساتھ ہے۔

حدیث بست ودوم۔ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنان وسبعین فرقۃ وستفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی قال ما انا علیہ واصحابی وفی روایۃ واحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی یعنی امت محمدیہ ۷۳ فرقوں پر منقسم ہوگی اون میں سے ایک فرقہ تو بہشتی ہے اور باقی کل دوزخی۔ اور علامت اوس بہشتی فرقہ کی یہ ہے کہ من حیث العقائد والاصول تو وہ ایک جماعت ہی۔اور من حیث الاعمال والاقوال متبع سنت ہے نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ فرقہ اہلسنت والجماعت جنتی ہی۔ کیونکہ اقوال وافعال نبویہ اور آثار صحابہ کو سنت کہتے ہیں اور بہمہ وجوہ یکسو ہوکر اصول اسلامیہ وعقائد حقہ پر عمل کرنے سے صورت وہیئت مجموعی حاصل ہوتی ہے جس سے جماعت کی شکل پیدا ہوتی ہے۔اسلئے فرقہ ناجیہ کا نام اہلسنت والجماعت ہوا۔اب یہ بات قابل غور ہے کہ آجکل بھی وہ فرقہ ناجیہ موجود ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کونسا فرقہ ہے۔سو حضرات علماء دین کی تحریرات سے

صاف ثابت ہوتا ہے کہ سوائے مقلدین مذاہب اربعہ کے اور کوئی بھی فرقہ ناجیہ نہیں ہو سکتا۔

اول۔ علامۂ عصر یگانۂ دہر سید احمد صاحب طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ در مختار کتاب الذبائح میں لکھتے ہیں قال بعض المفسرین فعلیکم یا معشر المسلمین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ فی مخالفتھم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ ھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب فی ذالک الزمان فھو من اہل البدعۃ والنار۔ یعنے کہا بعض مفسرین نے کہ اس زمانہ میں فرقہ مقلدین اہلسنت وجماعت ہے۔ سب مسلمان اونکی پیروی لازم پکڑیں۔ بلا شک خدا کی مدد اور توفیق فرقہ مقلدین کی موافقت ومتابعت میں ہے اور وبال وخسران انکی مخالفت میں ہے پس جو شخص مقلدین سے خارج ہو گیا وہ مردود وبدعتی ودوزخی ہے۔ اللھم ثبتنا علی مذھب ابی حنیفۃ

دوم۔ علامۂ زمان فہامۂ وقت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں فان اہل السنۃ والجماعۃ قد افترقت بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاھب ولم یبق فی الفروع سواء ھذہ المذاھب الاربعۃ الخ یعنے چار مذاہب کے متبعین کا نام اہلسنت والجماعت ہے پس جو مقلد نہیں وہ خارج از اہلسنت وجماعت ہے۔

سیوم۔ قال العلامۃ ابن حجر المکی الشافعی فی فتح المعین شرح الاربعین فی شرح الحدیث الثامن والعشرین۔ اما فی زماننا فقال بعض الائمۃ لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ لان ھؤلاء عرفت قواعد مذاھبھم واستقرت احکامھم وقد تابعھم وحرروھا فرعا فرعا وحکما حکما ان لا یوجد حکم الا وھو منصوص لھم اجمالا او تفصیلا یعنے اماماں دین نے فرمایا کہ چار مذہبوں کے سوا اور کسیکی تقلید ضروری نہیں۔ بلکہ جائز نہیں کیونکہ

ان چار اماموں کی تحقیقات میں کل مسائل اصولی واعتقادی وفروعی واختلافی داخل وشامل ہوگئے ہیں۔ اور مضبوط ومنضبط مفصل ومجمل تمام قلمبند کر کے شائع کر دیئے ہیں اب کوئی مسئلہ بھی باہر نہیں۔ الاشاذونادر۔ اور اماموں کے مسائل کل ادلہ شرعیہ سے مدلل ہیں۔

چہارم۔ فارض لنفسك ما رضی به القوم لانفسهم فانهم على علم قد وقفوا وببصر ناقد كفوا ولهم على كشف الامور كانوا اقوى وبفضل ما كانوا فيه اولى فان كان الهدى ما انتم عليه لقد سبقتموهم اليه مع انهم هم السابقون ولئن قلتم فلم انزل الله اية كذا ولم قال كذا يعنے اعتراضا على السلف فنقول قرؤ وا منه وعلموا من تاويله ما جهلتم الخ كذا فی ابو داؤد (از تنویر الحق نواب شارح مشکوٰۃ) یعنے جن امور پر قوم (اہل علم) راضی ہو تو بھی اسپر راضی ہو۔ کیونکہ وہ لوگ تم سے علم وفہم وصلاحیت و خیریت میں اقدم واسبق وافضل ہیں۔

پنجم۔ صاحب بحرالرائق نے اشباہ سے نقل کیا ہے۔ ما خالف الائمة الاربعة فهو مخالف للاجماع وان كان فيه لغيرهم الخ یعنے جس نے چار اماموں کی مخالفت کی وہ اجماع کا مخالف ہے پس مخالف اجماع کا منکر ومردود ہے۔

ششم۔ علامہ دہر سید سمہودی عقد الفرید میں لکھتے ہیں وقال المحقق الحنفية الكمال ابن الهمام رحمة الله عليه نقل الامام الرازی اجماع المحققين على منع العوام من اعيان الصحابة بل يقلدون من بعدهم الذين سبروا ووضعوا ودونوا

ہفتم مسلم الثبوت میں ہے۔ اجمع المحققون على منع العوام من تقليد الصحابة بل يقلدون الذين سبروا وبوبوا وهذبوا ونقحوا وعللوا وفرقوا وفصلوا وعليه ابتنى ابن الصلاح منع تقليد غير الائمة لان ذالك لم يدل فی غيرهم الخ یعنے خلاصہ

Marfat.com

ہر دو عبارات کا یہ ہے کہ عام کو یعنے غیر از مجتہد کو تقلید صحابہ اور خارج از چار مذاہب کے تقلید سے روک دیا جائے اور مجتہدین اربعہ کی تقلید پر کھڑا کیا جائے۔ کیونکہ انکی تحقیق و تصدیق کافی و وافی ہے۔

ہشتم۔ امام اسنوائی شرح منہاج الاصول میں (جو قاضی بیضاوی کی ہے) لکھتے ہیں۔ قال الامام الحرمین فی البرھان اجمع المحققون علی ان العوام لیس لھم ان یعملوا بمذاھب الصحابۃ بل علیھم ان یتبعوا بمذاھب الائمۃ الخ یعنے اہل تحقیق نے اس پر اجماع کیا ہے کہ عام (غیر از مجتہد) کو لائق نہیں کہ صحابہ کرام کی تقلید کرے بلکہ اوس پر لازم ہے کہ مجتہدین کے مذاہب پر چلے (تنویر الحق)

نہم۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید میں لکھتے ہیں۔ اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ و فی الاعراض عنھا مفسدۃ کبیرۃ و نحن نبین بوجوہ الخ یعنے جان تو کہ مذاہب اربعہ کی تقلید میں بڑی بڑی مصلحتیں ہیں اور مذہب سے روگردانی و سرکشی کرنے میں بہت فسادات ہیں۔

دہم۔ حضرت امام ملا علی قاری رسالہ تشییع الفقہا میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ یعنے یہ جو کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام کے وقت میں کوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تبع تہا کوئی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پیرو تھا یا بعض امور میں اونکا بعض میں انکا سو اسکی وجہ یہ تہی کہ اصول صحابہ چونکہ کافی طور پر مرتب و مدون نہ تھے لہذا وہ تشفی و تسلی بخش نہ ہوئے کیونکہ اونکو مہمات جہاد اور فتوحات ملکی سے فراغت نہ تہی دوم یہ کہ چونکہ وہ خود ہی عالم حدیث و واقف اسرار نبوت تھے اور علوم حق کی اشاعت دور دراز تک پہنچ چکی تہی اور آفتاب نبوت کی روشنی اکثر کے دلوں پر کامل تہی اور جو جو عبادات و معاملات و حالات کے طریق ضروری تھے وہ صحابہ کرام نے خود حضور علیہ السلام سے دیکھکر پوچھکر سیکھ لئے تہے لہذا اونکو جملہ احکام و امورات میں ایک ہی شخص معین کی ضرورت نہ پڑتی تہی۔

Marfat.com

واما فی زماننا فمذاہب الائمۃ[ط] کافیۃ لمعرفۃ الکل فانہ فما من واقعۃ تقع

الا ونجد ہا فی مذہب الشافعی او غیرہ نصًا او تخریجًا فلا ضرورۃ الی اتباع

الاماّمین الخ۔ پس اس زمانہ میں ہر اک مذہب میں اصولی و فروعی مسائل کافی وافی موجود ہیں لہذا

دو اماموں کی تقلید کی ضرورت نہ رہی۔ پس حضرات محققین کی تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ اہلسنت

وجماعت سے مراد مقلدین ائمہ اربعہ ہیں تو حدیث مذکورہ نمبر ۲۲ کے مصداق فرقہ ناجیہ مقلدین ہیں

اب ناظرین کو پھر متوجہ کرتا ہوں کہ آپ حدیث نمبر ۲۲ پر غور و خوض کر کے دیکھیں کہ کئی امور نکلے

(۱) مذہب اہلسنت والجماعت (مقلدین) حق ہے یقینًا اور واجب الاعتقاد ہے صدقًا (۲) دیگر

مذاہب جو خارج از اہلسنت (مقلدین) ہیں وہ قطعًا باطل و عاطل و موجب ضلال ہیں (۳) تمام

روئے زمین میں یہی ایک فرقہ ناجی و مذہب حق کہلانے کا حقدار ہے (۴) سوائے فرقہ اہلسنت (مقلدین)

کے اور سب فرقوں کو دوزخی سمجھنا لازمی ہے (۵) جو شخص مذہب اہلسنت کو حق اور دیگر باقی مذاہب کو

غلط نہ جانے وہ حدیث مذکورہ نمبر ۲۲ کا مخالف ہے (۶) اقوال و افعال نبویہ و آثار صحابہ کا نام سنت ہے

اور کثرت اتفاق اعتقادًا و عملًا کا نام جماعت ہے۔ اس لئے اس فرقہ مقلدین کا نام اہل سنت ہوا۔

(۷) صرف امت محمدیہ میں شامل ہونے سے فرقہ ناجیہ نہیں کہا جا سکتا۔ (۸) علماء صلحاء کے نزدیک

مقلدین ہی فرقہ ناجیہ ہیں نہ کوئی اور (۹) ہر اک مخالف اہلسنت جیسا مرزائی۔ وہابی۔ چکڑالوی۔

نیچری۔ رافضی۔ خارجی وغیرہم فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں (۱۰) مخالف مقلدین کے قول و فعل و عقیدہ

پر اپنا عملی و اعتقادی دارومدار رکھنا انکو دینی پیشوا خیال کرنا اور نماز کا امام بنانا گویا خود دوزخی

بننا ہے۔ (۱۱) جو شخص سنت نبویہ کو عمل میں لاوے اور سنت صحابہ کو ترک کرے تو وہ فرقہ سے خارج

(۱۲) سنت نبویہ و آثار صحابہ کے ناقل و قائل و محقق و عامل حضرات مجتہدین ہیں اور حضرات مجتہدین

لہ قد اجتمعت الامۃ او من یعتد بہ منہا علی جواز التقلید الی یومنا ھذا۔ الخ (حجۃ اللہ البالغۃ)

کی تحقیقات وتصدیقات کے تتبع کامل فرقہ مقلدین ہی ہے لہٰذا یہی فرقہ ناجیہ ہے (۱۳) جملہ
کے احکام وعقائد واعمال کی سیر کرنا اور ہراک مجتہد کے اجتہادی تحقیق سے کچھ کچھ چن کر عمل میں لانا
اور اردو ترجمہ قرآن یا تفسیر محمدی پڑھ کر مجتہدین کی غلطیاں پکڑنا طعن کرنا دوزخی فرقہ کی علامت ہے۔ غرضکہ مخالف
اہل سنت وجماعت کا خواہ کوئی ہو وہ فرقہ ناریہ میں داخل ہے کیونکہ آیات واحادیث واجماع کے مخالف ہے
حالانکہ آیات واحادیث سے سبیل المؤمنین وسواد اعظم کی اتباع واجب ہے۔ اور اس زمانہ میں سبیل
المؤمنین وسواد اعظم سے مراد فرقہ اہلسنت والجماعت (مقلدین) ہیں نہ کوئی اور۔ (چنانچہ دیکھو رسالہ
عقد الجید مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی باب دوم)۔

اور یہ سب لوگ تقلید شخصی کو واجب مانتے ہیں اور خود ہی مقلد ہی رہے۔ کوئی صوفی یا اہل طریقت
کوئی محدث یا مفسر کوئی غیر مقلد و بے پیر نہ تھا بلکہ سب لوگ مقلد وباپیر تھے۔ امام بخاری شافعی۔ امام ترمذی
شافعی۔ دار قطنی شافعی۔ امام غزالی شافعی۔ امام رازی شافعی۔ امام نووی شارح مسلم شافعی۔
امام قسطلانی شارح بخاری شافعی۔ امام جلال الدین شافعی۔ امام بدر الدین عینی شارح بخاری حنفی۔
امام ابن الہمام حنفی۔ امام ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ حنفی۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث شارح مشکوٰۃ حنفی
نواب قطب الدین شارح مشکوٰۃ حنفی۔ شاہ ولی اللہ محدث حنفی۔ شاہ عبد الرحیم صاحب حنفی۔ شاہ
اہل اللہ حنفی۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث حنفی۔ امام طحاوی حنفی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حنفی
صاحب در مختار ورد المحتار حنفی۔ صاحب بحر الرائق حنفی۔ صاحب فتاوی خیریہ حنفی۔ حضرت پیر دستگیر غوث اعظم
حنبلی۔ امام شعرانی مالکی۔ ابن حجر مالکی۔ امام ابن الحاج مالکی۔ صاحب تفسیر بیضاوی شافعی۔ صاحب تفسیر
معالم شافعی۔ صاحب تفسیر مدارک حنفی۔ صاحب تفسیر حسینی حنفی۔ صاحب تفسیر عزیزی حنفی۔ صاحب تفسیر کبیر
حنفی۔ صاحب سفر السعادت شافعی۔ حضرت مولانا جامی حنفی۔ غرضکہ کل محدثین ومفسرین مقلد تھے

لہ الجماعة رحمة والفرقة عذاب۔ کنز العمال جلد ۴ حدیث ۲۵۶۱

اور کل اہل طریقت یعنی حضرات نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ وشلہم کروڑ در کروڑ سابقین اور زمانہ حال کے سب کے سب مقلدین ہی ہیں۔ اور سب وجوب کے قائل اور قولاً و فعلاً سب کا اتفاق ہے۔ پھر ایسے ایسے اکابرین و سلف صالحین کو مشرک و بدعتی کہنا کسی مسلمان کا کام نہیں سوائے وہابی۔ مرزائی و نیچری کے۔ خداوند کریم سب کو مقلد بنادے۔ آمین۔ اللھم ثبتنا علی مذھب ابی حنیفۃؒ۔

پانچویں دلیل وجوب تقلید پر

قال اللہ تعالیٰ فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ط یعنے جس بات کا جاہلوں کو علم نہیں اسکا اہل ذکر سے سوال کر کے علم حاصل کریں۔ اس آیت میں تین امر غور طلب ہیں۔ (۱) سوال کرنا (۲) اہل ذکر سے نہ ہر اک سے (۳) بحالت جہالت۔ پس اب خیال کریں کہ سائل کو جب قرآن و حدیث سے کوئی مسئلہ نہ ملے تو بہر حال کسی نہ کسی مجتہد سے (جسکا اتباع واجب ہے) سوال کرنا فرض ہے پس جب اہل ذکر سے سوال کیا تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو جواب سنکر قبول کر کے تعمیل کریگا یا منکر اولی الامر ہوگا۔ تو اگر جواب سنکر عمل کیا تو مقلد ہوا۔ اور ایمانداروں میں ملگیا۔ اگر نہ پوچھا یا جواب قبول نہ کیا یا اوسکے خلاف کیا تو منکر و مخالف بنکر غیر مقلدین وغیرہ میں ملگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ ط اور اہل ذکر کی تفسیر خود حضور علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ یعنے اہل ذکر بھی اولی الامر ہی ہے۔ کیونکہ اہل ذکر حدیث شریف میں دین کے امام کو کہا گیا ہے اور دین کے امام کو اولی الامر بھی کہا گیا ہے تو ثابت ہوا کہ اہل ذکر و اولی الامر ایک ہی ہے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔ اخرج ابن مردویہ عن انس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرجل یصلی و یصوم و یحج و یغزو وانہ لمنافق قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ادخل علیہ النفاق قال لطعنہ علی امامہ و امامہ اھل الذکر الآیۃ یعنے جو آدمی اپنے امام پر طعن کرے وہ منافق ہے۔ اگرچہ نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہو۔ اور امام اوسکا اہل ذکر ہے۔

امام ابو المنصور ماتریدی اپنی کتاب تاویلات الامام میں بذیل آیت مذکورہ فرماتے ہیں ھٰذا الامر بالسوال ای سلوا اھل الذکر وقلدوھم ای ان کان لا بد من تقلید فقلدوا اھل الذکر واسئلوا عنھم الخ۔ یعنے اہل ذکر سے سوال کرکے اونکے حکم کی تقلید کرو۔ یہاں پر لفظ اہل علم مناسب تھا پھر کیا وجہ کہ اہل ذکر فرمایا۔ تو بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل علم میں تو اعلیٰ سے ادنیٰ تک یہاں تک کہ نجات المؤمنین یا تفسیر ثنائی پڑھکر بھی قدم ٹکا سکتا ہے۔ مگر اہل ذکر کا اطلاق ایسا عام نہیں بلکہ اہل ذکر سے وہی مراد ہے جنکو اولوا الالباب والابصار کہا گیا ہے۔ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ اس تیسری آیت کی تفسیر اگر ضرورت ہو تو تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۳۵۷۔ اور تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۱۷۱۔ اور تفسیر مدارک جلد دوم صفحہ ۱۷۵ میں ملاحظہ کریں۔ ان تفسیروں میں آیت مذکورہ سے قیاس کو دلیل شرعی ٹھہرایا پس ثابت ہوا کہ اہل ذکر اولی الابصار سے مراد مجتہدین ہیں۔ اور آیت مذکورہ نمبر ۵ میں دو شخصوں کا ذکر ہے۔ اوس مضمون کو اس آیت میں اور طرح پر بیان فرمایا ہے۔ حکایۃً عن اھل النار قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ دوزخی کہینگے کہ کاشکے اگر ہم اہل ذکر اہل عقل کی باتیں سنکر عمل کرتے یا خود ایسی عقل و سمجھ ہوتی تو آج دوزخ میں کیوں جاتے۔ چونکہ انسان دو حال سے خالی نہیں۔ یا عالم ہے یا جاہل۔ اگر عالم ہے تو اوسپر علم کی اتباع فرض ہے۔ اگر جاہل ہے تو عالم کی تقلید فرض ہے۔ اور سائل بے علم کا کوئی حق نہیں کہ اپنے امام کے ساتھ مجادلہ و مقابلہ کرے کیونکہ یہ جاہل صرف مامور ہے سوال کرکے اتباع کرنے پر نہ تنازع و مجادلہ پر۔ اور جاہل کے بالمقابل اگرچہ عالم کا لفظ ہے لیکن عالم سے مطلقاً مراد اہل ذکر ہیں اور اہل ذکر مجتہد ہے جو کہ جامع ہے مسائل اصولیہ و اعتقادیہ و فرعیہ کا۔ اگر بلوغ المرام یا چند آیتیں یاد کرکے مفتی قاضی بننے کا شوق ہے ائمہ مجتہدین کی ہمسری مقصود ہے تو یہ اور بات ہے۔ مگر شرع شریف میں ایسے ایسے لوگوں کا خیال

یا رائے مردود و باطل ہے۔ چنانچہ یہ حدیثیں اسپر دال ہیں من قال فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطأ رواہ الترمذی وابوداؤد۔ یعنے جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہا پھر وہ صواب پر بھی ہے پس تحقیق اوس نے قصداً خطا کی۔ من فسر القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ فی النار رواہ ابوداؤد۔ یعنے جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی پس بیشک اوس نے تیار کیا اپنا گھر دوزخ میں۔ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی۔ یعنے جس نے قرآن میں کچھ کہا حالانکہ اوسکو علم ہی نہیں پس اوس نے دوزخ میں اپنا گھر بنایا۔ اذا لم یبق عالماً اتخذ والناس رؤساً جھالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ متفق علیہ یعنے قیامت کی علامت ہے کہ رئیس لوگ مفتی کہلائینگے حالانکہ بے علم ہونگے اور جاہل عالم کو مفتی نہیں بنائینگے بلکہ دنیاداروں مالداروں کو مفتی سمجھکر اون سے مسئلے پوچھ پوچھکر عمل کرینگے پس وہ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے۔ من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ۔ رواہ ابوداؤد یعنے جسے بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا پس جو گناہ اوس فتویٰ کے ذریعہ جاری ہوگا اوسکا وبال اوس مفتی بیعلم پر ہے۔

یہ حدیثیں اگرچہ عام طور پر دال ہیں لیکن مجتہدین کے بالمقابل غیر مجتہد بمنزلہ بے علم ہی ہے پس مجتہدین کو چھوڑکر معمولی لوگوں کے اقوال پر عمل کرانا یا کرنا قصداً وہ ان حدیثوں کا مصداق ہے۔ باقی تشریح احادیث مذکورہ کی مرقات ولمعات وغیرہ میں دیکھ لیں۔ پس قرآن کے تفسیر و معانی جبتک آئمہ دین سے مروی نہ ہوں تبتک وہ تفسیر مقبول نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سید احمد خان نیچری پر مرزا قادیانی پر ثناء اللہ امرتسری پر بوجہ غلط و تفسیر بالرائی کے باعث کفر و زندقہ الحاد و مبتدع کے فتاوی لگ گئے۔ کیونکہ اونکی تفسیریں خلاف اہلسنت وجماعت ہیں۔ اونکی تفسیروں کا منشا وہی ہے کہ حدیث کچھ نہیں۔ حدیث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب قرآن ہر جگہ اپنی خود تفسیر کرتا ہے تو پھر حدیث کی

Marfat.com

کیا ضرورت ہے۔ پہلے پہل جب حضرات اہلسنت تفسیروں میں حضرات اہل اللہ وآئمہ مجتہدین کے اقوال سے استدلال کرتے تو غیر مقلدین بولتے تھے کہ نہیں جو تفسیر صحابہ سے مروی ہو وہ مقبول ہے باقی کسی کی حجت نہیں۔ پھر جب مقلدین نے صحابہ کرام سے تفسیریں روایت کیں تو غیر مقلدین نے کہا کہ قول صحابہ حجت ہی نہیں خود حضور علیہ السلام سے جو مروی ہو وہ صحیح ہے۔ پھر جب نیچری علیگڈھی نے خود اپنی رائے وخیال سے غلط تفسیر لکھنی شروع کی تو غیر مقلدین وغیرہ کے منہ میں پانی بھر آیا کہ یہ انگریزی خوان دینی علوم سے ناواقف اس نے اپنی رائے سے تفسیر لکھی تو کیا ہم اس سے بھی بیاہ دل ہیں۔ اسکو کسی نے کیا کرلیا جو ہمکو کرینگے۔ تو مرزا قادیانی کو اور تو کچھ علم وعقل نہ تھا اس نے صرف الہام بازی و ڈھکوسلہ سازی سے کام لیا۔ چکڑالوی نے صرف اپنے خیال پر وبال سے سلسلہ بنا شروع کیا۔ ثناء اللہ وغیرہ نے دیکھا کہ اوہو۔ یہ تو ہمارا حق تھا اور یہ چھین کر لیگئے۔ پھر اس نے بھی چکڑالوی کی سنت کو اختیار کیا۔ بس پھر کیا تھا بیچارے کی شامت آگئی۔ بڑے بڑے ڈبل فتاووں سے کچل دیا گیا۔ ہاں مولوی ثناء اللہ پر یہ زیادہ ظلم اظلم ہوا کہ اوسکے ہمقوم وہم عقیدہ وہم مشرب فرقہ۔ مثلاً محمد حسین بٹالوی ومولوی احمد اللہ امرتسری اور جماعت غزنویہ اور حکیم عبدالحق دینانگری وغیرہم نے ثناء اللہ کی تفسیر پر سخت سخت فتاوی لکھدیئے۔ یہ کیا سبب۔ صرف وجہ یہ کہ اس نے سخت بے ادبی امام العالم امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کی اور در پردہ توہین بھی کی ع "بے ادب محروم شد از فضل رب"۔ ہر چند حضرات حنفیہ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو مروجہ کفر وبدعت سے بچانے میں امداد کی مگر امرتسر کے غیر مقلدین نے اوسکو اہل حدیث واہلسنت سے خارج کر ہی دیا۔ غرضکہ یہ سب وبال ہے تفسیر بالرائے لکھنے کا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام بھی حتی الوسع تفسیر وفتوی سے نہایت احتیاط کرتے روایات سے بھی ڈرتے تھے۔ اور جس نے ذرا بھی دست اندازی کی تو اوسکا نتیجہ بالکل برا نکلا دیکھئے مشکوٰۃ شریف

عن جابر رضی اللہ عنہ قال خرجنا فی سفر فاصاب منا حجر فشجہ فی رأسہ فاحتلم

Marfat.com

قال لاصحابہ ھل تجدون لی رخصۃ فی التیمم قالوا ما نجد لک رخصۃ وانت تقدر علی الماء فاغتسل فمات فلما قدمنا الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخبرنا بذلک قال قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال۔ الحدیث

یعنے ایک سفر میں ایک صحابی کو زخم سر پہونچا۔ رات کو اوسکو احتلام بھی ہوا۔ صبح کو اپنے ساتھیوں (صحابؓ) سے مسئلہ پوچھا کہ کیا مجھے تیمم کی اجازت ہے۔ صحابہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ پانی تیرے پاس موجود ہے۔ پس اوس نے پانی سے نہایا اور مر گیا۔ جب قافلہ نے لوٹ کر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر سنائی تو آپنے رنجیدہ ہوکر فرمایا انہوں نے اوسکو قتل کیا خدا انکو ہلاک کرے جبکہ علم نہ تھا تو کیوں اہل علم سے نہ پوچھا۔ دیکھئے صحابہ کرام جو کہ خدمت اقدس نبوی میں حاضر باش تھے اور ہر ایک قسم کے احکام بار بار مسموع فرماتے اور خود بھی صالح و عامل و پرہیزگار تھے اور کوئی شخص وہابیوں کیطرح بدنیت ضدی بھی نہ تھا۔ مگر باین شرافت و صلاحیت چونکہ وہ مجتہد نہ تھے لہذا پیغمبر علیہ السلام کی دعائے بد کے مستحق ہوگئے۔ اگر اون میں کوئی شخص مجتہد ہوتا مثل معاذ ابن جبل و علی مرتضی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے تو کبھی وہ فتوی ایسے نہ دیتے اور نہ دعائے بد کے مستحق ہوتے اور اگر فتوی دیتے بھی تو دو یا ایک اجر کے حقدار ہوتے۔ پس جبکہ بعض صحابہ کرام بھی مفتی و مجتہد نہ بن سکے تو آجکل کے تفسیر محمدی و نجات المؤمنین پڑھکر کیسے مجتہد و مفسر بنگئے۔ ع

آدمیاں گم شدند و ملک خدا خر گرفت

اسواسطے بار بار تاکید آئی ہے کہ دین سیکھنے ہو تو دیکھکر سیکھو۔ عن ابن سیرین قال ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم رواہ مسلم والدارمی۔

یعنے یہ علم ہی تو دین ہے پس دیکھو کس سے حاصل کرتے ہو۔ اور دوسری جگہ ابن مسعودؓ کے حق میں فرمایا ابو موسے اشعری نے۔ لاتسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم۔ مشکوۃ

Marfat.com

یعنے جبتک یہ بڑا جید عالم تم میں موجود ہے مجھ سے مسئلہ نہ پوچھو۔ چونکہ ابن مسعودؓ بہت افقہ واعلم
اور افقہ واعلم کی بات افضل ہوتی ہے اسلئے خود فتویٰ نہ دیا۔ اور یہ صلحاء و کملاء کی سنت ہے کہ جب
کسیکو اپنے سے اعلم وافقہ دیکھتے ہیں تو اوسکی کمال عزت وعظمت سے قدر افزائی اور ادب کرتے ہیں
نہ اوسکی زندگی میں صرف بلکہ بعد از وفات بھی چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں
لکھا ہے کہ جب وہ قبر مکرم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر پہونچے تو فجر کی نماز میں دعائے قنوت ترک کردی
حالانکہ مذہب شافعی میں وہ واجب تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ رفع یدین ترک کیا۔
جب آپ سے کسی نے وجہ ترک دریافت کی تو فرمایا ادبا مع ھذا الامام اکثر من ان نظھر خلافہ فی
بحضرتہ الخ (مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ) یعنے ادب کرتا ہوں اس امام سے اس بات سے کہ اوسکی حاضری
میں اوسکے مذہب کے خلاف کام کروں۔ یہ تھی عظمت وشان امام کی بعد از وفات بھی۔ کوئی مجتہد آپکی
قبر مبارک کے پاس جرأت خلاف کی نہ کرتا۔ اور یہ خلوص وتقویٰ امام شافعی کا کہ آپکو قبر میں زندہ
سمجھکر مذہب امام کے خلاف کام نہ کیا۔ اب کہاں ہیں وہ بے دین جو بار بار کہا کرتے ہیں کہ امام
صاحب کے سیکڑوں مسئلے خلاف قرآن وحدیث ہیں۔

فلعنۃ ربنا اعداد رمل　　علی من رد قول ابی حنیفۃ

لقد زان البلاد ومن علیہا　　امام المسلمین ابو حنیفۃ

غرضکہ بلا فقہ وتفقہ باطنی تفسیر بنانا سراسر نقصان کا موجب ہے۔ اور فقہ شریف کی فضیلت
ابن حجر نے خیرات الحسان فصل ۲۶ میں اور ترمذی نے باب الجنائز میں اور رسالہ انصاف
شاہ ولی اللہ میں خوب لکھی ہے۔ حدیث صحیح میں ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین
رواہ البخاری۔ یعنے جسکو خدا بہتر کرنا چاہتا ہے تو اوسکو فقیہ ومجتہد بناتا ہے پس ایسے
مجتہد وفقیہ کی تقلید واجب ہے۔ اب ناظرین کو پھر متوجہ کرتا ہوں کہ سائل جب حسب الحکم فاسئلوا

Marifat.com

اَهْلَ الذِّكْرِ کے مسئلہ کا سوال کریگا تو کس سے کرے۔ اہل ذکر تو ہر اک مذہب رافضی خارجی مرزائی معتزلہ قدریہ وغیرہم میں ہو سکتے ہیں تو وہ سائل کیا کرے۔ اگر کل اہل ذکر سے سوال کیا تو بوجہ جوابات مختلفہ ملنے کے طبیعت سخت پریشان ہوگی۔ پھر بعد از حصول جوابات تین صورتیں ہیں (۱) یا اپنے تفقہ و اجتہاد سے کام لیگا (۲) اگر مجتہد و فقیہ نہیں تو کسی مجتہد کا مقلد ہوگا (۳) یا ملحد و مذبذب ہوگا۔ یعنے کبھی ایک حلال کبھی وہی حرام کبھی وہی گناہ کبھی وہی ثواب۔ چنانچہ دیکھو مقدمہ امر یازدہم۔ پس ثابت ہوا کہ انسان کو ایک مذہب کا مقلد بننا لازم ہے تاکہ نفاق و اختلاف سے بچکر اطمینان قلبی و تسکین روحی حاصل کرے۔ پھر مجتہد خواہ صواب پر ہو خواہ خطا پر مقلد کے حق بہر حال بہتر ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کتاب تحفہ اثنا عشریہ باب ۱۱ میں لکھتے ہیں۔ "مجتہد را تقلید دلیل خود ضرور است و اجتہاد مجتہد احتمال خطا دارد۔ مجتہد بر خطا معاتب نیست بلکہ ماجور بیک اجر است چنانچہ در معالم الاصول شیعہ نیز باین تصریح نمودہ پس خطاء محتمل او در رنگ صواب متیقن شد کہ اصلاً خوفے و خطرے ندارد۔ نہ در حق او و نہ در حق مقلد او الخ" ۔ پس واجب ہوئی تقلید ایک امام کی اللھم ثبتنا علی مذھب ابی حنیفۃ ط آمین۔ آمین۔ آمین۔

چھٹی دلیل وجوب تقلید پر

قولہ تعالیٰ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا یعنے اسکے سوا نہیں کہ تاخیر کرنا بڑھاتا ہے کفر میں اور بسبب اوسکے گمراہ ہوئے وہ کافر حلال جانتے ہیں ایک سال اوسکو پھر حرام جانتے ہیں ایک سال اسی کو۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ ایک چیز کو ایک وقت حلال سمجھنا پھر دوسرے وقت اسی کو حرام سمجھنا۔ یہ صریح مشابہت ہے کفار کے ساتھ۔ اور یہ اسکو حاصل ہے جو کہ دو مذہبوں کی سیر کرتا ہے بین بین چلتا ہے۔ اسی واسطے حضرات فقہاء وارباب اصول نے

Marfat.com

سب مذاہب پر عمل کرنے سے منع کیا ہے۔ اور ایک ہی مذہب کی تقلید کو لازم پکڑا ہے۔

اول۔ چنانچہ حضرت شیخ ابن ہمام نے تحریر الاصول میں اور شیخ ابن حاجب نے مختصر الاصول میں اور قاضی عضد الدین مختصر الاصول میں اور صاحب درمختار نے درمختار میں بالفاظ مختلفہ یوں تصریح کی ہے۔ ان الرجوع عن التقلید بعد العمل ممنوع بالاتفاق۔ اور کہا صاحب بحرالرائق نے رسالہ زینبیہ میں فوجب علی مقلد ابی حنیفۃ العمل بہ ولا یجوز لہ العمل بقول غیرہ کما نقل الشیخ قاسم فی تصحیحہ عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق یعنے اجماع و اتفاق ہے کہ بعد از عمل کرنیکے تقلید سے پھر جانا باطل و ناجائز ہے اور حنفی پر واجب ہے کہ اپنے امام کے قول پر عمل کرنا کسی اور کے۔

دوم۔ کہا عبدالبر مالکی نے ان تتبع رخص المذاہب غیر جائز بالاجماع ذکرہ مسلم الثبوت یعنے ہر اک مذہب سے حلال حلال اور جائز جائز ڈھونڈھنا منع ہے بالاجماع ہے۔

سیوم۔ کتاب مجمع البحار میں (جو صحاح ستہ کی معتبر شرح ہے) لکھا ہے لکن منعہ الاصولیون للمصلحۃ وحکی عن بعض الائمۃ ان من اختار من کل مذہب ما ھو اھون یفسق۔ یعنے ہر مذہب پر چلنا اور یا ہر مذہب سے تھوڑا تھوڑا لینا آسان آسان لینا فاسقوں کا طریقہ ہے۔

چہارم۔ امام شعرانی مالکی اپنی کتاب میزان میں لکھتے ہیں سمعت سیدی علیا الخواص رحمۃ اللہ علیہ فیقول امر علماء الشریعۃ بالتزام مذہب معین تقریباً للطریق۔ یعنے فرمایا حضرت زبدۃ العارفین شیخ زمان علی خواص علیہ الرحمۃ نے (جو امام شعرانی کے پیر ہیں) کہ علماء شرع کا حکم ہے کہ راستہ حق کے قریب ہونیکے واسطے ایک مذہب معین پکڑنا لازم ہے۔

پنجم۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انصاف میں لکھتے۔ بعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ھذا ھو الواجب۔

فی ذالک الزمان۔ یعنے دوسو برس کے بعد مجتہدین کے مذہب پکڑنے کا التزام ہوا اور یہ مذہب پکڑنا
واجب تھا اور کوئی شاذونادر تھا جو باہر رہگیا تہا ورنہ سب لوگ مقلد ہو گئے تہے **ف** حضرت امام
اعظم تابعی رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ بعد ازاں دیگر آئمہ کی تحقیق وتدقیق کی اشاعت
کامل ہوئی اور دوسو برس تک کل مسائل تحریری وتقریری کی شہرت تام وقبولیت عام ہوگئی اور
مسائل اصولی وفروعی کل قلمبند ومدوّن ہوگئے۔ بعد ازاں علماء دین وحامیان اسلام نے اجماع
کرلیا کہ آئمہ اربعہ کی تقلید سے جو خارج ہے وہ مخالف ہے پس کوئی کوئی شخص شاذونادر ایسا رہگیا
کہ تقلید پر عامل نہو۔ ورنہ سب مسلمان تقلید پر مجتمع ہوگئے پس جبکہ ثابت ہوا اجماع امت تقلید پر
(جیساکہ مذکور ہوا) تو اب ہم کہتے ہیں کہ مسائل اسلامیہ یا تو اجماعیہ ہیں یا اختلافیہ۔ اگر ہیں اجماعیہ تو
اونکا اتباع واجب ہے بالاجماع اور اگر ہیں اختلافیہ تو مقلد کے واسطے دوہی صورتیں ہیں۔ یا تو اختیار
کریگا سیر ہر مذہب کی اور دَور کریگا کبھی حلّت سے طرف حرمت کی اور کبھی حرمت سے طرف حلّت
کی یعنے کبھی ایک کو حلال پھر اُسی کو حرام سمجہے گا جیساکہ مقدمہ امر یازدہم میں گذرگیا۔ یا ایک مذہب کا
مقلد ہوگا۔ پھر اگر مقلد صورت اول میں یعنے ہر دیگ کا چمچا کبھی اُدہر کبھی اِدہر تو یہ باطل ساتھہ آیت
مذکورہ کے۔ اور یہ دو حدیثیں بہی اُسی کی مذمت میں ہیں۔ مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین
الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ رواہ مسلم۔ یعنے منافق کی مثال اوس بکری کیطرح ہے
جو کہ دو ریوڑوں (دوجماعتوں) کے درمیان چلتی ہے کبھی اوسطرف گئی کبھی اِسطرف آئی (دوسری حدیث)
ان شر الناس ذوالوجہین الذی یأتی ھؤلاء بوجہ وھؤلاء بوجہ رواہ البخاری۔
یعنے دورخہ آدمی (جو ایک رخ تو ایک جماعت کیطرف اور ایک رخ دوسری جماعت کیطرف رکھتا ہو)
بدتر ہے سب آدمیوں سے۔ اور اگر مقلد ہے صورت ثانیہ میں یعنے ایک کا مقلد تو ثابت ہوئی
تعیین ایک مذہب کی اور باطل ہوئی تلفیق یعنے دوچار مذاہب پر چلنا۔ بیان اوسکا یہ ہے کہ

تلفیق یا تو کرے گا تقلید کرنے سے پہلے یا بعد از اختیار کرنے تقلید کے۔ پھر اگر تلفیق کرے بعد عمل کرنیکے تو باطل ہے ساتھہ اجماع کے جو کہ اوپر منع ہونے رجوع کے بعد از تقلید کے منعقد ہوا اور اگر تلفیق کریگا پہلے تو یہ ہے باطل ساتھہ اوس اجماع کے جو منعقد ہوا ہے اوپر منع ہونے تتبع کے رخص مذاہب کے۔ اور اگر جائز ہو تلفیق تو لازم آویگا اوسمیں تتبع رخص مذاہب کا اور وہ ناجائز ہے بالاجماع۔ پس باطل ہوئی تلفیق یعنے دو مذہبوں پر چلنا۔

ہم اس مضمون کو پھر اور بھی تشریح کے ساتھہ بیان کرتے ہیں۔ وہ صورت بیانیہ یہ ہے کہ جملہ مجتہد جمع ہوے ہیں مسائل اجتہادیہ اختلافیہ میں ازروئے اعتقاد و اعمال کے بایں طور کہ فلاں فلاں چیز حرام اور فلاں فلاں حلال۔ پھر اگر جائز ہو تلفیق اور تتبع رخص مذاہب یعنے ہر اک مذہب پر عمل کرنا تو اٹھ جاویگی حلت و حرمت تمام جہان سے اور اجماع ہو جائیگا لغویات اور بیہودہ گوئی پر یعنے کوئی چیز حلال و حرام ثابت نہ ہوگی بلکہ انسان آزاد بنکر کبھی ایک چیز کو حلال پھر اسی کو حرام کہیگا لہذا یہ تلفیق و رخص مذاہب باطل ہے اور تقلید شخصی واجب ہے۔ چنانچہ حضرات علماء دین نے بھی فیصلہ کر دیا ہے۔

ششم۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے رسالہ تشییع الفقہا میں لکھا ہے بل وجب علیہ ان یعین مذھبا من ھذہ المذاھب۔ یعنے واجب ہے انسان پر کہ اپنے لئے ایک خاص مذہب مقرر کر لے۔

ہفتم۔ تفسیر احمدی میں لکھا ہے اذا التزم مذھبا یجب علیہ ان یدوم مذھبا التزمہ ولا ینتقل عنہ الی مذھب اٰخر الخ۔ یعنے جس وقت کوئی شخص لازم پکڑے کسی مذہب کو تو پھر لازم و واجب ہے کہ اوس مذہب پر دائم قائم رہے اور اوسکو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر نہ چلے۔

ہشتم۔ مولانا صاحب الہدایہ نے باب التراویح میں لکھا علم المقتدی منہ ما یزعم بہ فساد صلوتہ

کالفصد وغیرہ لایجوز بہ الاقتداء۔ یعنے جب مقتدی کو معلوم ہو جاے کہ امام میں مفسد صلوٰۃ (نکسیر و فصد وغیرہ) کی وجہ موجود ہے تو اوس امام کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

یازدہم۔ فرمایا امام طحاوی نے شرح درمختار میں باب بحث مفتی میں۔ قال صاحب الھدایۃ فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول ابیحنیفۃ علی کل حال یعنے واجب ہے کہ ہمیشہ ہر حال امام اعظم کے قول پر ہی فتوی دیا جاے۔

دوازدہم۔ فرمایا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں۔ فبھذا ظہر ان الصواب ما ذھب الیہ ابوحنیفۃ وان العمل علی مقلد واجب والافتاء بغیرہ لایجوز لھم یعنے بانند وہی صواب ہے جسپر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور مقلد کو سوائے قول امام کے غیر کے قول پر فتوی دینا منع ہے

سیزدہم۔ فتاوی عالمگیری باب التعزیر میں ہے۔ حنفیٌ ارتحل الی مذھب الشافعی یعزر کذا فی جواھر الاخلاطی۔ یعنے اگر کوئی شخص حنفی مذہب سے ہٹ کر مذہب شافعی میں گیا تو اوسکو تعزیر دینا ہے۔

چہاردہم۔ اور کہا امام حموی نے شرح اشباہ والنظائر میں وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذھب الی مذھب بالاجتھاد والبرھان آثم ویستوجب التعزیر فبلا اجتھاد وبرھان اولی۔ یعنے کتاب الفتح میں ہے کہ کہا علماء دین نے کہ تحقیق ایک مذہب سے ہٹکر دوسرا مذہب پکڑنے والیکو سزاے تعزیر دینی چاہئے کیونکہ وہ گنہگار ہے۔ اگرچہ ساتھ دلیل و برہان کے ہو پھر نادان کا کیا حال ہے۔

پانزدہم۔ فرمایا حضرت امام قہستانی نے نقایہ شرح وقایہ کی کتاب القضا میں ہے۔ قال ابوبکر الرازی لو قضی بخلاف مذھبہ مع العلم لم یجز فی قولھم جمیعاً۔ یعنے جائز جوحکم

اگر قاضی اپنے مذہب کے خلاف فتوٰی دیوے تو ناجائز ہے۔

شانزدہم۔ کتاب شرح مسلم الثبوت کے صفحہ ۶۲۲ میں ہے غیر المجتھد المطلق ولو کان عالماً یلزمہ التقلید لمجتھد ما۔ یعنے غیر مجتہد اگرچہ عالم ہی ہو اوس پر تقلید کسی مجتہد کی ضرور ہے

ہفدہم۔ امام شعرانی میزان کے صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں فان قلت فھل یجب علی المحجوب عن الاطلاع علی العین الاولی الشریعۃ التقلید بمذھب معین فالجواب یجب علیہ ذالک لئلا یضل نفسہٗ ویضل غیرہ یعنے جو شخص غیر مجتہد ہے اوس پر کسی مجتہد کی تقلید واجب ہے تاکہ نہ خود گمراہ ہو نہ دوسروں کو گمراہ کرے۔

ہشتدہم۔ ردّ المختار جلد چہارم صفحہ ۲۸۳ میں ہے۔ لیس للعامی ان یتحول من مذھب الی مذھب ویستوی فیہ الحنفی والشافعی۔ یعنے عامی غیر مجتہد کو جائز نہیں کہ ایک مذہب چھوڑے دوسرا پکڑے۔

نوزدہم۔ امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح عین العلم میں لکھتے ہیں فلو التزم احد مذھباً کابی حنیفۃ والشافعی فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل۔ یعنے اگر کسی شخص نے ایک مذہب کو لازم پکڑا تو اوس مذہب پر دوام رہے اور کسی مسئلہ میں غیر کی تقلید نہ کرے۔

بستم۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رسالہ عقد الجید میں لکھتے ہیں اذ لم یجتمع آلات الاجتہاد لا یجوز لہ العمل علی الحدیث بخلاف مذھبہ لانہ لا یدری منسوخ ماؤل او محکم علی ظاھرہ ومال الی ھذا القول ابن حاجب فی مختصرہ وتابعوہ ۔ یعنے جب تک اسباب اجتہاد کے میسر نہ ہوں تو غیر مجتہد کو عمل بالحدیث جائز نہیں۔ اور اس سے پہلے ایک جگہ امام بغوی سے یوں نقل کرتے ہیں ویجب علی من لم یجمع ھذہ الشرائط تقلید فیما یعتن لہ الحوادث۔ یعنے جو شخص شرطوں کا جامع نہیں تقلید غیر کی (جو جامع ہے) اوس پر واجب

Marfat.com

بست ویکم۔ کتاب میزان الخضری میں ہے فقد صرح العلماء بان التقلید واجب علی کل ضعیف وقاصر النظر۔ یعنے تحقیق علماء نے اس پر تصریح کی ہے کہ تقلید ہر اک ضعیف پر واجب ہے۔

بست ودوم۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں رسالہ فیوض الحرمین میں عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المذهب الحنفی طریقة انیقة وهی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابه یعنے امام بخاری کے وقت میں جسقدر طرق ومذاہب تھے ان سب سے زیادہ موافق ساتھہ سنت کے طریقہ حنفی ہے۔ اور یہ معرفت مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرائی ہے۔

بست وسیوم۔ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ حضرت یحییٰ معاذ رازی نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کرکے عرض کی این اطلبک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عند علم ابی حنیفة۔ یعنے آپکو کہاں پاؤں یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ کے علم میں۔

بست وچہارم۔ صاحب تحریر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں لا یرجع عما قلد فیه ای عمل به اتفاقاً۔ یعنے جس مذہب میں کوئی شخص مقلد ہوا تو نہ لوٹے اوس سے بالاتفاق۔

بست وپنجم۔ فرمایا حضرت علامہ مولانا عبد السلام نے شرح جوہرہ میں۔ انعقد الاجماع علی ان من قلد فی الفروع ومسائل الاجتهاد واحداً من هؤلاء بری عن عهدة التکلیف به فیما قلد فیه۔ یعنے جس نے ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کی تو وہ شخص عہدہ تکلیف سے بری ہوگیا بالاجماع۔

بست وششم۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسالہ مبدأ ومعاد میں

لکھتے ہیں۔ "آخر الامر اللہ تعالیٰ مبرکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب بالحادیث حضرت حفیہ
در ترک قرأۃ ماموم ظاہر ساخت الخ" خلاصہ یہ کہ ایک مذہب سے نکلنا دوسرے میں جانا الحاد بیدینی
ہے۔ چنانچہ اوپر چوتھی دلیل میں حدیث ششم کے ذیل میں امر قوم ہے۔

بست وہفتم ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر میں بذیل آیت
فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لکھتے ہیں۔ "کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند
از انجملہ مجتہدان شریعت ومشائخان طریقت" الخ۔

بست وہشتم ۔ حضرت امام غزالی کتاب کیمیائے سعادت باب بحث آداب الامر میں لکھتے
ہیں۔ "مخالفت صاحب مذہب خود کردن نزد ہیچ کس روا نباشد" الخ یعنے کسی شخص کے نزدیک اپنے
امام مذہب کے خلاف کرنا جائز نہیں۔

بست ونہم ۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں تحریر فرماتے ہیں
"خانہ دین این چہار اند۔ ہر کہ راہے ازیں راہ ہا دوری ازیں درہا گرفت اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن ودر
دیگر گرفتن عبث ولہو باشد۔ وکار خانہ عمل را از ضبط وربط بیرون افگندن است واز راہ مصلحت
بیرون افتادن است" پھر آگے چلکر لکھتے ہیں۔ "قرار داد علماء ومصلحت دید ایشان درآخر زمان تعیین
مذہب است وضبط وربط کار دین ودنیا ہم دریں صورت بود از اول مخیر است کہ ہر کدام راہ کہ اختیار
کند صورتے دارد لیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگر رفتن بتہم سوء ظن وتفرق وتشتت در اعمال
واقوال شخواہد بود قرار داد متاخرین علماء ہست۔ وہو الخیر وفیہ الخیر" یعنے خلاصہ یہ کہ بار بار مذہب
پکڑنا ایک کو ترک کرنا دوسرے کو لینا خلاف مصلحت ا۔ خارج از خیریت ہے۔ اور اسمیں سراسر بدظنی
اور تفریق ونفاق اور دین میں کھیل ہے جو کہ حرام ہے۔ ایک ہی مذہب پر قائم رہنا نہایت ہی بہتر اور
نیک انجام ہے۔

سی۳ ام۔ امام عینی نے شرح کنز میں لکھا ہے۔ قال البزدوی فی اصولہ اجمع العلماء والفقہاء علی ان المفتی وجب ان یکون من اہل الاجتہاد وان لم یکن من اہل الاجتہاد فلا تحل لہ ان یفتی الا بطریق الحکایۃ۔ یعنی فی الاصل مفتی تو مجتہد ہی ہے غیر مجتہد کا کام فتویٰ دینا نہیں مگر بطریق حکایت یعنے کسی امام کے قول کے موافق ہو۔

سی۳۱ ویکم۔ قال فی الفتاوی الظہیریۃ فی کتاب القضاء اجمع الفقہاء علی ان المفتی وجب ان یکون من اہل الاجتہاد وان لم یکن من اہل الاجتہاد فلا تحل لہ ان یفتی الا بطریق الحکایۃ۔ یعنے غیر مجتہد کو فتویٰ دینا حرام ہے مگر بطور نقل و حکایت۔

سی۳۲ ودوم۔ فی فصول العمادیۃ وان لم یکن من اہل الاجتہاد فلا تحل لہ ان یفتی الا بطریق الحکایۃ۔ یعنے غیر مجتہد جب تک کسی مجتہد کامل کے قول سے فتویٰ نہ دیوے تب تک حرام ہے اوسکو فتویٰ دینا۔

سی وسیوم۔ قال الامام الاسفرائنی فی شرح منہاج الاصول انہم اجمعوا علی ان العامی لا یجوز لہ ان یفتی الا من غلب علی ظنہ انہ اہل الاجتہاد۔ یعنے فقہا کا اس اجماع ہے کہ عامی غیر مجتہد کو جائز نہیں کہ فتویٰ دیوے مگر جب مجتہد ہونے کا یقین ہو اوسکے قول سے فتویٰ دیوے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کتاب القاضی باب ہشتم میں بھی بیان ہے۔

سی وچہارم۔ فرمایا امام غزالی نے ارکان امر معروف ونہی عن المنکر میں علی کل مقلد اتباع مقلدہ من کل تفصیل فاذا مخالفۃ المقلد متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین۔ یعنے مقلد پر اپنے امام کی متابعت ہر مسئلہ میں لازم ہے اور امام کے خلاف کرنا سخت گناہ ہے۔

سی وپنجم۔ مختصر الوقایہ کی کتاب الاشربہ امام قہستانی کا قول ہے واعلم من جعل الحق متعددا کالمعتزلۃ اثبت للعامی الاختیار فی الاخذ من کل مذہب ما یہواہ

ومن جعل الحق واحدا کعلمائنا الزم للعامی اماما کما فی الکشف فلو اخذ من کل مذہب مباحہ فصار فاسقا کما فی الشرح الطحاوی للفقیہ سعید ابن مسعود۔ یعنے جان تو کہ جس نے معتزلہ کیطرح سب مذہبوں کو حق کہا تو اوس نے ہر اک مسلمان کے واسطے راستہ کھولدیا ہے ہر مذہب سے لینے کا اور جس نے ہمارے اہلسنت کیطرح ایک مذہب کو حق قرار دیا ہے تو اوس نے عام کے واسطے ایک ہی مذہب قائم کیا ہے پس جس نے ہر مذہب سے مباح مباح لے لیا تو وہ فاسق ہو گیا

سی و ششم۔ امام شعرانی مالکی میزان مین لکھتے ہیں اما من لم یصل الی شہود عین الشریعۃ الاولیٰ وجبت علیہ التقلید بمذہب واحد خوفا من الوقوع فی الضلال وعلیہ عمل الناس الیوم۔ یعنے جو شخص نہیں پہونچا مرتبہ شہود کو تو اوسپر ایک ہی امام کی تقلید واجب ہے تاکہ گمراہی میں نہ پڑے اور اسی پر کل انسانوں کا عمل ہے۔ ف۔ مقامات اولیاء اللہ میں سے ایک مقام کا نام مقام شہود ہے۔ ظاہر بینوں کو یہ میسر و نصیب نہیں۔ ف۔ اس قول سے صریح نکلتا ہے کہ تقلید شخصی پر اجماع ہے۔

سی و ہفتم۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید میں لکھتے ہیں۔ المرجح عند الفقہاء ان العامی المنتسب الی مذہب لایجوز مخالفتہ یعنے حضرات فقہاء دین عقلمند کے نزدیک یہی معتبر ہے کہ عامی غیر مجتہد کو اپنے امام کے خلاف کرنا جائز نہیں۔ ف۔ یہانتک تو تقلید شخصی کی پابندی کے اقوال مرقوم ہوئے۔ اب دیکھنا ہے کہ جسقدر اولیاء اصفیاء علماء گذرے ہیں وہ کسقدر مقلد تھے۔

سی و ہشتم۔ رد المختار میں ہے وحسبك من مناقبہ اشتہار مذہبہ ما قال قولا الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام وقد جعل اللہ الحکم واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام وقد تبعہ علی مذہبہ کثیر من الاولیاء الکرام الذی فی عام

Marfat.com

البلاد الاسلام بل کثیر من الاقالیم والبلاد لا یعرف الا مذهبہ کبلاد الروم والهند والسند وما وراء النهر دثم قتل الخ دخول زمنہ الی هذه الایام فالدولۃ العباسیۃ وان کان مذهبهم مذهب جدهم فاکثر قضاتها ومشائخ اسلامها حنفیۃ یظهر ذالک لمن تصفح کتب التواریخ وکان مدۃ ملکهم خمسمائۃ سنۃ تقریبا واما الملوک السلجوقیون وبعدهم الخوارزمیون فکلهم حنفیون وقضاۃ ممالکهم غالبا حنفیۃ الخ یعنے حضرت امام العالم امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد کروڑہا اولیاء وعلماء ومشائخین ہیں۔ چنانچہ سلطنت عباسیہ پانچسو برس رہی جسمیں کل قاضی ومفتی وصوفیاء وغیرہم حنفی تھے اور بادشاہان سلجوقیون وخوارزمیون تو سب ہی حنفی تھے۔ اور اب بھی تمام بلاد اسلامیہ جیسا روم وشام بلخ بخارا وافغانستان وسمرقند وماوراءالنہر وہند وسندھ کے مسلمان دو حصوں سے زیادہ حنفی ہیں اور ایک حصہ میں سے دو ثلث دیگر مقلدین اور ایک ثلث میں گمراہ فرقے مثل وہابی نیچری ومرزائی وغیرہ ہیں۔

سی ونہم۔ علامہ محمد طاہر صاحب حنفی خاتمہ مجمع البحار میں (جو صحاح ستہ کی معتبر شرح ہے) لکھتے ہیں د یدل علیہ ما بیہ اللہ لہ من الذکر المنتشر فی الآفاق فلو لم یکن للہ تعالی سر خفیہ لما جمع شطر الاسلام علی تقلیدہ[1] یعنے خدا نے جو حضرت امام العالم امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تقلید پر آدھا کامل حصہ قائم کیا ہے اسمیں ضرور کچھ حکمت آلہی وبھید پوشیدہ ہے۔

چہلم۔ امام شعرانی مالکی میزان میں لکھتے ہیں فلا ینبغی لاحد الاعتراض علیہ (ای علی ابیحنیفۃ) لکونہ من اجل الائمۃ واقدمهم تدوینا للمذهب واقربهم سندا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومشاهدا لفعل اکابر التابعین وکان متقیدا بالکتب والسنۃ ومتبریا من الرأی الخ یعنے کسیکو لائق اور جائز نہیں کہ امام اعظم پر اعتراض کرے

---

[1] تفسیر عزیزی میں ہے ان انحصار المذاهب فی الاربع واتباعهم فضل الٰهی وقبولیۃ من اللہ ۱۲

Marfat.com

کیونکہ وہ اماموں کے سردار و بزرگ ہیں حضور علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں شدنا اور اکابرنا
کے حالات و افعال کو ملاحظہ کرنے والے ہیں اور قرآن و حدیث کے سخت پابند ہیں اور بری رائے اور
خیال سے بچنے والے ہیں ف. دیکھئے یہ ایمان ہے دیگر مذاہب کے محدثین کا۔

چہل و یکم۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ میں (جو قفال نقال کا جواب ہے) لکھتے ہیں واتباع
ابحنیفۃ قدیما وحدیثا فی الازدیاد فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم وما وراء النھر وولایۃ
الھند والسند واکثر اھل خراسان وعراق معہ وجودہ کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق
واظن انھم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المھندسین بالاتفاق مع ان سلاطین
فی کل زمان ومکان تابعون علی مذھب النعمان فی کل عصر ودھر الخ یعنے جسقدر بلاد اسلامیہ
وغیر اسلامیہ مانند عرب و روم و مصر و خراسان و افغانستان و ہند و سندھ و کشمیر وغیرہ کل روئے زمین کے
اہل اسلام دو حصے سے زیادہ حنفی المذہب تھے اور اب بھی ہیں خواہ وہ امراء و سلاطین ہوں خواہ اہل علم
خواہ عام اہل اسلام۔ اب غیر مقلدوں کے منہ کو کوئی لگام دیوے تاکہ کل اہل اسلام کو کافر و مشرک نہ بنا ویں
اور اپنا ایمان برباد نہ کریں۔ اللھم ثبتنا علی متابعۃ ابحنیفۃ رضی اللہ عنہ۔

چہل و دوم۔ حضرت امام ربانی قطب دورانی شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے
مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع و تقوی
و دولت متابعت سنت درجہ علیہا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم او عاجز
و مجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و او را اصحاب الرای پندارند کل
ذالک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ
مگر امام شافعی علیہ الرحمۃ از فقاہت او علیہ الرضوان قدرے یافت کہ گفت الفقھاء کلھم عیال
ابحنیفۃ فی الفقہ بواسطہ ہمیں مناسبت کہ بروح اللہ دارد و تواند بود آنچہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ

Marfat.com

در فصول اذ شتہ است کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بعد از نزول بہ مذہب امام ابو حنیفہ حکم و عمل خواہد کرد

الغرض تمام دنیا کے اولیاء و علماء و صلحا اکثر سے زیادہ حضرت امام کے مذہب پر ہیں پھر نہ معلوم کہ غیر مقلد کیوں ان کے دشمن بنگئے۔ اور امام ربانی نے خوب دلائل کثیرہ معتبرہ سے ثابت کیا ہے کہ تقلید امام ابو حنیفہؒ کی دیگر آئمہ سے بہتر و انفع ہے اور طریقہ نقشبندیہ سب طریقوں سے افضل و اکمل و اقرب ہے۔ چنانچہ دیکھو مکتوبات شریف امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۴۳ و ۲۶۹ و ۲۲۱ و ۱۱۰ و ۱۴۹ و ۱۳۱ وغیرہ الحمد للہ الذی ارشدنا الی فضل الطریقۃ النقشبندیۃ۔

ساتویں دلیل وجوب تقلید پر

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ الآیۃ یعنے اے ایماندارو تقوٰی اختیار کرو (۱) اور وسیلہ تلاش کرو خدا کیطرف (۲) مجاہدہ و کوشش کرو۔ (۳) تاکہ ان چیزوں کے باعث تمہاری نجات ہو (۴) اس آیت میں خدا نے بعد از تقوٰی وسیلہ تلاش کرنا واجب کیا ہے جس سے باوجود عامل و عالم ہونیکے بھی وسیلہ کی سخت ضرورت ثابت ہوتی ہے اور بلا وسیلہ نجات کامل بھی ملنا مشکل ہے۔ اب وسیلہ کے معنے بھی یاد کرلیں صراح میں ہے۔ وسیلہ سبب گرفتن و توسل نزدیکی جستن بچیزے۔ اور فتح الباری شرح البخاری میں ہے ھو ما یتقرب بہ الی الکبیر یقال توسلت ای تقربت۔ اور لبید شاعر کا یہ شعر ہے ؎

ارای الناس لایدرون ما قدر امرھم الا کل ذی لب الی اللہ واسل

اور تفسیر جلالین میں ہے الوسیلۃ ما یقربکم الیہ من طاعۃ۔ اور تفسیر بیضاوی میں ہے الوسیلۃ ما تتوسلون بہ الی ثوابہ والزلفی منہ الخ غرضکہ وسیلہ کے معنے ہیں سبب

قرب حق اور نزدیکی تلاش کرنا۔ اور جو چیز بندہ کو خدا کے قریب کرے۔ چھوٹے کا بزرگ تک پہونچنا
اور یہ امر سوائے تقلید مجتہدین وبیعت مشائخین کے نہایت مشکل ہے۔ تقریر اوسکی یوں ہے کہ
جسقدر معاملات اور عبادات ہیں خواہ ظاہری خواہ باطنی اون سب کی صحت وحقیت موقوف
علوم شرعیہ پر اور علوم شرعیہ کی تحقیق وتصدیق اور تنقید وتنقیح اور طریق تصفیہ وتزکیہ وغیرہ
یہ سب موقوف ہیں فی زمانہ موجودہ حضرات امامانِ دین وصالحین مشائخین پر۔ اگر ان کو چھوڑ کر کوئی
کام کرے تو اوسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ خارج از اہلسنت ہوگا۔ کیونکہ آجکل یہی لوگ ہیں ذرائع اور اسباب
تحصیل طاعات وتکمیل عبادات اور ترک منکرات ومنہیات کے پس ثابت ہوا کہ تقلید مجتہدین اور بیعت
صوفیا وصالحین واجب ہے۔ اور اس آیت میں وسیلہ کے معنے ایمان بھی نہیں۔ کیونکہ پہلے خطاب
ہی اہل ایمان کو ہے۔ اور اعمال صالحہ بھی مراد نہیں کہ وہ خود تقویٰ میں داخل ہیں۔ اور جہاد بھی
مراد نہیں کہ جَاہِدُوْا علیحدہ موجود ہے پس واجب ہوئی تقلید مجتہدین وبیعت مشائخین اس آیت
چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی بذیل آیت فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا لکھتے ہیں۔
کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند۔ ازانجملہ مجتہدان شریعت ومشائخین طریقت
اور اسی آیت کی تائید اس دوسری آیت میں یوں ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ
الصّٰدِقِیْنَ ط یعنے اے ایماندار و بعد تقویٰ کے معیت اختیار کرو صادقین کی۔ اب معیت دیکھنا ہی
کہ معیت سے کیا مراد ہے۔ بظاہر معیت سے مراد یا محبت وصحبت ہے یا متابعت وتقلید ہے۔
اور ہر دو کا نتیجہ بھی یا تقلید مجتہد ہے یا بیعت شیخ طریقت۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ تقلید مجتہدین وبیعت
صادقین واجب ہے۔ کیونکہ دونوں آیتوں میں صیغے کُوْنُوْا وَابْتَغُوْا امر کے ہیں جو کہ اکثر وجوب
کے لئے آیا کرتے ہیں۔ اور جب معیت صادقین کی لازم ہوئی تو تمام صدیقوں کے سردار امام الصادقین

لہ تفسیر کشاف میں ہر کل ما یتوسل بہ ای یتقرب من قرابۃ او صنیعۃ او غیر ذالک اور مدارک میں بھی یہی لکھا ہے یتوسل بہ۔ الخ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے جنکی ذات اقدس خیر البشر بعد الانبیاء کے لقب سے ملقب ہے۔
اور جو کہ مقتدا و مبدا اور امام اول ہیں طریقہ انیقہ نقشبندیہ کے رضی اللہ عنہم وعن جمیع المسلمین۔ اور
ایسا ہی احتیاط و تقویٰ کی بار بار تاکید ہے۔ اور مذہب حنفی میں زیادہ تر احتیاط و تقویٰ ہے مثلاً
پانی کے متعلق عند الاختلاف جو پانی امام صاحب کے نزدیک پاک ہے وہ سب کے نزدیک پاک ہے۔
اور جو پانی اوروں کے نزدیک پاک ہے وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک نہیں۔ یا مثلاً
مسح سر کا کسی کے نزدیک آدھے سر کسی کے نزدیک ربع سر کسی کے نزدیک اور بھی کم مگر ہمارے
امام کے نزدیک سارے سر کا مسح ہے تاکہ شک کل جاوے۔ یا مثلاً کسی عورت کا
خاوند آجاوے تو کسی امام کے نزدیک ساڑھے چار برس کسی کے نزدیک کم و زیادہ مگر ہمارے امام کے
نزدیک ۹۰ برس۔ اسمیں کوئی قباحت نہیں بخلاف دوسری صورتوں کے اونمیں کئی قباحتیں نکلتی ہیں۔ عدالتوں
میں سینکڑوں مقدمات ایسے آئے جنمیں وہابیوں نے چار برس کے بعد عورت کو اجازت دیدی کہ نیا خاوند مفقود
الخبر ہے نکاح کرلے۔ جب وہ حاملہ ہوئی یا دو تین بچے جنے تو پہلا خاوند آگیا۔ اب بولو وہ بچے زنا کے ہوئے
یا ولد الحلال ہوئے۔ اب اس عورت کو دو ٹکڑے کرینگے یا پہلے کو یا پچھلے کو ملیگی۔ بہر حال پہلے کی ہے اسکو
ملی مگر جسقدر زنا ہونا تھا اوسکا وبال وہابیوں کی روحوں کو ملیگا۔ اسیطرح سب سے زیادہ تقویٰ و احتیاط
طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ میں ہے۔ چنانچہ حقہ وغیرہ تک بھی منع کرتے ہیں عبادات میں ذکر خفی کو۔
(جو اولیٰ و احسن ہے) کرتے ہیں اگرچہ جہر بھی مشروع ہے اور اتباع سنت کو (جو باعث ترقی ایمان
ومدارج عالیہ کا ہے) اقدم و اسبق و احسن سمجھکر عمل میں لاتے ہیں۔ پس جبکہ ثابت ہوا آیات مبارکہ سے
کہ مذہب حنفی اور طریقہ نقشبندی میں سب سے زیادہ تقویٰ و احتیاط ہے تو غیر مقلدین کو خدا کی مار کیوں ہے کہ
ان دونوں سے اونکو زیادہ نفرت و عداوت اور بغض و حسد ہے معاذ اللہ۔ اللھم ثبتنا علی مذھب ابی حنیفۃ
واحشرنا مع الصادقین والصالحین۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔

Marfat.com

خاتمۃ الکتاب

اس خاتمہ میں دو امر کا فیصلہ ہے۔ ایک تو اماموں کے فرمان کی توجیہہ و توضیح دوسرا غیر مقلدوں کے سوالات۔

سوال۔ امامان دین نے بالفاظ مختلفہ فرمایا ہے۔ اُترکُوا قَولِی بِخَبرِ الرَّسُولِ۔ اِذَا صَحَّ الحَدِیثُ فَھُوَ مَذھَبِی۔ لاتقلدونی ولا مالکا۔ تو ان اقوال سے تقلید بالکل اُڑ گئی۔

الجواب۔ اسمیں ایک تو خبر رسولؐ وارد ہے پھر ساتھ ہی اِذَا صَحَّ شرط اعظم ہے اب یہ بات قابل غور ہے کہ خبر پیغمبر کے واسطے تصحیح و تحقیق و تعدیل کی ازحد ضرورت ہے۔ اور یہ کام بڑے محدث و مجتہد کا ہے۔ پھر بعد از صحت کے اوسکو مادہ ترجیح و تطبیق اور توجیہہ و توفیق کا ہونا لازمی ہے تاکہ حدیثوں میں محاکمہ و موازنہ کرکے ایک جانب کو ترجیح اور دوسری کو غیر مرجح ثابت کرے۔ اب ایمان سے کہو کہ یہ کسکا کام ہے۔ دوسرا یہ کہ چونکہ امام صاحب کی صحت پر کسی محدث کی تصحیح و تضعیف غالب نہیں کیونکہ آپکے زمانہ میں یا آپ سے پہلے کوئی محدث آپکے ہمسر نہ تہا نہ ابتک کوئی ہوا۔ اور یہ بھی غیر ممکن ہے کہ جس حدیث کی صحت امام صاحب کے نزدیک ثابت ہے اوسکو کوئی محدث ضعیف کرے اور جس حدیث کو امام صاحب نے صحیح ثابت کیا وہ محدثین کے قاعدہ سے ضعیف نہیں ہو سکتی کیونکہ امام صاحب اور صحابہ کرام کے درمیان بالکل کوئی واسطہ نہیں ہے وجہ یہ کہ امام علی الاصح تابعی ہیں اور تابعی و صحابی میں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ البتہ جس محدث کا سلسلہ دور دراز ہو اور اوس محدث سے لیکر صحابہ کرام تک کئی اسناد اور واسطے ہوں تو بیشک راویوں پر جرح و سقم چسپاں ہو گا جیساکہ بخاری و مسلم وغیرہ کے راویوں پر جو سیکڑوں تک ہیں ضعف و کذب و بدعت و بدعقیدہ ہونیکا الزام ثابت ہے۔ دیکھو شرح سفر السعادت وغیرہ۔ کیونکہ بخاری سے صحابہ تک

کئی اسناد ہیں۔ اور علاوہ ازیں امام صاحب کے نزدیک صحت حدیث کا معیار نہایت ہی عمدہ اور منضبوط تھا (دیکھو تاریخ ابن خلدون) سوائے امام صاحب کے نزدیک بہت کم حدیثیں صحت کو پہنچی ہیں۔ اور باقی احادیث کو آپ نترکا یا ہیہ کہتے تھے ورنہ اصول حدیث امام صاحب کا ایسا بہتر و معتبر تھا کہ سب محدثین سرنگوں ہیں۔ اور یہ بات بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ کثرت حدیث کا روایت کرنا کچھ افضلیت کا موجب نہیں ہے۔ دیکھو بخاری وغیرہ کتب صحاح ستہ یا سوائے انکے جسقدر کتب حدیث ہیں اون میں حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم سے بالکل ہی کم روایات ہیں اور علیٰ ہذا حضرت عثمان و علی و فاطمہ و حسین رضی اللہ عنہم سے بہت ہی کم حدیثیں مروی ہیں۔ بخلاف انکے حضرت عائشہ و ابوہریرہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بیشمار کثرت سے حدیثیں مروی ہیں۔ تو پھر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ حضرت صدیق اکبر سے افضل و اعلم ہیں۔ پس جسطرح ابوہریرہ حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق سے افضل نہیں ہو سکتے اسیطرح دیگر محدثین بھی حضرت امام صاحب سے اعلم و افضل نہیں بن سکتے۔ باقی رہا غیر مقلدین حاسدین یا دشمن دین کا یہ قول کہ حضرت امام العالم کو صرف ۱۷ حدیثیں یاد تھیں[1]۔ سو اسکا جواب بالفعل اتنا ہی کافی ہے کہ امام صاحب کے وقت میں آپکے مخالفین میں سے ۱۷ حدیثیں کسکو یاد تھیں۔ خیال کرو کہ جسوقت منصور بادشاہ نے آپکو بلا کر فرمایا کہ تو میری سلطنت کا قاضی بنجا جسپر امام صاحب نے انکار کیا۔ کیا بادشاہ منصور ایسا دیوانہ تھا کہ تمام سلطنت کے قاضیوں عالموں کو چھوڑ کر ایسے شخص کو قاضی سلطنت بناتا ہے کہ جسکو صرف ۱۷ حدیثیں یاد تھیں۔ افسوس جاہلوں کے حسد پر۔ بلکہ ثابت ہوا کہ منصور کے اسقدر وسیع ملک میں اگرچہ ہزارہا علماء و فضلاء

---

[1] علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع میں ابن خلدون کی نسبت یوں لکھتے ہیں لم یکن ماہرا بالعلوم الشرعیة۔ یعنے ابن خلدون علوم شرعیہ کا ماہر نہ تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مورخ تھا۔ علاوہ ازیں ابن خلدون نے لفظ یقال لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلدون خود تو قائل نہیں بلکہ کسی مجہول روایت کا ناقل ہے۔ ۱۲

Marfat.com

و محدث و مفسر ہوگئے مگر امام صاحب کے علمی پایہ کا شخص کوئی نہ تہا اسواسطے تمام بادشاہت میں سے صرف ایک ہی امام صاحب کو منتخب کیا پس اگر ۱۷ حدیثوں والا ہی قاضی بنانا منظور تہا تو معلوم ہوا کہ اوسوقت ۸ احدیثیں کسیکو یاد نہ تہیں (باقی دیکہو تاریخ ابن خطیب اور خیرات الحسان وغیرہ) پہر آجکل کے ابجد خواں جنکی تحصیل کا انتہا تقویۃ الایمان و تفسیر محمدی ہے۔ اگر کوئی مشکوٰۃ یا بلوغ المرام پڑہ گیا تو بس موٹا تازہ ڈبل مجتہد بنگیا۔ سنکر تقلید امام ہو تو کیا ڈر ہے۔ نعوذ باللہ من الجاہلین آمین

تیسرا یہ کہ یہ بات بہی نہایت ہی غور طلب ہے کہ ایک شخص تابعین یا تبع تابعین سے ہو۔ اور علم ظاہر و باطن میں یکتا اور علم و عقل میں بے نظیر اور ورع و تقوٰی صلاحیت و شرافت میں بے مثل اور اجتہاد و رائے میں سب پر غالب اور مقتدا و ہادی بہی ایسا کہ کل امت محمدیہ اوسکی غلام پہر ایسا شخص اگر تواضعاً و انکسار سے کہدے کہ جسوقت میرا تحقیق کردہ مسئلہ آیۃ و حدیث کے خلاف ہو تو قبل از فوراً میرے قول کو تو رد کرو اور اپنی ٹوٹی پہوٹی ناقص عقل پر عمل کرلو۔ تو بوکہ اس قول کا مخاطب بہی کیا وہ اردو خواں ہوگا جس نے تفسیر ثنائی کا پاس کیا ہو۔ یا زیادہ سے زیادہ نجات المؤمنین و پکی روٹی پڑہی ہو۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکے مخاطب صرف وہی ہیں جو آپکے معصر و اہل عقل و فہم صاحب تقوٰی و احسان ہیں۔ سو اسکے مصداق سوائے آپکے تلامیذ اور شاگردوں کے اور کوئی نہ تہا۔ یہی وجہ ہے کہ صرف حاضرین ہی کو خطاب ہے۔ ورنہ یوں عبارت چاہئے تہی کل من سمع قولی فلیترك بخبر الرسول۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ یوں ہے۔ اترکوا قولی ۔

لطیفہ۔ حاسدین مخالفین اگرچہ آپکے نام پاک پر جلکر راکھ ہو جاتے ہیں مگر پہر بہی شکر بجا لائیں کہ حضرت امام العالم کو صرف ۱۷ حدیثیں یاد نہیں زیادہ نہ تہیں کیونکہ ۱۷ احدیث کے حافظ کا یہ مرتبہ یہ عزت یہ قبولیت و درجہ ہے کہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کل امت کے اولیا علما صلحا امرا و سلاطین خاص و عام اہل اسلام غلام ہوگئے۔ اگر کہیں چہل حدیث یاد ہوتی تو دہائی ۔

رافضی تو در کنار شاید کفار کا وجود بھی نظر نہ آتا۔ ذالک تفضل اللہ۔

چوتھا یہ کہ مذہب حنفی عبارت ہے اقوال وارشادات آئمہ ثلاثہ سے یعنی امام اعظم وصاحبین رضی اللہ عنہم سے۔ کیونکہ جسطرح افعال نبویہ و افعال خلفاء اربعہ پر لفظ سنت وارد ہے اسیطرح امام صاحب وصاحبین کے اقوال پر مذہب حنفی بولا جاتا ہے۔ وجہ یہ کہ جسطرح خلفاء اربعہ نے خلاف فعل نبوی کوئی فعل نہیں کیا تو خلفا کے افعال بھی شامل لفظ سنت ہو گئے اسیطرح امام صاحب کے شاگردوں نے بھی اُنہی اصول پر بنیاد رکھی جو اصول امام صاحب کے بنا کردہ تھے اسواسطے امام وصاحبین کی تنقید وتحقیق ایک ہی سمجھی گئی۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں

انما عد مذھب ابی حنیفۃ مع صاحبیہ مذھبا واحدا لعدم تجاوزھما الخ۔

یعنی امام صاحب وصاحبین کا مذہب ایک ہی مذہب سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ ہرسہ آئمہ کی تحقیق واحد ہے۔ شاگردوں نے کچھ بھی امام صاحب کے خلاف نہیں کیا۔ پس جبکہ آپکے شاگردان رشید جو مجتہد فی المذہب تھے آپکے قدم بقدم چلے تو اور کون شخص ایسا ہے جو آپکے شاگردوں سے بڑھ جائے۔ امام بخاری خود تو شاگردوں کے شاگرد ہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقابل میں بخاری وغیرہ تو کچھ بھی نہیں۔ البتہ یوں کہنا بجا ہے کہ جو مسئلہ یا تحقیقات امام بخاری علیہ الرحمۃ کے موافق ہے حضرت امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وہ زیادہ تر معتبر و قابل قبولیت ہے اور جو مجتہد یگانہ امام زمانہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے وہ غیر معتبر۔ پس معلوم ہوا کہ قول اُترکوا قولی کے مصداق آپکے شاگرد یا مجتہد ہیں نہ کہ بخاری یا مسلم وغیرہ کیونکہ یہ حضرات مقلد اور صرف محدث تھے۔ پانچواں یہ کہ ہر اک مجتہد کا سلسلہ علم حق کسی نہ کسی صحابی یا جماعت صحابہ تک پہونچتا ہے

ﻟﮧ چونکہ افراد اکمل خلفاء اربعہ ہیں اسلئے بالتخصیص انکا ذکر کیا گیا ورنہ کل صحابہ کے افعال اقوال پر لفظ سنت آتا ہے۔ اور کل صحابہ کے افعال ماتحت تھے خلفا کے اسلئے کل ذکر ضروری نہیں ۱۲۔

اور اہل کشف کا اسپر اجماع ہے کہ درحقیقت علوم الٰہی اور خزائن خفی وجلی کے وارث اول و مستحق اعلیٰ تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور بعد ازاں حضرات مجتہدین و مشائخین تبعًا وظلاً (چنانچہ غیر مقلدوں کے امام مولوی اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان اپنے رسالہ منصب امامت صفحہ ۵۱ مطبوعہ فاروقی میں لکھتے ہیں) پھر جو شخص زیادہ تر قریب الاقرب ہے (جیساکہ مجتہدین بالخصوص امام ابوحنیفہ رح) وہ زیادہ سے زیادہ سفارا اور وارث ہے۔ اور جسطرح نبی معصوم ہے ابلاغ میں ویسا ہی مجتہد فی نفس الامر محفوظ ہے خطا اور اسکا اجتہاد بھی قائم مقام نص شارع کے ہوتا ہے کیونکہ مجتہد لوگ بذریعہ کشف ہی اپنی خطا معاف کرا لیتے ہیں۔ اسیواسطے حضرات مجتہدین قیامت کے روز انبیاء کرام علیہم السلام کی صفوں میں کھڑے ہونگے نہ امتوں کی صفوں میں۔ جیساکہ امام شعرانی مالکی اپنی میزان کبریٰ کے صفحہ ۵ و ۶ و ۲۷ و ۴۳ و ۶۲ وغیرہ میں مفصل تحریر فرماتے ہیں اور اس مضمون بالاکی کسیقدر یہ حدیث بھی مؤید ہے۔ عن الحسن البصری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلٰی عَبْدِ الاشتغال بی جعلت نعمۃ ولذتہ فی ذکری عشقنی وعشقتہ فرفعت الحجاب فیما بینی و بینہ وصیرت بین عینیہ معالما لا یسھوا اذا سھے الناس واولئک کلامھم کلام الانبیاء واولئک الابدال حقا الحدیث رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ یعنے خدا فرماتا ہے کہ جسوقت میرے بندے پر میرا ذکر غالب ہو جاتا ہے میں اپنی نعمت ولذت اپنے ذکر میں رکھدیتا ہوں پس وہ میرا عاشق ہوتا ہے میں اسکا عاشق ہوتا ہوں پس میرے اور اسکے درمیان جو پردہ ہوتا ہے اٹھا دیتا ہوں اور اسکی آنکھوں میں اسے معلوم نار کہتا ہوں کہ جسوقت عام لوگ غلطی کھاتے ہیں وہ غلطی نہیں کھاتا۔ یہی لوگ تو وہ ہیں جنکی کلام کلام نبیوں کی ہے۔ انہی کو ابدال کہا جاتا ہے۔

پس ایسے ایسے بزرگوں اماموں کے قول کو غلط کہنا اور معمولی لوگوں کے پیرو ہو جانا صریح ضلالت و بلاہت ہے۔ اور امام شعرانی میزان میں فرماتے ہیں قال الامام شیخ الاسلام زکریا

Marfat.com

الاضاری وایا کمان تبادر والی الانکار علی قول مجتهد او تخطیۃ الخ یعنے خبردار کسی مجتہد کے قول پر انکار نہ کرنا یا نسبت خطا نہ کرنا۔ ردالمختار میں ہے ولا یخفے ان ذالک لمن کان اھلا للنظر فی النصوص ومعرفتہ محکمہا من منسوخہا الخ یعنے انکار کو اقولی اُس شخص کے حق میں ہے جسکو علوم قرانی پر نظر وسیع ہو۔

پنجم۔ امام شعرانی فرماتے ہیں میزان میں فانی بحمد اللہ تتبعت مذھبہ فوجدتہ فی غایۃ الاحتیاط والورع لان الکلام صفۃ المتکلم وقد اجمع السلف والخلف علی کثرۃ ورع الامام وکثرۃ احتیاطاتہ فی الدین وخوفہ من اللہ تعالی الخ وقال لما الفت کتاب ادلۃ المذاھب فلم اجد قولا من اقوالہ واقوال اتباعہ الا وھو مستند الی آیۃ او حدیث او اثر اوالی مفہوم ذالک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ الخ یعنے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب اور اُنکے شاگردوں کے اقوال کی نسبت میں نے بہت ہی جستجو کی تو پایا میں نے امام صاحب کے مذہب کو نہایت ہی احتیاط و پرہیزگاری میں خوب عمدہ اور اجماع کیا ہے تمام سلف وخلف نے امام صاحب کے کثرت احتیاط اور تقوی پر دین میں۔ اور اُنکے اقوال کو میں نے نہیں پایا مگر یا وہ مستند ہے ساتھ آیت کے یا حدیث کے یا اثر صحابی کے یا کسی ایسی حدیث ضعیف کے جو کثرت طرق سے مروی ہو۔[1] اور جسوقت خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام صاحب کیطرف لکھا کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم حدیث پر قیاس کو غالب رکھتے ہو تو آپ نے جواب میں لکھا لیس الامر کما بلغک یا امیر المؤمنین انما اعمل ولا بکتاب اللہ ثم بسنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم اقیضہ بابی بکر وعمر وعثمان وعلی ثم اقضیہ بقیۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم ثم اقیس بعد ذالک اذا اختلفوا یعنے ایسا نہیں بلکہ میں پہلے قرآن سے پھر حدیث سے پھر

---

[1] انہ کان یقول ضعیف الحدیث احب الی من آراء الرجال (جواہر منیفہ)۔

خلفاء اربعہ کے اقوال سے پھر دیگر صحابہ کرام کے اقوال سے فیصلہ کرتا ہوں۔ اگر ان سب میں نہ ملے تو قیاس کرتا ہوں۔ کمافی المیزان وغیرہ۔ اب ایسا شخص جب بادشاہ کو اس قسم کا جواب صاف لکھے تو پھر بادشاہ نے یہ نہ کہا کہ فلاں فلاں مسئلہ تمہارا فلاں فلاں حدیث کے خلاف ہے یا اس سلطنت کے علمائے بادشاہ کو یہ نہ کہا کہ اس امام سے پوچھو کہ فلاں مسئلہ جو مخالف حدیث ہے اسکا ثبوت کہاں اور کس حدیث میں ہے پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی مسئلہ آپکا خلاف حدیث وقران ہوتا تو ضرور بادشاہ وقت یا علماء[لہ] وقت آپ کو فوراً گرفت کرتے خصوصاً جبکہ بادشاہ آپکا دشمن بھی ہو۔ تو معلوم ہوا کہ آپکا کوئی مسئلہ قران وحدیث کے خلاف نہیں پس جبکہ آپکا کوئی مسئلہ بھی آپ کے وقت میں غلط وخلاف ثابت نہ ہوا تو اسوقت کون احمق انکی غلطیاں نکال سکتا ہے اب نتیجہ یہ نکلا کہ انکو قولی محض تواضعاً فرمایا ہے جیسا کہ بزرگوں کا دستور ہے۔

ششم۔ یہ کہ جنکو اس قول پر عمل درآمد کرنیکی لیاقت وطاقت تھی اور جن کو اجتہاد کا ملکہ و تفقہ کا مادہ خدا نے عنایت فرمایا تھا انہوں نے بھی مطلقاً مخالفت نہ کی۔ چنانچہ حضرت امام وقت قاضی القضاۃ ابو یوسفؒ فرماتے ہیں ماخالفتُ فی شیٔ قط فدبرتہٗ الا رأیتُ مذھبہٗ الذی ذھب الیہ انجیٰ فی الاٰخرۃ وکنتُ ربما ملتُ الی الحدیث فکان ھو ابصر بالحدیث الصحیح کمافی ردالمحتار وغیرہ۔ وقال ابو یوسفؒ ما رأیتُ اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفۃؒ

لہ بلکہ امام شعرانی یہ ایک عجیب واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ جاء سفیان الثوری ومقاتل وابن حیان وحماد ابن سلمۃ وجعفر الصادق وغیرھم من الفقھاء الی ابی حنیفۃ فقالوا انت سید العلماء فاعف عنا عن وقیعتنا فیك من غیر علم فقال عفا اللہ لنا ولکم اجمعین (میزان) یعنے ایک روز حضرت سفیان ومقاتل وحماد وجعفر رضی اللہ عنہم امام صاحب کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے شخص تو تمام علمائے وقت کا سردار ہے جو کچھ آپ کی نسبت ہم سے کوئی لغزش واقع ہوئی ہے آپ ہمکو معاف کریں۔ آپنے جواب دیا کہ خدا ہمکو اور تمکو بخشدے۔

اب خیال فرمادیں کہ کیا یہ اس شخص کا مرتبہ ہے جسکو ۱۷ حدیثیں یاد تھیں۔ حاشا وکلا۔ پس معلوم ہوا کہ آپ اپنے وقت میں سردار تھے تو بعد ازاں کون شخص ان سے اعلم وافقہ ہوگا۔ ۱۲

Marfat.com

وکان البصر الحدیث کما فی خیرات الحسان یعنے کبھی جب میں نے امام صاحب کے ساتھ کسی مسئلہ میں کچھ خلاف کیا تو فوراً غور وخوض کے بعد معلوم ہوا کہ امام صاحب کے مذہب میں زیادہ وجہ نجات حاصل ہے۔ اور میں نے کسیکو زیادہ عالم بالحدیث اور صاحب البصیرت فی الحدیث امام صاحب سے بڑھکر نہیں دیکھا۔ امام شعرانی صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں ونقل عن اصحاب ابی حنیفۃ کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انھم کانوا یقولون ما قلنا قولا فی مسئلۃ الا وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علی ذالک ایمانا مغلظۃ یعنے ہمارا (شاگردوں کا) کوئی قول کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو امام صاحب کے خلاف کہا ہو بلکہ وہ ہمارا قول بھی امام سے ہی مروی ہے۔ یہ بیان اصحاب ابو حنیفہ کے حلفاً کہتے تھے۔ کذا قال السید العلامۃ ابن عابدین فی رد المحتار عن حاوی القدسی وغیرھما۔

ہفتم۔ یہ کہ بڑے بڑے ائمہ کرام وصلحائے عظام باوجود اہل کشف وذی مراتب وذی فہم ہونیکے بھی مقلد ہی رہے۔ اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب پر جانا نہایت برا سمجھتے رہے جیسا کہ حضرت امام ربانی غوث صمدانی محی السنۃ قامع البدعۃ جناب شیخ احمد صاحب فاروقی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جنکے مکتوب شریف پر مخالفین کا ایمان بھی ہے۔ اپنے مکتوب نمبر ۳۱۲ جلد اول میں لکھتے ہیں۔ ”ما مقلدان رانمی رسد کہ بمقتضائے حدیث عمل نمودہ جرأت در اشارہ نمائیم واگر کسے گوید کہ ما علم بخلاف دلیل آں داریم۔ گوئیم کہ علم مقلد در اثبات حل وحرمت معتبر نیست دریں باب ظن مجتہد معتبر است۔ احادیث را ایں اکابر بواسطۂ قرب ووفور علم وحصول ورع وتقوی از ما بہتر میدانستند وصحت وسقم ونسخ وعدم نسخ آنہا را بیشتر از ما میشناختند آرے از امام اعظم رضی اللہ عنہ مروی است کہ اگر حدیثے مخالف قول من بیابید بر حدیث عمل نمائید مراد ازاں حدیثے است کہ بحضرت امام نہ رسیدہ باشد وبنا بر عدم علم ایں حدیث حکم بخلاف آں فرمودہ است واحادیث [illegible]

Marfat.com

سبابہ از یں قبیل نسبت۔ یعنے تشہد میں انگلی اٹھانا اگر کسی حدیث سے ثابت بھی ہو تو پھر بھی مقلدوں کو یہ طاقت وجرأت نہیں کہ تقلید کو ترک کر کے حدیث پر عمل کریں۔ یعنے تشہد میں انگلی اٹھانا جائز نہیں۔ افسوس ہے غیر مقلد وغیرہ جو کہ آپ کے مکتوب شریف کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آپ نے مولود شریف منع فرمایا ہے۔ حالانکہ آپ نے ہرگز منع نہیں فرمایا۔ اور اس مکتوب میں صاف رفع سبابہ سے منع فرمایا ہے تو اس پر کوئی غیر مقلد عمل نہیں کرتا۔ یہی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ ببرکت ورع وتقویٰ ودولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد یافتہ است کہ دیگراں در فہم او عاجز اند واورا اصحاب الرأی پندارند کل ذالك لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فھمہ وفراستہ بے شائبہ گفتہ شود کہ نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم مینماید وسائر مذاہب حیاض وجداول نظر مے آید ناقصان چند احادیث را یاد گرفتہ اند واحکام شرعیہ را در اں منحصر ساختہ ماورا معلوم خود را نفی مینمائید ۔ چو آں کرمیکہ در سنگے نہان است ۔ زمین وآسمان وے ہمان است۔ الخ۔" غرضکہ امام ربانی صاحب کے نزدیک حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سب اماموں محدثوں سے بڑھکر ہے۔ پس ایسے شخص کا فرمانا کہ میرے قول کو بمقابلہ حدیث ترک کرو۔ کیا مخاطب وہ شخص ہے جو جامع علوم ظاہری وباطنی ہو یا کہ دیہاتی ترجمہ خوان یا زینت الاسلام کا عالم یا کوئی محدث جدید بلوغ المرام کا حافظ۔ العیاذ باللہ۔

ہشتم۔ اگر کوئی مجتہد فی المذہب بوقت ضرورت بفحوائے الضرورۃ تبیح المحظورات کسی مسئلہ میں خلاف امام کا کرے تو وہاں پر یہ ضرور نہیں کہ حق پر وہی شخص ہے جو خلاف کرے بلکہ یہ زیادہ احتمال ہے کہ امام حق پر ہو۔ اور یہ شخص خلاف حق پر ہو۔ پھر بالفرض اگر ہو بھی تو ایک آدھ

ایک دو مسئلہ میں خلاف کرنا وجوب تقلید کو منافی نہیں۔ نہ ایسا شخص اپنے آپ کو غیر مقلد کہلائیگا بلکہ مقلد ہی کہلائیگا اور ایک دو مسئلہ میں خطا مجتہد سے ممکن الوقوع ہے مگر یہ بھی نہ ہوگا کہ آجکل کے محدث مشکوٰتی (بعلم) اُٹھکر ہر اک امام کو خاطی و ناسی بیان کریں اور اپنی تقلید میں لوگوں کو بے دین بنادیں۔ چنانچہ محی الدین نومسلم لاہوری اور دیگر اُنکے ہم مشرب نے بڑی جدوجہد سے تمام لوگوں کے کان میں یہ ٹپکا دیا کہ اگر تمام دنیا میں کوئی مذہب سراسر غلط و بے ثبوت ہے تو وہ مذہب حنفی ہے اگر کوئی شخص اُن جان ہے تو ابو حنیفہ ہے (نعوذ باللہ منہم) اسمیں شک نہیں کہ امام صاحب کے دشمن تو آپ کے وقت میں بھی بہت دہریہ خارجی وغیرہ تھے اب بھی ہوں تو تعجب نہیں کیونکہ سلطنت انگلشیہ میں تو گمراہ و ملحد و زندیق و مرتد لوگ زیادہ خوش ہیں بہ نسبت مسلمانوں کے۔ غرضکہ اگر کسی مسئلہ میں کسی مجتہد فی المذہب نے تقلید کو علیحدہ کر لیا تو بوجہ ضرورت جائز ہے اور اسکی اجازت قرآن مجید[1] میں بھی ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ مگر اس ضرورت کو وہ شخص محسوس کر سکتا ہے جو اجتہاد کے درجہ پر فائز ہو نہ بخاری و مسلم جیسے اور لطف یہ کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تحقیقات کو کسی نے غلط نہیں کہا۔ ہاں نشانہ کسی حاسد و متعصب نے کہا ہو تو تعجب نہیں ہے۔

تتمہ۔ مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو کہ غیر مقلدوں اور مقلدوں میں مشترک الخیال ہیں خصوصاً غیر مقلدین اُنکے قول کو نہایت ہی قوی و معتبر جانتے ہیں اسلئے صرف ائمہ کو اولی کے متعلق جو اُنکا قول ہے وہ عرض کرتا ہوں تاکہ غیر مقلدین اگر ہمارے قول کو حسداً و عناداً نہیں مانتے

---

[1] اب اگر کسی حرام چیز کو اس آیت کے مطابق ایک وقت میں جائز کیا تو کیا پہلی آیات جو حرمت اشیاء پر دال ہیں وہ ٹوٹ گئے ہیں یا بیکار ہو گئی ہیں۔ یا وہ حکم غلط ہو گیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسیطرح ایک وقت میں اگر کسی مجتہد فی المذہب نے امام کے خلاف عمل کیا تو کیا وجوب تقلید کو مانع و منافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ۱۲

Marfat.com

تو انکے قول کو تو ضرور ہی تسلیم کرینگے وہ یہ ہے۔ رسالہ سبیل الرشاد صفحہ ۷۔ ہمارے قول کو بوجہ مخالفت حدیث کے ترک کردو اور اس قول سے غیر مقلدین رد تقلید پر دلیل پکڑتے ہیں۔ تو واضح ہو کہ یہ نہایت ہی کم فہمی ہے اُن لوگوں کی کیونکہ اول بندہ لکھ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ نصوص ہو وہ بالاتفاق فاسد ہے تمام علماء کے نزدیک۔ پس آئمہ علیہم الرحمۃ نے اپنے اپنے تلامذہ (شاگردوں) کو جو بڑے بڑے عالم متبحر و محدث کامل تھے فرمایا تھا کہ اگر تمکو ہمارے قیاس کا فساد نصوص سے معلوم ہو جائے تو اُسکو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچھ نہ رکھنا تو یہ وجہ ہے کہ مجتہد سے خطا بھی ہو جاتی ہے اگر بعد سعی و جد و جہد کے خطا بھی ہوگئی ہو تو پھر بھی اُسکو ایک اجر ملتا ہے چنانچہ حدیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے اور مجتہد سے خطا بھی اسیطرح ہوتی ہے ورنہ معاذ اللہ جانکر کون مقلدین خلاف کہتا ہے پس اگر خطا تحقیق سے معلوم ہو جائے تو اُسکو رد کرنا ضروری ہے پس اُنکے اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ جس قول میں ہماری خطا معلوم ہو جائے تو اُسکی تقلید مت کرو اور جسمیں خطا ثابت نہ ہو اُسکی تقلید ضروری ہے کیونکہ وہ عین حکم الٰہی ہے عند المجتہد اور عند المقلد مگر یہ تو نہیں فرمایا کہ کسی ایک عالم نے بھی اگرچہ ہمارا قول ایک دو حدیث کے موافق ہو اور ایک حدیث کے مخالف ہو جب بھی ترک کر دینا کیونکہ یہ تو ہرگز حلال نہیں اسواسطے کہ مجتہد وقت اختلاف کی کسی وجہ ترجیح سے ایک جانب کو مرجح کر کے حکم دیتا ہے پس اسوقت ایک حدیث کو کسی وجہ سے مرجح کر کے اُسکے موافق فرمایا تو اُسکا رد کرنا عین حدیث کا رد کرنا ہے اور یہ کسی مقلدین کے نزدیک حلال نہیں پس ان لوگوں کا اس قول سے کیا مطلب حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ اقوال مفتی بہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مثلاً یا دیگر آئمہ علیہم الرحمۃ کے سب اقوال ایسے ہی ہیں کہ اگر ایک حدیث کے مخالف بظاہر ہیں تو دوسری نص کے مطابق ہیں۔ تو کسی کو کب گنجائش ہے کہ اُسکا رد کرے کیونکہ اُسکا رد کرنا تو عین قول اللہ یا قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

رد کرنا ہے۔ لہذا یہ لوگ (غیر مقلد) محض کم فہمی کی بات کرتے ہیں۔ نہ ان کو سلیقہ ترجیح کا نہ ان کو نظر جملہ نصوص پر محض سنی سنائی احادیث یا ترجمہ مشکوٰۃ کو دیکھکر عامل بالحدیث ہوگئے تو ایسے جہال کو تو اپنے اقوال رد کرنے کی اجازت انہوں نے نہیں دی تھی کہ (۱) نہ تمیز ناسخ و منسوخ کی رکھتے ہیں (۲) نہ صحیح وسقیم کی (۳) نہ وجہ مخالفت کی خبر (۴) نہ وجوہ ترجیحات سے مطلع (۵) نہ وجوہ دلالات سے واقف (۶) نہ علل نص سے آشنا (۷) نہ محاورات کلام عرب کے فہم کا حوصلہ (۸) نہ جملہ مرویات کا احاطہ (۹) نہ فہم کتاب و حدیث کا سلیقہ جو عمل بالحدیث کے واسطے ضروری ہے کہ بدون اسکے تقلید واجب ہے کسی عالم کی۔ بس قیامت ہے کہ ایسے نااہل آئمہ کے قول کو اپنے فہم سے ترک کرکے عامل بالحدیث ہوں ایسی حالت میں تو خود قرآن و حدیث کے ہی وہ راد و مکذب ہیں (یعنے غیر مقلد) اور عناداً آئمہ اور اپنے اجتہاد ناصواب کے زعم میں اپنے ایمان ہی کو (غیر مقلدین) سلام کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب کے کلام سے ہم پہلے نقل کرچکے ہیں۔ الحاصل یہ فرمانا آئمہ کا اپنے وقت کے علماء متبحرین حاضرین تھا یا بعد کے بھی علماء کو مگر انہی کو جو احاطہ اخبار اور درجہ اجتہاد و ترجیح رکھتے ہیں نہ جہلاء کو کہ علم و فہم سے عاری ہوں۔ سو اس قول (اترکوا قولی) کو عدم تقلید پر حجت لانا کمال سفاہت ہے بلکہ یہ تو حکم تقلید کا ہی فرمایا تھا کہ ہمارے اقوال کی ہی تقلید کرنا کیونکہ ہم نے عین نصوص کا ہی مطلب ظاہر کیا ہے۔ مگر اہل اجتہاد عالم کو اگر خطا ہماری معلوم ہوجاوے تو اسکی تقلید نہ کرنا نہ یہ کہ جہلاء بھی اپنے فہم ناصواب سے زبان دراز کریں پھر وہ کونسا مسئلہ ہے کہ اسپر نص سے کوئی صراحت دلالت اشارت نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ بلکہ سب مسائل پر علماء مقلدین نے بحث و کلام کرکے محقق فرمایا ہے اگرچہ جہلاء کو خبر نہیں۔ بہر حال اس قول (اترکوا قولی) سے تقلید رد نہیں ہوتی۔ بلکہ اثبات ہوتا ہے خدا تعالیٰ ایسے کم فہموں کو ہدایت فرمائے۔ الحاصل تقلید مطلق جو شخصی و غیر شخصی دونوں کو شامل ہے کتاب و سنت سے ثابت ہوئی اور یہیں کتاب و سنت میں حکم نہیں فرمایا کہ عالم سے سوال کا جواب

Marfat.com

بلا دلیل قبول و معمول نہ کرے اور اسپر صحابہ علیہم الرضوان کے عہد میں عملدرآمد رہا کہ سائل نے سوال کیا اور اسکا جواب حسب حال سائل کے با دلیل یا بلا دلیل دیا گیا اور سائل نے اسپر عمل کیا۔ حجۃ اللہ البالغہ میں شیخ الشیوخ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی فرماتے ہیں وکان ابن عباس بعد عصر الاولین فناقضھم فی کثیر من الاحکام واتبعہ فی ذالک اصحابہ من اھل المکۃ ولم یأخذ بما تفرد جمھور اھل الاسلام۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب مکہ معظمہ میں اقامت فرمائی تو بہت سے مسائل میں دیگر بعض صحابہ سے خلاف فرمایا اور انکے فتاوی کو اہل مکہ نے قبول کر کے عمل کیا تو محل خلاف صحابہ میں ایک ابن عباس کے قول پر عمل کرنا نہ دیگر اقوال پر۔ یہی تقلید شخصی ہے کہ محل اختلاف میں فقط ابن عباس کے قول کو معمول بہ رکھا اور یہی شاہ صاحب مذکور فرماتے ہیں۔ ثم انھم تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی وکثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فیھا فاجاب کل واحد حسب ما حفظہ اواستنبطہ وان لم یجد فیما حفظ اواستنبط ما یصلح للجواب اجتھد برأیہ الخ۔ اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ صحابہ نے جس موضع میں اقامت فرمائی اور کثرت وقائع میں سوال ان سے کیا گیا تو محفوظ یا مستنبط سے جواب دیا گیا ورنہ اپنے اجتہاد سے حکم دیا گیا تو جوابات اجتہادیہ و مستنبطہ کا فرمانا اور سائل کا قبول کرنا تقلید ہے اور اس ہی صحابی مقیم بلد سے سب اپنے وقائع کا پوچھنا اور قانع ہونا تقلید شخصی ہے اور فرماتے ہیں وکان ابراھیم واصحابہ یرون ان ابن مسعود واصحابہ اثبت الناس فی الفقہ کما قال علقمۃ لمسروق ھل احد منھم اثبت من عبد اللہ۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ابراہیم و اصحاب انکے عبداللہ بن مسعود اور انکے اصحاب کو محل اختلاف میں مرجح رکھتے تھے اور انکی فقہ کے مقابل دوسرے کو نہ مانتے تھے۔ یہ تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے کہ ایک

Marfat.com

عالم کو اعلم اور فقیہہ جانکر اُسکے مقابلہ میں دوسرے کے حکم کو معمول نہ کرے جیسا حنفیہ کرام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اور شوافع حضرت شافعی علیہ الرحمۃ کو مثلاً جانتے ہیں اور یہ بھی کتب احادیث سے واضح ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نقل حدیث سے بہت احتیاط و اجتناب کرتے تھے مگر بحکم من سئل عن علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیمۃ بلجام من النار الحدیث جواب مسئلہ سے نہ انکار کرتے تھے تو بالضرور جواب اُنکے محض جواب سوال ہوتے تھے بلا دلیل جسکو تقلید کہتے ہیں اور بیان یا حجت نہیں ہوتے تھے اکثر کیونکہ نقل حدیث سے وہ خود بھی ڈرتے تھے سنن ابن ماجہ میں منقول ہے عن عمرو ابن میمون قال ما اخطائی ابن مسعود عشیۃ خمس لا اتیتہ فیہ قال فما سمعتہ یقول لشئی قط قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث ۔ اور زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کبرنا ونسینا والحدیث عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح شدید اور شعبی فرماتے ہیں جالست ابن عمر سنۃ فما سمعتہ یحدث عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شیئا الحدیث ان احادیث سے صحابہ کا فتوٰی دینا واقعات میں اور نہ نقل کرنا احادیث کی روایات کو ہر جواب میں جب معلوم ہوگیا تو اب تقلید صحابہ کی قبول کی کرنا اور صحابہ کا اُسکو جائز رکھنا اور ہر اک بلد کا اپنے اپنے صحابی مقیم بلد سے ہی پوچھکر قناعت کرنا اگر تقلید شخصی نہیں تو کوئی عاقل کہے کہ کیا ہے ۔ پھر تقلید شخصی خیر القرون میں ہونیکے نہ معلوم کہ جہال زمانہ کے نزدیک کیا معنے ہونگے مگر ہاں اُسوقت میں جیسے شخصی جاری تھی ویسے غیر شخصی بھی معمول تھی اسکا انکار کوئی نہیں کرسکتا کہ وہ زمانہ خیر و صلاح کا تھا اور ہوائے نفس سے وہ قرون خالی تھے ۔ اس غیر شخصی سے کوئی فساد نہ تھا اور نہ اندیشہ فساد تھا اور بہ سبب ہر دو نوع تقلید کے مامور من اللہ ہونیکے ایک کو دوسرے سے جانا جاتا تھا کسیکو کسی پر اعتراض نہ تھا ۔ پھر بعد اُسکے طبقہ تابعین و تبع تابعین میں قیاس و اجتہاد کا زور تھا ۔

Marfat.com

خود روز روشن کی طرح سبکو معلوم ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ علی التحقیق اور انکی ولادت سنہ ۸۰ ہجری میں اور انتقال ایک سو پچاس میں ہوا۔ اس اثنا میں انکے استنباطات اور ہزار ہا آدمی کا اقتدار انکے مسائل کا معلوم ہر خاص و عام کو ہے اور امام مالک صاحب سنہ ۹۰ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔ اس عرصہ میں انکے اجتہاد کا چرچا رہا۔ ہزار ہا لوگوں نے انکی تقلید کی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ سنہ ۱۵۰ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اس عرصہ میں انکی تقلید بھی ہزار ہا لوگوں نے کی اور امام احمد صاحب سنہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا۔ انکی تقلید بھی ہزار ہا آدمیوں نے کی۔ اور سوا اسکے امام سفیان ثوری و ابن ابی لیلی و اوزاعی وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین بھی مجتہد ہوئے اور ہزار ہا آدمی انکے مقلد ہو گئے۔ مگر بالآخر سب مذاہب مندرس ہو کر یہ چار مذہب عالم میں شائع ہوئے اور آجتک جاری ہیں اور کروڑہا علماء و فقہاء و محدثین انکی تقلید کرتے تھے۔ پس ہر کور بصیرت پر روشن ہوجاتا ہے کہ خیر القرون میں تقلید شخصی و غیر شخصی دونوں بلا شک جاری رہیں اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے طبقات میں کسی نے شخصی کو حرام و شرک یا مکروہ یا بدعت نہیں کہا اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس امر کو کتاب و سنت فرض و واجب فرماوے اسکو کوئی اہل حق رد کرے یہ کام بددین جاہل کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ الخ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقلید بھی تھی اور ایک مذہب کی تقلید کو بھی جائز و معمول کرتے تھے۔ معہذا دوسرے مذہب والے سے بھی مسئلہ دریافت کر لیتے تھے کہ ہر دو قسم کے جائز و معمول رکھتے تھے۔ اس عبارت سے عدم جواز تقلید شخصی کا ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا۔

سنہ دیکھو تاریخ ابن خلکان اور تاریخ خطیب بغدادی اور تذکرۃ الموضوعات دار قطنی وغیرہم۔ ۱۲

معہذا ہم کہتے ہیں کہ اگر غیر شخصی کا عملدرآمد ہو بھی تو اُن کے نزدیک عدم جواز شخصی کہاں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ بہرحال چونکہ وہ زمانہ خیر کا تھا اور نفوس اُسوقت کے مسلمانوں کے ہوائے نفسانی اور اعجاب برائے سے مزکی تھے تو غیر شخصی پر عملدرآمد کرنے سے کوئی حرج نہ تھا اور علماء کی کثرت ہر جگہ تھی اور عوام کے بھی معلومات اُسوقت اکثر علمائے سے زیادہ تھے لہذا وہ چنداں محتاج تقلید نہ تھے بلکہ اپنے آباؤ اجداد سے اکثر مسائل سیکھے بوجھے ہوتے تھے اور تنویع مجتہدا مسائل کا بھی اسقدر نہ تھا جسقدر اب ہے تو ایسی حالت میں اگر اجتماع جملہ عوام و خواص کا ایک مذہب پر نہ ہوا تو کچھ حرج نہیں لاتا اور نہ اندیشہ فساد و فتنہ و نزاع تھا معہذا سہولیت حصول جواز بھی ہر اک مفتی سے دریافت کرنے میں تھی اور شخصی سے کچھ انکار بھی نہ تھا کہ ہر دو نوع تقلید پر عمل برابر جانا جاتا تھا اور باوجود اسکے عند الاختلاف اعلم واتقی کیطرف توجہ زیادہ ہوتی تھی۔ پس اس کلام سے عدم جواز شخصی کا ہرگز مفہوم نہیں ہوتا حالانکہ خود شاہ صاحب پس و پیش اس کلام کی تقلید شخصی کا اثبات اور اُسکے متضمن مصالح ہونیکے مصر ہوتے ہیں پس اس سے عدم جواز تقلید شخصی کا سمجھنا نہایت ہی بلاہت ہے۔ الغرض بعد ثبوت اس امر کے کہ جو مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب و سنت ہے ترک کرنا ہر مومن کو لازم ہے۔ اور کوئی عامی بعد وضوح اس امر کے اسکا منکر نہیں مگر عوام کو یہ تحقیق ہی کیونکر ہو سکتا ہے سوائے اسکے کہ اپنے جہل پر اعتماد کر کے ترجمہ دیکھکر عالم بنکر معترض ہو یا کسی عالم زمانہ سے جسکو معتبر جانتا ہے سنکر جان لیوے تو پھر یہ وہی تقلید ہو گئی جسکو بزعم خود شرک جانتا ہے پس خلاصہ جواب یہ کہ ہر دو نوع تقلید کتاب و سنت و فعل صحابہ سے و تبع تابعین سے ثابت ہے اور بدون ہوائے نفسانی کے خاص کر لوجہ اللہ تعالیٰ خواص کو عمل ہر دو پر درست ہے۔ اور عوام اہل حجاب (غیر مجتہد) پر غیر شخصی موجب اُنکے اضلال کا ہے بسبب اُنکے فساد طینت کے نہ فی حد ذاتہ کہ وہ مامور ہے لہذا شخصی

کا ارتکاب اولیٰ ہے اور مصالح عدیدہ پر مشتمل ہے اور طعن کرنا تقلید مطلق یا نوع شخصی پر جہل وضلال ہے۔ انتہٰی بقدر الحاجۃ۔

الحمد للہ کہ تقلید شخصی کے وجوب پر جسقدر آیات کریمہ واحادیث نبویہ سے امداد ملی یہ محض فضل ربی وعنایت ایزدی کا ہی کام ہے جسقدر اہل عقل وارباب خرد کے واسطے ضروری دلائل تھے وہ ہم نے باترتیب بیان کر دیئے ہیں اور ادلہ شرعیہ کے ضمن میں اقوال علمار متقدمین وسلف صالحین بھی بقدر ضرورت لکھے گئے۔ تاکہ آیات واحادیث مذکورہ کی بعدگی تشریح وتوضیح ہو جاوے۔ اب بھی اگر کوئی کورباطن جاہل مرکب ضد سی باز نہ آوے اور تقلید کو ترک ہی کرتا چلا جائے اور کسی کی نہ سنے نہ سمجھے تو ایسے شخص کو دشمن دین دشمن حق دشمن اہل اسلام سمجھکر اُس سے کنارہ کش ہو جاوٗ۔ نہ اُسکو سچا مسلمان جانو نہ اُسکے پیچھے نماز پڑھو نہ اُسکو اپنا پیشوا بناوٗ۔ ہاں اگر تم بھی نیم تر حنفی یا منافق ہو تو اُس سے ملو۔ اب ہماری نیت ہے کہ بعض جہال بعلم کے اعتراضات کا جواب دیا جائے تاکہ مخالفین اہلسنت والجماعت کے دلوں میں حسرت وارمان نہ رہجاوے۔

سوال۔ خدا فرماتا ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ یعنے خدا کے سوا کوئی حاکم نہیں پس تقلید امام کی اُڑ گئی۔

جواب۔ اِس کی قید سے تو حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم بھی باہر نہیں تو آپکے خیال سے حضرتؐ کی تقلید بھی اُڑ گئی۔

سوال۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ یعنے یہود ونصاریٰ نے اپنے علماُ وصوفیوں کو اپنا رب پکڑ لیا ہے۔ اور ابن عدی نے کہا کہ ہم تو خدا نہیں پکڑتے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُنکے حلال کردہ کو حلال اور اُنکے حرام کردہ کو حرام نہیں جانتے؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں آپنے فرمایا یہی رب پکڑنا ہے۔ مسلمان بھی اماموں کے

Marfat.com

حلال وحرام کو حلال حرام جانتے ہیں لہذا تقلید ترک ہے۔

جواب۔ اس آیت کے متعلق بڑی بڑی غیر مقلدوں کے گورو گنٹھال غلطیاں کھا چکے ہیں۔ مثلاً نذیر حسین دہلوی و محمد سعید بنارسی و فاضل پنجابی وہابی وغیرہ۔ کیونکہ امام صاحب کے ساتھ عداوت انکے نزدیک عبادت سے بڑھکر ہے اسواسطے وہ غلطیاں کھاتے گئے۔ واضح رہے کہ اہل اسلام نے امامان دین کو صرف مبلغ احکام و مبین اسرار و دقایق دینیہ سمجھکر اپنا امام بنایا ہے اور یہود ونصاریٰ کے پیشوا انکو حلال[۵] و حرام اپنی طرف سے مقرر کرتے تھے اور اپنی طرف سے کسی چیز کا حلال یا حرام مقرر کرنا کفر ہے۔ لہذا انکے پیشواؤں کو کافرانہ کہا گیا ہے۔ یہی معنے ہیں رب پکڑنے کے۔ اب غیر مقلدین سے کوئی پوچھے کہ کیا امامان دین نے اپنی طرف سے حلال و حرام مقرر کئے ہیں۔ اگر اپنی طرف سے حلال وحرام کئے ہیں تو گویا غیر مقلدوں کے نزدیک سب امامان دین (نعوذ باللہ من ذالک) کافر ہوئے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ یہ آیت بار بار پیش کرتے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو غیر مقلدوں کو مسلمان کہنا بھی کسی مسلمان کا کام نہ ہوگا۔ پھر مشکل زیادہ یہ پڑے گی کہ احبار کہتے ہیں مولوی کو تو اب جاہل معلم غیر مقلدین جب کسی چیز کو حلال یا حرام کہینگے تو کسی نہ کسی اپنے گورو مولوی سے ہی پوچھکر سمجھکر کہینگے تو ثابت ہوگا کہ سب غیر مقلدوں کے مولوی مشرک و بیدین اور آیت مذکورہ کے مصداق ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ تقلید کی تردید میں ایسی آیتیں پیش کرتے ہیں جنکو تقلید سے کوئی بھی علاقہ نہیں۔ پھر محض ضد و نفسانیت سے مقلدوں کو مشرک بناتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہم۔ خدا سب کو ہدایت کرے۔ آمین۔ پھر کوئی دشمن ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بتاوے کہ امام صاحب نے یا کسی اور امام نے کونسا مسئلہ در بارہ حلال و حرام بیان فرمایا ہے کہ جو برابر قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور اسپر کوئی شرعی دلیل امام کے

[۵] دیکھو تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۳۲۔

پاس نہیں۔ یا اگر ثبوت ہے تو امام نے قصداً بر خلاف فرمایا ہے۔ اگر تمام نجدی ملکر کوشش کریں تو کبھی نہ ملیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ اماموں نے جو حلال یا حرام یا مکروہ وغیرہ بیان فرمایا ہے وہ قرآن و حدیث سے نکالکر بیان فرمایا نہ کہ اپنے دل سے پس امام کی اتباع عین قرآن و حدیث کی اتباع ہے۔ اور مسلمانوں کے پیشواؤں کو یہود و نصارٰی کے پیشواؤں کے برابر سمجھنا کمال درجہ کی بیدینی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

سوال۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖ الآیۃ۔ یعنے تابعداری کرو اسکی جو اتاری گئی ہے تمہاری طرف تمہارے رب کیطرف سے اور نہ تابعداری کرو سوائے اسکے آخر تک۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ قرآن کی تابعداری کرو نہ تقلید کرو کسی کی۔

جواب۔ اتباع قرآن موقوف ہے اتباع ارشاد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ کیونکہ احکام الٰہیہ کو حضور نے قولاً و عملاً ثابت کرکے ظاہر کر دیا۔ اور اتباع احادیث موقوف ہے اتباع مجتہدین پر جنہوں نے تمام احادیث کو خوب تحقیق کرکے صاف کرکے بیان کر دیا۔ اور صحت و سقم وغیرہ کلی طور پر کھولدیا۔ اور جسقدر مسائل کہ قرآن و حدیث سے استنباط ہوتے تھے سب تفصیلاً تحریر کر دیئے پس اب متبع قرآن وہی ہوسکتا ہے جو مجتہدین کا مقلد ہے۔ کیونکہ مطالب قرآنی کو مجتہدین نے نہایت عمدگی سے تحریر کر دیا ہے ورنہ بغیر اسکے اتباع قرآن پوری پوری طور پر محال ہے۔ ہاں اگر خالص قرآن کو لیا ہے اور باقی احادیث و تقلید کو چھوڑنا ہے۔ تو پھر چکڑالوی۔ نیچری۔ مرزائی کیوں نہیں بنجاتے۔

سوال۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ یعنے جو کچھ تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدیں تو پکڑو اسکو اور جو کچھ منع کریں اس سے باز رہو۔ پس معلوم ہوا کہ تقلید منع ہے۔

Marfat.com

جواب۔ تقلید کا تو کچھ ذکر نہیں صرف یہ کہ جو کچھ تمکو رسول علیہ السلام سے ملے اسکو لیلو۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہمکو بذریعہ علماء و مجتہدین و محدثین پہونچا ہے اگر ہم علماء کی تقلید کریں تو وہ جو رسول اللہ نے دیا ہے ہمکو ملیگا۔ اگر تقلید نہ کریں تو جو کچھ حضور علیہ السلام نے دیا ہے وہ ہمکو ہرگز نہیں ملسکتا پس ثابت ہوا کہ بغیر تقلید کے کوئی صورت نہیں اور نہ بغیر تقلید کے کچھ ملسکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ آیت مال کی تقسیم کے متعلق ہے اور حسب قاعدہ اہل علم حقیقی ایتان کے لیے حاضری و موجودگی شرط ہے چنانچہ حرف کُم سے صاف نمایاں ہے۔ پس اگر حقیقی ایتان مراد ہے تو حرف کُم کے مخاطب وہی لوگ ہیں جو آپکے وقت میں موجود و حاضر تھے نہ غیر مقلد۔ اگر ظاہری و عرفی مراد ہے تو یہ سوا ئے تقلید کے حاصل نہیں پس بہر حال یہ آیت تقلید کے خلاف نہیں ہے۔

سوال۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الآیۃ یعنے خدا کی قسم ہے نہیں ایماندار ہوتے وہ لوگ جبتک یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپکو حاکم و منصف مقرر نہ کرلیں اپنے معاملات میں پھر تیرے فیصلہ سے اُنکے دلوں میں کدورت و مخالفت پیدا نہ ہو بلکہ عمدگی سے تسلیم کریں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کو ہی ہر اک بات میں منصف و فیصلہ کن مقرر کرنا چاہئے نہ کہ مجتہدین کو۔ پس تقلید کا وجود ہی نہ رہا تو وجوب کہاں۔

جواب۔ اس آیت میں یہ ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماویں اُسکو دل سے یقین کرکے سچ جانکر عمل کرو خواہ کسی معاملہ میں ہو۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ حضرات مجتہدین کے فیصلے موافق ہیں فرمان رسول علیہ السلام کے یا مخالف۔ اگر موافق ہیں تو اس آیت پر تب ہی عمل ہوگا جب مجتہدین کے فیصلجات کو حق جانیں اور اُنپر پابند ہوں۔ اگر ہیں مخالف تو یہ شان جاہلوں و جعلیوں کی نہیں ہے کہ باوجود عامی ہونیکے مجتہدین کا مقابلہ کرے یا جس بات کو جاہل متشکوتی ہو اُلدی مخالف

کہے وہ ہرگز مخالف نہیں بلکہ حضرات مجتہدین کے فیصلے کو چھوڑ کر غیر مجتہد کی تقلید کرنا سراسر خلاف خدا ورسول علیہ السلام ہے پس ثابت ہوا کہ وہ فیصلے جو حضور علیہ السلام و صحابہ کرام نے کئے ہیں بلا تقلید نہیں حاصل ہو سکتے۔ غرضکہ تقلید کرنے سے صرف یہی مقصد ہے کہ وہ کلمات و فیصلجات و صدالنبیں جو موافق ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمکو حاصل ہوں اور بس۔

سوال۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الآیہ۔ یعنے بیشک یہ ہے میرا راستہ سیدھا و مضبوط پس اُسکی تابعداری کرو۔ اور نہ تابعدار ہو جاؤ بہت راستوں کے۔ اور اسکے نیچے ابن مسعود کی حدیث صاف ہے کہ ایک ہی راستہ کی اطاعت حق ہے نہ بہت راستوں کی پس شریعت کو چھوڑ کر اور راستونپر چلنا سخت منع ہے۔

جواب۔ بیشک یہ تو ہماری مراد ہے کہ بہت راستوں بہت مذہبوں کی پیروی سخت منع ہے چنانچہ بذیل آیت نمبر ۵ بخوبی ثابت کیا گیا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ صراط مستقیم کیا ہے کس کو کہتے ہیں اور اہل اسلام کے نزدیک صراط مستقیم کے کیا معنے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو صراط مستقیم متابعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب وہ متابعت کیونکر حاصل ہو؟ اُسکا آسان طریق یہ ہے کہ جسپر سلف صالحین چلے گئے ہیں جسکو سبیل المؤمنین کہتے ہیں اُسی پر چلنے سے صراط مستقیم ملتا ہے کیونکہ اس آیت میں خدا نے ایک جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے اور بہت فرقوں اور اختلاف سے روک دیا ہے۔ چنانچہ امام قسطلانی شارح بخاری نے آیت مذکورہ کے تحت میں یہ لکھا ہے۔

عن ابن عباس فی تفسیرہ امر اللہ تعالی المؤمنین بالجماعۃ ونہی عن الاختلاف والفرقۃ

پس بہر حال ہمارا مدعا یہی ہے کہ ایک مذہب کو پکڑو تاکہ ایک جماعت کے ساتھ ملجاؤ اور بہت مذہبوں کی متابعت نہ کرو کہ تم بالکل جدا جدا ہو جاؤ گے جیسا کہ مرزائی۔ نیچری۔ چکڑالوی بنتے جاتے ہیں۔ یہ صرف تقلید کے ترک کرنے کا نتیجہ ہے۔ امدا صول اسلام کے چار مسلم ہیں۔ قرآن

Marfat.com

حدیث ۔اجماع ۔قیاس ۔الحمد للہ کہ یہ آیت ہمارے ہی مطلب کے مفید نکلی ۔

سوال ۔اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی آثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۔یعنے کفار کہا کرتے تھے کہ جس پر ہمارے باپ دادے چلے ہیں اُسپر ہم بھی چلیں گے ۔اس قسم کی بہت آیات ہیں قرآن میں جنسے یہی مطلب نکلتا ہے پس یہ کہنا کہ ہمارے باپ دا مقلد تھے لہذا ہم بھی مقلد ہیں یہ کافروں کا طریق ہے ۔

جواب ۔اول تو یہ ہے کہ اس قسم کی آیتوں کے ساتھ خدا نے فرمایا ہے اَوَلَوْ کَانَ آبَاؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ۔اَوَلَوْ کَانَ آبَاؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ یعنے کیا وہ اپنے آباؤ اجداد کے قدموں پر چلتے رہینگے خواہ اُنکے باپ دادا بےعلم و بےعقل و بےہدایت ہی ہوں پس ثابت ہوا کہ والدین یا اجداد کی متابعت اُسی وقت تک جائز ہے جبتک علم و ہدایت سے خالی نہ ہو ۔جب دین و ہدایت کو شامل ہو تو واجب ہے[۱] کیونکہ اپنے باپ دادا کی متابعت من حیث الابوۃ منع نہیں بلکہ من حیث الضلالۃ منع ہے اگر آبا اجداد کے مذہب کی متابعت ہر جگہ کفر و شرک ہوتی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا یوں کہنا کہ (ہیں نے تابعداری کی اپنے آبا کی ملت کی اور ہم عبادت کرینگے تیرے باپ کے خدا کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کے خدا کی) ہرگز ہرگز جائز نہ ہوتا بلکہ حسب عقیدہ غیر مقلدین کفر و شرک ہوتا کما قال وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِیْ اِبْرَاهِیْمَ ۔مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَکَ وَاِلٰهَ آبَائِکَ اِبْرَاهِیْمَ مثلاً آجکل بھی کوئی عامی مسلمان کسی بےدین سے کہے کہ میں دین کو صحیح اور اسلام کو برحق نجات دہندہ جانتا ہوں کیونکہ میرے تمام باپ دادا بزرگان متقدمین اسی پر گذرے ہیں لہذا میں اسلام کو نہیں ترک کرسکتا تو کیا ایسے مسلمان کو بھی غیر مقلدین

---

[۱] ۔دیکھو تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۸۹ ۔

Marfat.com

مشرک و کافر ہی کہینگے۔ نعوذ باللہ منہم پس ثابت ہوا کہ مطلق ماں باپ وغیرہ کی متابعت منع نہیں اس قسم کی آیات کو تقلید کے شرک ہونے پر پیش کر کے مسلمانوں کو خراب و گمراہ کرنا نہایت جہالت اور خیانت ہے۔

سوال۔ حدیث میں ہے۔ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ یعنے کسی مخلوق کی تابعداری ایسی نہیں جائز جسمیں کہ خدا کا گناہ لازم آوے۔ یہ بہی تقلید کے ردّ میں ہے۔

جواب۔ مخلوق میں رسول علیہ السلام بہی تو داخل ہیں۔ تو کیا اُنکی اطاعت سے بہی مونہ پہیر لوگے۔ اگر کہو کہ آپ ہرگز ہرگز معصیت کا راستہ نہ بتاوینگے تو یہ کہو کہ حضرات امامانِ دین ہی گناہ کا راستہ دکھاتے ہیں۔ وہ تو عین قرآن و حدیث کا نتیجہ و خلاصہ مطلب کھولکر بیان فرمادیتے ہیں۔ ہاں جہاں نص نہیں وہاں پر شارع علیہ السلام کیطرف سے اُنکو اجتہاد کی اجازت ملی ہے جیسا کہ آیت نمبر کی بحث میں گذرا ہے پس اُنکا اجتہاد بہی امورات شرعیہ میں داخل ہے۔ البتہ اگر کوئی جاہل تفسیر محمدی پڑہکر کہے کہ فلاں فلاں مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو بالکل غیر معتبر ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ پہلے اپنا ایمان ہی حاصل کریں۔ مجتہدین کا کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں۔ ہاں بعقل بعلم کو سمجھ نہ آوے تو کچھ مضایقہ نہیں۔ یہی اصول مرزائیوں نیچریوں چکڑالویوں نے باندہا ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہو وہ غلط ہے تو صدہا کیا ہزارہا احادیث کا انکار کر کے مخالفین اہلسنت ثابت ہوئے۔ یہی اصول غیر مقلدین کا ہے کہ جو اجتہاد خلاف نصوص ہے وہ غلط ہے پس دونوں عقیدے مساوی ہو گئے۔ حاشا و کلاّ مجتہد کبہی گناہ کا راہ نہ دکھائیگا یہ تو کسی ادنیٰ ایماندار کا کام بہی نہیں چہ جائیکہ حضرات امامانِ دین جنپر دین اسلام کی تحقیق و تصدیق موقوف ہے۔

سوال۔ حدیث ہے لا یؤمن احدکم حتی تکون ھواہ تبعا لما جئت بہ یعنی تم میں سے

وہی مومن ہے جو میری شریعت کی اطاعت کرے پس اس نے تقلید کو رد کر دیا ہے۔

جواب یہ محض غباوت و سفاہت کی وجہ سے غیر مقلد سوالات کرتے ہیں ورنہ یہی حدیث دوسرے پہلو پر سائل کے سوال کا جواب ہے۔ وجہ یہ کہ شریعت کے احکام کی تشریح و توضیح تصحیح و توثیق و ناسخ و منسوخ، تقدیم و تاخیر وغیرہ سوائے تحقیق و تصدیق مجتہدین کے ملنا محال ہے کیونکہ مجتہدین نے ظاہراً باطناً سعی و قوۃ اجتہادیہ سے بیشمار مسائل نکالے ہیں جنسے شرع شریف کا راستہ آسان ہوگیا ہے پس جسکو شریعت کی فی زمانہ ضرورت ہے وہ بیشک تقلید کرکے بعد کی شریعت پر چل سکتا ہے۔ کیونکہ ہمکو جو کچھ پہونچا ہے وہ بذریعہ حضرات علماء دین ہی پہونچا ہے۔

سوال حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے کہ حنفی فرقہ مرجیہ یعنے ناریہ ہے۔

جواب پہلے یہ بات قابل تحقیق ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت پیر دستگیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے یا نہیں بعض حضرات اسطرف ہیں کہ انکی تصنیف ہے بعض اسطرف ہیں کہ انکی تصنیف نہیں۔ کما حققہ عبدالحق محدث دہلوی ع وللناس فیما یعشقون مذاہب اور اسمیں بھی شک نہیں کہ حضرت پیران پیر امام طریقت و مقتدائے اہل معرفت ہیں۔ اہل طریقت خصوصاً حضرات قادریہ پر انکی اطاعت لازم ہے۔ اور حضرات آئمہ اربعہ مجتہدین شریعت ہیں۔ اہل ظواہر پر مسائل شرعیہ میں انکی تقلید واجب ہے۔ ہم اہلسنت معاملات باطنیہ میں مشائخ کے تابع ہیں اور مسائل شرعیہ میں مجتہدین کے مقلد ہیں۔ اور حضرت پیران پیر باوجود مجتہد فی المذہب ہونیکے خود حنبلی مذہب تھے اور اسی مذہب پر ثابت رہنے کی دعا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں الامام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہم واماتنا علی مذہبہ اصلا و فرعا و حشرنا فی زمرتہ

Marfat.com

یعنے مارے ہمکو خدا امام احمد حنبل کے مذہب پر اصول و فروع میں اور اٹھاوے ہمکو خدا قیامت کے دن اسکی جماعت میں پس ثابت ہو گیا کہ حضرت پیر صاحب کا مذہب حنبلی تھا۔ کما صرح بہ عبد الحق الدہلوی فی رسالۃ مرج البحرین۔ اب حضرت پیر صاحب کا نماز کی بعض سنن وغیرہ میں ہمارے مذہب کے خلاف کرنا مضائقہ ندارد۔ کیونکہ وہ پکے مقلد تھے اور جو کچھ کرتے تھے وہ اپنے مذہب کے موافق کرتے تھے اور اب رہا یہ کہ لفظ مرجیہ کا بعض حنفیہ کی نسبت۔ سو اول واضح رہے کہ بعض حنفیہ کی نسبت یہ کہنا کچھ محال نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی جماعت اس عقیدہ کی ہو تو اس سے کل حنفی مراد نہیں ٹھہر سکتے۔ کیونکہ اسطرح تو یہود و نصاریٰ آریہ وغیرہ سب مسلمانوں کو کاذب قرار دینگے۔ مثلاً مرزائی و نیچری و معتزلہ وغیرہ۔ جنات و دوزخ و ملائکہ و حیات مسیح وغیرہ کے منکر ہیں یا بعض لوگ شفاعت کے منکر ہیں جیسا وہابی۔ نجدی۔ یا بعض دیدار خدا کے منکر ہیں یا بعض وحی و الہام کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ تو ان فرقوں پر نظر کرنے سے کوئی غیر دین کل مسلمانوں کو منکر امورات مذکورہ نہیں کہہ سکتا۔ اگرچہ فرداً فرداً کسی کسی جماعت کو انکار حاصل ہے اسیطرح بعض حنفیہ کا لفظ ہی قابل الزام کل فرقہ نہیں ہے۔ اگر بعض فرقہ سے کل فرقہ ہی مراد ہو تو پھر تو وہابی ضرور ہی رافضی ہیں کیونکہ وہابی لوگ اپنے آپکو محمدی مشہور کرتے ہیں۔ چنانچہ فقہ محمدی کتاب کا نام بھی رکھدیا ہے۔ پیر صاحب محمدی فرقہ کو رافضیوں میں شامل کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں اما الرافضۃ فتفرقت اربع وعشر فرقۃ القطبیۃ و الکسانیۃ والکربیۃ والمغوبیۃ والمحمدیۃ الخ پس اگر غیر مقلد لوگ محمدی ہیں تو ثابت ہوا کہ یہ رافضی ہیں اور اسمیں لفظ بعض ہی نہیں۔ دوم یہ بات رہی جنکی نسبت لفظ مرجیہ کہا گیا ہے انکی علامت یہ کہ وہ فرقہ ایمان کو معرفت باللہ جانتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں اما الحنفیۃ فھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان ھو المعرفۃ باللہ ولاقرار

یعنے بعض حنفی جنکا زعم یہ ہے کہ ایمان معرفت حق ہے۔ حالانکہ کتب عقائد حنفیہ میں یہ کہیں نہیں چنانچہ دیکھو عقائد نسفی۔ الایمان ھو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ والاقرار قال العلامۃ فی شرحہ ان بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ و اطبق علمائنا علی فسادہ یعنے ایمان نام ہے تصدیق بما جاء عند اللہ کا اور ساتھ اُس کے اقرار کرنا البتہ بعض قدریہ کا مذہب ہے کہ ایمان نام ہے معرفت کا اور ہمارے علما اسکے مخالف ہیں پس معلوم ہوا کہ بعض قدریہ نے اپنے آپ کو حنفی ظاہر کیا ہے انہی کی نسبت لفظ مرجیہ کہا گیا ہے جیساکہ کئی وہابی اپنے آپ کو بعض بعض قریہ و دیہات میں حنفی ظاہر کرکے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں قال صاحب المواقف و من الفرقۃ المرجیۃ الغسانیۃ اصحاب غسان الکوفی قالوا الایمان ھو المعرفۃ باللہ و رسولہ اجمالا لا تفصیلا الی ان قال وغسان کان یحکیہ ای ھذا القول عن ابی حنیفۃ و یعدہ من المرجیۃ وھو افتراء علیہ قصد بہ ترویج مذھبہ لموافقۃ رجل کبیر مشہور الخ۔ ملخصاً یعنے غسانیہ فرقہ بھی مرجیہ ہے جسکا قول ہے کہ ایمان نام معرفت باللہ کا اور غسان کوفی اس قول کی نسبت حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کیطرف کرتا تھا اور اُن کو مرجیہ خیال کرتا تھا مگر یہ محض افترا و بہتان ہے مقصد غسان کوفی کا یہ تھا کہ بڑے بزرگ کی موافقت سے میرا مذہب مشہور ہو جائیگا۔ فی الملل والنحل و من العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفۃ مثل مذھبہ و یعدہ من المرجیۃ ولعلہ کذب الخ وقال المعتزلۃ کانوا یلقبون کل من خالفھم فی القدر مرجیاً الخ یعنے جو شخص معتزلہ کی مخالفت کرتا تھا اُسکو مرجیہ کہا کرتے تھے۔ سیوم یہ کہ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ مرجیہ کسی غیر نے الحاق و وضع کردیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محدث نعیم اللہ صاحب رسالہ تنقید الکلام میں لکھتے ہیں۔ غرضکہ

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمن تو بہت ہیں لیکن کیا ہی عمدہ کہا ہے صاحب عقل و اہل علم نے

فلعنة ربنا اعداد رمل　　علی من رد قول ابی حنیفة

یعنے کروڑ در کروڑ بیشمار لعنتیں ہوں اُس شخص پر جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تردید کرے۔ تحقیراً و توہیناً۔

سوال۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا الآیة یعنے چنگل مارو ساتھ خدا کی رسّی کے سب لوگ اور نہ فرقہ فرقہ بنجاؤ۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ تقلید نہ کرو۔ بلکہ قران پر عمل کرو۔

جواب۔ اس آیت کو تقلید کے ساتھ کوئی علاقہ مخالفت کا نہیں۔ کیونکہ اگر مراد یہ ہے کہ قران کے اسرار و دقائق حاصل کرو اور اُسپر پورا پورا عمل کرو تو یہ تو ہمارے اہلسنت والجماعۃ مقلدین کو بخوبی حاصل ہے۔ اگر مراد یہ ہے کہ صرف الفاظ پڑھکر بلا سمجھے سوچے اندہوں کیطرح قبول کرتے جاؤ تو یہ مرزائیوں نیچریوں چکڑالویوں نے حاصل کرلیا ہے سو غیر مقلدین بھی اُن کے ساتھ صاف طور پر ملکر الگ ہو جاویں۔ ہمارے حضرات فرقہ اہلسنت والجماعت یہی تو کہتے ہیں کہ ایک ہی طرف ایک ہی مذہب پر قایم ہو نیا نیا فرقہ نہ نیا کرو۔ اور اہلسنت کے ساتھ رہنے سے ہی اعتصام بالکتاب حاصل ہوتا ہے یعنے جو شخص اہلسنت میں ملگیا وہی شخص خدا کے رسے کے ساتھ چنگل مارتا ہے۔ کیونکہ اہلسنت والجماعت نے جو کچھ قران و حدیث کا مطلب لیا ہے وہی خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عمدہ ہے اور جو کچھ مخالفین اہلسنت نے لیا ہے وہ سراسر غلط و غیر معتبر ہے۔ چنانچہ جس نے قران پر چنگل مارا وہ تقلید کے وجوب کا قائل ہوا۔ اور جس نے نہ مارا وہ خارج از اہلسنت ہوا۔

سوال۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ الآیة یعنے تحقیق

Marfat.com

جن لوگوں نے فرق کر دیا اپنے دین کو۔ یعنے دین میں تفرقہ ڈالدیا ہے۔ تو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم
اُن میں سے نہیں۔ دوسری جگہ صاف حکم ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا الآیۃ یعنے اُن
لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ ڈالدیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تقلید شخصی منع ہے۔

جواب۔ آیت مذکورۃ الصدر کے معنے تو یہ ہیں۔ فرقوں سے مراد اہل ہوا و اہل بدعت ہیں اہلسنت
والجماعت مراد نہیں۔ دیکھو تفسیر اتقان مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۴۴۔ اخرج الطبرانی وغیرہ بسند
جید عن عمر ابن الخطابؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لعائشۃؓ اِنَّ الَّذِینَ
فَرَّقُوا دِینَهُمْ هم اصحاب البدع والاهواء من هذه الامة پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۳۰۴
میں لکھا ہے اخرج الدیلمی فی مسند الفردوس بسند ضعیف عن ابن عمر عن النبی صلے
اللہ علیہ وسلم قال فی قولہ یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ قال تبیض وجوہ اہل
السنۃ وتسود وجوہ اہل البدعۃ الخ۔ یعنے اس آیت مذکورہ سے مراد تو بدمذہب و بدعتی
ہیں اور دوسری آیت میں اہلسنت کے چہرے تو سفید ہونگے اور بدعتیوں کے چہرے سیاہ ہونگے
اب افسوس ہے اُن لوگوں پر جو خواہ نخواہ آیتیں پیش کرتے جاتے ہیں اور دیکھتے نہیں کہ آیات کا
کچھ لگاؤ بھی ہے یا نہیں۔ اور اکثر غیر مقلدین کی عادت ہے کہ جو آیات کفار کے حق میں وارد ہیں
وہ سب مومنین کے حق میں پیش کر کے وہی نسبت پیدا کرتے ہیں جو کفار کے ساتھ ہے۔ حالانکہ یہ
عادت خارجیوں کی تھی۔ دیکھو بخاری باب قتال الخوارج والملحدین صحیح حدیث درج ہے۔
وکان ابن عمر یراهم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار
فجعلوها علی المؤمنین۔ اور صاحب مجمع البحار بھی یہی نقل کرتے ہیں وکان ابن عمر یراهم شرار
خلق اللہ لانھم یعمدون الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین الخ یعنے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو تمام خلقت سے بدتر جانتے تھے کیونکہ وہ کافروں کی آیات مومنوں پر

چسپاں کرتے ہیں۔یہی حال ہے غیر مقلدوں کا کہ تقلید کے رد میں ایک آیت بھی نہیں۔ الحاصل تقلید شخصی کی نزدیک تو تمام نجدی بھی جمع ہوکر دلیل لاویں تو نہ لاسکیں گے۔

سوال۔ بہر حال تقلید کے بدعت ہونے میں تو کوئی شک وشبہہ نہیں اور حدیث شریف میں صاف آیا ہے کل بدعة ضلالة وكل ضلالة فی النار۔ ومن احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌ۔ یعنی ہر اک بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے اور جو شے دین میں نو پیدا ہو حالانکہ دین میں سے نہیں وہ مردود ہے۔

جواب۔ افسوس صد افسوس۔ غیر مقلدین اسقدر بعلم ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یا تو قصداً ضد پر اڑکر اہلسنت والجماعت کے ساتھہ عداوت ومخالفت کرتے ہیں یا اولیاء اللہ کی عداوت سے اُن کے دل سیاہ اور آنکھیں بے نور ہوگئی ہیں۔ اب ہم لفظ بدعت کے تفصیلی معنے لکھتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ علماء دین نے کیا کیا معنے لکھے ہیں اور بدعت کتنے قسم پر ہے اور کونسی بدعت گناہ ہے اور کونسی بدعت ثواب ہے۔ ناظرین اس بحث کو بخوبی یاد رکھیں کہ وقت پر بہت کام آویگی کیونکہ جسقدر اہلسنت کے معمولات ہیں مثلاً مولود شریف اور نذر نیاز اور عرس شریف اور ختمات شریف ودیگر امورات کرتے ہیں تو غیر مقلد وغیرہ یہی حدیث پیش کرکے اپنا دل کا بخار نکالتے ہیں۔

اول وہابیوں کے امام مولوی خرم علی صاحب حدیث مذکورہ کے تحت میں لکھتے ہیں۔ جو دین میں نئی چیز نکالے جسکی شرع میں کچھ اصل نہ ہو نہ کھلی نہ چھپی اسی کا نام بدعت ہے۔ امام دوم غیر مقلدوں کے یعنے ابن تیمیہ لکھتے ہیں من الجهلة من يجعل كل امر مالم يكن فی زمن الصحابة بدعة مذمومة وان لم يقم دليل على قبحه متمسكا بقوله عليه السلام اياكم ومحدثات الامور ولا يعلمون ان المراد بذالك ان يجعل فی الدين ما هو ليس فيه۔ ہدیۃ المهتدین لابن تیمیہ۔ یہی بیان شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۱۷۰ میں علامہ تفتازانی نے لکھا ہے یعنی یہ عقیدہ

وقول جاہلوں کا ہے۔ کہ جو چیز صحابہ کے وقت میں موجود نہ تھی وہ ضرور ہی بدعت مذمومہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اور کتاب حدیقہ ندیہ شرح تحفہ محمدیہ میں محدث عبدالغنی نابلسی لکھتے ہیں اما البدعۃ فی الشرع اذا کان فیہا اعانۃ علی طاعۃ شرعیۃ فانہا تکون باذن من الشارع ولو بطریق الاشارۃ وھی بدعۃ حسنۃ یعنے جس بدعت سے دین کو مدد پہونچے وہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ اُس میں شارع علیہ السلام کا اشارہ کافی ہے۔ سیوم شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ میں لکھتے ہیں۔ حدیث مَن احدث فی امرنا مخصوص است بآنچہ کہ در شرع اصلے نداشتہ باشد نہ از خلفا و نہ اجماع امت ثابت شدہ باشد۔ چہارم محدث شافعی امام جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ میں (جو فاکہانی مالکی کے رد میں ہے) لکھا ہے ان البدعۃ لم تنحصر فی الحرام بل قد یکون مباحۃ و مندوبۃ و واجبۃ یعنے بدعت صرف حرام میں ہی منحصر نہیں۔ بلکہ بدعت واجب بھی اور مندوب بھی ہے اور مباح بھی ہے۔ پنجم شیخ عبدالحق محدث حنفی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ ازانچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست وقیاس کردہ شدہ است برآں آنرا بدعت حسنہ گویند۔ و بعضی بدعتہا است کہ واجب است و بعضی مستحسن و مستحب وغیرہ و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ و کسیکہ بدعتی کند ضلالۃ کہ راضی نیست ازاں خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم بخلاف بدعت حسنہ کہ درو ست مصلحت دین است یعنی وہ بدعت گناہ ہے جس سے برائی حاصل ہو ورنہ جس بدعت سے دین کو مدد پہونچے وہ بدعت حسنہ واجب مستحبہ ہے۔ ششم محدث ابن حجر شافعی کتاب فتح المبین میں لکھتے ہیں البدعۃ منقسمۃ الی الاحکام الخمسۃ لانہا اذا عرضت علی القواعد الشرعیۃ لم تخل عن واحد من تلک الاحکام فمن البدع الواجبۃ الخ۔ یعنی بدعت پانچ قسم پر ہے واجب اور مستحسن

ــه یہی مقصد طریقہ محمدیہ کی شرح جلد اول صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷ مطبوعہ میں مفصل ہے۔

اور حرام و مباح وغیرہ۔ ہفتم شاہ محمد اسحاق صاحب مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں البدعۃ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبھۃ او استحسان الخ یعنے بدعت وہ ہے جو کہ خلاف ہو شرع کے اور صرف و نحو بھی بدعت حسنہ ہے۔

ہشتم۔ صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں۔ کل بدعۃ ضلالۃ خص منہ واجب او مندوب او مباح الخ۔ یعنے بدعت کی کئی قسمیں ہیں جنہیں سے بعض بدعت کرنا واجب بعض مندوب و مباح۔

نہم۔ امام زرقانی شارح موطا نے لکھا ہے کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص البعض یعنے بدعت ضلالت عام ہے جس سے کئی بدعتیں خاص وجدا کی گئی ہیں۔ دہم۔ حلبی اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے ان من احدث فی الاسلام رایا لم یکن لہ فی الکتاب و السنۃ سند ظاھرا وخفی ملفوظا او مستنبط فھو مردود علیہ الخ یعنے جس نے اسلام میں کوئی خیال ایسا پیدا کیا جسکی تائید نہ قرآن سے نہ حدیث سے ظاہراً باطناً استنباطاً نہ ہو (جیسے مرزائی نیچری وغیرہ) تو وہ رائے وخیال مردود ہے۔ یازدہم۔ علامہ جلیل صاحب سیرۃ الحلبی لکھتے ہیں ماحدث من الخیر ولم یخالف من ذالک فھو البدعۃ المحمودۃ۔ یعنے جو بدعت نیکی سے ہو اور نیکوئی کا مانع بھی نہ آوے تو وہ بدعت حسنہ ومحمودہ ہے۔ دوازدہم امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔ ص۲۷۱ جلد ۲۔ انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ مامورا بھا یعنے اندیشہ اس بدعت کا ہے جو مٹاوے کسی امر مسنونہ کو۔ سیزدہم۔ فتاوی عالمگیریہ باب آداب المسجد جلد پنجم میں ہے وکم من شئ کان احدثا وھو بدعۃ حسنۃ۔ یعنے کئی بدعتیں ایسی ہیں جو نیک ہیں۔ احیاء جلد اول باب کتابت قرآن میں ہے فکم محدث حسن یعنے کئی بدعتیں نیک ہیں۔ چہاردہم فتاوی مولانا مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی جلد اول ص۵۰

میں لکھتے ہیں۔ محدث امریست کہ نہ موجود بود بخصوصیت در زمانہ نبوی و در زمانہ صحابہ کرام و تابعین کہ مشہود لہا بالخیر اند باشند و نہ اصلش از ادلہ اربعہ۔ یعنے کتاب و سنت و اجماع و قیاس یافتہ شود۔ علامہ شریف در حواشی مشکوٰۃ می نویسد۔ المعنی ان من احدث فی الاسلام رأیًا لم یکن له من الکتاب والسنة سند ظاهرا و خفیا ملفوظا او مستنبطة فهو مردود علیه و فاضل معین بن صفی در شرح اربعین نووی می نویسد فان قلت قد اشتهل ان البدعة نوعان حسنة و سیئة فکیف یکون کل بدعة ضلالة بلا تخصیص قلت المراد من البدعة فی الحدیث البدعة الشرعیة وهی مالیس له اصل شرعی و کل ما فعله الشارع او امر به فهو لیس ببدعة شرعیة الخ حافظ ابن حجر در ہدیہ ساری مقدمہ فتح الباری در فصل خامس کہ موضوع است برائے شرح غریب می آرد قوله من احدث حدثا ای فعل فعلا لا اصل له فی الشرع۔ پس ہر محدثیکہ وجودش بخصوصیت در زمان از ازمنہ ثلاثہ نباشد لیکن سندش در دلیلے از ادلہ اربعہ یافتہ شود و ہم مستحسن خواہد شد و استحسان صفت ماموربہ خواہ صراحۃً باو وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سندش یافتہ شدہ باشد خواہ واجب باشد خواہ مندوب الخ۔

غرضکہ خلاصہ تحریرات مذکورہ کا یہ ہے کہ ہر اک بدعت گناہ و حرام نہیں بلکہ بعض کا کرنا تو واجب بعض کا مباح بعض کا مستحسن و مستحب۔ پس جبکہ بڑے بڑے علماء دین محدثین نے بدعت کو کئی قسم پر تقسیم کیا ہے تو پھر جاہلوں کیطرح ایک ہی بدعت کہے جانا اگر ضد و عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال۔ یہ تقسیم تو لغو ہے نہ شرعی۔

جواب۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ اہلسنت کی عداوت نے بالکل اندھا کر دیا ہے۔ دیکھو

Marfat.com

محدثین نے جو تشریح و توضیح فرمائی وہ شرعی تقسیم ہے یا لغو ہے۔ کیا محدثوں نے لغت کی کتابیں لکھی ہیں یا حدیث کی شرح لکھی ہے۔ اگر لغوی مراد ہوتی تو صاحب قاموس و منتہی الارب ولسان العرب وغیرہ اس تعریف کو لکھتے حالانکہ لکھی تو اُن محدثین نے ہے جنکو حدیث کی تشریح و تفہیم مقصود تھی پھر اسطرف تو ہو بدعت اور اُسطرف ہو واجب یا مستحب۔ اسکے کیا معنے؟ اب تم ہی کہو کہ محدثین نے جو لفظ بدعت کی تشریح کی ہے اگر یہ شرع میں نہیں تو کس کتاب میں اس لفظ کی تعریف درج ہے جسکو شرعی تعریف کہا جائے۔

جواب دوم۔ اس امر کا خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ صاف فرما دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الامر یحدث لیس فی کتاب ولا سنۃ الحدیث یعنے سوال کیا صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے کہ جو بدعت ایسی ہی ہو کہ نہ قرآن میں ہو نہ حدیث میں تو اسکا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ینظر فیہ العابدون من المؤمنین۔ رواہ الدارمی یعنے اس امر محدث میں عابدین مومنین یعنے خاص اہل اللہ لوگ نظر کریں یا سوچیں۔ پس آپنے جب خاص مومنین کو سوچنے کا حکم دیا تو مجتہدین محدثین بالاتفاق خاص اشخاص ہیں۔ جو کچھ اُنہوں نے معنی بدعت کے بیان کئے ہیں وہ سب درست ہیں۔ دوسرا ایک حدیث میں یوں ہے ما راٰہ المؤمنون حسن فھو عنداللہ حسن رواہ الموطا یعنے جس بات کو مسلمان عمدہ و نیک خیال کریں وہ ہی خدا کے نزدیک ہی نیک و بہتر ہے۔ المؤمنون سے مراد بھی وہی عابدین مومنین ہیں نہ ہر اک کلمہ گو وغیرہ۔ پس معلوم ہوگیا کہ ہر اک بدعت گناہ نہیں بلکہ بعضے بدعت کا کرنا لازم و موجب اجر و ثواب ہے۔ اور تقلید بالفرض والمحال اگر بدعت بھی ہو تو وہ واجب ہوگی اصل میں غیر مقلدوں کی غرض یہ ہے کہ مجتہدونکی تقلید سے لوگوں کو ہٹا کر اپنی اپنی تقلید کا پٹہ اُنکے گلے میں ڈالیں حالانکہ ایماندار سے کبھی یہ نہ ہوگا کیونکہ کہاں مجتہدین

Marfat.com

اور کہا آجکل کے مخالفین جاہلین۔ اسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزائی و نیچری و چکڑالوی وغیرہ اسی نہ تقلید کرنیکا ہی ثمرہ ہے۔

سوال۔ اگر مرزائی نیچری چکڑالوی وغیرہ وہابیوں سے نکلے ہیں تو وہابی کہاں سے نکلے ہیں

جواب۔ یہ بات سب پر روشن ہے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور علیہ السلام تک تمام انبیا و مرسلین برحق و صادقین اور وہاں سے لیکر تمام مسلمین مؤمنین خاص و عام کا سلسلہ برابر تا حال چلا آرہا ہے اب فرماؤ کہ یہ چوہڑے چمار و ہندو و سکھ وغیرہ کہاں سے پیدا ہو گئے ہیں غرض تو یہ ہے کہ اہلسنت کے اصول و قواعد ہی ایسے ہیں کہ کسیطرح غیر مقلد نہیں بن سکتے۔ اور غیر مقلدین نے صاف آزادی کے اصول (انگریزونکی طرح) باندھ دئے ہیں لہذا اُن اصولوں پر عمل کر کے ضرور ہی آزاد ہوگا۔ خواہ مرزائی ہو خواہ نیچری خواہ چکڑالوی۔

جواب دوم۔ یہ فرماؤ کہ ملائکہ بھی اول درجہ کے مؤمنین ہیں اور انبیاء مرسلین و صالحین اُن سے اعلیٰ مؤمنین ہیں یہ تو خدا کیطرف سے آئے ہیں۔ بھلا یہ کہو کہ شیطان کہاں سے آیا اور کہاں سے پیدا ہوا ہے۔ اسیطرح عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے حق میں نہ دعا فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ ایک فتنہ و قرن شیطان نجد سے ظاہر ہوگا۔ چنانچہ عبدالوہاب کا حال در مختار باب البغاۃ میں مندرج ہے وہاں سے غیر مقلدین شروع ہوئے۔ وہی پیشگوئی بعینہ صادق ہو گئی۔ اب کیا پوچھتے ہو کہاں سے پیدا ہوئے۔

سوال۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح عین العلم میں لکھتے ہیں۔ من المعلوم ان اللہ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفهم ان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء او تقلدوا علماء ان کانوا جهلاء۔ یعنی خدا نے کسی شخص کو یہ تکلیف نہیں دی کہ وہ حنفی بنے یا شافعی یا مالکی یا حنبلی وغیرہ۔ بلکہ یہ تکلیف تو ضروری ہے کہ عامل بالسنۃ ہوں

Marfat.com

اگر وہ علماء ہیں۔ اگر بے علم ہیں تو علماء کی تقلید کریں۔

جواب۔ اگر تکلیف دینے سے مراد یہ ہے کہ اسم وار کسیکو تابع و متبوع نہیں بنایا۔ مثلاً یا عبد الجبار اطعنی یا احمد اللہ اقم الصلوٰۃ یا ثناء اللہ آمن باللہ تو نشاید درست ہو کیونکہ اسطرح کسیکو حکم نہیں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ احمد اللہ یا عبد الجبار وغیرہ کیواسطے قرآن باعث ہدایت نہیں یا انکو قرآن پر عمل نصیب نہیں ہے۔ کیونکہ اسطرح تو پھر کوئی شخص مسلمان نہ ثابت ہوگا۔ چنانچہ ہم صفحہ ۴۲ میں اشارہ کر آئے ہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ بیشک نام بنام تو کسیکو حکم نہیں مگر جب یا ایھا الذین امنوا آگیا تو عبد الجبار و مولوی احمد اللہ وغیرہ اس میں آگئے ہیں تو پھر جواباً یوں کہنا بجا ہے کہ جب خدا نے فرمایا اولی الامر منکم۔ فاسئلوا اھل الذکر یعنے اہل ذکر اور صاحبان حکم کی اطاعت کرو۔ تو امام ابو حنیفہ و شافعی وغیرہما رحمۃ اللہ علیہم جو اسمیں آگئے۔ پھر نزاع ہی کیا رہی۔ اور علاوہ ازیں ملا علی قاری نے یہ فقرہ وتقلدوا علماء ان کانوا جھلاء صاف فرمایا ہے۔ اس سے ہمارا مطلب پورا نکل آیا کہ جو جاہل ہیں وہ علماء کی تقلید کریں۔ بس یہی مطلب ہمارا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری کے اقوال پہلے درج ہو چکے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۷۰، ۷۰، رسالہ ہذا۔

سوال۔ مولانا بحر العلوم عبد العلی شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں اذ ما اوجب اللہ تعالیٰ والحکم به ولم یوجب علی احد ان یتمذهب بمذهب رجل من الائمة فایجابه تشریع جدید۔ یعنے خدا نے کسی پر واجب نہیں کیا کہ مذہب پکڑے کسی امام کا پس امام کے مذہب پکڑنے کو واجب کہنا نئی شرع ہے۔

جواب۔ یہ تو غیر مقلدوں کی سخت نافہمی ہے۔ ہم ابھی صفحہ ۷ میں عبارت شرح مسلم الثبوت لکھ آئے ہیں وہاں پر صاف ہے کہ اگر غیر مجتہد ہے تو ضرور تقلید کرے پس عبارت

فی السوال کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا نے کسیکو یہ نہیں فرمایا کہ اے لوگو مولوی احمد اللہ یا مولوی عبد الجبار یا مولوی ثناء اللہ کی بات کو سچ مانکر عمل کرو پس اب یہ کہنا کہ مولوی احمد اللہ کا مسئلہ صحیح ہے یا مولوی عبد الجبار کا مسئلہ حق ہے یا مولوی ثناء اللہ کا مسئلہ صادق ہے سراسر غلط ہوا کیونکہ ان کے بیانات کو سچ جانکر عمل کرنا ہی شرع جدید ہے جس پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ غرضکہ ہر قسم کی عبارتیں غیر مقلدین خود تو سمجھتے نہیں مگر خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں۔ یہی عبارتیں نذیر حسین غیر مقلد دہلوی نے محمد حسین بٹالوی نے محی الدین لو مسلم کتب فروش لاہوری نے محمد سعید بنارسی نے لوگوں کو سنا سنا کر چاہ ضلالت میں ڈالدیا ہے پناہ بخدا۔ اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں صاف لکھا ہے کہ مقلد حنفی کو خلاف اپنے مذہب کے جائز نہیں۔

سوال۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں۔ اور امبلغ احکام او ندانسته رتبه اطاعت علیحدہ درگردن انداز د بتقلید او لازم شمارد با وجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالی دست از اتباع او بر ندارد۔

جواب۔ اس عبارت میں بھی منشکوتی مولوی نے بحث غلطی کھائی ہے۔ دیکھو صاف لکھا ہے کہ "اور امبلغ احکام او ندانسته الخ" یعنے اماموں کو پیغام رسان و مظہر حق نہ سمجھے تو وہ تقلید ممنوع ہے سو ہمکو کچھ مضر نہیں کیونکہ ہم تو امامان دین کو مظہر احکام و پیغام رسان سمجھتے ہیں۔ ہاں جو شخص زیادہ اعلم و افقہ ہے اسی کی بات کو زیادہ حق پر سمجھتے ہیں۔ مثلاً تمام امت میں سے بعد صحابہ کرام ائمہ اربعہ کو اعلم و افقہ جانتے ہیں اور آئمہ اربعہ میں سے حضرت امام اعظم تابعی رضی اللہ عنہ کو بڑا علامہ و فہامہ و افقہ جانتے ہیں نہ صرف فی زمانہ کے مسلمان بلکہ ہمیشہ ہر صدی میں سب لوگ ایسا ہی کہتے رہے ہیں۔ الا من کان من الشاذة۔

پھر دوسرا فقرہ تفسیر کا یہ ہے۔ با وجود ظہور حکم او با حکم خدا یعنے امام کا حکم صاف قرآن کے خلاف ہو

اب اسجگہ صرف یہ بات قابل یادداشت ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دیہاتی تفسیر محمدی پڑہنے والا اور اردو ترجمہ خوان تو قرآن کو سمجھکر حق بیان کرے اور ایک مجتہد زمانہ علامہ یگانہ نائب پیغمبر فخر المجتہدین قرآن کو نہ سمجھکر خلاف قرآن بیان کرے۔ یا یہ ممکن ہے کہ ایک عظیم الشان مجتہد بلکہ افضل المجتہدین سے تو غلطی واقع ہو اور اُسکی تصحیح و اصلاح ایک تقویت الایمان و نصیحۃ المسلمین پڑہنے والا کرے۔ معاذ اللہ من ذالک۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کوئی حدیث بظاہر الفاظ قرآنیہ کے خلاف ہو تو کیا وہ جاہل حدیث کو چھوڑ قرآن پر عمل کرلیوے۔ اگر کرسکتا ہے تو غیر مقلدوں سے بڑھکر چکڑالوی حق پر ہوئے کیونکہ غیر مقلدوں نے فقہ چھوڑکر اہلحدیث کا دعوی کیا۔ چکڑالویوں نے حدیث ترک کرکے اہل قرآن ہونیکا دعوی کیا۔ مرزائیوں نے دونوں کو ترک کرکے اہل الہام و نبوۃ و رسالت کا دعوی کیا۔ مگر سب کی اصل ایک ہی ہے یعنے غیر مقلد پنجاب میں جسقدر ہلاکت و ضلالت میں لوگ گرفتار ہوئے اُنکا سبب صرف ایک محمد حسین بٹالوی ہے۔ (دیکھو رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء مصنفہ مولوی محمد حسین بٹالوی) یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ جسکو اپنی شہرت و عزت طلبی و دولت کمانیکا شوق ہوتا ہے وہ پہلے ہی حنفیوں کے مخالفت و امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عداوت پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ یہی شاہ عبدالعزیز صاحب مذکور رسالہ جواب سوالات عشرہ میں لکھتے ہیں لیکن دریں ہر سہ وجہ شرط دیگر ہم است و آن این است کہ تلفیق واقع نشود۔ یعنے بسبب ترکیب صورتے متحقق نشود کہ در ہر دو مذہب روا نباشد مانند آنکہ فصد را ناقض وضو ندا ندباز بہمان وضو پس امام بے قرأۃ فاتحہ نماز گذارد کہ در ہیچ مذہب روا نباشد و وضو بر مذہب حنفی باطل گشت و نماز بر مذہب شافعی۔ اور لکھتے ہیں اگر سوائے این وجوہ ثلثہ ترک اقتدا حنفی نمودہ اتباع شافعی نماید باہیچ کسے مکروہ قریب بحرام است زیرا کہ لعب است در دین۔

اب اس عبارت مذکور الصدر سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب بھی تقلید شخصی کو ہی واجب سمجھتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر کوئی شخص ہمعصر امام صاحب کا جو آپکے علم و فقہ سے حصہ گیر ہو احتیاط و تقوٰی و اجتہاد میں مثیل ہو وہ آپکے کسی مسئلہ پر کچھ گفتگو کرے۔ مگر ایسا وقوع میں آجتک نہ آیا۔ امام شافعی صاحب جیسے مجتہد نے آپ کی قبر کے پاس صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی۔ سبب پوچھا تو فرمایا کہ اس امام کے ادب سے نہیں پڑھا (مرقاۃ ملا علی قاری) حالانکہ امام شافعیؒ کے مذہب میں نماز صبح میں دعاء قنوت کا پڑھنا سنت ہے۔ پس جبکہ امام شافعی جیسے جلیل القدر کا یہ حال ہے تو اور کسی کی کیا جرأت ہے۔ امام بخاری وغیرہ تو امام صاحب کے سامنے کسی حساب میں ہی نہیں۔ اگر امام بخاری کو آب چاہ کی برابر خیال کیا جاوے اور امام صاحب کو ایک سمندر غیر محدود کہا جاوے تو بیشک درست ہے۔ امام بخاری کا وہ قول وہ تحقیق نہایت ہی حق و صحیح ہوگا جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے موافق ہو اور جو قول خلاف ہو وہ بالکل قابل التفات ہی نہیں۔ کیونکہ ایسے شیر ببر (فی العلم) کے روبرو دیگر عام محدثین مثل بخاری وغیرہ مانند عصفور ہیں۔ امام صاحب کا مرتبہ بجز خدا کے کسیکو معلوم نہیں۔ ایسے امام کی قصداً مخالفت کرنا توہین کرنا۔ کمال بدقسمتی و محرومی از رحمت کا باعث ہے۔ ؎ فلعنۃ ربنا اعداد رمل ؛ علی من رد قول ابی حنیفۃؒ۔

غرضکہ اے دوستو! توبہ کرو بدقوموں بدفرقوں بدمذہبوں سے بچو اُن کے مذہبوں سے اُنکے مذہبی دہوکہ میں نہ آؤ بلکہ اہلسنت یعنے مقلدین میں خالص عقیدہ سچے دل سے ملکر اپنا ایمان و اسلام مضبوط و ثابت رکھو۔ آمین۔ آمین۔

تمت بالخیر

اللھم اغفر لکاتبہ الفقیر المرجو الی رحمۃ اللہ حبیب اللہ مفتی فاضل متوطن راولپنڈی الوارثی حنفی غفرلہ۔ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ

فہرست کتب موجودہ دوکان عبدالاحد اپیل نویس و تاجر کتب مال بازار امرتسر

قرآن مجید معرا

قرآن مجید چوب قلم جلد چرمی بمبئی
" " " جلد پارچہ
قرآن مجید مصری چوب قلم " "
" پونیہ مصری جلد چرمی
" " " " پارچہ
" " شیرازہ دار " " چرمی
" " " " " پارچہ
" پونیہ چرمی
" پونیہ بلا شیرازہ
" نقل نظامی
" ۱۳ سطریہ کلان چرمی
" " " " پارچہ
" " " پارچہ جلد
" " " چرمی "
" ۱۵ سطریہ چرمی "
" " " پارچہ "
" ۱۷ " " " "

حمائل شریف

حمائل شریف معرا مصری قاہرہ چرمی جلد
" " پارچہ جلد بمبئی
" " چرمی "
" خورد چرمی میرٹھ
" خورد پارچہ جلد بمبئی

حمائل شریف مترجم

حمائل شریف عاشق الہی مترجم مجلد بیت محمد
ایضاً مترجم لودھیانہ مجلد
" " کانپور بلا جلد
ایضاً مترجم { ایک صفحہ پر قرآن شریف / دوسرے صفحہ پر ترجمہ }

قرآن شریف مترجم

قرآن شریف مترجم فارسی مجلد چرمی
" مترجم فارسی و اردو مجلد چرمی معہ تفسیر عباسی و جلالین ـ میرٹھ

قرآن مجید مترجم شاہ عبدالقادر صاحب چرمی
ایضاً " مصری "
" " بمبئی کلان "
" " " پارچہ جلد

تفاسیر

تفسیر جلالین مصری عربی بلا جلد
تفسیر قادری اردو مجلد مثل تفسیر حسینی
اردو بلا جلد۔
تفسیر عزیزی پارہ عم بلا جلد۔
تفسیر عزیزی پارہ تبارک الذی بلا جلد
تفسیر مرادیہ اردو بلا جلد
تفسیر یعقوب چرخی
تفسیر قادری پنجابی
تفسیر عزیزی پنجابی
تفسیر نعمانی پنجابی
تفسیر سورۂ فاتحہ "
تفسیر سورۂ یوسف اردو منظوم
تفسیر سورۂ یاسین پنجابی "
تفسیر سورۂ مزمل
نظام البیان پارہ اول
تفسیر عزیزی پارہ اول پنجابی

حدیث شریف

صحیح بخاری عربی
جامع صحیح ترمذی "
ابو داؤد "
مشکوٰۃ شریف "
مؤطا امام محمد صاحب "
بلوغ المرام "
جامع ترمذی مترجم
ترجمہ مشارق الانوار
ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین
لباب الاخبار
چہل حدیث

شرح صدور ـ جلال الدین سیوطی

فقہ شریف

ہدایہ شریف عربی
شرح وقایہ نور الہدایہ مترجم
سراجی
علم الفرائض
تسہیل الفرائض
حسامی
نور الانوار
شرح لغنیہ
شرح عقائد نسفی
قدوری
منیۃ المصلی
خلاصہ کیدانی

صرف

صرف میر
میزان الصرف
علم الصیغہ
نور محمد مدقق شرح صرف میر
زنجانی
تبیان
زرادی
پنج گنج
فصول اکبری
ابواب الصرف الخفیہ

علم النحو

شرح ملا
کافیہ معہ شرح زینی زادہ
کافیہ
ہدایت النحو
الفیہ

Marfat.com

بالاقتراح
ہدایہ
الہامیہ
مصباح
پنجابی محشی
مراح الارواح

علم ادب

دیوان متنبی
دیوان حضرت علیؑ
میبذی

علم طب

قرص نامہ
زینت الحکم
رسالہ کشتہ جات
رسالہ حیات
دار الشفا پنجابی
خیر سنکھ پنجابی
قرابادین پنجابی
قرابادین کبیر فارسی
قرابادین کبیر اردو
نونچہ
رموز عربی
زمرد عربی
نفیسی
قرابادین اعظم اکمل
کفایہ منصوری
علاج الامراض
شرح رباعیات طب یوسفی
قرابادین قادری فارسی
طب اکبر فارسی
طب اکبر اردو
معار الامراض
[illegible] الابدان
[illegible]
[illegible] فارسی
[illegible] طب اردو
طب یوسفی فارسی

طب یوسفی اردو
قرابادین اعظم
مفید الاجسام
تشریح الاجسام
علاج الغربا
قانونچہ اردو
تشریح منصوری اردو
تحفہ محمد شاہی
گلدستہ تجربات
قرابادین شفائی
قرابادین ذکائی
تشریح الاسباب
قرابادین احسانی
قرابادین ویدک ہر سہ حصہ
طب احسانی
علاج الامراض

کتب منطق

قطبی
میر قطبی
بدیع المیزان
مرقات محشی
قال اقول
ایساغوجی
میر ایساغوجی
حمد اللہ شرح سلم
قاضی مبارک
مجموعہ منطق
شرح تہذیب
شرح مائۃ عامل
مقامات حریری
ہدیہ محمدیہ

کتب درسی

کریما
پنج گنج
کریما مترجم
خالق باری

حمد باری
گلستان
بوستان
زلیخا
بہار دانش
سکندر نامہ مترجم
زلیخا مترجم
گلستان مترجم
بوستان مترجم
نام حق
تحفہ نصائح
اخلاق محسنی
مکتوب نامہ
کتب رد غیر مقلدین
فتح المبین ۔ نصرۃ المقلدین
نصرۃ المجتہدین ۔ نظام الاسلام
آفتاب محمدی ۔ شیر رسول
رسالہ تقلید

کتب وعظ

قرۃ الواعظین
انیس الواعظین
تنبیہ الغافلین
فخر الواعظین
قصص المحسنین مولوی عبد الستار
قصص المحسنین دلپذیر
احسن القصص مولوی غلام رسول
داستان امیر حمزہ
فسانۂ عجائب
الف لیلہ
مرآۃ العروس
بنات النعش
توبۃ النصوح
آرائش محفل
حاتم طائی

علاوہ ازیں ہر قسم کی کتابیں موجود ہیں

راقم عبد الاحد تاجر کتب [illegible] بازار امرتسر

Marfat.com

خاص ایمانداروں کو خوشخبری

ہمارے احباب شائقین ہمیشہ سے تلاش کرتے تھے کہ کوئی کتاب ایسی تیار ہو کہ جس میں حضرت قبلہ و کعبہ جناب شاہ علی پوری کے سلسلہ مقدسہ کے حالات تاریخی مرقوم ہوں۔ ہر چند احباب نے سعی بلیغ کرکے کئی قسم کے شجرات طبع کرا کر ہدیہ ناظرین کئے مگر ان سے احباب کی سیری و تسکین نہ ہوئی۔ چونکہ یہ تاج ہمت ہمارے دوست مولانا مولوی خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی امرتسری کو خداوند کریم نے عنایت کرنا تھا۔ لہذا اُنھوں نے نہایت محنت و عرقریزی کرکے کتب معتبرہ سے یہ کتاب منتخب کی۔ اور اوسمیں بابا جی تیراہی علیہ الرحمۃ کے تاریخی حالات اور حضرت مرشد برحق رہبر صادق جناب خیفمآب قبلہ حاجات وکعبہ مراد

حضرت حاجی حافظ صوفی سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری مد ظلہ

کے قدرے ابتدائی حالات بالخصوص وہ حالات جنکی منتظر ہزارہا احباب کی آنکھیں تھیں اور دل مشتاق تھے۔ ہر طرف سے خطوط طلبی کے آرہے تھے۔ یعنے حالات سفر جنوبی ہند اور سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں صرف اُن حضرات کے تاریخی واقعات جو تیراہی شاخ میں داخل ہیں اور ہرایک کے مقام مدفن و تاریخ وفات اور مختصر کرامات و ارشادات درج ہیں۔ اور شجرہ طیبہ عربی اور اردو نظم بھی بغرض حفظ تحریر کر دیئے ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی اور شجرہ کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور مزید براں اس میں چند مسائل ضروریہ بھی درج ہیں جو کہ از بس مفید ہیں۔ وہ یہ ہیں (۱) طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ کا اصلی مقصد (۲) نماز تہجد کا بیان (۳) بیعت مستورات (۴) حقہ نوشی (۵) آداب پیر و مرید (۶) ذکر کی فضیلت۔ قرآن و حدیث سے اور اُسکے فوائد۔ غرضکہ یہ رسالہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ باوجود محنت کثیر قیمت بجائے ایک روپیہ کے صرف ۸/ علاوہ محصول ڈاک کے رکھی گئی ہے۔ شائقین جلد خرید لیں تاکہ پچھتانا نہ پڑے۔

نوٹ - چونکہ مصنف نے حق تالیف بندہ کو دیدیا ہے اسلئے کسی صاحب کو اسکے چھاپنے چھپوانے کی اجازت نہ ... اسکو چھانٹ کاٹ کرکے شایع کرے۔ بلکہ جسقدر نسخے درکار ہوں راقم سے خرید سکتا ہے

راقم عبدالاحد اپیل نویس تاجر کتب ملل بازار امرتسر

Marfat.com

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

ترجمہ اور اللہ کی بندگی کیلئے اُن لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہوں خانۂ کعبہ کا قصد کرنا فرض ہے

زہے سعادتِ آن بندہ کہ کرد نزول + گہے بہ بیتِ خدا و گہے بہ بیتِ رسول

این فؤادی اذابہ الوجد　　این قلبی فما صحا بعد
یا سعد زدنی جوی بذکرہم　　باللہ قل لی فدیت یا سعد

دل اب کہاں ہے؟ شوق نے اُسے پگھلا دیا + قلب اب کہاں ہے؟ جدائی نے اُسے کھو دیا
اے ہمدم تجھے خدا کی قسم اور تجھ پر جان قربان اُن کے ذکر سے میرے سوز و گداز کو بڑھا

چمنستانِ عرب غنچۂ حج

اس کتاب میں

قرآن شریف۔ احادیث مبارک سیر و تواریخ سے حج مکہ معظمہ کعبہ مقدسہ مدینہ منورہ اور عرب کے [illegible] اور جغرافیائی حالات بہت تفصیلوار نہایت تحقیق اور تنقید سے لکھے گئے ہیں جن دعاؤں کا [illegible] خطۂ عرب کے مقامات مقدسہ اور متبرکہ میں واقفانِ رموزِ دین نے تجویز کیا ہے اور جن کی معتبر علما [illegible] سے ہر طرح تحقیق اور تنقیح کر لی گئی ہے وہ بھی مندرج ہیں۔ عرب اور حج کے حالات میں آج تک [illegible]
میں ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی

مؤلفہ

محمد صباح الدین احمد۔ مؤلف "لباب الاحادیث" "والہارون" و "اسٹیم انجن" وغیرہ
سابق پرائیویٹ سکرٹری بار ٹونک راجپوتانہ حال اڈیٹر سول اینڈ ملٹری نیوز (لودیانہ)

[illegible] سول اینڈ ملٹری آرگن پریس لودیانہ میں طبع ہوئی

قیمت فی جلد [illegible]

لبابُ الاحادیث

حدیث اربعین ایک بہت مشہور حدیث ہے۔ اسکا مختصر مطلب یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری چالیس حدیثیں خود یاد کریگا اور میری امت کو سنائیگا وہ شخص قیامت کے دن علماء اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ اس بشارت کو سنکر سیکڑوں علماء نے خلوص دل سے ضمانت ... چالیس چالیس حدیثیں اپنی اپنی طرز پر جمع کیں۔ مگر وہ احادیث زیادہ تر علماء کے کارآمد ہوتی تھیں۔ عوام الناس ... تھیں مجھکو ادب و اخلاق کے متعلق حدیثوں کے جمع کرنیکا بہت شوق تھا مجھکو اتفاق حسنہ سے ایک نہایت ... قلمی کتاب مل گئی جس میں نہایت تدقیق ترتیب و تہذیب سے چار سو احادیث عربی اور فارسی میں لکھی ہوئی تھیں میں نے انکا عام فہم اور سلیس اردو میں ترجمہ کردیا +

اس کتاب سراسر موجب ثواب و برکت میں چالیس باب ہیں اور ہر ایک باب میں بلا واسطہ ایک ہی قسم کی دس دس حدیثیں بڑی محنت اور صرفیت سے جمع کیگئی ہیں۔ اخلاقی۔ اعمالی۔ اذکاری۔ ترغیبی و تہذیبی حدیثیں اس کتاب میں ایسی جمع کی ہیں کہ جن سے دینی و اعلیٰ ہر مسلمان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حقیقت میں حدیث شریف کی یہ کتاب بے نظیر ہے۔ آجتک اس طرز اور اس وضع کی کوئی کتاب اردو میں شائع نہیں ہوئی۔ ہر مسلمان اس کتاب کو حرز جان بنائے تو زیبا ہے اور اسکا روزانہ مطالعہ تو روا ہے۔ ان چالیس بابوں کے علاوہ میں نے اس کتاب میں کئی مفید ضمیمہ جات بھی لگا دیے ہیں جن سے یہ کتاب اور بھی زیادہ قابل دید اور نور علیٰ نور ہو گئی ہے۔ ضمیمہ جات کے مضامین کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

بیان حدیث و اقسام حدیث۔ صحاح ستہ کے مؤلفوں یعنے امام بخاری۔ امام مسلم۔ امام ابوداود۔ امام نسائی۔ امام ترمذی۔ امام ابن ماجہ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی مختصر سوانح عمری۔ حال تقلید۔ مطاعن غیر مقلدین معہ جوابات المختصر یہ کتاب ہر ایک مسلمان کو ضرور دیکھنی چاہیے اور اپنی اولاد کو یہ احادیث ضرور یاد کرا دینا چاہیے تاکہ انکے اخلاق اور تہذیب میں زیادتی ہو جانی یقینی ہے۔ ضخامت ۱۰۴ صفحات۔ قیمت مجلد صرف بارہ آنے (۱۲) مسلمانوں کو اس کتاب کو ضرور خریدنا چاہیے۔ اس کتاب کو سررشتہ تعلیم پنجاب کے سرکاری اردو کے نمونہ پر نہایت خوشخط اور نفیس چھپوایا گیا ہے۔ چھپائی بھی نہایت عمدہ ہوئی ہے۔ کاغذ بھی ... ہے جس سے معنوی خوبی کے علاوہ ظاہری خوبی بھی اس کتاب کی دیکھنے کے لائق ہے +

المشتہر

محمد مصباح الدین احمد اڈیٹر محلہ گل چمن گلی شہر ...

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مطالب کتاب چمنستانِ عرب غنچۂ حج

138373

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ	الف	مدینہ منورہ - بقیع - قبا - احد - فرع عقیق	۶
حمد و نعت - ارکان خمسہ مذہب اسلام	؍	یمامہ - حجاز - بحرین - جدہ - طائف -	
وٰۃ	ب	حجر - اثالب	۷
ج - بڑھاپے میں حج کرنیکا بیہودہ خیال	ج	کعبہ شریف اور مکہ معظمہ کا بیان - اسمار	
ارک حج کے لیے سخت وعید	د	درہائے کعبہ شریف	۸
ب کے متعلق حالات بعض بیش بہا کتب	ہ	میزاب رحمت - حطیم - حجر اسود - غلاف کعبہ	
م تاریخ اور جغرافیہ کی فضلیت	و	مطاف - مقام ابراہیم	۹
ہائے متفرق جو ہنگام حج میں ضروری ہیں	و	معجزات و کرامات حرم محترم	۱۰
افیہ عرب	۱	مصلے حنفی مصلے مالکی مصلے حنبلی مصلے شافعی	
ی تقسیم - تیہ بنی اسرائیل	۲	وجہ تسمیہ ام القریٰ - نام سات پہاڑ جن کا قرآن	۱۱
کے مشہور مقامات و انہار و جبال	۳	میں ذکر ہے	
اللہ شرفاً و تعظیماً - صفا		حال مہتممان و خادمان حرم محترم و معلمان و مطوفان وغیرہ	۱۲
منیٰ	۴	حال بواب درہائے کعبہ شریف کہ جو نعلین اٹھاتے	
ات - ثبیر	۵	ہیں حال عمارت و گذران اہل مکہ و پوشاک	۱۳
	۶	و بعضے رسوم وغیرہ	

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون
جبل ابو قبیس صفا مروہ۔ زیارات جنت المعلیٰ	۱۴	تہامہ۔ عدن حضر موت۔ حقاف۔ عمان
حکومت و عدالت مکہ مطہرہ۔		احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام و سارہ و ہاجرہ
صورت و سیرت سکان مکہ معظمہ	۱۵	تولد حضرت اسماعیل علیہ السلام
حج کا بیان۔ حالات منا و مقامات متبرکہ	۱۶	حال رشک حضرت سارہ از حضرت ہاجرہ
کیفیت عرفات و وجہ تسمیہ عرفات	۱۷	کان چھیدنا سنت ہے۔ ناک چھیدنے کا حکم شرعی نہیں ہے
حال آبادی شہر مکہ معظمہ و محلات وغیرہ	۱۸	ہجرت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام و ہاجرہ
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مرقد	۲۰	دعا حضرت خلیل علیہ السلام
حالات مدینہ منورہ و حرم نبوی صلعم۔ زیارات اندرون		وجہ سعی بین الصفا والمروہ
شہر مدینہ طیبہ	۲۱	حال زمزم
ذکر مسجد و روضہ نبوی۔ برک الغماد	۲۲	بیان آمد قافلہ جرہم در موضع حرم شریف۔
آب و ہوا مدینہ طاہرہ۔ خاک شفا نشان وغیرہ		مقام ابراہیم۔ یوم ترویہ۔ یوم عرفہ۔ جمرۃ العقبہ
سیرت و صورت ساکنان مدینہ طیبہ	۲۵	موضع حجر۔ بیان نکاح اسماعیل علیہ السلام۔
برکت در طعام مدینہ طیبہ۔ فقرا مکہ شریف		برکت در گوشت و آب مکہ معظمہ۔ حال بنا
و مدینہ منورہ۔ جبل ثور۔ غار حرا۔ موضع ابوا	۲۶	تعمیر کعبہ۔ سکینہ
طریقہ شادی اہل عرب۔ مہر شرعی		ذکر حجر اسود۔ امتحان ایمان
رسم ہیئت اہل عرب۔ قہوہ۔ چار	۲۷	طول و عرض کعبہ۔ بیان مختلف اوقات تعمیر کعبہ
بیت المعمور	۲۸	حال چہار دیواری کعبہ شریف و حرم
تبوک۔ جحفہ	۳۰	اب تک دس بار کعبہ شریف تعمیر ہو چکا ہے
جبلہ۔ خیبر۔ ینبع۔ جبل رضوی	۳۱	تشریف آوری حضرت موسیٰ علیہ السلام برائے حج
ودان۔ نیبار۔ معدن نقرہ۔ قبائل عرب۔		عجائبات و واقعات بیت اللہ شریف
دومۃ الجندل۔ صفین۔ ریگستان	۳۲	بیان اخذ میثاق و بطن نعمان

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مقامات مقبولیت دعا در کعبہ شریف	۵۲
وجہ تسمیہ صفا و مروہ	۵۳
بیان تفضیل کعبہ شریف بر بیت المقدس	۵۵
کعبہ شریف کی روشن نشانیاں	؍؍
طول و عمق زمزم۔ سقایۃ الحاج۔ قبۃ الفراشین ملتزم۔	۵۷
کعبہ شریف میں ایک نماز اور ایک نیکی کا لاکھ نماز اور لاکھ نیکی کا ثواب کعبہ شریف پر اللہ تعالیٰ روز ایک سو بیس دفعہ نظر رحمت کرتا ہے	۵۸
کعبہ شریف کا روز قیامت شہادت دینا دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام برائے ساکنین مکہ معظمہ	۵۹
دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام طائف آداب حج	۶۰
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت ابراہیم کو طریقہ احرام و حج تعلیم کرنا حضرت ابراہیم کا تمام بنی آدم کو حج کے واسطے ندا کرنا۔	۶۱
بیان کفارہ جنایات حج	۶۲
بیان فرائض و واجبات حج مستحباب و سنن حج	۶۵
احرام۔ عمرہ۔ بیان موقف احرام حرمت احرام	۶۶
مناسک حج۔ طواف القدوم	۶۸
حج کس کس پر اور کس وقت فرض ہے اور احادیث ثواب حج	۶۹
اسماء مکہ مبارک	۷۰
بیان طول و عرض مکہ شریف۔ حد حرم	۷۱
حد حرم مدینہ	۷۲
بیان حجۃ الوداع رسول مقبول صلعم	۷۳
خطبہ رسول مقبول در عرفات	۷۶
جبل رحمت۔ مشعر حرام۔ جبل قزح	۷۸
موئے مبارک بعد حلق راس صحابہ کو عنایت کرنا طواف الصدر۔ جمرہ۔ خیف	۷۹
خطبہ رسول مقبول یوم الرؤس کو محصب نماز فجر۔ وجہ تسمیہ حجۃ الوداع	۸۰
امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک قران افضل ہے بہ نسبت افراد اور تمتع کے۔ افراد۔ تمتع۔ قران کی تمیز	۸۱
عورت کو ایام حج میں نفاس اور حیض کی بابت احکام	۸۲
حج میں سر منڈانا بال کترانے سے افضل ہے تعداد حج و عمرہ رسول مقبول صلعم۔	؍؍
حفر چاہ زمزم	۸۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دورِ اسلام میں خون بہا انسان سو اونٹ مقرر ہوئی	۸۴	بیان طول وعرض شہر شریف	[illegible]
حال تعمیر کعبہ بزمانۂ قریش	۸۵	بناءِ حجرات۔ عمان	[illegible]
عقد الدم۔ باب بنی شیبہ	۸۶	دیار ہمدان وغیرہ۔ دیار عرب کی مسافتیں	۹
وجہ تعمیر بیت اللہ شریف بزمانۂ قریش	۸۷	عرب کے رستے	״
کوہِ حِرا	״	قلزم	۱۰۰
ہجرت رسولِ مقبول جانب مدینہ	۸۸	تاران۔ مدین۔ کوہِ طور۔ کوہ سیناء	۱۰۱
رسولِ مقبول کی نصیحت اہل مدینہ کو	״	ملکِ عرب کے حصے اور مشہور شہر	״
تعمیر مسجد قبا	״	جبل العرج۔ تہامہ۔ حجاز	۱۰۳
محلہ قبا سے آنحضرت کا مدینہ میں آنا۔ ابو ایوب انصاری	۸۹	بحرین۔ یمن۔ غمدان۔ باغ ارم وغیرہ	۱۰۴، ۱۰۵
حال بنا و آبادی مدینہ طیبہ	۹۰	فلسطین۔ قوم لوط کی بستیاں	۶
حال اسلام تبع بادشاہ یمن	۹۲	بیت المقدس	״
خط تبع بنام رسول مقبول صلعم		مسجد اقصیٰ۔ قدس القدس۔ صخرہ	۱۰۷
مدینہ کو یثرب کہنا منع ہے	۹۳	کوہِ زیتون۔ ندی یردن۔ بیت اللحم	۱۰۸
وجہ تسمیہ انصار	۹۴	پیغمبرانِ اولوالعزم کی قبریں	۹
مدینہ طیبہ آجتک وبا سے محفوظ ہے	״	حیفا۔ صرفند۔ دمشق۔ بیروت	[illegible]
بیان تعمیر مسجد نبوی	״	صیدا۔ بیروت۔ جزیرۃ الراہب	[illegible]
اصحاب صفہ	۹۵	فضائل مسجد نبوی	״
طول وعرض مسجد نبوی	۹۶	مسجد نبوی کی ہر نماز کا ثواب لاکھ نماز کے برابر	[illegible]
تحویل قبلہ جانب کعبہ	״	سفر حج کے ارادہ سے گھر سے باہر آکر یہ دعا پڑھنا	
تعمیر منبر مسجد نبوی	۹۷	جہاز پر سوار ہونیکی دعا	
مفارقت رسول مقبول صلعم میں لکڑی کا رونا	״	احرام قران یعنی حج وعمرہ کی نیت	

مضمون	صفحہ
احرام تمتع یعنے عمرہ کی نیت	۱۱۳
احرام افراد یعنے صرف حج کی نیت	〃
عبارت تلبیہ۔ (لبیک)	〃
زمین حرم یعنے میقات میں داخل ہونیکی دعا	〃
شہر مکہ معظمہ پر نظر پڑتے ہی یہ دعا پڑھنا چاہیئے	۱۱۴
حرم کعبہ میں داخل ہوتے ہی یہ دعا پڑھنا چاہیئے	〃
حجر اسود کے قریب بنظر طواف جاکر پڑھنے کی دعا	〃
نیت طواف	〃
نیت طواف کے بعد حجر اسود کے سامنے یہ دعا پڑھنا چاہیئے	۱۱۴
حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یہ دعا پڑھنا چاہیئے	۱۱۵
طواف کے سات اشواط میں ختم ہر دعا وہر شوط کے بعد یہ دعا زیادہ کرلینا چاہیئے	〃
دعیہ طواف یعنے ساتوں طواف کی سات دعائیں	〃
بعد طواف درمیان حجر اسود و دروازۂ کعبہ معظمہ یہ دعا پڑھنا چاہیئے	۱۱۶
مقام ابراہیم کی طرف برائے ادائے نماز واجب الطواف جاتے وقت پڑھنے کی دعا	〃
دعا بعد نماز واجب الطواف	〃
[illegible] پیتے وقت کی دعا	〃
[illegible] جاتے وقت پڑھنے کی دعا	〃

مضمون	صفحہ
نیت سعی مقام صفا پر کعبہ کے رخ کھڑی ہو کر نیکی دعا	۱۱۸
دعا سعی جو صفا و مروہ کے سات پھیروں میں ختم کیجائی	〃
سعی کے بعد کی دعا	۱۲۰
بال کترواتے یا سر منڈواتے وقت پڑھنے کی دعا	〃
مقام منا میں شب عرفہ میں جو دعا پڑھی جانا چاہیئے	۱۲۱
عرفات پر بعد خطبہ اس دعا کا ورد کرنا چاہیئے	〃
مشعر الحرام واقع مزدلفہ میں پڑھنے کی دعا	۱۲۲
منا میں جمرات کو کنکریاں مارتے ہوئے ہر کنکری پر پڑھنے کی دعا	〃
قربانی ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنا چاہیئے	〃
خانہ کعبہ میں داخل ہوتے وقت کی دعا	۱۲۳
دعا بروقت زیارت دار خدیجۃ الکبریٰ	〃
دعا ہنگام زیارت مولد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	〃
دعا وقت زیارت دوکان حضرت ابوبکر صدیقؓ	〃
دعا وقت زیارت مولد حضرت علیؓ	۱۲۴
زیارت دار الخیزران کی دعا	〃
غار حرا میں پڑھنے کی دعا	〃
دعا وقت زیارت جبل ابوقبیس	〃
جنت المعلیٰ میں پڑھنے کی دعا	۱۲۵
قبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ پر پڑھنے کی دعا	〃

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حضرت جناب آمنہ کی زیارت کے وقت پڑھنے کی دعا	١٢٥	دعا بروقت زیارت حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ	
زیارت حضرت قاسم ابن رسول اللہ	″		
زیارت حضرت عبدالرحمن ابن حضرت ابوبکر صدیقؓ	″	زیارت روضۂ ازواج مطہرات کی دعا	″
مدینہ منورہ کی زیارات کے متعلق دعا و سلام	١٢٦	دعا وقت زیارت صاحبزادیاں رسول اللہ	″
شہر مدینہ منورہ میں داخل ہونے وقت کی دعا	″	دعا وقت زیارت اہلبیت	١٣٤
مسجد نبوی میں داخل ہونے وقت کی دعا	″	زیارت حلیمہ سعدیہ دایہ رسول اللہ کی دعا	″
روضۃ النبی و منبر مبارک اور محراب النبی کے سامنے کی پڑھنے کی دعا	١٢٧	شہداء بقیع کی زیارت کی دعا	″
		زیارت شیخ القراء نافع رضی اللہ عنہ کی دعا	١٣٥
سلام واسطے پڑھنے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر	″	حضرت امام مالکؓ کے زیارت کی دعا	″
		زیارت حضرت عقیل کی دعا	″
زیارت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعا	١٢٨	زیارت حضرت سعید الخدری کی دعا	″
دعا وقت زیارت حضرت عمر فاروقؓ	١٢٩	زیارت حضرت فاطمہ بنت اسد کی دعا	١٣٦
دونوں خلفاء کی قبروں کے پاس پڑھنے کی دعا	″	زیارت عمات حضرت رسول اللہ کی دعا	″
سلام واسطے پڑھنے اوپر ملائک مقرب کے	″	زیارت حضرت عبداللہ والد رسول اللہ کی دعا	″
جناب سیدۃ النساء فاطمہؓ کے حجرہ مطہرہ کی جانب پڑھنے کی دعا	١٣٠	زیارت حضرت مالک انصاری بیرق دار کی دعا	″
	″	دعا وقت زیارت حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادق	١٣٧
اہل جنت البقیع کے واسطے پڑھنے کی دعا	″	دعا وقت زیارت حضرت زکی الدین	″
شہداء احد پر سلام پڑھنا	″	مسجد قبا میں پڑھنے کی دعا	″
سر شریف رسول مقبول کے مقابل پڑھنے کی دعا	١٣١	مسجد قبلتین میں پڑھنے کی دعا	″
مسجد نبوی میں سب سے اخیر پڑھنے کی دعا	″	روضۂ اقدس رسول اللہ پر کلمات الوداع	
روضہ حضرت عثمانؓ کی زیارت کی دعا	١٣٢	طواف الوداع	

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بعد سفر خشکی یا تری اپنے ملک کی حد میں	۱۴۰	محصب	۱۴۶
پہنچنے پر دعا		عرب کے مروجہ سکے اور ناپ تول کے پیمانے	//
دعا بر وقت پہنچنے وطن یا شہر میں	//	قرش۔ ریال مجیدی	//
گھر میں داخل ہو کر پڑھنے کی دعا	//	رطل۔ اوقہ۔ قنطار	۱۴۷
فرض حج کا بیان	//	کیلہ	//
شرائط فرض حج و معنے استطاعت	//	حجاز کا موسم	//
مستطیع کو حج میں تاخیر کرنا سخت گناہ ہے	۱۴۱	برد العجوز	//
حج میں سستی کرنیوالوں کی نسبت مصنف سفرنامہ		مکہ معظمہ میں موسم گرما میں سرد پانی	۱۴۸
حجاز کی قابلِ قدر رائے۔ قابلِ عبرت	۱۴۱	طائف	//
قیام مکہ مکرمہ و زیارات	۱۴۲	جبل کرا	//
مولد حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۴۳	طائف کی وجہ تسمیہ	۱۴۹
دار الخیزران وغیرہ	//	طائف میں فواکھ کی کثرت اور انکا نرخ	//
جنت المعلی۔ جبل ابوقبیس	//	طائف کی زیارات	۱۵۰
جبل نور۔ جبل ثور	۱۴۴	بیر عجلان	۱۵۱
مسجد جابہ عائشہ رض	//	طائف میں گرمی کے موسم میں بغیر رضائی کے سونا	//
منٰے	//	دشوار	
جمرات	//	مکہ کے بازار	//
مسجد خیف	//	ہند سے مکہ معظمہ کو یہ اشیاء تجارتی جاتی ہیں	۱۵۲
مسجد الکبش	//	عرب کی جنگلی اقوام بدوؤں کا مختصر حال	//
مرسلات	//	قبیلہ عتیبہ اور قریش	۱۵۳
[illegible] کا بیان اور منا میں جمرات کو کنکریاں مارنا	۱۴۵	عرب میں عورتوں کی ختنہ	//

مضمون	صفحہ
قطاع الطریق بدوؤں کا حال اور اُس سے بچنے کی تدبیر	۱۵۴
ذیل ایک عجیب چیز ہے	″
بدوؤں کے خرقِ عادات	۱۵۵
بدوی اپنے اقرار کے بہت پابند ہوتے ہیں	″
روضۂ رسول اللہ پر ایک بدوی کا اپنا اقرار پورا کرنا	″
عدن کا حال	۱۵۶
بمبئی سے عدن جہاز آٹھویں دن پہنچتا ہے اور وہاں کا حال	″
عدن سے ہند اور جدہ و مکہ معظمہ تک تار برقی کی شرح	″
بندرِ عدن سے آبادی عدن کا فاصلہ	″
مزار سید ابوبکر عیدروسی	″
عدن میں قوم سمالی کے تیراک لڑکے	″
عدن سے جہت قبلہ کا تبدیل ہونا	۱۵۷
جزیرۂ کامران	″
قرنطینہ کے معنے اور اُسکی میعاد	″
بارک ہائے قرنطینہ کا حال	″
انجمنِ بخور کا بیان	″
کامران میں جنس خوردنی اور پلنگ	۱۵۸

مضمون	صفحہ
ور وہاں- اور عجیب طرح سے انکا غصہ فرو ہونا	
کامران میں فیس قرنطینہ کی تعداد	
کامران سے جدہ تک جہت قبلہ کی سمت	″
یلملم اہل ہند کا میقات	″
احرام کی چادروں کا عرض و طول	۱۶۰
مطوفانِ مکہ مکرمہ	″
مطوفوں کی خدمات	″
جدہ میں جہاز سے اُترنا اور وہاں کا حال	۱۶۱
جدہ کے بندر کا حال	″
جدہ کی قرنطینہ کی میعاد	
جدہ میں کشتی کا کرایہ	″
جدہ میں پاسپورٹ انگریزی کا دیدینا	۱۶۲
جدہ میں فیس قرنطینہ کا ادا کرنا	″
شیخ المطوفین کی ملاقات اور تشخیص مطوف	″
جدہ میں ترکی پاسپورٹ کا دفتر اور فیس پاسپورٹ	۱۶۳
جدہ میں چُنگی خانہ کا بیان	″
قیام جدہ و کرایہ مکاناتِ جدہ و روانگی جانب مکہ معظمہ	۱۶۴
مزار حضرت حوا علیہا السلام	
قبر لیلیٰ و مجنوں	
جدہ میں شغدف کی خریداری یا کرایہ کرنا	″
جدہ سے مکہ مکرمہ تک جانیکے وسائل- گدھا و شتر	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
یادگار حادثہ از جدہ تا مکہ معظمہ	۱۶۵
منزل جدہ	〃
مکہ میں ہر ایک کا مکان ترکی ڈاکٹر آکر دیکھتا ہے	۱۶۶
طیبہ و طابہ کی وجہ تسمیہ	〃
مدینہ منورہ سے پُر افسوس روانگی	۱۶۷
مناجات فقیر در شوقِ زیارت مکہ معظمہ	۱۶۸
رباعی سرمدان و مدہوشانِ عشق الٰہی	۱۷۴
دعا حضرت آدم علیہ السلام برائے عفو تقصیر	〃
مناجات بدرگاہِ باری تعالیٰ	۱۷۵
مناجات بدرگاہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۷۶
غزل احمد از شمس تبریز	۱۷۸
نعت رسول مقبول از قدسی	۱۷۹
نظم در شوق زیارت مدینہ منورہ	〃
کتاب تمام شد	۱۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زہے سعادتِ آں بندۂ کہ کرد نزول
گہے بہ بیتِ خدا و گہے بہ بیتِ رسول

دیباچہ

الحمد للہ ربّ العالمین۔ والعاقبۃ للمتقین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمدٍ والہ واصحابہ اجمعین

ادائے شکرِ منعم حقیقی خارج از حیزِ امکان ہے۔ اُس کی صفات او صنعات دیکھکر عقل حیران ہے۔ اُس کی نعمت گوناگوں اور بے انتہا اور زبان ایک۔ پھر شکر کس طرح بجالایا جائے سب سے بڑی نعمت اُس کی رحمۃ للعالمین کا ارسال ہے۔ اِسی ایک نعمت کا ادائے شکر واجب محال ہے ؎

تو اصلِ وجودِ آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست

ذات سراسر برکات اُنکی علّت ایجادِ ممکنات ہے۔ محبت اُنکی وسیلۂ نجات ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وسلّم۔

اِسلام کے ارکانِ خمسہ ہر ایک مسلمان پر محض مسلمان ہونے کی وجہ سے واجب [illegible] نہیں منجملہ پانچ کے تین رکن تو ایسے ہیں کہ جن کی پابندی ہر مسلم پر فرض ہے۔ اقرار

Marfat.com

وحدانیت اور اعتراف رسالتِ نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یعنے کلمہ شہادت کو
صدقِ دل سے سچ جانکر زبان سے ادا کرنا۔ نماز پنج وقتہ پڑھنا۔ روزے ماہ رمضان المبارک
کے رکھنا۔ یہ تینوں ارکان اسلام ہر ایک مسلمان مکلّف۔ عاقل۔ بالغ پر عام اس سے
کہ وہ غریب ہو یا امیر۔ عالم فاضل ہو یا جاہلِ محض۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ۔ شریف ہو یا رذیل
فرض ہیں۔ ان کا منکر کافر اور ان کو ادا نہ کرنے والا سخت گنہگار۔ باقی دو ارکان اسلام
زکوٰۃ اور حج رہ گئے۔ ان کی ادائیگی کے لئے استطاعت اور صاحبِ نصاب ہونے
کی شرط ہے۔ ان دونوں ارکان کی ادائیگی سے تمام غربا بکلّیت مرفوع القلم
اور معاف کر دئے گئے ہیں۔ زکوٰۃ اور حج کا معیار بھی شارع نے الگ الگ مقرر کر دیا
ہے۔ زکوٰۃ ہر اُس مسلمان پر سال میں ایک دفعہ خالصاً لوجہ اللہ دینا واجب ہے
کہ جسکے پاس خورد و نوش۔ ستر و پوشش پرورش اہل و عیال کے سوا کم سے کم چالیس روپے بچے رہیں
اور وہ کسی کا قرضدار بھی نہ ہو اور یہہ رقم بارہ ماہ تک اُسکے قبضہ میں رہی ہو تو اُس حالت میں ہر
چالیس روپیہ کے حساب سے ایک روپیہ اُسکو بہ نیّت زکوٰۃ راہِ خدا میں دینا فرض ہے۔ زکوٰۃ
کا مصرف اپاہج۔ لولے۔ لنگڑے۔ اندھے۔ معذور الخدمت۔ مریض۔ یتیم۔ بیوہ۔ مساکین۔ طالبعلم۔
مسافر اور ابن السبیل ہیں۔ زکوٰۃ جس کسی کو دیجائے اُسکو اُسکا مالک مطلق کر دینا چاہیے۔

مسلمان اگر اِس رکنِ اسلام کی دل سے پابندی کرتے تو یہ نظارہ دل
شکن دیکھنے میں نہ آتا جو آجکل اکثر ممالکِ اسلامی میں نظر آتا ہے کہ سینکڑوں
مسلمان ہر ملک میں کاسۂ گدائی در دست۔ اور لباس فقیری در بر اپنی قوتِ بسری
کے لئے دربدر خاک بسر پھرتے ہیں اور دستِ سوال دراز کرتے ہوئے بالکل شرم
و لحاظ نہیں کرتے۔ حالانکہ سوال کرنا مکروہ ترین چیز ہے۔

بانیِ اسلام کی ذاتِ حمیدہ صفات کے زمانہ سے یعنے شروع اسلام سے
حضرت سیدنا و مولانا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوئم کے عہد مبارک تک زکوٰۃ امام
و خلیفۂ وقت وصول کرتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ظالموں کی دستِ برد

سے رعایا راسلام یعنے مسلمانوں کو بچانے کے لیے مال نقد کی زکوٰۃ
کا اختیار خود مالکوں کو دیدیا۔ گو اُس کے بعد بھی کچھ عرصہ تک اسلامی سلطان
بیں امیر المومنین کی حیثیت سے سلطانِ وقت زکوٰۃ وصول کرنے لگے مگر اُس
مصرف بدل دیے گئے۔ عمال نے اس قدر سختیاں کیں کہ ایک سال گذرنے تک
کی بھی رعایت چھوڑ دی۔ چنانچہ بہت کچھ ردّ و کد ہو کر آخر سُنّتِ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ مدّت سے اب تمام دنیا راسلام میں جاری ہے +

پانچواں ارکانِ اسلام حج ہے۔ حج اُس شخص پر فرض ہے کہ جو قرضدار نہ ہو
اور جس کے پاس اقلِ نصابِ زکوٰۃ سے زیادہ مال و دولت ہو۔ مثلاً زاد راہ اور
خرچ آمد و رفتِ ملکِ حجاز پاس ہو اور اس قدر مستطیع ہو کہ جب تک اپنے وطن اور
اہل و عیال سے دُور رہے۔ تب تک اُن کی خورد و نوش کا حسبِ حیثیت پورا پورا
بندوبست کر سکے +

حج کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنے کلام برکت النیام میں فرماتا ہے "وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ
حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا" یعنے اللہ کی بندگی کے لیے اُن
لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہوں خانہ کعبہ کا قصد کرنا فرض ہے۔ اس
آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ اُس شخص پر حج فرض ہے جو استطاعت
ادار حج کی رکھتا ہو +

حدیث شریف میں وارد ہے "مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیُعَجِّلْ" یعنے جو شخص
حج کا قصد رکھتا ہو وہ جلدی کرے۔ آیہ شریف اور حدیث مبارک دونوں پر غور
کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس وقت استطاعت حج کی ہو گئی اسی وقت
سے حج کا ارادہ کرنا فرض ہو گیا +

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بعد حج کے چونکہ انسان گناہوں سے ایسا پاک
ہے کہ گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ لہذا حج کا ادا کرنا اُس وقت تک موقوف

ہے کہ جب تک تمام امورِ دنیاوی سے نجات ملے اور ارتکابِ گناہ کی سب ... باقی
رہے۔ مگر ایسے خیال سخت افسوسناک ہیں۔ یقیناً وہ لوگ جن کے دلوں میں ایسے
خیال بس رہے ہیں یا تو وہ اپنی موت کو بہت دور جانتے ہیں یا اپنے تئیں ہمیشہ زندہ
سمجھتے ہیں اور اپنی خیالی زیست کے گمان پر ایک ایسی بھاری عبادت چھوڑ بیٹھے
ہیں یا اس کے چھوڑنے میں سعی کرتے ہیں جو تمامی عمر میں صرف ایک بار فرض
ہے اور سخت افسوس ان کی حالت پر ہے جو ایسی دھوکے میں اپنی عمر کھو بیٹھتے
ہیں اور حج سے محروم ہو کر آخرت کا راستہ لیتے ہیں۔ ہاں اس قدر تو شریعت
ضرور گنجایش دیتی ہے کہ مستطیع شخص اس وقت تک حج کرنے کا ارادہ ملتوی
رکھیں جس وقت تک کہ لاعلاج موانع پیش آتے رہیں۔ مثلاً راہ میں امن و امان
کا نہ ہونا۔ لٹ جانے یا مارے جانے کا سخت خطرہ ہونا۔

حق تعالیٰ کی عباداتِ مالی اور بدنی میں سے حج عبادتِ عظیم ہے۔ باوجود
ادارِ حج کی قدرت ہونے کے جو شخص اس کو ادا کرنے پر آمادہ اور کمربستہ نہ ہوگا
وہ بڑا گنہگار ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی بعد پانے قدرت اور
موجود ہونے زادِ راحلہ کے حج نہ کریگا اور مر جائیگا تو بلا تفاوت موت اس کی
مانندِ موتِ یہود اور نصاریٰ ہوگی۔ مقامِ عبرت اور جائے خوف ہے کہ کیسی وعید
سخت اور حکم کرخت تارکانِ حج کے لئے وارد ہے۔ اس لئے ہر مستطیع مسلمان کو
استعدادِ حج ہوتے ہی اسی سال حج کر لینا چاہئے۔

ہر شخص مذکورہ بالا پانچ ارکانِ اسلام میں سے چار ارکان تو اپنے شہر اور
اپنے وطن ہی میں ادا کر سکتا ہے۔ مگر صرف ایک ارکان حج ایسا ہے کہ جس کے
لئے مستطیع شخص کو سفرِ دور و دراز طے کرنا پڑتا ہے یعنی اسکو اپنے وطن سے ملکِ
عرب میں جانا پڑتا ہے۔ ہزارہا لوگ ایسے ہیں جو حج تو کر آتے ہیں مگر عرب کے
ملک کے حالات سے کماحقہ واقف نہیں ہیں۔ بہت سے لوگوں نے حج سے واپس

Marfat.com

آکر اپنے ابنا رجنس کی واقفیت کے لیے متعدد رسائل اور ...
ہیں صرف سفر کا حال اور قدرے قلیل مناسکِ حج کے سوا اور زیادہ حال
نہیں ہوتا +

مجھ کو عرصہ سے عرب کے متعلق اور کعبہ شریفہ۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ کی نسبت تواریخی اور جغرافیائی
اور سیر و حدیث سے مفصل حال لکھنے کا نہایت شوق دامنگیر تھا اور اس کے ساتھ
اس بات کا سخت افسوس تھا کہ آہ مسلمان بوجہ اس کے کہ عربی علم ادب بہت کم پڑھتے
ہیں ایسے پیارے مُلک کے صحیح صحیح جغرافیائی اور تواریخی حالات سے بہت کم واقف
ہیں کہ جہاں بانی اسلام مبعوث ہوئے اور جہاں سے آفتاب وحدانیت نے طلوع
فرمایا مسلمان تو اپنے علوم سے بے خبر ہوگئے مگر یورپین اقوام نے مسلمانوں کے علوم سے
بہت کچھ انتفاع اٹھایا۔ جن عربی کتابوں کے نام بھی اکثر مسلمانوں کو معلوم نہیں ہیں
وہ نایاب کتابیں یورپ کے کتب خانوں میں موجود اور اکثر یورپین مطابع میں
ہوتی رہتی ہیں +

چنانچہ مینے بہت سی ایسی قابلِ قدر اور نایاب عربی کتابوں سے اِس کتاب کی تدوین
میں مدد لی ہے۔ ملک عرب۔ حرمین الشریفین اور حج کے متعلق جہانتک قرآن شریف
حدیث شریف۔ سیر۔ تواریخ اور جغرافیہ سے ضروری ضروری حالات بہم پہنچ سکے ان
کے اجتماع اور درج کتاب کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اپنی حیثیت اور استعداد کے
موافق کوشش کا کوئی درجہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جن نایاب کتابوں سے اس کتاب
چمنستانِ عرب غنچۂ حج کی تدوین اور تالیف میں مدد لی گئی اُن میں سے اکثر
کتابیں بڑی مشکل سے بہم پہنچ سکیں۔ مگر شوق سب مشکلات پر غالب آگیا ؎

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

المختصر عرب کے متعلق جغرافیائی حالات اور تواریخی واقعات نہایت محنت اور تحقیق

Marfat.com

ب ذیل کتابوں سے فراہم کیے گئے ہیں +

۱-کتاب مسالک الممالک لابی اسحق ابراہیم محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی-کتاب مُلکِ یوروپ کی سلطنتِ ہالینڈ کے شہر لیڈن کے مطبع بریل میں ۱۸۷۰ء میں ہوئی +

۲-کتاب نزہتہ المشارق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمدائن الآفاق +

۳-کتاب احسن التقویم فی معرفتہ الاقالیم لابی عبداللہ محمد بن احمد الشامی المقدسی +

۴-کتاب مختصر البلدان لابن الفقیہہ +

۵- سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی +

۶- تفریح الاذکیار فی احوال الانبیار +

۷- جذب القلوب الی دیار المحبوب +

۸- آداب الحرمین وغیرہ +

یہ بات مُسلمہ اور مانی ہوئی ہے کہ تاریخ اور جغرافیہ سے بڑھکر انسان کی عام معلومات کو بڑھانے ں اور کوئی چیز نہیں ہے- تاریخ ایک بے زبان مگر گویا مصاحب ہے اور جغرافیہ گھر بیٹھے رہ نما- جو ایک مقام پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دنیا کے اکثر مقامات کا سچا حال بتلا دے کسی خاص جگہ کی تمدنی حالت منکشف کر دے- اس کتاب **چمنستان عرب غنچۂ حج** ں یہ دونوں وصف موجود ہیں مُلک عرب اور کعبہ شریف اور مدینہ منورہ اور حج کے متعلق ں کتاب میں اتنے حالات فراہم اور جمع کیے گئے ہیں گویا دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے +

مزید خوبی یہ ہے کہ اس کتاب میں وہ سب **دعائیں** بھی لکھدی گئی ہیں کہ جو مدِ حج اور حجاج کو ہنگام حج میں پڑھنا ضروری ہیں- ان کے علاوہ وہ دعائیں ا ہیں جن کا وردِ مقاماتِ مقدسہ اور امکنۂ متبرکہ میں اور زیارتگاہوں پر **واقفان رموز** ان نے تجویز کیا ہے- یہ سب وہ ہی دعائیں ہیں کہ جن کا ورد اور حفظ حجاج کو ضروری

ہے اور معتبر علماء مکہ مکرمہ سے ہر طرح تحقیق اور تصحیح کرا لی ہے ۔ زبان سہل ، مختصر اور مدلل وجیہ ہیں ۔ نقشہ مکہ معظمہ و کعبہ شریفہ مع نقشہ مسجد نبوی و روضہ نبوی بھی اس کتاب میں لگا دئے گئے ہیں ◆

غرضکہ بالعموم ہر ایک مسلمان اور بالخصوص عازم حج کو اس کتاب کا ملاحظہ کرنا اور اس اپنے پاس رکھنا نہایت مناسب بلکہ لازم ہے ۔ اس لئے کہ یہ کتاب دونوں کے لئے طغرائے ہدایت اور رہبر طریق ثواب ہے ۔ فقط الملتمس محمد مصباح الدین احمد عفی مولف کتاب لباب الاحادیث " و " افتخار رون " یعنے سوانح عمری خلیفہ ہارون الرشید اعظم اور کتاب " اسیر انجمن " وغیرہ ۔ سابق پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والی ریاست ٹونک (راجپوتانہ) ۔ حال اڈیٹر اخبار " سول اینڈ ملٹری نیوز " لودیانہ ۔ بالفعل محلہ گاجین گلی ۔ شہر لودیانہ ◆

مورخہ ۲ اگست ۱۹۰۹ء یوم پیر مطابق ۱۵ ماہ رجب المرجب ۱۳۲۷ ہجری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باعث عزیز * عرب ہوں ہیں قرآن

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جغرافیۂ عرب

مُلک عرب ایک مستطیل زمین ہے* جس کو بحرِ فارس مقام عبادان سے احاطہ کرتا ہے اور اسی جگہ دریا میں دجلہ آکر گرتا ہے۔ پس بحرِ فارس بحرین کو احاطہ کرتا ہوا عمان تک پہونچتا ہے۔ پھر وہاں سے سواحل مہرہ و حضرموت اور عدن کیطرف پھرتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام یمن کے کنارہ کو احاطہ کرتا ہوا جدہ تک پہونچتا ہے۔ پھر حجاز و مدین کو احاطہ کرکے ایلہ تک جاکر تمام ہو جاتا ہے۔ یہاں دیارِ عرب کی حد تمام ہو جاتی ہے۔ اور اسجگہ اس دریاء کو بحرِ قلزم کہتے ہیں جو تاران اور جُبیلات سے ہوکر قلزم پر جاکر تمام ہو جاتا ہے۔ یہ دیارِ عرب کی شرقی اور جنوبی اور کسی قدر غربی حدود ہیں *

پھر حدِ عرب ایلہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور شہر لوط اور جھیل مُردار سے (کہ جس کو بحیرۂ زغر کہتے ہیں) ہوتی ہوئی شراۃ و بلقاء تک پہونچتی ہوئی جو علاقۂ فلسطین سے ہے اذرعات و حوران

* من کتاب مسالک الممالک لابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی۔ المطبوعہ بمطبع بریل لیدن سنہ ۱۸ء - ۱۲

اور بثینہ و غوطہ کے پاس سے گذرتی ہوئی جو علاقہ دمشق سے ہیں تدمر و سلمیہ کے پاس سے گذرتی
ہوئی جو علاقۂ حمص سے ہیں پھر خناصرہ اور بالیس کو طے کرتی ہوئی جو قنسرین کے علاقہ ہیں فرات
تک جاملتی ہے۔ پھر دریائے فرات دیارِ عرب کو احاطہ کرتا ہے یہانتک کہ رقہ اور قرقیسیا اور رحبہ
اور دالیہ اور عانہ اور حدیثہ اور ہیت اور انبار کو شامل کرتی ہوئی کوفہ اور وہاں کے فرات تک پہنچتا ہے
پھر دیار عرب نواحِ کوفہ سے ممتد ہوتا ہے اور حیرہ اور خورنق کو شامل کرتے ہوئے حدِ واسط تک
پہونچتا ہے۔ اور یہاں ایک منزل تک دجلہ کے دہانوں تک پھیلتا ہے پھر وہاں سے بصرہ کے نواح
کو شامل کرتا ہوا عبادان تک جاملتا ہے +

یہہ ہے دیارِ عرب کا محیط۔ پس عبادان سے لیکر ایلہ تک جو بحرِ فارس و بحرِ ہند و بحرِ قلزم محیط
ہی یہہ تین رُبع عرب کو شامل ہے۔ اور یہہ شرقی اور جنوبی اور کچھہ غربی حد ہے اور جو کچھہ حدِ غربی
باقی ہے۔ تو وہ ایلہ سے لیکر بالس تک تمام ہوتی ہے اور بالس اور شامی جانب سے لیکر عبادان
تک حد شمالی ہے۔ اور بالس سے لیکر انبار سے آگے تک جزیرہ کی حد ہے اور انبار سے لیکر
عبادان تک عراقِ عرب کی حد ہے +

اور ایلہ کے نزدیک عرب سے ایک وسیع میدان آملتا ہے جس کو تیہ بنی اسرائیل کہتے ہیں
یہہ ایک بیابان ہے گو عرب سے متصل ہے مگر عرب میں شامل نہیں بلکہ عمالقہ اور یونانیوں
اور قبط وغیرہ قوموں کا مسکن ہے۔ اور اسی طرح جزیرہ کو بھی شامل عرب نہ سمجھنا چاہئے۔ گو اُس
میں ربیعہ اور مُضر کے قبایل آباد ہیں کیونکہ وہ روم اور فارس کی ماتحتی میں تھے اور اس لئے اُن
میں سے کچھہ عیسائی اور کچھہ فارسی مذہب کے پابند تھے جیسا کہ تغلب ربیعہ کی شاخ جزیرہ میں اور
بہراء اور غسان اور تنوخ اہل یمن سے مُلکِ شام میں +

عرب کی تقسیم

عرب کی تقسیم

حد سِترین سے لیکر کنارہ کوہ یلملم تک اور پھر طائف کے بعد سے لیکر سیدھا نجد یمن تک اور
مشرق میں بحرِ فارس تک جو حصہ ہے اُس کو یمن کہتے ہیں جو تمام مُلکِ عرب کی دو تہائی کے

Marfat.com

قریب قریب ہے۔

اور سیترین سے لیکر سمندر کی جانب سے تخمیناً مدین تک اور مشرق کی جانب حجر سے لیکر جبل طیئی تک یمامہ سے گذرتے ہوئے بحر قلزم تک حصہ کا نام حجاز ہے۔

اور حدِ یمامہ سے لیکر مدینہ کے قریب تک بصرہ کے جنگل کو لیکر بحرین کو شامل کرکے بحرِ فارس تک کے حصہ کو نجد کہتے ہیں۔

اور عبادان سے لیکر انبار اور نجد اور حجاز تک کہ جسمیں اسد اور طئی اور تمیم اور تمام قبائل مضر ہیں۔ عراق کہلاتا ہے۔

اور حدِ انبار سے لیکر بالس تک ملک شام کی جانب کہ جس میں تیماء اور میدان خساف ہے وادی القریٰ اور حجر تک کو جزیرہ کہتے ہیں۔

اور بالس سے لیکر ایلہ تک حجاز کے رخ سمندر کے کنارہ مدین تک تبوک کے سامنے کے حصہ کو دیار طئی تک بادیہ شام کہتے ہیں۔

بعض علماء مکہ کو تہامۂ یمن میں اور مدینہ کو نجد میں قرب کیوجہ سے شمار کرتے ہیں۔

عرب کے مشہور
مقامات و انہار و جبال

عرب میں نہ کوئی ایسا دریا ہے نہ کوئی جھیل ہے کہ جنمیں کشتی چلتی ہو۔ اور بحیرہ مُردار کو بادیہ کے قریب ہے مگر عرب میں شمار نہیں۔ اور یمن میں بمقام سبا جو نہروں کا منبع تھا وہ یہی تھا کہ بارانی پانی کو بند لگاکر ایک جگہ جمع کر لیا تھا جس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکل کر ملک کو سیراب کرتی تھیں۔ جس سے گاؤں اور باغات شام تک بستے چلے گئے تھے۔ پھر اُن کی ناشکری سے خدا نے اس بند کو خراب کردیا جس سے وہ آبادی اور باغات غارت ہوگئے جیساکہ قرآن شریف میں خبر دیتا ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا الی قولہ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ۔ ہاں چشمے اور چھوٹے نالے اور کنوئیں اور تالاب عرب میں بہت ہیں جیساکہ سیاحوں پر

Marfat.com

ظاہر ہے۔

مکہ معظمہ

مکہ معظمہ

یہہ دو پہاڑوں کے بیچ ایک شہر آباد ہے۔ اس کا طول مُعلاۃ سے لیکر مسفلہ تک تقریباً دو میل ہے جنوب اور شمال میں۔ اور اسفل جیاد سے لیکر کوہ قُعیقعان کی پُشت تک عرض۔ طول سے تخمیناً دو ثلث ہے۔

اِس کے مکانات گارے اور پتھر۔ یا چونے اور پتھر اور لکڑی سے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد الحرام شہر کے وسط میں ہے تقریباً۔ اور مسجد کے وسط میں کعبہ شریف ہے۔ اور کعبہ کا دروازہ جو ایک ہی ہے قدِ آدم کے قریب زمین سے بلند ہے۔ اور کعبہ کی اُسی قدر کُرسی ہے۔ اور یہہ دروازہ قبہ زمزم اور مقام ابراہیم کی طرف ہے۔ اور کعبہ سے ملی ہوئی مغرب کے رُخ ایک مدور سی ایک گز بلند سنگ مرمر کی دیوار ہے۔ جسکو حطیم کہتے ہیں اور حجر بھی۔ اِن کے گرد طواف کیا جاتا ہے۔ اِس رُخ میں کعبہ کے ایک گوشہ کو رکن عراقی اور دوسرے کو رکن یمانی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح دوسرے رُخ میں دونوں گوشوں میں سے ایک کو رکن شامی کہتے ہیں اور دوسرے میں جو دروازہ کے قریب ہی تخمیناً ایک گز کی بلندی پر **حجر اسود** لگا ہوا ہے جس کو طواف کے بعد بوسہ دیا جاتا ہے۔

اور دروازہ کے سامنے ایک کنواں ہے جس کو زمزم کہتے ہیں اور یہیں سقایۂ حجاج ہے جس کو سقایۂ عباس کہتے ہیں۔ اور دار الندوۃ جو جاہلیت میں قریش کی مجلس کا مکان تھا اب حرم میں شامل ہو گیا ہے۔ دار الامارۃ کے مغربی جانب میں ہے۔

صفا **صفا** جبل ابو قبیس کی ایک بلندی کا نام ہے جس طرح مَروہ جبل قُعیقعان کے پتھر کا نام ہے جو اس کے مقابلہ میں ہے اور یہی دونوں پہاڑ ہیں کہ جن کے بیچ مکہ آباد ہے۔ لیکن ابو قبیس جو مشرقی جانب میں ہے قعیقعان سے بلند ہے جو غربی جانب میں ہے۔ قعیقعان کے پتھروں سے کعبہ کی عمارت چُنی گئی ہے۔ صفا و مروہ کا میدان آجکل بازار ہے جسمیں حاجی سعی کیا کرتے ہیں۔

منیٰ

منیٰ

مکہ سے عرفات کی جانب انہیں دونوں پہاڑوں کے سلسلہ میں تقریباً تین میل ہے۔ وہ ایک

Marfat.com

چھوٹی سی آبادی ہے جسمیں لوگوں کے مکان بنے ہوئے ہیں اور بازار بھی ہے اور اس کے وسط میں مسجد خیف ہے اور یہیں وہ چھوٹے چھوٹے تین منارے ہیں جنکو حاجی سات سات کنکریاں مارا کرتے ہیں مکہ کے رخ کے منار کو جو منیٰ کے اخیر پر ہے جمرہ عقبیٰ کہتے ہیں۔

مزدلفہ

منیٰ سے آگے بڑھکر عرفات کے راستہ پر بطن محسر اور مازمین کے درمیان ایک مقام ہے جہاں عرفات سے لوٹ کر حجاج شب باشی کیا کرتے ہیں۔ بطن محسر ایک وادی ہے منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان۔ اور مازمین دو پہاڑوں کے بیچ ایک شلخ ہے جو بطن عرنہ تک چلی گئی ہے۔ عرفات ایک میدان ہے وادی عرنہ سے لیکر بنی عامر کے باغ تک کہ جس کے قریب وہ مسجد ہے کہ جہاں حج کے روز ظہر و عصر دونوں نمازیں ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔

عرفات حرم مکہ میں داخل نہیں ہے بلکہ حرم کی علامت کیلئے تخمیناً دس میل کے فاصلہ سے منارے بنا دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح تنعیم کہ جہاں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مسجد ہے حرم میں واخل نہیں ہے۔ حرم مسجد تو کعبہ کے آس پاس تمام مسجد کو کہتے ہیں یہاں ناپاکی میں جانا ہی منع ہے۔ اور حرم مکہ کے اردگرد کئی کوس تک کے صحرا کو کہتے ہیں یہاں شکار کھیلنا منع ہے۔

مکہ میں کوئی باغ یا پھل دار درخت نہیں ہاں حرم مکہ میں کھجوروں کے کسی قدر درخت ہیں اور شہر میں نہر زبیدہ کا پانی پیتے ہیں اور چاہ زمزم کا بھی۔

ثبیر

ایک بلند پہاڑی ہے جو منیٰ اور مزدلفہ سے دکھائی دیتی ہے اور جاہلیت میں مزدلفہ سے لوگ جب تک ثبیر پر دھوپ نکلی ہوئی نہ دیکھ لیتے تھے کوچ نہ کرتے تھے اور مزدلفہ میں مشعر الحرام ہے اسی جگہ امام حج کے ایام میں مغرب اور عشاء اور صبح کی نماز پڑھایا کرتا ہے۔

Marfat.com

حُدَیْبیّہ

حدیبیہ یہہ وہ مقام ہے کہ جہاں قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روکدیا تھا یہہ ایک گوشہ میں ہے کسی قدر حرم میں کسی قدر حل میں واقع ہے ایکدن سے زیادہ کا راستہ یہاں سے مکہ ہے

مدینہ منوّرہ

مدینہ منورہ مکہ سے شمال کیجانب تقریباً دس منزل پر ایک شہر ہے جس کے اردگرد شہر پناہ پختہ بنی ہوئی ہے۔ یہہ شہر مکہ سے آدھا ہوگا۔ اس کے آس پاس کھجوروں کے باغ بکثرت ہیں جنمیں کنوؤں اور کاریزوں سے پانی دیا جاتا ہے۔ شہر کے وسط میں مسجد نبوی ہے۔ جو بڑی عمارت ہے جس کے شرقی گوشہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار مبارک ہے وہ ایک گنبد ہے جس کا ... دروازہ نہیں اور اسمیں حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبریں بھی ہیں۔

غربی جانب میں شہر پناہ کے اندر وہ جگہ بھی ہے کہ جہاں آنحضرت صلے اللہ وآلہ وسلم عیدکی نماز پڑہا کرتے تھے۔

بقیع الغرقد بقیع الغرقد شہر پناہ کے باہر شرقی جانب ایک بڑا قبرستان ہے جہاں بڑے بڑے صحابہ واہل بیت ودیگر انصار ومہاجرین کی قبریں ہیں۔ اس قبرستان کے اردگرد پختہ احاطہ بنا ہوا ہے۔

قباء قبا ومکہ کے رخ تخمیناً دو میل ایک بستی ہے جہاں انصار کے مکانات تھے۔

اُحد اُحد مدینہ کے شمال میں دو کوس کے قریب ایک پہاڑ ہے جو سب پہاڑوں سے زیادہ قریب ہے۔ اسی کے دامن میں اُن شہداء کے مزار ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے جنمیں حضرت کے چچا حمزہؓ بھی ہیں۔

فرع فرع مدینہ سے جنوب کیطرف چار دن کے راستہ پر ایک مقام ہے جہاں بہت کھجوروں کے باغ ہیں۔

عقیق عقیق مدینہ سے مکہ کے رخ چار میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے یہاں کا پانی نہایت شیرین

Marfat.com

اور خوش گوار ہے۔

یمامہ کا شہر مدینہ سے چھوٹا ہے مگر تمام حجاز سے زیادہ یہاں کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ مکہ اور مدینہ کے بعد حجاز میں یمامہ سے بڑھ کر اور کوئی شہر نہیں اور اس کے قریب قریب وادی القریٰ ہے یہاں **چشمے** اور کھجوریں بکثرت ہیں۔

جار مدینہ کے سرے پر ہے تین منزل کے فاصلہ سے۔ سمندر کے کنارہ پر آباد ہے۔ جدہ سے چھوٹا ہے

بحرین یہ نجد کے رخ ہے یہاں کا شہر ہجر کہلاتا ہے جو بحر فارس کے کنارہ پر آباد ہے اور یہ قرامطہ تا دیا ہے۔ اس علاقہ میں بہت سے گاؤں اور مُضر کے قبائل ہیں۔

جدہ مکہ کے سرے پر ہے دو منزل کے فاصلہ پر سمندر کے کنارہ پر آباد ہے یہاں بڑے بڑے تجار ہر قوم کے رہتے ہیں۔ مکہ کے بعد حجاز میں ایسا مالدار کوئی شہر نہیں ہے۔

طائف وادی قریٰ کے برابر ایک چھوٹا سا شہر ہے جبل غزوان پر آباد ہے یہاں میوے بکثرت ہیں خصوصاً منقی جو مکہ میں آیا کرتی ہے وہ یہیں کی ہوتی ہے۔ اور اس پہاڑ پر بنی سعد اور ہذیل کے تمام قبائل رہتے ہیں یہاں کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر بعض وقت پانی جم جاتا ہے اس سے زیادہ سرد مقام تمام حجاز میں اور کوئی نہیں۔ مکہ سے شرقی جانب میں دو منزل ہے

حجر چھوٹا سا گاؤں وادی القریٰ کے قریب ہے ایک دن کے فاصلہ پر پہاڑوں میں۔ اور یہیں قوم ثمود کے مکانات ہیں جن کی نسبت قرآن مجید میں آیا ہے وثمود الذین جابوا الصخر بالواد۔ میں نے ان پہاڑوں کے کھدے ہوئے مکانوں کو دیکھا ہے جو ہمارے مکانوں کے مانند پہاڑ تراش کر بنائے گئے تھے۔ ان پہاڑوں کو اثالب کہتے ہیں۔ یہ چند پہاڑ متصل ہیں۔ ہر ایک دوسرے سے جدا ہے مگر ان کے اردگرد ریتا ہے جس کے سبب سے چوٹی پر نہایت مشقت سے چڑھا جاتا ہے۔ اور یہیں وہ کنواں ہے جو صالح علیہ السلام کے ناقہ کے لئے معین ہوا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم۔

نوٹ:۔ صفحہ ۱ سے صفحہ ۷ تک تمام حالات کتاب مسالک الممالک لابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی۔ المطبوعہ مطبع بریل لیڈن ۱۸۷۰ء سے لکھے گئے ہیں۔ ۱۲

کعبہ شریف اور مکہ معظمہ کا بیان

برِاعظم ایشیا کے گوشۂ جنوب و غرب میں ایک جزیرہ نما ملک واقع ہے جو بنام عرب مشہور معروف ہے۔ اُس کے شہروں میں سے ایک بڑا شہر مکہ معظمہ ہے جس میں ایک مسجد بہت وسیع واقع ہے جس کے ہر چہار طرف حجرے اور بلند بلند گنبد تا بقدر پانچ درجوں کے آمنے سامنے بنے ہوئے ہیں اور یہہ گنبد ایک ڈھال پتھر کے بلند ستون پر بنے ہیں۔ اور اِس طرح کی تعمیر ہے کہ اندر کی جانب بالکل کشادہ ہے یعنے ایک دوسرے حجرے کے درمیان کسی طرح کا حجاب نہیں تاکہ ہزار ہا نمازی برابر صفوں میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرسکیں۔ اور اِس کا نام حرم ہے۔ اُس کے چالیس دروازے ہیں۔ جن کے نام حسبِ ذیل ہیں :۔

باب السلام۔ باب النبی۔ باب العلی۔ باب العباس۔ باب الفلاح۔ باب الصفا باب الشریف۔ باب الجیاد۔ باب الزیاد۔ باب اُمّ ہانی باب الوداع۔ باب ال... باب العتیق۔ باب ابراھیم۔ باب البطی۔ باب قطبی۔ باب قاضی وغیرہ۔

صحن مسجد حرام میں ایک مکان مرتفع البنیان بعمارت سنگ ہے جو تخمیناً آٹھ گز عریض اور بارہ گز طویل ہے اُسی کو کعبہ اور بیت اللہ کہتے ہیں ؎

کیا شرف کعبہ کا ہے اللہ اکبر دیکھئے | گرد پھرتے ہیں ملائک اور پیمبر دیکھئے
جیسے اول ہے خدا اول ہی بیت اللہ بنا | آدم ابراہیم سے معمار اطہر دیکھئے
یہہ وہ گھر ہے جس سے ملتا ہی پتہ اللہ کا | چھوڑتے ہیں جس کے خاطر لوگ گھر در دیکھئے

بیت اللہ کی کرسی قدِ آدم اور چھت بہت بلند ہے۔ ایک گوشہ میں دروازہ ہے اُس کے کواڑ ور بر سونے کے پتر جڑے ہیں۔ سال میں دو تین مرتبہ اوقات معینہ پر کھلتا ہے اندر تمام سنگ مرمر کا فرش ہے اور دیواروں پر بھی چاروں طرف سنگ مرمر نصب ہے اُس پر آیات قرآنی

☩ صفحہ ۸ سے اس باب کے آخر تک ایک ذی علم حاجی صاحب کے سفرنامہ سے منتخب کرکے لکھا گیا ہے۔ اُن حاجی صاحب کا نام معلوم نہیں ہوسکا جس کا افسوس ہے۔ ۱۲

کعبہ شریف اور مکہ معظمہ کا بیان

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بہت خوش خط کندہ ہیں۔ گنجایش اِس قدر ہے کہ سَو آدمی اچھی طرح نماز پڑھ لیں۔ حجرہ کے وسط میں تین ستون صندل کے بہت سطبر اور منقش اور منبت ایستادہ ہیں اُنہیں عود سوز وغیرہ ظروف طلائی بخور اور روشنی کے لئے آویزان ہیں۔

میزاب رحمت چھت کی ایک جانب طلائی پرنالہ گز بھر کا جسکو میزاب رحمت کہتے ہیں لگا ہے۔ اُس پر بھی آیات برکت سمات نقش ہیں۔

حطیم اُس کے نیچے تین گز طویل قطعہ جو شکل نصف دایرہ کے ہی جس میں راستہ بھی ہے حطیم کہلاتا ہے اور حِجرِ اسمٰعیل بکسر حاء حطی جس کو قبر حضرت اسماعیل علیہ السلام سمجھتے ہیں یہی مقام ہے۔

حجر اسود دیوار گوشۂ شمال و مشرق میں ایک سیاہ پتھر تخمیناً چھ انچہ مربع چاندی کے بڑے بھاری حلقہ میں چسپان ہے جسے حجر اسود کہتے ہیں۔ حجر اسود کو وقتِ طواف بوسہ دیتے ہیں یہہ پتھر جنت سے حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کے واسطے آیا تھا۔

غلاف کعبہ اِس عمارت ملکوت امارت پر سقف سے تا زمین ابریشم سیاہ جس پر آیاتِ قرآنی بافتہ ہیں پڑا ہے گویا ظلمات میں آبحیات ہے یا پتلی میں نور ہے یا حرم میں تجلی طور ہے یا پردۂ خفا میں عالمِ ظہور ہے یہہ غلاف سال بہ سال مصر سے آتا ہے۔ اِس کے کاتنے بُننے پر چالیس ناکتخدا لڑکیاں مامور ہیں۔ اِن چالیس لڑکیوں میں سے جس کی شادی ہوتی ہے وہ فوراً اِس خدمت سے آزاد ہوتی ہے اُس کی جگہ اِسی صفت کی اور لڑکی مقرر ہو جاتی ہے۔ دروازہ پر زری کا مغرق پردہ لٹکتا ہے جس کے رشک سے سُلطانِ انجم سر پٹکتا ہے۔

مطاف کعبہ مقدسہ کے گرداگرد بقدر پندرہ۔ یا بیس گز سنگ مرمر کا فرش ہے جسکو مطاف یعنے جائے طواف کہتے ہیں اِس کے گرداگرد ۲۸ چوبی ستون ہیں جن کے اوپر برنجی پتروں کے خول چڑھے ہوئے ہیں ایک اور ستون میں سات بلوریں ہانڈیاں آویزان ہیں۔

مقام ابراہیم حدِ مطاف سے باہر اور چند مقام مشہور نام ہیں مثلاً مقام ابراہیم۔ حنفی مصلےٰ۔ مالکی مصلےٰ۔ حنبلی مصلےٰ۔ شافعی مصلےٰ۔ کتب خانہ۔ گھڑی خانہ۔ اور ایک قبہ ہے جس میں بیرِ زمزم ہے۔

مقام ابراہیم میں وہ پتھر موجود ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر

Marfat.com

فرماتے تھے اور وہ حسب موقع بلند اور پست ہو جاتا تھا۔ مکانات مذکورۂ بالا بعض جگہ
اور بعضے گنبد نما ہیں۔
عماراتِ مسجد کے گرداگرد سات منار بہت رفیع آذان کے لئے بنے ہوئے ہیں حجرات
دروازوں میں فی دروازہ پانچ ہانڈیاں آویزاں ہوتی ہیں یہہ سب ہانڈیاں ماہِ رمضان
سے ماہ محرم الحرام تک ہر شب روشن ہوتی ہیں۔ اِن سب میں روغنِ زیتون جلتا ہے
استعمال ہوتا ہے۔ روشنی اور صفائی کے اہتمام کو بہت سے خُدام نوکر ہیں۔ مطاف کے گرداگرد
کی اور اندرونی ہانڈیاں حجروں کی بارہ مہینے ہمیشہ روشن ہوا کرتی ہیں۔
روشنی کی کیفیت کیا تحریر ہو۔ ڈر ہے کہ سیاہی حروف نہ اُڑ جاوے کاغذ سفید نہ رہ
جاوے۔ نمازیں چالیس پچاس ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے بلکہ ایام حج میں ایک وقت
کی نمازیں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت ہی بیان سے باہر ہے کہ سکنائے
رُبع مسکون جو مختلف اللسان اور مختلف اللباس اور مختلف الشکل ہوتے ہیں مثلاً رومی۔ رد۔
عجمی۔ ہندی۔ چینی۔ عربی۔ جاوی۔ تُرکی۔ تازی۔ یمنی وغیرہ نمازیں سب ایک زبان اور
عربی خوان ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت خُدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ عقل کام نہیں کرتی۔
الستُ بربکم اور قالو بلیٰ کا نظارہ روزِ ازل کا آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

بنام اوکہ او نامے نہ دارد ✤ بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

سُبحان اللہ! کیا شانِ ایزدی ہے۔
اسی طرح محشر میں کُل مخلوق کی زبان پر ایک کلمہ نفسی نفسی کا ہوگا۔ یوں تو حرمِ محترم سراسر مظہرِ
معجزات وکرامات ہے مگر دو تین امر اظہر من الشمس وہاں ایسے ہیں کہ اُن کے معاینہ سے انسان
ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔
ایک تو یہہ کہ مکہ شریف میں کیسی ہی گرمی کیوں نہو۔ لیکن کعبہ مشرفہ کے گرداگرد طواف کی
گرم نہیں ہوتی حالانکہ اُس وقت اور جگہ گرمی کے مارے آبلہ پڑ جاتے ہیں۔
دوسرے یہ کہ حرم شریف کے اندر ہزارہا کبوتر ہر وقت رہتے ہیں الا نماز کے وقت اوڑ کر

Marfat.com

جاتے ہیں صحن اور مکاناتِ حرم معظم کی چھتوں پر کہ جو شل بنگلہ لوہے کی چادروں سے منڈھے ہوتے ہیں کوئی کبوتر بیٹ نہیں کرتا۔ حرم سے باہر مکانوں میں بیٹ کرنے کے باعث مکانات کے دروازے برنجی تاروں کے جال سے محفوظ کئے جاتے ہیں کیونکہ کبوتروں کو بہ فیض مجاورتِ حرم نہ صیاد کا اندیشہ ہے نہ شکاری کا خطر۔ بے تکلف مکانات میں گھس جاتے ہیں۔ اور یہ کبوترانِ لطافت دم پرواز بام کعبہ کے اوپر کو نہیں گذرتے ہمیشہ ادھر اُدھر سے طرح دیکر چلے جاتے ہیں ؎

رفعتِ بام ہے کعبہ کی عزیزو تا عرش ﷺ کیا کبوتر کہ فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں

الغرض کعبہ معظمہ کی چھت پر کسی نے کبھی کبوتروں کو اوڑتے اور بیٹھتے نہیں دیکھا +

حرم واجب الاحترام میں تین۳ مصلے علیحدہ علیحدہ بنے ہوئے ہیں۔ نماز اصحاب شافعی مقام ابراہیم میں ہوتی ہے چنانچہ حرم میں صبح کی نماز اس ترتیب سے پڑھتے ہیں کہ اول شافعی نماز پڑھتے ہیں بعد ازاں مالکی پھر حنبلی۔ پھر حنفی سب کے بعد صبح کی نماز پڑھتے ہیں اور ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء کی نماز سب سے اول حنفی پڑھتے ہیں پھر شافعی۔ بعدہٗ مالکی۔ پھر حنبلی +

روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کعبہ معظمہ کے مقام سے پیدا کیا اور اُس جگہ سے فراخ ومنبسط فرمایا۔ لہٰذا اس مکان عالیشان کے حق میں وارد ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ اور اسی واسطے شہر مکہ کو اُمّ القریٰ کہتے ہیں۔ اور جو بعض کہتے ہیں کہ موضع بسطِ ارض بیت المقدس میں ہے۔ یہہ روایت ضعیف ہے۔ انتہیٰ

مشہور جبال

جبال ﷺ کہ قرآن وحدیث میں اُنکا مذکور ہے سات ہیں۔ اول جبل ابو قبیس کہ تماشاگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھا۔ دوسرا جبل حرا کہ اُسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واسطے خلوت کے تشریف لے جاتے تھے۔ یہہ دونوں پہاڑ مکہ شریف میں واقع ہیں۔ تیسرا طور سینا کہ ملاقات کلامیہ

لہ از کتاب احوال الانبیاء فی تفریح الاذکیا جلد اول مولفہٗ مولوی ابوالحسن حسن صاحب کاکوروی مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ۔ صفحہ ۱۲۴۔ ٭ ٰلہ از تفریح الاذکیا جلد اول صفحہ ۲۰۔

Marfat.com

حضرت کلیم علیہم السلام کی تکلم قدیم سے وہاں ہوئی اور یہہ پہاڑ تحقیق حوالیِ مصر میں واقع ہے۔ چوتھا طور سینا۔ پانچواں طور سینا کہ بقول بعض مفسرین یعنے ابن قتیبہ والتین والزیتون انہیں دونوں سے اشارہ ہے اور یہہ دونوں پہاڑ لاریب ولایت شام میں ہیں کہ زہاد و عباد و ابدال اوتاد اسمیں سکونت پذیر ہیں چھٹا جودی کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام کی وہیں پر ٹھہری تھی چنانچہ واستوت علی الجودی اسی سے اشارہ ہے اور یہ پہاڑ جزیرۂ موصل میں ہے۔ ساتواں جبل احد کہ مزار حضرت سید الشہداء امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا وہاں واقع ہے اور یہہ پہاڑ مدینہ منورہ میں ہے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ انتہے۔

حالِ مہتممان وخادمانِ حرمِ محترم ومعلّمان ومطوّفان وغیرہ

حرم معظم کا کل اہتمام اور خدمات سید حسنی کو جو امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مفوض ہیں یہ مہتمم شریف کہلاتا ہے۔ چار ہزار قرش در ماہہ دولت عثمانیہ سے پاتا ہے۔

صفائی اور روشنی کا کاروبار خوجوں کو سپرد ہے۔ پنتالیس[۴۵] خوجے دو سو پچاس[۲۵۰] ریال سے پانچ ریال تک علی قدر مراتب تنخواہ دار ہیں۔ اِن خوجوں پر نالش سوائے سلطانِ روم کوئی سماعت نہیں کر سکتا۔

کنجی اس خزانہ مالا مال یعنے حرم محترم کی شیبی کے پاس رہتی ہے۔ ہر مصلے پر متعدد امام اور مؤذن تعینات ہیں سب کی تنخواہیں مقرر ہیں۔ ان کے علاوہ معلّم اور مطوّف ہیں۔ یہہ لوگ حاجیوں کو ہر محل اور موقع پر دعائیں پڑہواتے ہیں۔ آداب حج و زیارت بتلاتے ہیں اور طواف کراتے ہیں ساقیان زمزم معظم ہر روز منزل حجاج میں آب زمزم کی صراحیاں پہنچاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص توفیق فی سبیل اللہ مدامی سبیل پلانا چاہے تو اسکی یہ سبیل ہے کہ اقل درجہ ایک ریال سالانہ انکو دے وہ ایک صراحی روز اُس کی طرف سے پلا دیا کریں گے۔ آگے توفیق اور حُب ہے جس قدر

زیادہ دو تھوڑا ہے۔

دروازوں پر جہاں جوتیاں اوتارتے ہیں بواب مستعد رہتے ہیں انمیں یہ بڑا کمال دیکھا گیا ہے کہ مثلاً اگر دس ہزار آدمی اُنکو جوتیاں سونپ کر بعد نماز حرم سے جب نکلتے ہیں تو فی الفور بواب نعلین کو حوالہ مالک کردیتا ہے۔ کیا دخل یا مجال کہ جوتے بدلے جاویں یا دیر لگے۔ حالانکہ اگر مالک خود چاہے گھنٹوں ڈھونڈھتا پھرے اور اُس کو جوتے نہ ملیں۔ اِن کفش داروں کو بطورِ اُجرت کچھ دینا پڑتا ہے۔

حالِ عمارت وگذرانِ اہلِ مکّہ و پوشاک و بعضے رسُوم وغیرہ

مکہ معظمہ میں مکانات کئی کئی منزل بلند اور رفیع ہوتے ہیں۔ ہر درجہ میں چاروں طرف چھوٹے دروازے یا کھڑکیاں خوشنما اور منقش بہ نقش ونگار ہوا کی آمد و رفت کے واسطے ہوتی ہیں۔ اِن مکانات میں صحن نہیں ہوتا۔ کوئی موسم ہو۔ یہاں کی مخلوق مکانوں کے اندر رہتی ہے۔ یہاں چارپائی کا رواج بہت کم ہے بلکہ نہیں ہے۔ اُس کے بدلے گدّے بہت ملائم اور نفیس طرح بہ طرح کی چھینٹوں کے دیواروں سے لگاکر بچھاتے ہیں۔ درمیان میں قالین کا فرش ہوتا ہے۔ اور گاؤ تکئے تین فٹ لمبے دو فٹ اونچے پوشہ دار چھینٹ کے جو اس کے لئے مخصوص ہے دیواروں سے لگے رہتے ہیں۔ روشنی کے لئے موم بتی۔ چربی کی بتی۔ روغن زیتون۔ اور مٹی کا تیل۔ لیمپ وغیرہ میں جلاتے ہیں جس میں دھواں نہیں ہوتا اور مکانات سے عفونت ہوا دور کرنے کو اگر وغیرہ خوشبوئیں بخور کرتے ہیں اہل مکہ لباس عمدہ۔ رنگین۔ مثل بانات قیمتی اور صوف وغیرہ پہنتے ہیں۔ مکہ شریف کا بازار بھی وسیع ہے۔ روزمرہ ہراج یعنے نیلام بھی ہوتا ہے حرم معظم کے چوطرفہ بازار نہایت پُر رونق ہیں۔ کئی جگہ یہاں بردہ فروشی ہوتی ہے لونڈی۔ غلام حبشی۔ گرجی ہر عمر بکتے ہیں۔ بیس ریال سے لیکر پانچ ہزار ریال تک کا انسان خرید لو۔ اتفاقاً اُس بازار میں

حال عمارت وگذران اہل مکہ و پوشاک و بعضے رسوم وغیرہ

Marfat.com

ایک روز میرا جانا ہوا۔ سوبردوں کے قریب بمعرض بیع دیکھے۔ انکی حالت دیکھکر افسوس آنے لگا کیونکہ خریدار ہاتھ پاؤں ٹٹول ٹٹول کر دیکھتے ہیں جیسے کہ قصاب بے رحم گائے اور بکری کو دیکھتے ہیں۔ یہ بردے بھاگ بھی نہیں سکتے اور اگر بھاگیں تو کہیں ٹھکانا نہیں پھر پکڑ کر حوالۂ مالک کر دیتے جاتے ہیں۔ اختیار ہے جو چاہو اُن سے کام لو۔ ناخوش ہو تو بیچڈالو۔ راقم نے لوگوں سے بہ حجت شرعی مباحثہ کیا کہ مسلمان کو مسلمان کے ہاتھ بیچڈالنا کب درست ہے۔ کوئی جہاد بھی درپیش نہیں۔ جہاں سے بردے پکڑ لاتے اور ملک یمین سمجھکر فروخت کر دیئے۔ اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ ملکِ عرب کے کنارہ پر حبشی اور شیدی وغیرہ کفار بستے ہیں اُن سے جو لڑائی ہوتی ہے اس لئے اُن کو بندی لاکر فروخت کر دیتے ہیں۔ مگر درباب قوم گرجی بعضے سکوت میں رہے کیا معنے کہ کُل گرجی اصل میں مسلمان ہیں اُن کے باپ بھائی اپنے صغیر سن بچوں کو جو نہایت خوبصورت اور حسین ہوتے ہیں بقیمتِ گران بیع کر دیتے ہیں۔

بیرونِ شہر مکہ معظمہ ایک تالاب ہے اگر اکیلا آدمی تالاب میں نہانے جاتا ہے اور کپڑے کنارہ پر رکھ دیتا ہے تو بدوی جو پہلے سے گہات میں لگے رہتے ہیں اسباب اوٹھاکر لیجاتے ہیں اور جو کسی نے اُنکا تعاقب کیا تو مارے پتھروں کے سنگسار کر دیتے ہیں۔ مسافروں کو چاہئے کہ تنہا وہاں پر نہانے نہ جاویں۔ اگر جاویں تو کئی آدمی متفق ہو کر جاویں تاکہ ایک آدمی کپڑوں کے پاس بیٹھا رہے۔

جبل ابو قبیس — کعبہ کے جانبِ شرق بیرونِ حرم مقدس جبل ابی قبیس واقع ہے اس پہاڑ پر ایک قلعۂ شاہی بنا ہوا ہے۔ جس پر توپیں چڑھی رہتی ہیں۔

صفا مروہ — اسی جگہ رجانب شرق صفا مروہ پہاڑ ہے اب اُس پر شہر آباد ہو گیا ہے لیکن اُن کے نشان کو مکان بنوا دیئے گئے ہیں کیونکہ اُن کے درمیان سعی کرنا داخلِ اعمال اور مناسک حج ہے۔

جنت المعلیٰ — شہر کے باہر منا کے راستہ میں جنت المعلیٰ مشتمل بر زیارات حسب ذیل ہے روضہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدۂ ماجدۂ جناب رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور مرقد منورہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ زوجۂ حضرت رسول مقبول۔ اور قبر حضرت ابوطالب عم شفیقِ جناب رسول خدا۔ جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار ہیں۔ اور زیاراتِ حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبدمناف وغیرہ۔

حضرت شہدا رکہ معظمہ کے ہر چہار طرف ایک حد معین ہے اس حد کے اندر نہ جانور ذبح ہوتا ہے نہ کاہ تراشی ہوتی ہے اور نہ کوئی کبوتر اڑاتا ہے۔

حکومت و عدالت

مکہ مطہرہ میں دو شخص حاکم ہیں۔ ایک شریف۔ دوسرا پاشا۔ جو فوجِ سلطانی سے منتخب ہو کر منصوب کیا جاتا ہے۔ دونوں حاکم باتفاق فرمانروائی کرتے ہیں۔

مقدماتِ دیوانی اور فوجداری بروئے شرع شریف فیصل ہوتے ہیں فیس سرکاری کچھ نہیں۔ بڑے بڑے مقدماتِ سنگین مجلس میں طے ہوتے ہیں اس جلسہ میں افاضل واکابر جمع ہو کر مقدمہ کو سنکر حکم لگاتے ہیں ہر ملک کا آدمی جو سوا اپنی زبان کے عربی زبان سے آشنا۔ پرہیزگار ایماندار ہو شیخ کہلاتا ہے۔ چنانچہ ہندوستانیوں میں ایک شیخ مولوی محمد حسین سندھی اور دوسرے حاجی محمد احسن صاحب اور ایک صاحب اور ہیں اُن کے ملک والوں کا جو استغاثہ ہوتا ہے یہ فریادی کو اپنے ساتھ عدالت میں لیجا کر برسم ترجمانی حاکم و محکوم میں متوسط بنکر جھگڑے کو فیصل کرا دیتے ہیں۔

صورت و سیرت سکانِ مکہ معظمہ

جو لوگ خاص مکہ معظمہ میں پیدا ہوتے ہیں اُن کے دونوں رخساروں پر تین تین لکیریں گود دیتے ہیں۔ پھر اُن لڑکوں کو کوئی پکڑتا اور چراتا نہیں۔ باشندے یہاں کے درشت مزاج عربدہ جو ہیں۔ ذرا سی بات میں لڑ پڑتے ہیں مگر مثل ہندوستانیوں کے فحش نہیں بکتے۔ ایک بات حریف کے مقابل کہہ کر دوبارہ درود شریف پڑھنے لگتے ہیں گھنٹوں یہی معاملہ رہتا ہے۔

حکومت و عدالت

Marfat.com

یہاں فقیر بہی ہیں لیکن فقراء عرب تھوڑی سی خیرات پر قناعت نہیں کرتے
ہندوستانیوں کے خیرات پر تکرار نہیں کرتے۔

حج کا بیان

آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو حجاج بعد غسل احرام حج باندھکر کعبہ سے روانہ ہوکر عصر و مغرب کی نماز
منیٰ میں پڑھتے ہیں اور رات کو وہیں رہتے ہیں۔

حالات منا اور مقامات متبرکہ

منا ایک مختصر آبادی کا نام ہے۔ مکہ معظمہ سے تین کوس جانب عرفات واقع ہے یہاں پر زیادہ
کے پختہ مکانات بنے ہوئے طیار ہیں۔ بعد حج کے تین دن منا میں مقام رہتا ہے۔

یہاں کی زیارت گاہوں کے نام یہ ہیں

مسجد خیف جسے مسجد آدم علیہ السلام بھی کہتے ہیں اس کی چہار دیواری پختہ اور صحن وسیع ہے
جتنے آدمی آتے ہیں سب سما جاتے ہیں ہمسجد اسماعیل یہ وہی محل ہے کہ جہاں حضرت ابراہیم
علے نبینا و علیہ السلام حضرت اسماعیل السلام کو بہ نیت ذبح لے گئے تھے۔

ایک مسجد انا اعطینا یعنے جا نزول سورۂ کوثر۔

مسجد المرسلات۔ یہاں بھی دو رکعت نماز بجالاتے ہیں۔
القصہ صبح کو منا سے چلکر کوہ عرفات کو جو کہ یہاں سے چھ کوس کا فاصلہ رکھتا ہے جانتے ہیں

کیفیت عرفات

جبل عرفات یہ جو کہ ایک پہاڑی مکہ شریف سے نو کوس بہ طرف مشرق واقع ہے بلندی ...
جاتے ہیں اور وہاں غروب آفتاب تک رہتے ہیں یہاں پر ایک میدان نہایت وسیع ہے جس
ہر چہار طرف پہاڑ محیط ہیں۔ اس جگہ ہزارہا ڈیرے خیمے مختلف رنگوں کے سبز، سرخ، زرد

وغیرہ باشندگانِ ہر اقلیم کے نصب ہوتے ہیں۔ الا ایرانیوں کا قیام جُدا اور حنفیوں کا جُدا رہتا ہے یعنے ایک چھوٹی سی پہاڑی قریب تین سو فیٹ بلند ہے اُس پر دو مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔ اُن مسجدوں میں فریقین نماز و دعا میں الگ الگ مصروف رہتے ہیں۔ حج کے دن یہاں فوج شاہی سوار و پیادہ اور توپ خانہ آراستہ ہو کر جلوس کے لئے آتی ہے۔ دو پہر کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا محمل بیش بہا جو لاکھوں روپے کی تیاری کا ہے پشت شتر گران بہا پر جسکی مہار اکثر پاشا خود تھامتا ہے تجمل دکھاتا ہے۔ اُس کے نظارہ سے روز جمل یاد آتا ہے۔ بالجملہ یہ اونٹ مع جلوس پہاڑ کے نیچے متصل مسجد جاتا ہے۔ قاضی شتر پر سوار ہو کر خطبہ پڑھتا ہے۔ حجاج لبیک کہتے جاتے ہیں۔ وقتِ غروب ہزارہا شلک برسم سلامی سر ہوتے ہیں اور آتشبازی طرح طرح کی مصر کی بنی ہوئی چھٹتی ہے۔ یہ مقام عجیب عبرت گاہ اور مظہر بدائع قدرت الٰہی ہے۔ ہفت اقلیم کے آدمی کہ جن کے لباس۔ قطع۔ وضع۔ بول چال۔ باہم بدرجۂ اتم مختلف ہوتی ہے یہاں آکر برابر ہمزبان اور ہم پوشاک ہو جاتے ہیں۔ صرف احرام کے سفید کپڑے۔ ایک تہہ بند ناف سے نیچے بندھا ہوا۔ ایک ردا کاندھے پر پڑی ہوئی۔ سر برہنہ عرفات* پر لبیک لبیک پکارتے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا شانِ کبریائی ہے۔

*(نوٹ)

وجہ تسمیہ عرفات

جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج اول سے فراغت حاصل کی تو باشارہ روح القدس کوہ عرفات پر تشریف لائے اتفاقاً حضرت حوا اُم البشر جدہ سے آپکی تلاش میں آتی تھیں کہ ملاقات مزدلفہ میں ہوگئی کہ دونوں ملے ولہذا وہ مکان مزدلفہ نامزد ہوا کہ مشتق از زلاف یعنے اقتران ہے اور جب باہم معرفت ہوئی اس سبب سے وہ مقام عرفات ہوا اور وہ دن عرفہ۔

روایت ہے کہ سو برس کے بعد یہ ملاقات ہوئی ہے پھر فرشتوں نے حضرت سے کہا کہ اب تمہاری آرزو کیا ہے کہا توبہ و مغفرت اسی مقام سے وہ مقام منیٰ کہلایا۔ انتہے

(از تفریح الاذکیا۔ جلد اول صفحہ ۱۲۶)

مغرب کے وقت عرفات سے پھر کر مقام مزدلفہ میں شب باش ہوتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی کنکریاں چُن کر صبح کے وقت منا کو مراجعت کرتے ہیں۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ساتھ پڑھتے ہیں مزدلفہ میں ایک مسجد ہے اُسمیں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے منا میں آکر اول جمرۃ العقبہ میں شیطانوں کے کنکریاں مارتے ہیں۔ بعد انفراغ اعمال قربانی کرتے ہیں۔ اُس روز لاکھوں دُنبہ۔ بکری۔ گائے۔ شُتر حلال ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے گڑھے کھُد جاتے ہیں اُنہیں خون قربانی کہ اُس کو بحر احمر کہنا چاہئے۔ فراہم ہو کر دبا دیا جاتا ہے۔

انتظام صفائی قابل تحسین و تعریف ہے۔ عفونت بالکل نہیں ہونے پاتی۔ اگر خدانخواستہ صفائی میں کوتاہی ہو جاوے تو ہیضہ کا پل ٹوٹ پڑتا ہے تو پھر موت آدمیوں کی قربانی شروع کر دیتی ہے۔

منا میں سوداگر دور دور کے تحائف اور اقسام اقسام کی اشیاء بیچتے ہیں۔

بارھویں ذی الحجہ کی شام تک منا سے لوگ مکہ مطہرہ میں پھر آتے ہیں۔ مشتاقانِ وطن یعنے وہ لوگ کہ جو حج سے پہلے مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہو آتے ہیں اپنا ساز و سامانِ روانگی کا طیار کرتے ہیں اور مشتاقانِ مدینہ طیبہ قافلہ جمالوں کی تلاش کی فکر کرتے ہیں ؎

دکھا دے گا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
کہ جس پر رات دن مولا تیری رحمت برستی ہے (آمین)

حال آبادی شہر مکہ معظمہ و محلات وغیرہ

مکہ معظمہ شہر خدا بہترین بلاد ہفت اقلیم اور افضل بقاع روئے زمین ہے۔ قرآن حمید اور احادیث حضرت خیر الانام اُسکی تعریف میں مملو و مشحون ہیں۔ اس ہیچمدان کی کیا مجال کہ شمہ بیان اُس کا ادا کر سکے۔

مکہ معظمہ کے تین طرف پہاڑ ہیں مگر چوتھی جانب یعنے بسمت مدینہ منورہ سے پہاڑ کم ہیں۔

Marfat.com

یہاں نہر شیرین جاری ہے۔ سب لوگ اُسی کا پانی پیتے ہیں۔ تخمیناً ساٹھ اسّی ہزار آدمی اس شہر میں بستے ہیں ہر قوم اور ہر ملک کے اہل اسلام اس میں موجود ہیں۔ سواے مسلمانوں کے اور کسی مذہب کا آدمی یہاں جانے نہیں پاتا۔ اگر کوئی چوری چھپے سے جائے نقد حیات سے ہاتھ اوٹھائے۔

اس شہر میں دس محلے ہیں۔ پہلا محلہ جرول اس محلہ میں شیخ محمود ابن ابراہیم ادہم عارفِ مشہور کا مزار اور ایک کنواں ہے کہتے ہیں کہ جناب زیب یثرب و بطحا علتِ ایجادِ ارض و سما حضرت سید الانبیاء رسول مقبول علیہ السلام والصلوٰۃ نے وقت فتح مکہ اس چاہ پر غسل فرمایا تھا۔ اس چاہ سے پانسو قدم ایک اور چاہ جدید مسماۃ حسینی جان بیگم باشندۂ بڑودہ نے بنوایا ہے۔ اس محلہ میں بیشتر ہندوستانی اور بنگالی مقیم ہیں۔

دوسرا محلہ حصارۃ الباب ہے۔ اس محلہ میں تُرک۔ عرب اور یمنی رہتے ہیں۔

تیسرا محلہ جبل ہندی ہے اس کے ساکن تمام ہندوستانی ہیں اور اسمیں چار رباط ہیں۔

چوتھا محلہ شیبی۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ جگہ واسطے مقابر کے خرید کر کے وقف فرمائی ہے۔

پانچواں محلہ۔ جبل عُمر ہے۔ یہ محلہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام سے آباد ہے اس میں بھی چند رباط ہیں۔

چھٹا محلہ شعب ابی طالب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مولد نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی محلہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اس میں متعدد رباطیں ہیں۔ ایک خاص مسجد بھی ہے۔

ساتواں محلہ شامیان۔ یہہ بہت بڑا محلہ ہے بہت سے مکانات اور رباطیں اس میں واقع ہیں۔ مولانا محمد یعقوب نواسہ شاہ عبد العزیز دہلوی کی رباط بھی ہے۔

آٹھواں محلہ جبل ابی قبیس۔ اس محلہ میں رباط محبوب علی خان رئیس حیدرآباد واقع ہے جناب معجزنمائے برحق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی پہاڑ پر شق القمر فرمایا تھا یہاں ایک مسجد بھی ہے۔

Marfat.com

نواں محلہ زیاد۔

دسواں محلہ د ساسہ۔ یہہ محلہ بہی کلان ہے ایک گلی اس محلہ میں ہے دار الخزران نام اُسمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایمان لائے تھے اور دولت خانہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور مولد سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں ہے اور شیبی کلید بردار کعبہ کا گھر بہی اسی محلہ میں ہے۔ جو صفا سے شروع ہوا ہے اور یہاں شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا چلہ بنا ہوا ہے۔ اور دو متبرک مقام اور ہیں یعنے ایک وہ پتھر جسپر جناب رسالت آب نے کہنی ٹیکی تہی نشان کہنی کا قیامت تک کہنہ نہ ہوگا۔

دوسرا اعجاز رسول حجاز ایک کوہ باشکوہ نے کلمہ پڑھا تھا ابتک ایک سنگ برنگ زبان دہان کوہ سے باہر نکلا پڑا ہے گویا زلال فصاحت دریا، رسالت ورحمت کا پیا ساہے۔ یہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بہی دکان ہے۔ اس سے بفاصلہ پچاس قدم مولد زہرا اطہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زیارت گاہ ہے۔

بحکم سُلطان روم ایک لنگرخانہ بنام حضرت خاتونِ جنت بارہ ماہ جاری رہتاہے۔ دوسرا لنگر خانہ خدیو مصر کیطرف سے گرم رہتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مرقد

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مرقد شریف بین المیزاب والحجر واقع ہے۔ اخبار الدول میں ہے کہ جب ابن زبیر نے بناءِ کعبہ کھودی تو ایک تابوت سبز سنگ مرمر کا نکلا۔ ابن زبیر نے اُس کا حال علمائے عہد سے پوچھا اُنھوں نے کہا یہہ قبر ہاجرہ و اسمعیل کی ہے۔ (از تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد اول صفحہ ۳۶۶)۔ ۱۲

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مزار شریف

Marfat.com

حالاتِ مدینہ منوّرہ

مدینہ منورہ ملک عرب میں قدیمی مشہور شہر ہے۔ اس کے گرداگرد شہر پناہ پختہ ہے اور شہر پناہ کے باہر بھی آبادی ہے۔ اس میں تقریب پچیس تیس ہزار آدمی آباد ہیں۔

شہر کی جان مسجد نبوی اور حرم پر کرم روضۂ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس حرم معظم کے پانچ دروازے ہیں:۔

باب السلام۔ باب الرحمت۔ باب المجید۔ باب النساء۔ باب جبرئیل۔ زیارتیں اس ترتیب سے پڑھی جاتی ہیں:۔

اول زیارت باب السلام۔ دوم زیارت روضۂ مقدسہ۔ سوم زیارت پیغمبر علیہ السلام چہارم زیارت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ پنجم زیارت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ششم زیارت ملائکۃ اللہ۔ ہفتم زیارت حضرت فاطمہ زہرہ علیہا السلام۔ ہشتم زیارت جنت البقیع نہم زیارت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ دہم زیارت قبلہ شریف۔ یازدہم زیارت حضرت پیغمبر۔ دوازدہم زیارت قبلہ شریف۔

زیاراتِ اندرون شہر مدینہ طیبہ

سیدنا عبداللہ سلام اللہ علیہ کا ایک پختہ قبہ بنا ہوا ہے اسی طرح مسکن وغار حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اندر قلعہ کے ہے۔ مسجد و مکان و مسکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ مکان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ مکان حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مکان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب مکانات مناخہ میں واقع ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت گاہ متصل باب جبرئیل کے ہے۔ قبہ حضرت اسماعیل ابن امام جعفر صادق۔ جنت البقیع میں اول قبہ جس میں حضرت عباس رضی عم جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام حسن علیہ السلام و امام زین العابدین

Marfat.com

علیہ السلام و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام مدفون ہیں انکی گرد چوبی کٹہرا نصب ہے اور سبز چادر بچھی رہتی ہے - اسی قبہ میں زیارت حضرت خاتونِ قیامت رضی اللہ عنہا کی ہے دوسرے قبہ میں زینب و رقیہ و ام کلثوم و عمرو بن عاص اس کے متصل ہی ایک قبہ میں ازواج جناب سرورِ کائنات یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا صفیہ - سودہ - ام حبیب - حفصہ - ام سلمہ - امہات المومنین کی قبریں ہیں -

ایک قبہ میں حضرت عقیل ابن ابی طالب و سید عبد اللہ ابن حضرت جعفر طیار - ایک قبہ میں امام مالک - ایک قبہ میں شیخ نافع شیخ القران - ایک قبہ میں سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالے عنہ -

ایک قبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ - یہہ قبہ کلان اور نہایت مکلف ہے - دائی حلیمہ کا بھی ایک قبہ ہے ؛

برک الغماد

برک الغماد - ایک موضع ہے پانچ میل ام القریٰ سے جانب یمن - روایت ہے کہ جب دوسرے مرتبہ مہاجرین اولین اصحاب نے قبل ہجرت نبوی جانب حبشہ ہجرت کی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لیگئے تھے مگر مالک ابن الدغنہ سردار قبیلہ قارہ آپ کو برک الغماد سے واپس لایا اور اپنی پناہ میں رکھا - از تفریح الاذکیا جلد دوم ص ۵۵

ذکر مسجد و روضۂ نبوی

مسجد نبوی شہر کے درمیان واقع ہے - عہد رسالت پناہ میں مختصر سی تھی - اب تک نشان قدیم سنگ مرمر کے ستونوں سے عیاں ہے - بعد ازاں خلفاء کے زمانہ میں جس قدر بڑھائی گئی اسکی شناخت کو سرخ ستون لگائے گئے ہیں -

خصوصاً سلطان عبد المجید خان مرحوم سلطان روم نے عمارت کو بہت بلند بنایا اور شیشہ آلات وغیرہ سامان آرائش - نایاب اور گرانبہا روم سے یہاں بھجوایا - ایک معتبر سیاح کو

برک الغماد

ذکر مسجد و روضۂ نبوی

Marfat.com

138373

مدینہ منورہ سے دریافت ہوا کہ اسّی لاکھ روپیہ صرف کاریگروں کی مزدوری میں اٹھا ہے۔ واقع میں عمارت کی شان وشوکت سے عقل دنگ رہجاتی ہے۔ لاگت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اس مسجد کے آگے گیارہ درجے ایک دوسرے کے مقابل گنبد نما لداؤ کے ہیں۔ اُن درجوں میں صدہا ستون سنگ سماق اور بعضے سنگ رخام کے شفاف سرتاسر ایک پتھر چار پانچ گز بلند نصب ہیں اور اُنہیں پر گنبد قایم ہیں۔ ہر گنبد کے دور میں آیاتِ قرآنی بخطوط مختلف ثبت ہیں اُنپر نقش ونگار رنگارنگ۔ اعجوبہ روزگار ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ستون بھی تمام منقش اور مطلّا اور بقدر اٹھارہ انچہ بیچے ہیں۔ اوپر کام طلائی ہے اندرونی دیوار پر دو دو گز عرض وطول میں سبز وسُرخ وسفید مینا کاری ہو رہی ہے۔ آیات قرآنی اور اسما حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام نستعلیق بقلم جلی سونے کے پانی سے لکھے ہوئے جلا بخش دیدۂ خلائق ہیں۔ بعض عبارتوں کے حروف ایک انچ تک پڑے کار ہیں۔

مسجد کے پانچوں عظیم الشان دروازوں پر بھی سنہری کام ہے۔ اُس میں پانچ مینار بہت بلند ہیں وہ بھی مطلا۔ مسجد کے شرقی درجوں میں بقدر طول چھ درجوں اور عرض تین درجوں کے روضۂ سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقسم ہے۔ دو درجوں کے بنا ہوا ہے اسی گنبد میں خلیفہ اول و ثانی کی قبور ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی مزار ہے اور وہیں جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے خالی بھی ہے۔ اندر کا درجہ ہر طرف سے بند ہے اُس پر حریر سُرخ کا غلاف جسمیں کلمات متبرکہ بحروف سفید بافتہ ہیں پڑا ہے یہاں سوا ملائک کسی کو بار نہیں۔ بیرونی درجہ کے گرد تین گز تخمینا بلند جالی لگی ہوئی ہے اُس کے چاروں طرف حریر سبز کے پردے جنپر کلابتوں کا کام ہے اور نام ہائے مبارکہ بہ حروف جلی عرش مقام کشیدہ ہیں آویزاں ہیں۔ یہ پردے لاکھ روپیہ کی لاگت کے ہیں۔ اس درجہ میں زائرین جالی کے باہر سے ایستادہ ہوکر شرف زیارت بجا لاتے ہیں۔ اندر جانے کا بجز خدام اور کسی کو دخل نہیں ہے لیکن خدام بھی صرف جاروب کشی اور روشنی کو جاتے ہیں۔ بے سبب کیا مجال۔

جا بجا تحفہ تحفہ طلائی۔ نقرئی۔ بلوریں۔ فانوس۔ جھاڑ اور ہانڈیاں سجی ہوئی ہیں۔ ہانڈیوں

Marfat.com

کی زنجیریں تمام طلائی خالص سونے کی ہیں۔
مسجد میں ایک منبر سنگِ مرمر کا بہت بلند طلاکار تیا ساقیمتی پچاس ہزار روپے کا رکھا
خطبہ جمعہ اور عیدین کا اُسی پر پڑھا جاتا ہے۔
روضۂ اقدس و منبر کے درمیان جو قطعہ اراضی ہے وہ جنت کی کیاری ہے۔
مذکورۂ بالا پردوں کے علاوہ اور بہت قیمتی پردے محرابوں میں آویزاں ہیں۔ تمام مسجد میں
سُرخ قالین کا فرش بچھا ہوا ہے جسمیں ہر نمازی کی محراب جُدا جُدا طیار ہے۔ یہ قالین غالباً تیس گز
لمبے اور ایک انچ موٹے بیش قیمت۔ خوش نما۔ راحت افزا۔ رُوم سے بنکر آتے ہیں گنبدوں میں
بہی ہانڈیاں جھاڑ بکثرت آویزاں ہیں۔ بلا ناغہ ہر شب روشن ہوتے ہیں۔ اِن ہانڈیوں کی
زنجیریں نُقرئی ہیں۔ مسجد میں فرشی جھاڑ قدم آدم بلوریں نہایت بیش قیمت زینت افزا ہیں۔
اور طرح بہ طرح کے جھاڑ سبز سُرخ۔ سفید جن پر چالیس پچاس کنول چڑھتے ہیں گنبدوں
میں لٹکتے ہیں۔ روشنی کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی ہر شخص مسجد میں ہر جگہ کلام اللہ وغیرہ
بلا تکلف پڑھ سکتا ہے۔

اب زیارت کا دستور سُنیئے :۔

زیارت کرانے والے مزور کہلاتے ہیں۔ یہہ لوگ بطور معلّم آگے کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے
بعد سلام پڑھتے ہیں پیچھے اُن کے حاجی اور زایر وہی کلمات کہتے جاتے ہیں۔ معلموں کی آواز
نہایت بلند اور خوش الحان ہوتی ہے۔
صحن مسجد میں چند درخت کھجور کے۔ ایک املی کا اور دو تین بیری کے ہیں اور ایک پختہ
بہی ہے۔ مشہور ہے کہ صغر سنی میں بنت جناب ختم المرسلین حضرت زہرا ازہر رضی اللہ
عنہا یہاں کھیلا کرتی تھیں۔
باب النساء کے پاس ایک زنانہ عبادت خانہ بہت وسیع ہے۔ اُسمیں خاص مستورات
عبادت کرتی ہیں وہاں مرد نہیں جاسکتے صرف خواجہ سراؤں کا اہتمام ہے اسی مقام کے سامنے متصل
باب الرحمن بہت عمدہ مسقف دالان ہے اُسمیں بہی اکثر آدمی نمازیں پڑھتے ہیں ؛

Marfat.com

آب و ہوائے مدینہ منورہ

آب و ہوائے مدینہ طاہرہ

مکہ معظمہ کی آب و ہوا حار و یابس ہے الّا مدینہ طیبہ کی ہوا نہایت خوش اور معتدل اور زمین بہت زرخیز و سرسبز اور شاداب۔ ہزارہا درخت خرما وغیرہ اشجارِ مثمر۔ باغات میں ہر قسم کے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ دو قسم کی کھجوریں آثار معجزہ ہیں ایک سبز۔ دوسری سیاہ سخت۔ گرد و نواح میں زراعتِ گندم۔ جوار۔ باجرہ وغیرہ ہوتی ہے لیکن نرخ اجناس گراں رہتا ہے۔ گیہوں شکر ملکِ مصر سے اور برنج ہندوستان سے جاتے ہیں +

نہریں جابجا جاری ہیں۔ کنوؤں کا پانی بھی شیریں ہے مسجد علی کے نیچے آب بارانی جمع رہتا ہے۔ موسم میں سردی گرمی خوب ہوتی ہے +

خاکِ شفا

صحرائے مدینہ میں خاکِ شفا ہے۔ یہ ہر مرض کی دوا ہے زمانہ حضرت میں جو اصحاب غزوات میں زخمی اور آپ سے طالبِ علاج ہوئے۔ اس حکیم ابدان و نفوس نے فرمایا کہ خاکِ شفا لگاؤ خاکِ شفا پنڈول کے مانند ہوتی ہے۔ مریض اور زخمی اسکے کام میں لاتے ہیں۔ تبرکاً لے کر دور دور لیجاتے ہیں فضلِ الٰہی سے شفا پاتے ہیں +

اشنان

اشنان ایک گھاس کی قسم ہے۔ اس سے لوگ سر اور کپڑے دھوتے ہیں۔ یہ گھاس یہاں کا تحفہ ہے +

اسی طرح چوبِ بادام تلخ اور حنا بھی یہاں کا مشہور تحفہ ہے +

[illegible] خوبصورت۔ نیک [illegible] خوش خلق۔ [illegible] صاحبِ [illegible] خوش پوشاک اور نفیس مزاج ہوتے ہیں۔ جب طفل [illegible] روز کا ہو جاتا [illegible] کو روضہ اقدس میں لیجاتے ہیں۔ اس عمل سے انسان ملکوتی صفات [illegible] ہو جاتا ہے +

مولا نگاہِ لطف و عنایت جدھر کریں ٭ قطرہ کو دُر بنا کو مس کو زر کریں +

اگرچہ مدینہ میں ہمیشہ گرانی رہتی ہے اور آٹا چاول تین چار سیر سے زیادہ نہیں ملتا مگر

کوئی بشر نہیں گھبراتا۔ کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں لاتا۔ بخلاف ہندوستان کے
کے دس بارہ سیہ ایک روپے کے آتے ہیں لیکن جب بھی بے صبر لوگ چلا اُٹھتے ہیں
اچھے اچھے دولتمند کفرانِ نعمت کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ سچ پوچھو تو یہ سب فیض رحمۃ
عالمین کا ہے جس نے کبھی شکم سیر نہ کھایا۔ ہمیشہ پیٹ سے پتھر باندھا اور صبر و شکر کو ہاتھ
سے نہ دیا +

مکّہ شریف اور مدینہ منورہ کے فقیر سوال نہیں کرتے یعنے لاؤ۔ یا بھجواؤ۔ یا دلواؤ نہیں
کہتے۔ صرف یہ کہتے ہیں۔ یا رب یا کریم اگر کسی نے انکار کیا تو کہدیا یا اللہ۔ یا کریم۔ ترک اور
جاوہ کو بالکل بھیک مانگتے نہیں دیکھا +

مدینہ پاک میں اکثر لنگر خانے اور رباطیں سلطانِ روم اور دیگر اہلِ ہمت کی طرف سے
ہیں۔ کہیں کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ کہیں اناج۔ کہیں صرف روغنِ زیتون +

مثل مکہ معظمہ یہاں بھی انتظام اور اہتمام حرم رسولِ خالقِ اکرم خواجہ سراؤں سے متعلق
مدینہ منورہ کا تحفہ خرما۔ خاکِ شفا۔ اور روغن بلسان ہے +

غارِ حرا — یہ ایک پہاڑ ہے جسکو حرا کہتے ہیں بکسر حا و بفتح را رھلتین بروزن کتاب ہے۔ یہ مکے سے
میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی کو جبلِ ثور کہتے ہیں۔ اس میں ایک غار ہے۔ چار درعہ کا
اور ایک درعہ اور ایک تہائی درعہ کا چوڑا یہاں سے کعبہ نظر آتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے اس مقام کو شوقِ خلوت نشینی اور گوشہ گزینی کے لئے پسند فرمایا تھا اور ...
برس کی عمر میں آپ یہاں جایا کرتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکرِ حق میں مشغول رہتے
از تفریح الاذکیا جلد دوم صفحہ ۳۵ +

موضع ابوا — وفات حضرت آمنہ والدۂ سرورِ کائنات فخرِ موجودات کی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لا
ہوئے موضع ابواہیں جو کہ مابین مکہ و مدینہ واقع ہے ہوئی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ ایک روایت یہ
ابواہیں دفن کیا تھا بعد اُس کے مکہ معظمہ میں لاکر دفن کیا ہے۔ از تفریح الاذکیا +

Marfat.com

طریقہ شادیِ اہلِ عرب

طریقہ شادی اہل عرب

عرب میں خلاف ہندوستان کے مسلمانوں کے نابالغوں کی شادی نہیں ہوتی ہے۔ برادری کے سلسلہ کی وہاں چنداں پابندی نہیں ہندوستان کے مسلمانوں میں ا ہے کہ غیر کفو سے رشتہ داری نہیں کرتے مگر عرب میں سب مسلمان بلا لحاظ کفو ایک دوسرے سے رشتہ کتخدائی کرتے ہیں۔ البتہ بدوؤں میں کسی قدر برادری کی پابندی ہے۔ ہندوستان کی طرح عرب میں بیوہ جوان عورتوں کو بغیر نکاح کے نہیں رکھتے۔ نکاح ی اُس کا کر دیتے ہیں اور عام لوگ مثل ہندوستان کے بازاری آدمیوں کے نافرمانی میں رتوں کو جلد طلاق دیدیتے ہیں اور عام عورتیں بھی علیٰ ہذا القیاس اپنے خاوندوں سے ذرہ ی بات میں ناراض ہو کر قاضی سے شکائت کرتی ہیں مگر عرب کے شریف اور عالی خاندانوں ں یہ بات نہیں ہے اور بدویوں میں بھی چنداں طلاق کا رواج نہیں +

عرب میں مہر شرعی

عرب میں مہر شرعی بندھتا ہے اور یہ بھی عام رسم ہے کہ نصف روپیہ مہر کا اُسی وقت وہر کو ادا کرنا ہوتا ہے جس سے عروس کا سامان جہیز وغیرہ خریدا جاتا ہے۔ اور نصف مہر خر میں دیا جاتا ہے۔ عرب کی شادیوں میں بڑا تکلف آرائش مکان کا ہوتا ہے۔ گلاس ور جھاڑ روشن کئے جاتے ہیں۔ فرش وغیرہ سے مکانات خوب آراستہ اور پیراستہ لئے جاتے ہیں محفلوں میں چاروں طرف تکئے لگائے جاتے ہیں طرفین کو ولیمہ کا بڑا خیال رہتا ہے +

قہوہ

قہوہ۔ چاء اور خشک تمباکو کے پینے کا وہاں بڑا رواج ہے +

رسم میت

رسم میت۔ عرب میں جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اُس کی نعش کو تجہیز و تکفین کے بعد ایک صندوق کے اندر رکھکر حرم شریف میں لیجاتے ہیں۔ جہاں نماز جنازہ کی پڑھی ی ہے۔ اور حج کے دنوں میں جنازہ کی نماز کی جماعت بکثرت ہو جاتی ہے۔ اور جب قبر پر ہنچتے ہیں تو نعش کو صندوق سے نکال کر دفن کر دیتے ہیں۔ اکثر قبریں وہاں کی خام ہوتی

Marfat.com

ہیں۔ اور جس گھر میں کوئی مرجاتا ہے اُس گھر والوں کو اُس کے دوست و آشنا تین د[ن]
تک کھانا بھیجتے ہیں +

سوم کو مولود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور کھجوریں تقسیم ہوتی ہیں +

بیت المعمور۔

بیت المعمور طبرانی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جوار[ِ]
حق سے دور پڑے تو رفع وحشت کے واسطے خداوند قدیر نے بجائے کعبہ شریف بصورت بیت الم[عمور]
ایک گھر بنانے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ جب ایسا گھر مرتب ہوجائے تو اُسی طرف مثل ملائکہ نماز پڑ[ھو]
اور اُسی کا طواف کرنا تاریخ ابن عساکر وارزقی میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مع حضرت آدم علیہ الس[لام]
مقامِ کعبہ پر آئے اور اپنا پر مارا کہ ایک بنا متصل طبقہ ہفتم زمین کے نکلی۔اسی وقت اور ملائکہ
بڑے بڑے پتھر کہ ایک اُن کا تیس آدمی سے نہ اُٹھے طورسینا و زیتا وجودی وحیرا سے لا[ئے]
بنا کو پر کیا کہ برابر زمین کے ہوگئی اور حضرت حق نے بیت المعمور نازل فرمایا۔اسی جگہ سے محققہ
فرماتے ہیں۔کہ دو ہزار برس پیش از خلقت زمین ایک قطعہ خاک صاف شفاف مانند کف پا[ئی]
پر تھا اور بتدریج بڑھتے بڑھتے بقدار کعبہ شریف ہوا تب فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ اس کے گر[د]
طواف کرو بعد اُس کے زمین کو اُس کے نیچے سے نکال کر بچھایا جب حضرت ابوالبشر زمین تش[ریف]
لائے اور مفارقت بہشت میں زار زار رونے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب احم[الراحمین]
میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ یاقوت سرخ جس کا نام صراح اور لقب بیت المعمور ہے آسما[ن]
سے زمین پر لیجا اور نقطہ وسط زمین میں جو مقام کعبہ ہوگا رکھدے اور آدم سے کہو کہ اسکی زیا[رت]
کیا کرے اور دُعا کرے کہ اُس کی توبہ قبول ہو۔روح القدس نے بیت المعمور مقام معین پر
اور رکن حجر کو کہ ایک یاقوت سرخ تھا روضہ جنّت سے لاکر جس موضع پر حکم ہوا وہاں قائم کیا
قندیلیں طلائی لٹکائیں اور دو دروازے زمرد کے ایک جانب شرق دوسرا جانب غرب
کئے اور اس گھر کی یہ کیفیت تھی کہ نہایت صاف و شفاف اندرون و برون بے حجاب نظر آتا

Marfat.com

یک خیمہ زبرجد کا جس کی طنابیں ریشم کی تھیں اسپر تنا تھا بعد اس ترتیب کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم رب جلیل حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ حج کے واسطے چلو حضرت فی الفور روانہ ہوئے اور ایک فرشتہ راہ بتلانے کو ہمراہ ہوا جس جگہ آپ کا قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و شاداب ہو گیا۔ الغرض کعبہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مناسک حج اور آداب عمرہ تعلیم فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام نے مطابق اُس کے ادا کیئے۔ تب فرشتوں نے استقبال کر کے کہا کہ اے آدم علیہ السلام حج آپ کا قبول ہوا اور ہم اس موضع کا طواف دو ہزار برس پہلے سے کرتے ہیں حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس یا پینتالیس مرتبہ پا پیادہ ہندوستان سے حج کے واسطے تشریف لے گئے ہیں اور ہند سے مکہ تک جس مقام پر قدم پڑا وہ مقام سرسبز و آباد ہے۔ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بین الخطوتین یعنے ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین شبانہ روز کی راہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ۵۰ فرسنگ بیت المعمور حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی تک اس عالم میں رہا پھر اُٹھا لیا گیا۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ تیسرے یا چوتھے یا ساتویں آسمان پر مقابلہ کعبہ رکھا ہے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اُس کا طواف کرتے ہیں۔

اور مشہور بین المورخین یہ ہے کہ تا زمان طوفان بیت المعمور موجود تھا اور اُسکی زیارت ہوتی تھی وقتِ طوفان فرشتوں نے اُٹھا لیا تاکہ آبِ عذاب سے محفوظ رہے اور حجر اسود کو حضرت جبرئیلؑ نے جبل بوقبیس میں چھپا دیا اور ایک پہاڑ فلسطین سے لا کے اُس مقام پر رکھا۔ هكذا في الزاهدي والمدارك۔ انتہی ۱۲

از تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا

کتاب اخبار الدول میں ہے کہ اول طین و حجر سے کعبہ حضرت شیث علیہ السلام نے بنایا۔ وهذا القول ضعيف۔ انتہی ۱۲

Marfat.com

تبوک*

تبوک

حجر اور اولی الشام کے درمیان اولی الشام سے چار منزل کے فاصلہ پر شام کے نصف راستے میں یہ ایک قصبہ ہے جہاں ایک قلعہ بھی ہے اور یہاں چشمے اور باغ ہیں۔ کہتے ہیں کہ اصحاب الایکہ کہ جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے تھے یہیں رہتے تھے حضرت شعیب علیہ السلام مَدیَن کے رہنے والے تھے اُن کے لئے رسول ہو کر آئے تھے ✦

مَدیَن قُلزم کے کنارہ تبوک کے محاذی چھ منزل کے فاصلہ سے ایک بستی ہے۔ مدین سے تبوک مشرق کی جانب چھ منزل ہے۔ یہ بستی تبوک سے بڑی ہے اور یہیں وہ کنواں ہے کہ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیبؑ کی بکریوں کو پانی پلایا ہے۔ میں نے اُس کو دیکھا ہے مگر وہ پاٹ دیا گیا تھا اُس کے اوپر کسی نے گھر بنا لیا ہے اور یہاں کے لوگ چشمہ کا پانی پیتے ہیں جو جاری ہے۔ مدین قبیلہ کا نام ہے جن میں سے حضرت شعیبؑ تھے۔ ان کے نام سے اس بستی کا نام مقرر ہو گیا ✦

جُحفہ

جحفہ

یہ ایک آباد منزل ہے اسکے اور سمندر کے درمیان دو میل کا فاصلہ ہے یہ ہمیشہ آباد رہتی ہے اور کلانی میں فید کے مانند ہے۔ مکّہ اور مدینہ کے درمیان ہمیشہ آباد منزل جحفہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اسی طرح مدینہ اور عراق کے درمیان فید سے زیادہ آباد کوئی منزل نہیں۔ اور فید دیار طیّ میں ہے اور طیّ کے دونوں پہاڑ یہاں سے دو دن کے فاصلہ پر ہیں۔ یہاں کچھ کھجوریں اور کسی قدر پانی ہے جو طیّ کے لوگوں کو جبکہ وہ یہاں مواشی چرانے آتے ہیں کافی ہو جاتا ہے ✦

---

* صفحہ ۳۰ سے صفحہ ۱۳۰ تک تمام حالات کتاب مسالک الممالک لابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی المطبوعہ بمطبع بریل لیڈن ۱۸۷۰ء سے لکھے گئے ہیں۔ ۱۲ ✦

Marfat.com

جبلہ

جبلہ

ایک قلعہ ہے آخر وادی سنادہ میں۔ مَرو عُسفان کے درمیان مکّہ جانے والوں کو بائیں طرف آتا ہے۔ اس وادی کا طول دو دن کا سفر ہے جہاں کوئی بھی کھجور کا درخت نظر نہیں آتا اور اس کی پُشت پر ایسی ہی ایک اور وادی ہے جس کو سایہ کہتے ہیں اور ایک دوسری اور ہے جس کو سائرہ کہتے ہیں۔ جبلہ میں بنی تمیم کی لڑائی ہوئی تھی بکر بن وائل سے۔

خیبر

خیبر

ایک قلعہ ہے جہاں کھیتی اور کھجور بکثرت ہے۔ یہ مدینے سے شمال کے رُخ چار منزل اور وہاں سے تیماء چار منزل وہاں سے حجر چار منزل۔ یہ گڑھی کے طور پر چھوٹا سا ایک قصبہ ہے اوّل زمانۂ اسلام میں یہاں یہود رہتے تھے جن کی بدعہدی و سرکشی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر چڑھائی کر کے اس شہر کو فتح کر لیا اسی کے ایک بڑے دروازہ کو حضرت علیؓ نے اپنی کرامت سے اکھیڑ دیا تھا وہ بڑا بھاری پتھر جسکو پچاس آدمی بھی اُٹھا نہیں سکتے اب تک وہیں پڑا ہے۔ اس شہر کی زمین و باغات مسلمانوں میں تقسیم کر دئے گئے تھے۔ مسلمانوں کی فراغ دستی کا پہلا مرتبہ اسی شہر کی فتحیابی ہے۔

ینبع ینبع بھی ایک قلعہ ہے جہاں کھیتی اور کھجوریں ہیں اور یہیں حضرت علیؓ کی جاگیر تھی جو اُن کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔

عیص عیص۔ چھوٹا سا قلعہ ہے ینبع اور مَروہ کے درمیان۔

عشیرہ عشیرہ بھی یہیں ایک چھوٹا سا قلعہ ہے۔

جبل رضوی جبل رضوی ینبع کے پاس ہے یہ بڑا بلند پہاڑ ہے جو نہایت سرسبز ہے فرقہ کیسانیہ

اسی پہاڑ میں محمد بن حنفیہؓ کو زندہ رہنا اب تک مانتے ہیں۔

ودّان ودّان جحفہ سے ایک منزل پر ہے اس میں اور ابواء میں جو حجاج کو عربی جانب میں ہے چھ میل کا فاصلہ ہے۔ یہاں جعفری لوگ بہ کثرت ہیں اور اُسکے قریب حسنی بھی ہیں۔ ان میں باہم لڑائی رہتی ہے۔

تیماء **تیماء ایک قلعہ ہے تبوک سے شمال کی طرف۔**

قبائل عرب عراق اور یمن اور شام میں جہانکہ عرب کا گذر ہے کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی منزل نہ ہوا اور وہاں کوئی نہ رہتا ہو بجز چند مواضع کے۔ قادسیہ کے شقوق تک طول و عرض میں سماوہ سے لیکر بصراہ کے جنگل تک تو بنی اسد کے قبائل رہتے ہیں پھر جب تو شقوق سے گذر جاوے تو دیار طئی میں آویگا یہانتک کہ معدن نقرہ سے گذرے اور جب معدن سے گذرے شہر کے بائیں طرف سے تو سلیم کے لوگ ملینگے اور دائیں طرف میں جہنیہ کے اور مکہ مدینہ کے درمیان بکر بن وائل کے قبائل مضر کے قبائل اور حسینیوں اور جعفریوں کے ساتھ رہتے ہیں لیکن نواح مکہ کے شرق میں بنوہلال و بنوسعد ہیں قبائل ہذیل کے ساتھ ملے ہوئے۔ اور عرب میں مذحج وغیرہ مضر کے قبائل ہیں۔ بصرہ کی نواح میں سب سے زیادہ قبائل ہیں اور سب میں زیادہ تمیم ہیں بحرین اور یمامہ تک۔ پھر انکے بعد عبدالقیس ہیں اور جزیرہ میں ربیعہ اور یمن کے قبائل ہیں۔ اور بادیہ سماوہ دومۃ الجندل سے لیکر عین التمر تک اور جنگل خاف کا بادیہ جزیرہ میں شامل ہے۔ خاف کا جنگل رحبہ سے بالس تک شام کو جانے والے کے بائیں جانب پڑتا ہے۔

صفّین صفّین بھی اسی بادیہ میں فرات کے قریب ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہ کی لڑائی ہوئی تھی اور بادیہ شام میں فزارہ و لخم و جذام و دیگر مختلف قبائل آباد ہیں جو یمن اور مضر کے

ریگستان

ریگستان جو حجاز میں مذکور ہے اسکا عرض شقوق سے اجفر تک ہے اور طول جبل طئی سے

شرق میں بحر فارس تک ہے اور وہ زرد اور نرم غبار کے مانند ریت ہے ۔

تہامہ ۔ یمن کا ایک قطعہ ہے جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے سلسلہ وار پہاڑ ہیں اول انکا مغرب تہامہ
کی جانب بحر قلزم سے ملا ہوا ہے اور آخر شرقی جانب میں نواح صعدہ اور جرش اور نجران
سے اور اس کے شمال میں حدود مکہ اور جنوب میں حدود صنعاء تخمیناً دس منزل کے فاصلہ سے

بلاد خیوان میں دیہات اور قابل کاشت زمین ہے اور خوب آباد اور اس میں قبائل یمن بلاد خیوان
آباد ہیں نجران اور جرش قریب قریب دو شہر ہیں جہاں کھجوریں کثرت سے ہیں اور ان میں یمن
کے بہت سے قبائل آباد ہیں اور صعدہ ان دونوں سے آباد زیادہ ہے اور یہاں بھی چمڑے
کے ویسے ہی کام بنتے ہیں جیسا کہ صنعاء میں بنتے ہیں اور یہاں تجار کا بڑا مجمع ہے اور حسنی
کی سرداری یہیں رہتا ہے یمن میں صنعاء سے زیادہ اور کوئی شہر آباد اور بارونق نہیں
ہے اور یہاں کی آب و ہوا نہایت اعتدال پر ہے گرمی سردی میں کہیں اور جانے کی ضرورت
نہیں پڑتی اور زمانہ گذشتہ میں شاہان یمن کا یہی تخت [illegible] تھا اور یہیں وہ عالیشان غمدان
عمارت تھی جسکو غمدان کہتے تھے مگر اب ایک ڈھیر پڑا ہوا ۔

مدیخرہ ۔ ایک بلند پہاڑ ہے جسکے اوپر چشمے اور درخت ہیں اور کھیتی ہوتی ہے ۔

شبام ۔ یمن کے مشہور پہاڑوں میں سے بہت بلند ہے اور اس پر بستیاں ہیں اور شبام
بہت لوگ آباد ہیں عقیق اور جزع جو بیش قیمت پتھر ہیں [illegible] پائے جاتے ہیں ۔

عدن ۔ ایک چھوٹا سا شہر ہے اسکی شہرت کا [illegible] سبب ہے کہ یہاں [illegible] عدن
پر سمندر کے کنارے [illegible] یہاں سے موتی بھی [illegible]
[illegible] ۔

[illegible] یہاں بہت آبادی [illegible]
حضرموت یمن [illegible] احقاف احقاف
[illegible]
[illegible]

تصرف تک کوئی اثر نہیں سکتا +

بلاد مہرہ بلاد مہرہ کا قصبہ شحر کہلاتا ہے یہ ملک غیر آباد ہے جہاں نہ کھجور ہیں نہ کھیتی ہوتی ہے
کے باشندوں کا گذارہ اونٹوں پر ہے مگر تیز روی اور عمدگی میں یہاں کا اونٹ دنیا کے اونٹ
پر فوقیت رکھتا ہے۔ یہ ملک جُدا ہے بعض کہتے ہیں علاقہ عمان میں ہے +

*

احوال حضرت خلیل اللہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہِ مصر نے بوجہ دیکھنے کرامات حضرت سارہ کے اپنی دختر
ہاجر بطور لونڈی کے دیدی تو وہ اسی کے وقت جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں پہنچے
تو وہیں اقامت اختیار کی اور ابی مالیخ بادشاہ اور باشندے وہاں کے حضرت سے بکمال رعایت
پیش آنے لگے کہ حضرت کو بہت فراغت و وسعت حاصل ہوئی جب اس اقامت پر دس برس گذرے
تب ایک دن حضرت سارہ (جو خلیل اللہ کے چچا ہاران اکبر کی دختر اور خلیل اللہ کی زوجہ اول
تھیں) کو اشتیاق اولاد ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ میں عقیمہ ہوں مجھ سے اب
بسبب کبر سن کے امید اولاد نہیں تم حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کو اپنے تصرف میں لاؤ کہ شاید اُس
سے کوئی لڑکا پیدا ہو کہ میرا غم غلط ہو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تمہارے مزاج میں غیرت و رشک
غالب ہے اگر اس خادمہ سے کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو تم کو گراں گذریگا اور تم اُس پر ناحق ظلم کرو گی
حضرت سارہ نے باشتیاق اولاد اپنے مدعا پر کمال اصرار کیا کہ ناچار حضرت ابراہیمؑ نے تصرف
تولد حضرت اسمٰعیلؑ اپنا جاری فرمایا اور بعد چندے اُن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اُس وقت
میں عمر حضرت ابراہیمؑ کی چھیاسی برس کی حسب روایت صاحب اخبار الدول معلوم ہوتی
ہے۔ الغرض حضرت اسمٰعیلؑ حضرت سارہ کی گود میں پلنے لگے حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا صرف دودھ
پلا دیتی تھیں اور کچھ کام اُن سے نہ رکھتیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بخوف حضرت سارہ
بیگانہ وار رہتے۔ ایک روز حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ایک مکان خالی میں حضرت ہاجرہ

٭ صفحہ ۱۴۳ سے لغایت صفحہ ۱۷۳ جس قدر حالات لکھے گئے ہیں یہ سب کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا
جلد اول سے ملخصاً لکھے گئے ہیں ۱۲

Marfat.com

کی گود میں دیکھا تو بمقتضائے بشریت شفقت پدری نے جوش مارا کہ حضرت ابراہیم نے اپنی گود
میں لیکر کئی بوسے حضرت اسمٰعیلؑ کے لبوں پر دیے۔ قضا کا حضرت سارہ اس پیار پر مطلع ہوگئیں
اور رشک نے اُن کے قلب پر غلبہ کیا تو فرمانے لگیں کہ اسی وقت دونوں ماں بیٹوں کو میرے
گھر سے نکال دو اور ایسے جنگل میں چھوڑ آؤ کہ جہاں نہ پانی ملے نہ گھاس۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے ہر چند سمجھایا کہ اللہ جل شانہٗ تم کو بھی بیٹا عنایت اور عطا کریگا کہ اکثر انبیا علیہم السلام اُس کے
صلب سے ہونگے لیکن وہ کچھ نہ سمجھیں سچ ہے کہ تریاہٹ سے خدا پناہ میں رکھے۔ آخرکار حضرت
ابراہیم علیہ السلام جناب الٰہی میں ملتجی ہوئے اُس درگاہ لاابالی سے بوسیلہ جبریلؑ حکم ہوا کہ
جس طرح سارہ کہتی ہیں ویسا کرو۔ ارباب سیر و تواریخ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم کے
حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے تو نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشانی میں حضرت
اسمٰعیلؑ کے چمکتا تھا اس باعث سے حضرت سارہ کو رشک ہوا کہ ہرگز دیکھ نہ سکیں اور روایت
بعض اسی طرح سے ہوئی کہ اگر میرے لڑکا ہوتا تو حامل اس نور کا ہوتا بلکہ یہ مرتبہ رشک کا پہنچا
کہ اسی حالت میں قسم کھا گئیں کہ ہاجرہ کے اعضا سے تین عضو کاٹ ڈالونگی چنانچہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اِس بات میں کمال شفاعت کی کہ اگر تم کو یہ منظور ہے تو ہاجرہ کے دونوں کانوں میں
ایک ایک سوراخ کر دو اور محل مخصوص سے کچھ گوشت کاٹ ڈالو کہ قسم تمہاری ادا ہو جاوے۔
حضرت سارہ نے قبول کیا اور اُسی طرح عمل میں لائیں اُس وقت سے کان چھیدنا اور عورتوں کا ختنہ
کرنا سُنت ہوا۔ لیکن اس جور و جفا کا ذکر محققین مفسرین نے نہیں کیا ہے تاکہ محل اعتراض ہو
اور اہل سیر و تواریخ کا قول سند نہیں ہو سکتا۔

فائدہ۔ حضرت ابراہیم کے عہد میں کان چھیدنا سُنت تھا اور ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ میں بھی کانوں میں زیور پہنتے تھے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ ...
عورتیں بھی تھیں تو حضرت نے صدقہ کے واسطے فرمایا تو عورتیں اپنے کانوں سے زیور اتارنے
لگیں۔ اور کُتب فقہ میں ہے کہ عورتوں کے کان چھید والے میں کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ درمختار
میں ہے لاباس بثقب اذن البنت والطفل استحسانا الی آخرہ۔ لیکن ناک چھیدنا جو ہندوستان

ناک چھیدنا ہندوستان ... نہیں ہو

میں جاری ہے اس کی اصل شرع میں پائی نہیں جاتی۔ یہ وضع خاص ہندوستان کی
بالجملہ حضرت سارہ کو روز بروز رشک زیادہ ہوا اور حضرت ابراہیمؑ کو حکم الٰہی ہوچکا تھا
کہ اسمٰعیلؑ اور ہاجرہ کے حق میں جو کچھ سارہ کہیں اُسپر عمل کرو۔ ناچار حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے دونوں کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور لے چلے اور بعد طے منازل و مراحل ایک میدان میں
کہ بالفعل کعبہ مبارک اُسی مقام پر واقع ہے پہنچے۔ اور بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ بُراق
سوار کرا کر بہت جلد وادیِ مکہ میں نزول فرمایا تب وحی ہوئی کہ ان کو اسی جگہ چھوڑ جاؤ چنانچہ
آنجناب نے ایک درخت کے تلے کہ ظہر چشمہ زمزم اور طرف اعلیٰ مسجد کے واقع ہے دونوں
کو چھوڑا وہ مکان اُس عرصے میں ایسا تھا کہ متنفس کسی قسم کا وہاں سکونت پذیر نہ تھا اور نہ پانی
تھا کھانے کی چیز کا تو کیا ذکر ہے اور عمر حضرت اسمٰعیل دو برس یا تین برس کی تھے مگر حضرت
ابراہیمؑ چند کاک نان اور ایک مشک پانی اور ایک تھیلی خرموں کی حضرت ہاجرہ کے پاس رکھ
چلے اور فرمایا کہ اس مولود کو دودھ پلاؤ اور اسی مقام میں رہو۔ حضرت ہاجرہ نے پیچھے
پوچھا کہ یہاں مجھے کس پر چھوڑتے ہو نہ یہاں پانی ہے نہ گھاس نہ کوئی مددگار نہ کوئی درخت
سایہ دار۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ منھ پھیرے ہوئے جاتے تھے اور اُنکی گفتگو پر اصلا ملتفت نہ
تب ہاجرہ نے کہا کہ یہ کام تم بحکم خدا کرتے ہو یا اپنے حکم سے۔ ارشاد کیا بحکم خدا۔ حضرت ہاجرہ
نے کہا اب کچھ پرواہ نہیں اللہ میرا حافظ ہے وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کریگا ومن یتوکل علی اللہ فہو
حسبہ اپنا وہ خیال کرکے بخاطر جمع اپنے مولود مسرور کے پاس آئیں اور دودھ پلا۔
میں مصروف ہوئیں اور حضرت ابراہیمؑ پشتۂ پہاڑ سے گذرے اور خوب اُن کو یقین ہوا کہ اب
ہاجرہ کی نظر سے غائب ہوں وہ اصلا نہ دیکھتی ہونگی لہٰذا جانب کعبہ متوجہ ہوئے اور دونوں
ہاتھ اٹھائے اور دعائیں کیں از انجملہ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند
بیتک المحرم یعنی اے پروردگار میرے میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان میں جہاں
کھیتی نہیں ہے نزدیک تیرے گھر کے۔ دوسری دعا یہ ہے ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل
افئدۃ من الناس تھوی الیھم یعنی اے رب ہمارے تا قائم رکھیں نماز سو کر دے

بر(؟) حضرت اسمٰعیل و ہاجرہ

دعا خلیل علیہ السلام

لوگوں کے دل رغبت کرنیوالے ان کی طرف تیسری دعا یہ وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون
یعنے روزی دے اُن کو میووں سے شاید یہ شکر کریں۔ اہل تحقیق اس جگہ فرماتے ہیں اگر من
تبعیضیہ آیۂ افئدۃ من الناس میں نہ ہوتا تو جمیع مردم فارس و روم و ہند و ترک و یہود و
نصاری حرم شریف میں ازدحام کرتے کہ اور کسی کو جگہ بیٹھنے کی نہ ملتی۔ پھر بجناب تضرع و زاری
الناس درگاہ حق میں کہا ربنا انک تعلم ما نخفی و ما نعلن و ما یخفی علی اللہ من شئ فی الارض
ولا فی السماء یعنے اے پروردگار ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپاویں اور کھولیں اور پوشیدہ نہیں
تجھپر کچھ زمین و آسمان میں۔ آخر میں حضرت ابراہیم یہ دعائیں مانگکر رخصت ہوئے۔ احوال حضرت
ہاجرہ کا حال یہ ہوا کہ جبتک پانی کھانا باقی تھا وہ دودھ پلاتی رہیں اور ہر وقت حضرت
اسمعیل کو پانی بھی پلایا کیں۔ بعد چندے کھانا پانی ختم ہوگیا اور تشنگی کا غلبہ ہوا اسلئے حضرت اسمعیل
مثل بسمل تڑپنے لگے اور ہاجرہ سخت سراسیمہ و پریشان ہوئیں نہ کوئی معین و مددگار جس سے پانی کا
نشان دریافت کریں نہ کہیں آبادی و اشجار کہ وہاں جا کر مقام کریں آخر کار کوہ صفا پر کہ نزدیک واقع
تھا تشریف لے گئیں اس خیال سے کہ شاید کوئی نظر آجاوے جس سے پانی کا نشان پوچھوں یا کوئی پانی
اُنگوں یا کوئی جانور دیکھ پڑے کہ اُس سے پانی کا نشان ملے مگر اسی قدر بہاڑ پر چڑھتیں کہ حضرت
سمعیل نظر سے غائب نہ ہوتے لیکن ہر چند داہنے بائیں دیکھا کوئی بھی نظر نہ پڑا تب وادی میں جو کہ
اُس پہاڑ سے نیچی اُتریں اور جانب کوہ مروہ متوجہ ہوئیں تو میان ان کی فضا میں پہنچ کر [illegible]
آگیا کہ اسوقت اپنے صاحبزادہ سے غائب ہوں مبادا کوئی درندہ وقت فرصت [illegible]
نہیں کے دوڑتے اسی خطرہ میں نشیب میدان میں جسکو بطن وادی بولتے [illegible]
[illegible] کر ایسی سعی و کوشش کی کہ جلد تر زمین ہموار پر آگئیں [illegible]
تھے جب متصل مروہ پہنچیں تو بھی اسی قدر جانب بالا گئیں کہ مقام [illegible]
[illegible] نگاہ ڈالی بالآخر کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا [illegible] سوئیں اسی طرح [illegible]
[illegible] مروہ عمل میں لائیں۔ اسی لئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے [illegible]
[illegible] مروہ مقرر فرمائی تاکہ لوگوں کو حالت بیکسی [illegible] و جانفشانی [illegible] حضرت ہاجرہ [illegible]

حق تعالیٰ دریا دآوے اور بصورت بیچارہ و بیکس حضور خداوندی میں عرض کریں تاکہ مورد رحم
الٰہی ہوں۔ الحاصل جب مرتبہ سابع میں حضرت ہاجرہ کوہ مروہ پر پہنچیں تو ایک آواز کان میں آئی
کہ خود انہوں نے کہا صہ یعنے اندیشہ نہ کر آواز کی طرف کان لگا اچھی طرح سن تب ساکت ہوئیں
تو آواز کان میں آئی کہنے لگیں اے منادی کنندہ کاش میری حاجت روائی ہوسکے تو کراہ چاہِ زمزم
نہایت جلد دوڑیں اور حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس تشریف لائیں دیکھا کہ ایک فرشتہ زمزم کے مقام
پر اپنا پر خواہ پاشنہ مارتا ہے اور پانی دودھ سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیریں جاری
ہے حضرت ہاجرہ نے چاہا کہ پانی جاری کو ایک حوض میں جمع کریں اس لئے مٹی جمع کی اور مینڈ باندھ
کہ صورت حوض ہوگئی یہ حرکت اسواسطے کی تھی کہ پانی جاتا رہیگا اور ہم پیاسے رہ جاوینگے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بعد اتمام اس حکایت کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بخشے والدہ اسمٰعیلؑ کو اگر عجلت
نہ کرتیں اور اس پانی کو مخلی بالطبع چھوڑ دیتیں تو چشمہ جاری ہوجاتا زمزم۔ ایک روایت ہے کہ وہ فرشتہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔ الغرض وہ پانی جاری ہوا اور فرشتہ نے اُنکی تسلی کی اور تسکین
کردی کہ ہرگز ہرگز خوف نہ کرو حافظ حقیقی تم کو کبھی ضائع نہ کریگا اس لئے کہ یہ مکان اسی حافظ
کا گھر ہے اور یہ لڑکا تمہارا جوانی کے وقت اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوکر اسکی تعمیر کریگا
اور دستور مالک اس مکان کا یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اب یہاں
ٹھہرو اطمینان سے بسر کرو پانی پیو اور صاحبزادے کو پرورش کرو اور کارخانے خدائی کے تھمنے
اور کم ہونے پانی کا ہرگز خوف نہ کرو کیونکہ یہ چشمہ وہ ہے جس سے خالق لایزال اپنے مہمانوں کو
سیراب کریگا حضرت ہاجرہ نے کہا بشرک اللہ بخیر۔ اور خانہ کعبہ اُن دنوں مانند ایک ٹیلہ کے تھا
الغرض پانچ دن والدہ اسمٰعیل اُس وادی میں تنہا رہیں بعد ازاں اتفاقیہ ایک قافلہ قوم
جرہم میں سے آوارہ ہو براہ کدا اعلائے مکہ سے آیا اور نشیبِ شغلی میں فروکش ہوا تو اُن کو کبوتر جنگلی
طیور کعبہ پر اکثر بازیاں کھیلتے اُڑتے نظر آئے قافلہ والے سخت متحیر ہوئے اس وجہ سے
کہ جانور وہاں ہوتے ہیں جہاں آبادی ہو خصوص جس مقام میں پانی بھی ہو اور ہم لوگ اکثر
کرتے رہے ہیں اور اس طرف بیشتر وارد ہوتے ہیں کبھی ایسا نہیں دیکھا اور نہ کسی سے کچھ سُنا

Marfat.com

معاملہ کیا ہے اور اس میں نکتہ کیا۔ لاجرم خبر لانا ضرور ہے چنانکہ ایک شخص بنا بر تفحص و تجسس وہاں بھیجا اُس نے پلٹ کر ظاہر کیا کہ وہاں عجیب ماجرا ہے کہ چشمہ آب زور و شور سے جاری ہے اور اللہ نے ایک عورت معہ فرزند وہاں اتاری ہے سو وہ قافلہ اور بروایتے انکے سردار بغرض اقامت و سکونت اول حضرت ہاجرہ کے پاس آئے اور اجازت سکونت چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئیں اور معیت آدمیوں کی غنیمت سمجھیں مگر شرط کر لی کہ پانی میں شریک نہ کرونگی اُن لوگوں نے قبول کیا اور ٹھہر گئے پھر اپنے اہل و عیال طلب کئے ؁

مصلے ابراہیم

اس عرصہ میں ایک دن حضرت ابراہیمؑ کو آرزو ہوئی کہ حضرت اسمٰعیلؑ کو دیکھیں حضرت سارہ سے اذن طلب کیا وہ بولیں اس شرط سے اجازت ہے کہ شتر سواری سے نہ اُترنا چنانچہ آنجناب سوار ہو کر وہیں تشریف لائے جہاں چھوڑ گئے تھے تو مکان کو آباد پایا ہاجرہ نے دُور ہی سے پہچانا اور مکان پر لائیں اور اسمٰعیلؑ سے یہ کہا کہ یہ تمہارے والد بزرگوار ہیں۔ اسمٰعیل مسرور ہوئے۔ پھر ہاجرہ نے التماس کیا کہ اُترو تو سر و ریش دھو ڈالوں۔ فرمایا میں نے سارہ سے شرط کی ہے کہ شتر سے نہ اُترونگا ناچار ایک پتھر لائیں اور پائے مبارک حضرت کا اُس پر رکھکر دھویا اور آدھا سر دھویا اسی طرح دوسری طرف عمل کیا چنانچہ دونوں قدم شریف پتھر میں دھنس گئے کہ اب مصلے مسلمانوں کا ہے اور وتخذوا من مقام ابراہیم مصلے اسی کا اشارہ ہے بعد ازاں رخصت ہوئے ؁

جب حضرت اسمٰعیلؑ سات برس کے اور بعض کے نزدیک تیرہ برس کے ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھویں ماہ ذالحجہ کو خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے اللہ صاحب حکم دیتے ہیں اپنے بیٹے کو ذبح کر صبح کو اُٹھے شام تک متفکر رہے کہ یہ خطرہ شیطانی ہو یا حکم حضرت سبحانی اسی دن سے ترویہ نام ہوا پھر نویں تاریخ خواب دیکھا تب جانا کہ فی الحقیقت حکم خدا ہے [illegible] اسی مقام سے عرفہ نام ہوا ؁

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے کوہ ثبیر کی جانب چلے تو ابلیس علیہ اللعن آپ کو بہکانے آیا حضرت نے اُسکو ہانکا بعد اُسکے جمرۃ العقبہ پہ پھر آیا

تب سات کنکریاں ماریں پھر جمرۂ وسطیٰ میں آیا پھر ماریں پھر جمرۂ کبریٰ میں آیا تو پھر ماریں تاآنکہ دور ہوگیا۔ چنانچہ اب بھی حاجیوں کا یہ دستور ہے ؛

ضع حجر

اخبار الدول میں مرآۃ الزمان سے نقل کی ہے کہ جب ہاجرہ نے ذبح اسمٰعیل کا حال سنا پتہ انکا پھٹ گیا اور تیسرے دن مرگئیں۔ موضع حجر میں مدفون ہیں عمر اُن کی نوے برس ہوئی لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل بیس برس کے ہوگئے تب ہاجرہ نے وفات پائی ؛

حضرت اسمٰعیل نے رئیس قوم جرہم کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اکثر حضرت ابراہیم کبھی کبھی اُن کے دیکھنے شام سے آجایا کرتے تھے حضرت اسمٰعیل کی معاش صرف گوشت شکار اور آبِ زمزم سے تھی ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور کہا کہ حق تعالیٰ تم کو گوشت اور پانی میں برکت دیگا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ خاصیت اس دعا کی یہ ہے کہ جو کوئی شخص مکہ معظمہ میں گوشت اور پانی پر اکتفا کرتا ہے اسکو غلہ وغیرہ کی حاجت اصلا نہیں ہوتی اور طاقت اُس کی بدستور برقرار رہتی ہے ؛

یث شریف

حال بناء تعمیر مکہ

ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملنے آئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھکو خالق لایزال نے اس جگہ عبادتخانہ بنانے کا حکم فرمایا ہے اور یہ کام میں اپنے ہاتھ سے کرونگا اگر تم بھی معین ہو تو بہتر ہے کہ یہ بھی گویا میرا ہی کام ہے حضرت اسماعیل نے کہا کہاں بنائیگا فرمایا کہ اس تودے پر جہاں بیت المعمور تھا حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ تمہارا فرمانا اور اللہ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر ہے میں بیشک اعانت کرونگا۔ چنانچہ غرہ ذیقعدہ کو بناء کعبہ شروع اور پچیسویں کو تمام کی اور بناتے اس طرح سے تھے کہ حضرت اسمٰعیل پتھر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے اور اُس وقت عمر حضرت اسمٰعیل کی تیس برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک سو تینتیس برس کی تھی ؛

حاکم نے بطریق صحیح اور بیہقی نے دلائل میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا تو نہایت متردد تھے کہ کس طرح بناؤں مگر ... ہوجائے تب حق تعالیٰ نے سکینہ کو بصورت ہوا کے بھیجا کہ اس کے ...

تکلیف...

رف سرتھا سو وہ ہوا مانند بدلی کے خانہ کعبہ پر سایہ افگن ہوئی اور ٹھہر گئی اور حضرت کو
لم پہنچا کہ اس سایہ کے موافق زمین کو معین کر کے کعبہ بناؤ اور وہ بنا بقول شارح جبرۃ الفقہ
یہ طول میں تیس گز اور عرض میں ۲۰ گز اور ارتفاع میں نو گز تھی۔ اور تفسیر حدادی میں بیا
مصاحب کہ وہ ہوا اکڑی کے بچے کی طرح اس مکان کی گرد تھی اور ایک مرغ نے اس میں سے آواز
ی کہ میرے برابر گھر بنائے۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ ایک ٹکڑا ابر کا مقدار اس مکان کے
وامیں کھڑا ہوا اور اس سے آواز نکلی کہ میرے برابر کعبہ بنائے اور یہی روایت کلبی ہے
عالم التنزیل میں لکھی ہے اور ابو الشیخ نے تاریخ ازرقی اور کتاب العظمہ میں اور ابن عساکر نے
ی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے زمین پر گرے تو
اب الٰہی میں گذارش کی کہ میں اب تہلیل اور تسبیح فرشتوں کی نہیں سنتا ہوں تب حکم ہوا
ایک گھر جہاں تجھ کو نشان دیا جاتا ہے بنا اور گرد اس کے طواف کیا کر اور اسی کی طرف
ز پڑھا کر۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم وہ جگہ بتلا دو چنانچہ یہ حال مفصل
سہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام میں بیان ہو گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ خانہ طوفان
علیہ السلام تک بیت المعمور تھا طوفان میں آسمان ہفتم پر اٹھا لیا گیا اور اب مقابل
یہ کے رکھا ہے اور فرشتے اس کے طواف میں مشغول ہیں کہ حدیث معراج سے معلوم ہوتا
ہے چنانچہ بعد اٹھ جانے کے یہ مکان ایک ٹیلا بلند سرخ رنگ مثل نشان کے زمین پر رکھا گیا تھا اور جو
ان اس پر باقی نہ تھا اہل آفاق اسی مکان پر آتے اور دعا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت
اہیم علیہ السلام کو اسی مکان کی تعمیر کا حکم ہوا اور آپ کے ساتھ سکینہ بصورت ابر آیا اس سے
تعمیر مقرر ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسی کے مطابق ایک خط کھینچ دیا کہ اس
سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کھودنا شروع کی یہاں تک کہ بنا آدم علیہ السلام
ہوئی اور دونوں صاحبوں نے بنانا شروع کیا اور بخاری کا بیان شے ساتھ فرشتے بھی
کی مدد کو بھیجے سو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاہ دل کو کھودا کے پتھر
بایا اور فرشتوں نے کوہ سینا اور زیتا اور جودی اور لبنان پہاڑوں سے پتھر لا کے

Marfat.com

حضرت اسمٰعیل کے ہاتھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچاتے کہ حضرت نے دیواروں
ابو بکر قطان فرماتے ہیں کہ اسوقت حضرت ابراہیم زبان سُریانی بولتے تھے اور حضرت اسمٰعیل
بزبان عربی اور باہم سمجھ لیتے تھے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ فرماتے تھے ھب لی کیتا یعنے پتھر دے
اور اسمٰعیلؑ کہتے تھے خُذ الحجا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ پانچ پہاڑوں سے پتھر آتے تھے طور
وزیتا ولبنان ولورد یوز مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ گارہ بناکے بوقبیس وحرا ولبنان
سے پتھر لالاکے دیتے تھے یہاں تک کہ دیواریں قدآدم سے بلند ہوگئیں تب حضرت ابراہیمؑ
علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت ہوئی کہ اُس پر چڑھ کر بناویں۔ سو حضرت اسماعیل علیہ السلام
جانب جبل بوقبیس چلے راستے میں حضرت جبرئیل نے کہا کہ میں بڑے بڑے دو پتھر آپ
کو بتلاتا ہوں اور یہ وہ پتھر ہیں جن کو حضرت آدمؑ بہشت سے لائے تھے اور وقت طوفان
حضرت نوح نے اِس پہاڑ میں رکھدئے تھے اُن کو لیجائے ایک ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے
کو دیجئے اور دوسرا داہنی طرف دروازہ کے لگا دیجئے کہ جو کوئی اُس گھر میں آوے اول
اُس کو بوسہ دے چنانچہ حضرت اسمٰعیلؑ نے دونوں پتھر لئے اور چلے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام
بھی آپ کے ساتھ چلے آئے اور حضرت ابراہیمؑ کو دوسرے پتھر کے جمانے کی تدبیر بتلائی گئی
کہ حضرت ابراہیم نے اُسی طرح رکھا وہی پتھر حجرِ اسود مشہور ہے اور ابتک اُسی جگہ ہے۔ اور
ایک پتھر پر چڑھ کر بنانے لگے وہ پتھر ایسا نرم ہوگیا کہ حضرت کے پیروں کی انگلیوں کے نشان
بن گئے اور یہ کرامت ہوئی کہ تا اتمام تعمیر کعبہ دوسرے پتھر کی حاجت نہ ہوئی وہی بڑھتا ہا
اور حجرِ اسود کی روشنی ایسی پھیلی کہ چاروں طرفین کعبہ کی روشن ہوگئیں بلکہ اُسی روشنی
سے حدِ حرم معین ہوئی۔ اور بعد تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حدِ حرم کا ایک نشان کردیا
ہے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ رکن و مقام دونوں بہشت کے مقام ہیں نور انکا جاتا رہا ہے اور اگر نہ جاتا تو مشرق
سے مغرب تک روشن ہوجاتا۔ اور بھی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حجر اسود بہشت سے نازل
ہوا ہے اور پہلے نہایت سفید و نورانی تھا گنہگاروں کے ہاتھ لگانے سے سیاہ ہوگیا ہے۔

Marfat.com

روا ہ احمد والترمذی۔ **فائدہ**۔ اس حدیث میں ایمان کا امتحان مراد ہے اگر کامل ایمان ہے بے تردد
و بلا تامل قبول کرتا ہے اور ضعیف الایمان تردد کرتا ہے اور کافر انکار کرتا ہے حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو مخالف دلیل قاطع کے
ہو اور ظاہر حدیث میں تاویل کرنا پڑے اور یہ قول اہل ضلالت کا ہے کہ بہشت اور جو کچھ اس میں
ہے جواہرات وغیرہ سے مخالف ہیں اُن چیزوں کی جو اس عالم فانی میں مخلوق ہوئی ہیں یعنے جو بہشت
کی چیزیں ہیں اُن کو زوال و فنا نہیں ہے اور حجر اسود کو خود آفتیں قرامطہ و ملاحدہ کے ہاتھ
سے پہنچیں کہ ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اُس کا باقی ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ حجر اسود بعد آنے
اس عالم کے اپنی حالت سے متغیر و متبدل ہو گیا ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر بعد آنے
بہشت سے گرسنگی و تشنگی وغیرہ امور خلاف دار الجنان کے ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح حجر اسود
میں ظاہر ہوئے بس اعتراض نادرست ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ بہشتی ہونا حجر اسود کا یہ ہے
کہ اُس میں برکت و شرافت ہے گویا بہشت سے آیا ہے اور سفید ہو جانا اور سیاہ ہو جانا آدمیوں
کے گناہوں سے گویا عبرت کے واسطے ہے کہ گناہوں کا اثر پتھر میں پہنچتا ہے چہ جائے قلب
انسان اور یہ سب تردد و تامل تاریکی باطن سے ہے راست و بے کم و کاست تو یہ ہے کہ
ایمان ظاہر حدیث پر لاوے اور حقیقتِ حال کو علم الٰہی پر چھوڑ دے اور کہے کہ اِنَّ اللّٰہَ علیٰ
کُلِّ شیٔ قدیر۔

تکملۃ القصص میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ
جل شانہ نے ذریات آدم سے عہد لیا تو ایک نہر شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے
زیادہ نرم جاری فرمائی اور قلم کو ارشاد کیا کہ لکھ۔ سو قلم نے اُسی روشنائی سے اقرار
ذریت آدم علیہ السلام کا لکھ لیا اور رب الارباب نے اُس نوشتہ کو حجر اسود میں رکھ کر
اس عالم میں بھیجا تو گویا بوسہ دینا آدمیوں کا اس پتھر کو نشان قرار کا اقرار پر ہے اور تحفۃ العدنے
میں لکھا ہے کہ رب العزت نے اس اقرارنامہ کو ایک فرشتہ کے منہ میں رکھا اور فرمایا
نگل سو وہ فرشتہ پتھر ہو گیا اور وہ پتھر جنت میں تھا اب رکن یمانی میں رکھا گیا تا دست کو

پھر فرشتہ کردینگے اور عہد نامہ کو نکالکر دکھلا دینگے پھر جو کوئی اپنے عہد پر قائم ہوگا اُسے
ملیگی اور جو برخلاف ہوگا اُسکو دوزخ ملیگی۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ حجر اسود میں کچھ سفیدی باقی
ہے جب وہ بھی جاتی رہیگی تب قیامت قائم ہوگی خواہ نزدیک ہوگی سو حضرت شیخ المحدثین
محقق دہلوی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں کہ فقیر اس بات میں متحیر تھا یہاں تک کہ مینے تاریخ مکہ میں
دیکھا کہ ابن جبیر فرماتے ہیں کہ مینے حجر اسود میں کئی نقطے سفید چھوٹے چھوٹے دیکھے تھے اور ابن
جبیر نے سنہ پانسو اناسی ۵۷۹ میں وفات پائی اور فقیہ سلیمان عسقلانی نے اپنے مناسک میں
بیان کیا ہے کہ مینے حجر اسود میں تین جگہ سفیدی دیکھی بعد اُس کے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی
جاتی تھی۔ اور یہ معاملہ سنہ ہفتصد وہشت میں تھا ؎

فائدہ۔ واضح ہو کہ جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کعبہ شریف
بنایا ہے تو ارتفاع اُس کا ۹ گز کا تھا اور دور حجر اسود سے رکن یمانی تک تینتیس گز کا اور رکن کعبہ
شامی سے رکن غربی تک بائیس گز کا اور رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس ۳۱ گز کا اور رکن
یمانی سے حجر اسود تک بیس گز کا تھا اس سے معلوم ہوا کہ شکل کعبہ اُس وقت میں مستطیل تھی
کہ طول عرض سے زیادہ اور طول شرقی اور غربی میں بھی تفاوت الا غیر محسوس اور دروازہ
کعبے کا زمین سے ملا ہوا بے کیواڑوں کے تھا۔ تبع حمیری نے دروازہ میں کیواڑ اور قفل
اور زنجیریں لگائیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے داہنی طرف ایک حفرہ بطور خزانہ کھودا
تھا تاکہ از قسم نذور و ہدایا جو کچھ آوے اُس میں رکھا جائے پس معلوم ہوا کہ یہ چار دیواری بے
سقف حضرت ابراہیم نے بنائی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں سوائے بنا
کے اور کچھ نہ تھا بلکہ اُس بنیاد پر ایک خیمہ یاقوت مجوف کا جسکو بیت المعمور کہتے ہیں رکھا تھا
اور یہ مکان قبل آدم علیہ السلام کے بلکہ قبل خلقت زمین اور ما فیہا مقام تعظیم تھا۔ چنانچہ
فاکہی اول تاریخ مکہ میں معہ اسنا د بیان کرتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ
فرماتے تھے کہ خالق ذوالجلال نے چالیس برس پیش از خلقت آسمان و زمین کعبہ شریف
کو پیدا کیا تھا اور تھا کعبہ بطور کف کے پانی پر۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

دو ہزار برس بیشتر خلقت زمین سے کعبہ پیدا ہوا ہے تب کسی نے کہا کس طرح کعبہ قبل زمین کے پیدا ہوا حالانکہ وہ خود زمین ہے۔ ابوہریرہ نے فرمایا کہ مانند برف اور ہوا کے ٹھہرا ہوا تھا سو جب اللہ تعالی نے خلقت زمین کا ارادہ کیا تو بچھایا اسکو کعبہ کے تلے سے اور کعبہ کو رکھا وسط میں۔ پس یہ بات نہایت غلط مشہور ہے کہ اصل کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہے اور یہ جو اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لڑکوں نے بھی مٹی اور پتھر سے کعبہ بنایا تھا سو قابل اعتماد نہیں ہے اسواسطے کہ منتہائے سند انکی وہب ابن منبہ تک ہے اور یہ شخص اکثر روایات اسرائیلیوں سے نقل کرتا ہے۔ پس تحقیق یہی ہے کہ قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی شخص نے اس گھر کو نہیں بنایا اور کلام الہی اور احادیث نبوی بھی اسپر مشعر ہیں لہذا شیخ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں لم یرو عن معصوم ان البیت کان مبنیا قبل الخلیل۔ لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے البتہ عمالقہ اور جرہم نے بنایا اور بعد اس کے قصی ابن کلاب نے بنایا اور چھت کو گوگل لکڑیوں سے پاٹا اور خرمے کی لکڑیوں کے تختے بنائے۔ بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں قریش نے پھر بنایا۔ چنانچہ جب قریش بناتے تھے تو حجر اسود کے رکھنے میں بڑی نزاع ہوئی تھی کہ ہر ایک فرقہ چاہتا تھا کہ ہم اپنے ہاتھ سے رکھیں۔ آخر کو یہ قرار پایا کہ اول جو شخص بنی ہاشم میں سے دروازہ بنی شیبہ سے یہاں آوے اس کو اس بات میں حکم بناؤ اور اس کے ارشاد کے مطابق بجالاؤ۔ چنانچہ اول دروازہ بنی شیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے سب نے حضرت کو حکم بنایا۔ آپنے ارشاد فرمایا ایک چادر بچھاؤ میں حجر اسود کو اس میں رکھدوں غرض کہ حسب الحکم بجالائے اور حضرت نے حجر کو چادر میں رکھکر فرمایا کہ ہر فرقہ کا ایک ایک سردار اس چادر کے گوشے پکڑ کر اٹھاوے تو چادر سبھوں نے اٹھائی جب چادر محاذی حجر اسود کے پہنچی تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو موضع معہود پر رکھدیا اور پتھروں سے وصل فرمایا اسوقت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پینتیس برس کی تھی۔ اور سبب اس بنا

کا یہ واقعہ ہوا تھا کہ ایک عورت ہمیشہ کعبہ شریف کی پوشش کو خوشبودار چیزوں سے
دیا کرتی تھی۔ ایک روز آگ جو اُٹھی تو لکڑیاں چھت کی جل گئیں اور قبل اس کے سیلاب
آیا تھا کہ اس کے صدمہ سے دیواریں گر گئی تھیں تب اکثر سرداران قریش نے مصلحت
کہ اسکو بنانا چاہیے چنانچہ ولید ابن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور یہ بھی قول و قرار ہو گیا کہ
مالِ حلال کے اور کچھ اس میں صرف نہ ہونے پاوے۔ غرض کہ سرنو سے پھر بنایا گیا اور کئی طرح
کی تعمیر اس بنا میں واقع ہوئی۔ اول یہ کہ کعبے کی عرض سے کئی گز زمین حطیم میں داخل کر دی
گئی۔ دوسرے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت بلند کر دیا۔ تیسرے یہ کہ اندر کعبے کے دو
صفیں ستونوں کی قائم کیں کہ ہر صف میں تین تین ستون بنائے۔ چوتھے یہ کہ بلندی کعبے
کی باہر سے اٹھارہ گز بڑھا دی۔ پانچویں یہ کہ کعبہ کے اندر رکن یمانی کے متصل ایک زینہ بنا
کہ اُس سے سقف کعبہ پر جاتے ہیں حیرۃ الفقہ کی شرح میں لکھا ہے کہ مقدار طول و عرض
معظمہ کا نوبتِ قریش میں یہ تھا یعنے طول ۲۷ گز اور عرض ۲۰ گز کا اور آج اسی اندازہ پر
کہ طول دیوار شرقی و غربی کا باہر سے پچیس[25] گز اور دیوار شمالی کا بئیس[22] گز اور دیوار جنوبی کا ایک
گز و چار انگل اور درمیان رکن یمانی و شمالی کا اُنیس[19] گز ایک بالشت اور درمیان ان دو
کے عرض چودہ[14] گز اُنیس[19] انگل اور رکن حجر اسود سے تا رکن عراقی اٹھارہ گز اور ایک دروازہ
سے مثلاً دیگر طول پانچ درعہ اور عرض چار درعہ اور بلندی خانۂ شریف کی سواستائیس گز
اندر اُس کے تین[3] ستون ہیں دو[2] صنوبر کی لکڑی کے اور درمیان کا ستون ساج کا اور چھت
اُس کی اُٹھارہ کڑیوں ساج سے پٹی تھی۔ صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں روایت ہے
کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
متصل کعبہ کے لیجا کر فرمایا کہ دیکھو تمہاری قوم نے جب کعبے کو بنایا تو قواعد ابراہیمی میں مختصر
کر دیا ہے حضرت عائشہ نے التماس کیا کہ یارسول اللہ آپ اس کو تمام کریں فرمایا تمہاری
نومسلم ہے اگر میں اسکو گرا کر پھر بناؤں تو یہی کہیں گے اور طعن کرینگے کہ اس نے اپنی طرف
زمین اور داخل کر دی ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا تو میں بناتا اور اُس کے دروازہ کو زمین سے

دیتا اور دو درہ کر دیتا ایک درہ جانب شرقی اور ایک درہ جانب غربی لیکن آنحضرت
لے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں نوبت اس کی نہ پہنچی مگر اسی حدیث کے مطابق عبد اللہ
ن زبیر نے پھر بنایا اور بناء ابراہیمی قائم کی اور بدعات جاہلیت سب مٹا دیں اور حطیم کو خانۂ
بہ میں داخل کیا اور دو درہ کر دیا اور طول دو سو بیس گز کا کر دیا۔ اور آب گلابہ کے ورس
خوشبو دار چیز ہے کام میں لایا اور پھیترا اور باہر مشک اور عنبر سے کہگل کی اور دیباج کی
شش پہنائی اور ستائیسویں تاریخ رجب ۶۴ھ ہجری میں یہ بنا تمام ہوئی۔ بعد اس کے
اج نے اپنے وقت میں عبد الملک ابن مروان کے اشارہ سے جانبِ شامی کو گرا کے
ا دڑ لیش پھر قائم کی اور زمین کعبہ پتھروں سے بھر دی اور دروازۂ شرقی کو بلند کیا اور
وازۂ غربی کو بند کیا اور کچھ نہیں زیادہ کیا یہ بنا ۷۴ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ اس وقت
ے تا وقت سلطان مراد ابن احمد خان تجدید نہیں ہوئی مگر ملوک اور سلاطین نے کچھ ترمیم
اصلاح بناءِ حجاج میں کی تھی۔ سلطان مراد نے پھر بنایا اور سوائے حجر اسود کے باقی
ب گرا دیا اور یہ عمارت ۱۰۴۰ھ ہجری میں واقع ہوئی اور اب تک وہی عمارت باقی ہے لیکن
ارت حجاج کے طریق پر ہے کہ حطیم باہر ہے اور ایک درہ ہے +

ائدہ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ فضائل مکہ میں ارشاد فرمایا
کہ کعبہ معظمہ زمانۂ سابق میں ہر طرف سے بے دیوار تھا اور گرد حرم کے گھر تھے کہ وہ مانند
اروں کے محیط تھے اور گھروں میں راہیں تھیں کہ انہیں راہوں سے حرم میں آتے
سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں وہ سب گھر خرید کر کے کھدوا ڈالے
س کی کچھ زمین حرم میں داخل فرما کے حرم شریف کو فراخ کیا۔ پھر جب حضرت عثمان
اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت نے اٹھائیسویں برس ہجرت سے جسقدر اور گھر باقی
ان کو بھی خرید کر کے حرم میں اس کی زمین کو داخل کیا کہ نہایت کشادہ ہو گیا۔ پھر حضرت
بد اللہ ابن زبیر نے بہت گھر ارزاں قیمت اور گراں قیمت کہ بعضے سات سات ہزار دینار
خرید کر کے ان کی زمین مسجد حرام میں داخل کی۔ بعد اس کے عبد الملک ابن مروان نے

Marfat.com

مسجد الحرام کو بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اُس نے کچھ زیادہ نہیں کیا صرف دیوار
کو بلند کر دیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑی سے پٹوا دیا اور قندیلیں اُس میں لٹکائیں بعد
اُس کے ولید ابن عبد الملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنے
پھر منصور ابن جعفر نے کچھ کچھ زیادہ کیا پھر دو مرتبہ مہدی ابن منصور نے کچھ زیادہ کر
حرم کو تعمیر کیا اول سنہ ۱۶۱ ہجری دوسرے سنہ ۱۶۷ ہجری میں اور سنہ ۱۶۹ ہجری میں اُس نے
وفات پائی اُس کی عمارت آجتک قائم ہے کذا ذکرہ النووی فی مناسک ۔

اور بحر العمیق میں لکھا ہے کہ زیادت مہدی مشہور بباب الندادہ ہے اور طول دروازہ
کعبہ کا چھ گز اور ثلث اور نصف سدس گز کا ہے اور عرض چار گز کا اور وہ دروازہ دیوار
شرقی میں ہے اور تختہ ساج کی لکڑی کے اور تختہ نقرہ کے اُس کے اوپر سے اور
میخیں نقرئی اُس پر جڑی ہیں کہ اُس سے کمال مضبوطی ہے اور آستانہ کعبہ کی بلندی زمین
سے ساڑھے چار درعہ اور ناودان کعبہ کا جسکو میزاب الرحمۃ کہتے ہیں درمیان رکن حجر ... رحمت
اور شامی کے واقع ہے ۔ اور حجرہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اُسی کے نیچے ہے او
حجر اسود کی بلندی زمین سے دو گز اور نصف وسدس گز سے چیزے زیادہ اور عرض
اُس مقدار کا جو اُس سے ظاہر ہے ایک وجب چار انگل ہے ۔

فائدہ ۔ حافظ الحجاز تقی الدین فارسی تاریخ مکہ میں لکھتے ہیں کہ دس بار کعبہ بنا ہے ... دس بار ... بن چکا ہے
اول بنائے ملائک ۔ دوسرے بنائے آدمؑ ۔ تیسرے بنائے بنی آدمؑ ۔ چوتھے بنائے
ابراہیمؑ ۔ پانچویں بنائے عمالقہ ۔ چھٹویں بنائے جرہم ۔ ساتویں بنائے قصی ۔ آٹھویں
بنائے قریش ۔ نویں بنائے عبد اللہ زبیر ۔ دسویں بنائے حجاج ۔ فائدہ ۔ ے وہ
ہے کہ قبل از اسلام عادت یہ تھی کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا
اس وقت میں یہ بات رائج ہے اور جو لوگ قبل از عہد اسلام مقام کو دیکھ چکے تھے وہ
نقل کرتے ہیں کہ دونوں پاؤں کی انگلیوں کے نشان اُس میں موجود تھے ۔ اب ہاتھ
کے لگانے سے وہ نشان بخوبی ظاہر نہیں ہیں ۔ اور ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ ابن زبیر

Marfat.com

ل کیا ہے کہ جب عبد اللہ ابن زبیر نے لوگوں کو دیکھا کہ مقام ابراہیم کو ہاتھ سے چھوتے
ں منع کیا اور کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے یہاں نماز پڑھنے کو فرمایا ہے نہ مسح کرنے کو۔ اور
ہقی نے اپنی سنن میں روائت کی ہے کہ یہ پتھر جو مقام ہے زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم اور زمانہ حضرت صدیق اکبر تک کعبہ کے متصل تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
نت میں بہ سبب سیل ام نہشل کے بہکر اپنی جگہ سے جب ہٹ گیا تب حضرت عمر رضی اللہ
نہ خود تشریف لائے اور اُس کو اُٹھا کر جہاں تھا پھر رکھا اور گرد اُسکے اور پتھر رکھوائے
ہ جنبش نہ کرے چنانچہ ابتک اسی جگہ پر ہے +

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے چار کُنج ہیں و
ن ایک میں حجر اسود ہے اور وہ جانب شرقی میں واقع ہے دوسرا ملقب بہ کُنج یمانی
جانب مغرب واقع ہے۔ اور دو کُنج کو رکن شامی کہتے ہیں ایک جانب شرق ملقب
ن عراقی دوسرا جانب غرب معروف بہ رُکن غربی۔ پس قریشیوں نے دونوں رُکن
امی کو قواعد ابراہیمی سے ہٹا کر دیا ہے اور کچھ زمین کعبہ کی بھی چھوڑ کے داخل حجر
ی ہے اور وہ دیوار جو کہ حجر اسود کے کُنج سے تا رکن عراقی تھی بھی کم کر ڈالی ہے
حضرت ابراہیم کی بنیاد سے بھی کچھ کوتاہ کر دیا کہ مثل چبوترہ دکان کے زمین سے
ہ رہگیا ہے اور اسی کو شاذروان کعبہ کہتے ہیں بعد اسکے عبد اللہ ابن زبیر نے
ی ولائت میں پھر موافق حدیث کے بنایا لیکن حجاج نے بعد اُس کے بصورت
ہلیت کر دیا لہذا ہارون رشید نے اپنی سلطنت میں حضرت امام مالک سے پوچھا کہ اگر
شاد ہو تو میں پھر موافق بنائے عبد اللہ ابن الزبیر کے کعبہ بناؤں۔ حضرت امام
ے فرمایا کہ اگرچہ یہہ حدیث صحیح ہے اور عمل مطابق اُسکے عین اتباع ہے الا مصلحت
یں ہے کہ بار بار کعبہ کو گرا کے تغیر و تبدیلی کیجائے۔ اسواسطے کہ کعبہ بازیچہ سلاطین
بائیگا اور ہر ایک بادشاہ اپنے وقت میں ایسا ہی کیا کریگا پھر رسم پڑجاویگی اور مفسدہ
ظیم ہوگا اور جس جگہ مصلحت مفسدہ پیدا کرے تو رعائت دفع مفسدہ کی مقدم رکھنا اور

تصلت سے دست بردار رہنا چاہیئے*

ازرقی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جب کسی امت پر ان پر سے کچھ عذاب نازل ہوتا تھا تو اسی گھر سے رجوع لاتے تھے اور اسی جگہ مشغول عبادت ہوتے تھے۔ اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام واسطے حج اونٹ پر سوار تشریف لائے تو وہاں سے احرام باندھا اور ایک کمل سے لانگ باندھی اور دوسری کملی کو چادر کر کے طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان میں لبیک کہتے ہوئے دوڑے کہ ناگاہ ایک آواز کان میں پہنچی کہ لبیک عبدی انا معک حضرت موسی علیہ السلام بے اختیار زمین پر گرے اور سجدہ میں جاتے رہے*

عجائبات کعبہ

فائدہ۔ عجائبات اور واقعات اس بیت شریف کے شمار سے باہر ہیں لیکن بعض ان میں سے بیان کرنا ضروری ہے۔ حضرت ابن عباس اور مجاہد وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ہر شخص کے دل میں اس کی زیارت کا شوق ایسا ڈالا ہے کہ دیکھنے سے دل سیر نہیں ہوتا اور جو کوئی وہاں جاتا ہے پھر اس کا دوبارہ جانے کو چاہتا ہے چنانچہ یہ تجربہ معلوم ہوا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ حج کو گیا اور پھر آیا تو مدت مشتاق رہا اگرچہ راہ میں قسم قسم کے شدائد اور مصائب راہ بھی اٹھائے ہوں پس تعظیم اور تکریم اس گھر کی گویا اضطراری ہے کہ نہ دل سے جوش مارتی ہے بلکہ یہ تعظیم ہے کہ خصوصیت نفع اور ضرر پر موقوف نہیں اور یہی سبب ہے کہ حیوانات بھی اس گھر کی تعظیم کرتے ہیں۔ ازرقی نے بروائت طلق ابن حبیب بیان کیا ہے کہ عبداللہ ابن عمرؓ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سایہ کعبہ میں بیٹھا تھا یہانتک کہ آفتاب بلند ہوا اور دھوپ آگئی چاہتا تھا کہ اہل مجلس اٹھ چلیے یکایک ایک چمک دروازہ مسجد الحرام سے ظاہر ہوئی تو دیکھا کہ ایک سانپ آتا ہے پھر سب لوگوں نے اسکو دیکھنا شروع کیا وہ سانپ سیدھا خانہ کعبہ میں آیا اور سات مرتبہ اس نے طواف کیا بعد اس کے مقام ابراہیم علیہ السلام کے نیچے اس نے دو رکعتیں نماز کی ادا کیں عبداللہ ابن عمرو غیرہ کبرائے مجلس نے اس سانپ

Marfat.com

س جا کے کہاکہ اے عزیز تیرا طواف اب ہوچکا یہاں شہر کے لوگ تجھ سے نا واقف ہیں شاید
جھ کو ضرر پہنچاویں اور غلام اور خدمتگار بھی یہاں بہت ہیں بہتر ہے کہ آپ کو اُن سے پوشیدہ
لھ ورنہ ایذا دینگے بمجرد اس کلام کے وہ سانپ اپنا سر دم میں دبا کے آسمان کو اڑا اور نظر
سے غائب ہو گیا - اور شیخ ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ستائیس ذیقعدہ ۲۲۶ھ
ں ایک دریائی مرغ مینے دیکھا کہ وقت طلوع آفتاب کے بیت اللہ میں آیا اُس وقت
ت لوگ طواف کر رہے تھے جب یہ مرغ دریائی مقابل رُکن حجر کے پہنچا تو ایک شخص خراسانی
ے کندھے پر بیٹھا اور وہ پھرنے لگا بعضے لوگ تو یہ ماجرا دیکھکر متحیر تھے اور بعضے روتے تھے
ر بعضے اسکو اُڑاتے تھے مگر وہ نہ اُڑا یہانتک کہ طواف ہو گیا تب وہ اُڑ گیا - اور ابوالطفیل
ے نقل کیا ہے کہ ایک نوجوان ذی طوی کا رہنے والا سانپ کی صورت بنکے ہمیشہ طواف
آتا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھتا ماں اُس کی جنیہ تھی وہ اکثر اوقات شفقت سے منع
تی اور کہتی کہ ایسا نہ ہو تجھ کو آدمی مار ڈالیں لیکن وہ باز نہ آتا تھا آخرکار جماعہ ابوسہم نے
ن کو مار ڈالا بعد اُس کے ایک غبار عظیم اُٹھا اور جماعہ قافلہ ساری مر گئی - اور تواریخ مکہ میں
ے حکایت اونٹ کی مشہور ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ۵۱۵ھ ہجری جمادی الثانی کے مہینے میں
ک اونٹ فاروقی اپنے مالک سے کعبہ کی طرف بھاگا اور مسجد الحرام میں سات مرتبہ طواف
کے حجر اسود کو چوما بعد اُس کے مقام حنفیہ پر ٹھہرا اور میزاب الرحمۃ پر کھڑا ہو کے رونے لگا
ر زمین پر گر کے مر گیا آدمیوں نے اُسکو [illegible] اور [illegible] میدان میں دفن کر دیا +

فائدہ - جذب اور میلان قلوب کی چار وجہیں ظاہر تر معلوم ہوتی ہیں - ایک یہ کہ
ند میثاق بطن نعمان میں ہوا ہے کہ مواضع عرفات سے ہے اس جگہ ذریات آدم علیہ السلام
ا ہر فرما کے خطاب الست بربکم سے مخاطب فرمایا ہے اور ذریات آدم نے اقرار کیا ہے
ہ اقرار صحیفہ حکمت پر لکھا گیا اور حجر اسود میں امانت ہوا ہے گویا وطن اول آدمیوں کا وہی
ے اور کشش طبع جانب وطن اگرچہ اسکو نہ پہچانتا ہو جبلی ہے ومن الایمان حب الوطن
اعداد مکہ کے ہیئۃ میں مطابق ہیں عدد وطن کے پس مکہ درحقیقت وطن ہے - دوسرے یہ

آدمیوں کا وطن اول

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ یا اللہ قلوب خلائق کو اہل اس مکان اللہ اس
سے منجذب کر دے کما قال فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم - تیسری یہ کہ احجار
بیت المقدس مقناطیس ارواح ہیں کہ جذبہ شوق سے ارواح کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور
اجسام تابع ارواح ہیں - چوتھی اخبار صحیحہ سے واضح ہے کہ شب نیمہ شعبان اس گھر
نظر عنایت حق ہوتی ہے اور قلوب مومنین بھی منظور نظر الٰہی ہیں پس بسبب جنسیت کے میلان
حاصل ہوتا ہے - اور ایک سبب رجوع کا اور بھی ہو کہ کئی جگہ کعبہ میں دعا قبول ہوتی ہے
تحقیق نے مکہ اور اس کے اطراف میں دعا کی مقبولیت کے مقام بہت لکھے ہیں - اول جب
کعبہ پر نظر پڑے - دوسرا حجر اسود کے پاس خصوصاً دوپہر کے وقت - تیسرا اطاف میں باب
کے سامنے - چوتھا ملتزم کے قریب خصوصاً آدھی رات کو - پانچواں حطیم میں - چھٹا میزاب
رحمت کے نیچے خصوصاً صبح کے وقت - ساتواں رکن یمانی کے پاس خاصۃً صبح کو - آٹھواں
مابین رکن یمانی اور باب مسدود کے کہ پشت کیجانب خانہ کعبہ کے سامنے اس دروازہ کے
اس مقام کو مستجاب کہتے ہیں - نواں درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے - دسواں مقا
ابراہیم کے پاس خصوصاً صبح کو - گیارھواں زمزم پر خصوصاً غروب کے وقت - بارھواں
کعبہ کے اندر چاروں کونوں میں اور ستونوں کے درمیان خصوصاً عصر کے زوال -
وقت - تیرھواں و چودھواں صفا و مروہ پر خصوصاً بعد عصر کے - پندرھواں بین المیلین
سولھواں و سترھواں عرفات پر دو مقام ہیں ایک بیری کے درخت کے نیچے زوال کے وقت
مگر اب درخت کا نشان باقی نہیں ہے - دوسرا جبل رحمت کے بائیں طرف سورج ڈوبے
اٹھارھواں مشعر الحرام قبل طلوع - انیسواں و بیسواں منیٰ میں دو جگہ مسجد خیف کے پاس
اور جہاں کنکریاں مارتے ہیں خصوصاً چودھویں تاریخ آدھی رات کو - یہ مقامات مشہورہ ہیں
سوائے ان کے اور بھی لوگوں نے بیان کئے ہیں اور بہتر دعا یہ ہے کہ اللھم ادخلنی الجنۃ
بغیر حساب - اور امام صاحب کے نزدیک مستجاب الدعوات ہونے کی دعا مانگے - ا
پتھر بہت صاف اور سفید کو کہتے ہیں - اور مروہ سنگ سیاہ زود شکن کو بولتے ہیں - اخبا

مقامات مقبولیت

Marfat.com

صفا و مروہ

وارد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا پر اقامت فرمائی پس بہ سبب نزول صفا کے صفا ہوا اور حضرت حوّا نے مروہ پر سکونت کی سو بسبب سکون مراۃ کے مروہ ہوا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ صفا پر ایک بت تھا مسمّٰے بہ آساف بصورت مرد اور مروہ پر ایک بت تھا نائلہ بصورت عورت دراز بالا اور خوبصورت۔ اہل کتاب کہتے ہیں کہ ان دونوں نے خانہ کعبہ میں زنا کیا تھا کہ حضرت محول الاحوال نے اِن کو پتھر کر دیا پس اُس زمانہ کے لوگوں نے عبرت کے واسطے ایک کو کوہ صفا پر رکھا اور دوسرے کو مروہ پر جب ایک مدت اُسپر گذری تو مردم جہلا اور سفلہ آساف اور نائلہ کو خدا اعتقاد کر کے پوجنے لگی اور زمان جاہلیت میں اجلاف عرب انکا طواف کرنے لگے اور موسم حج میں ان کی تعظیم اور اہل مدینہ قبل از اسلام جو وہاں جاتے تو پہلے منات کی زیارت کرتے اور رسم جاہلیت یہ ہوگئی تھی کہ جو کوئی منات کی زیارت کرتا صفا اور مروہ کا طواف اُس کو حلال نہ ہوتا جب دولت اسلام کی نوبت آئی تو مسلمانوں کو اس سبب سے صفا اور مروہ کے طواف میں عار دامنگیر ہوا کہ انپر بُت رکھے تھے لہذا یہ آیت نازل ہوئی ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب کراہت اہل اسلام کا یہ تھا کہ راتوں کو دیو اور شیاطین مابین صفا اور مروہ جمع ہو کے مزامیر بجاتے اور گاتے اور لوگوں کو فریب دیتے کہ اس سے اکثر لوگ گمراہ ہوگئے اور آساف اور نائلہ کی پرستش و عبادت کی خواہش کرنے لگے۔ اور ارزقی نے حویطب ابن عبد العزیٰ سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز ایام جاہلیت میں کعبے کے سایہ میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت آئی اور پردہ کعبہ کو پکڑ کر فریاد کرنے لگی کہ یا الٰہی میں اپنے شوہر کے ہاتھوں سے تنگ ہوں کہ مجھے بے سبب مارا کرتا ہے بمجرد اس دعا کے ہاتھ اُس کے شوہر کے شل ہوگئے چنانچہ میں نے اُس کو اسلام میں شل دیکھا تھا پھر اسی نے اپنی تاریخ میں بسند صحیح بیان کیا ہے کہ ایک عورت عقیمہ نے ایام جاہلیت میں ایک لڑکا اپنے اقارب سے لیکر پرورش کیا اور آپ اکثر اوقات اُسکو تنہا چھوڑ کر کسب معاش کے لئے جاتی ایک روز اُس لڑکے نے تنہائی کی شکایت کی تب اُس نے کہا اے لڑکے اگر کوئی ظالم تجھپر

خانہ کعبہ میں دعا کا جلد قبول ہونا

Marfat.com

بحالت تنہائی کچھ ظلم کرے تو بے تامل خانۂ خدا میں جاکر فریاد کرنا کہ مالکِ خانہ تیری فریاد پہنچیگا۔ اتفاقیہ ایک ظالم نے ایک دن اُس کو تنہا پاکر اُٹھا لیا اور لے بھاگا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھا۔ ایک مرتبہ تقریباً کعبہ شریف میں آیا تو وہ لڑکا بھی اُس کے ساتھ تھا چنانچہ اُس نے جونہی کعبہ کو دیکھا تو آدمیوں سے پوچھا کہ یہ کیا مکان ہے سب نے کہا خانہ خدا ہے۔ اس نے اپنی ماں کی بات یاد کرکے کعبہ کی طرف ارادہ کیا اور دوڑکر پہنچ گیا اور پردے کو مضبوط پکڑکر کھڑا رہا اور وہ غاصب بھی اُس کے پیچھے دوڑتا ہوا اُسی کے ساتھ کعبہ میں پہنچا اور چاہا کہ سیدھا ہاتھ بڑھا کے پکڑوں ہاتھ شل ہوگیا پھر بایاں ہاتھ بڑھایا وہ بھی شل ہوگیا جب اس نے یہ معاملہ دیکھا تو سردارانِ قریش سے اپنا حال کہا اور یہ بھی کہا کہ میں اس لڑکے سے دست بردار ہوں جہاں چاہے چلا جاوے مگر میرے ہاتھ درست ہوجائیں سو تم اُس کا علاج جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ۔ اکابر قریش نے کہا کہ دونوں ہاتھوں سے ایک ایک اونٹ قربانی کرچنانچہ اُس نے قربانی کی اُس کے ہاتھ اچھے ہوئے

اورازرقی نے عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث سے روائت کی ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ کا اپنے چچازاد بھائی پر ظلم کیا کرتا تھا اور یہ بیچارہ ہرچند خدا سے پناہ مانگتا لیکن یہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آتا ناچار مظلوم نے خانۂ کعبہ سے پناہ پکڑی اور دُعا کی کہ یا الٰہی فلاں شخص مجھ پر ظلم کرتا ہے سو تو اُس کو ایسے درد میں مبتلا کرکہ لا دوا ہو اور یہ دعا کرکے اپنے گھر چلا آیا تو اُس ظالم کا پیٹ پھول گیا ہرچند معالجہ کیا کچھ مفید نہ پڑا آخر کو پیٹ پھٹ گیا۔ عبدالمطلب کہتا ہے کہ میں نے یہ قصہ حضرت ابن عباس سے نقل کیا حضرت ابن عباس نے کہا کہ میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا تھا کہ خانۂ کعبہ میں کھڑا ہوا اپنے ظالم پر فریاد کر رہا تھا کہ یا الٰہی وہ اندھا ہوجاوے فی الفور اندھا ہوگیا چنانچہ لوگ اُسکا ہاتھ پکڑے لئے جاتے تھے۔

اسی طرح کے کرشمے اور عجائبات اس مکان کے بہت ہیں اور ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اسی سبب سے ہمیشہ یہ مکان محفوظ اور مصون رہا ہے اسواسطے کہ کوئی آدمی بخوفِ عقوبت عاجل ساکنانِ مکہ سے تعرض نہیں کرتا اور سب لوگ بشک حرمت اس مکان سے یہ

Marfat.com

بیان تفضیل کعبہ بر بیت المقدس

سمجھتے ہیں اور اصلا اس مکان میں باہم مناقشہ نہیں کرتے +

تنبیہہ - واضح ہو کہ کعبہ کو کئی وجہ سے بیت المقدس وغیرہ معابد اور مساجد پر تفضیل ہے
اول یہ کہ سب سے پہلے یہی گھر واسطے عبادت کے بنایا گیا چنانچہ ان اول بیت وضع
للناس للذی ببکتہ سے واضح ہے یعنے اول گھر کہ بنایا گیا ہے واسطے آدمیوں کے
تاکہ اس کی زیارت کریں اور اپنا معبد گردانیں وہ گھر ہے کہ مکہ میں واقع ہے اور یہ بھی
ظاہر ہو چکا ہے کہ آدم سے بھی پہلے بنا - (ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ موضع بیت بکہ ہے اور
موضع بلد مکہ اور زہری کے نزدیک بکہ مسجد ہے اور مکہ حرم - اور ابو عبیدہ کے نزدیک
دونوں ایک ہیں) +

دوسرے یہ کہ یہودی بیت المقدس کو حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام سے نسبت
دیتے ہیں اور یہ گھر بنایا ہوا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ہے اور درجہ حضرت خلیلؑ کا
کثرت مناقب اور رفعت مراتب میں حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام سے ارفع ہے
پس بنا ان کی بھی افضل ہے - تیسرے یہ ایسا مبارک مقام ہے کہ کبھی طائف اور عاکف
اور زائر اور ناظر سے خالی نہیں رہتا - تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ زمین کروی الشکل ہے
پس جو وقت اور آن زمین پر فرض کریں ایک قوم کی صبح ہو گی اور ایک قوم کی ظہر اور ایک
کی عصر اور ایک کی مغرب اور ایک کی عشاء - پس کعبہ کسی وقت توجہ نمازیوں سے خالی نہیں
رہتا - ؎ دلبستگی تمام دارم با تو + یک دم نہ علی الدوام دارم با تو

چوتھے اس گھر میں ایسی نشانیاں روشن ہیں کہ ہرگز اور کہیں نہیں ہیں سو بعض
اُس میں وہ ہیں کہ خاص کعبہ سے علاقہ رکھتی تھیں اور بعض وہ ہیں کہ برکت کعبہ سے حرم
میں ظاہر ہیں پس قسم پہلی دو قسم ہے - ایک تو وہ کہ خواص اور عوام پر ظاہر ہے - دوسری
وہ کہ ارباب وحی ملک علام اور اصحاب کشف اور الہام پر ظاہر ہے - قسم اول کی چند
باتیں بیان کرتا ہوں - اول یہ کہ خار اور درخت اس مکان کا نہیں کاٹتے اور صید اس
کا نہیں پکڑتے اور حرمت اس گھر کی بابت اس قدر ہے کہ ہرگز پانی کا سیل حل سے حرم میں

Marfat.com

نہیں آتا تا کہ خاک عنبر حرم اُس میں نہ ملے۔ چنانچہ ابن عباس اور امام شافعی کے نزدیک خاک اور سنگ حرم شریف حل میں لیجانا مکروہ ہے۔ دوسرے یہ کہ پرندہ کسی قسم کا اُس پر نہیں بیٹھتا مگر شاذ و نادر۔ اور روایت صحیح ہے کہ جب کوئی طائر بیمار ہوتا ہے تو بالہام الٰہی اُس گھر سے پناہ پکڑتا ہے اور اُس دار شفا سے دوا پاتا ہے اور تندرست ہو جاتا ہے تیسرے یہ کہ جب اُڑنے والے جانور صفیں باندھکے مکہ پر اُڑتے ہوئے آتے ہیں تو مقابلہ بیت الحرام کے صف سے نکل کے داہنے بائیں ہو جاتے ہیں چنانچہ یہ بات بارہا تجربہ ہوئی ہے۔ چوتھے یہ کہ جب کسی جبار گردن کش اور متکبر بے حیا نے اُس مکان کا قصد کیا تو صدمۂ صولت جباری اور سطوت ہیبت قہاری حضرت باری نے گردن تجبر اور نخوت اسکی توڑ دی چنانچہ قصہ ابرہہ کا اسپر دلیل ہے۔

کجروے کو رُخ بتابد از شہ ما در بساط ٭ مات یابد چوں پیادہ خویش را در پائے پیل ٭

پانچویں یہ کہ جو سخت اور سنگین دل خیرہ چشم تیرہ روزگار اُس کی زیارت سے مشرف ہوا البتہ دل اُسکا زم ہو گیا اور دیدۂ دل سے اشکبار رہا بلکہ ایک جماعت نے قساوت قلبیہ سے انکار بھی کیا تھا اور بعد مشاہدہ کے مقر ہوئی اور خاصہ یہ ہے کہ جو شخص وہاں گیا یا تو ہنسا یا رویا۔ چھٹے یہ کہ ہرگز کسی وقت خالی نہیں رہتا بلکہ سلف کے لوگوں نے مدتہا اس کا انتظار کیا تا کہ خلوت میں اپنا راز دل عرض کریں لیکن خالی نہ پایا۔ اگر آدمی نہ ملا تو سانپ ہی ملا کہ طواف میں مشغول تھا۔ ساتویں یہ کہ خاکِ کعبہ رشک آبحیات ہے اور ازالہ امراض کی دوا۔ آٹھویں جانور تیز چنگال جانور ضعیف حال سے بلاتکلف ملتے ہیں کہ باز اور تیہو ایک آشیانہ میں بسر کرتے ہیں اور بڑہ اور گرگ ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں ٭

در مُلکِ تو باز اگرچہ بیمار شود ٭ از بیم تو آرزوے تیہو نہ کند

نویں۔ جو کوئی جانور شکاری حل میں کسی شکار پر ارادہ کرے اور وہ صید حرم میں بھاگ آوے تو شکاری پلٹ جاتا ہے ٭

تفسیر حداوی میں لکھا ہے کہ ایک آیات بینات سے یہ ہے کہ جانور زمین حرم سے پناہ پکڑتے ہیں اور اگر کوئی اُن سے تعرض کرتا ہے تو حرم میں آ کے استغاثہ کرتے ہیں او

Marfat.com

ی داد کو پہنچ جاتے ہیں۔ دسویں آب زمزم سے استشفاء امراض احادیث صحیحہ میں وارد
ہے اور گرسنہ سیر ہو جاتا ہے اور تشنہ سیراب۔ وہب ابن منبہ کہتا ہے کہ کتب سابقہ میں آب
زمزم کی بہت تعریف لکھی ہے طعام طعیم و شفائے سقیم۔ مصراعہ

سر چشمۂ حیات روان آب زمزم است

اور ایک عجیب تر بات یہ ہے کہ چاہ زمزم شب برات کو ایسا جوش مارتا ہے کہ لب تک
پانی آجاتا ہے کہ سب لوگ اس کو جانتے ہیں +

فائدہ۔ زمزم ایک کنواں ہے کہ بفاصلہ تینتیس ذراع کعبے سے واقع ہے
عرض سر اس کا چار ذراع ہے اور عمق ننانوے گز کا۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ پانی اس میں
بہت ہے یقال ماء زمزم ای کثیر۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ مشتق ہے زمزمۃ سے وھی الغمز بالعقب فی الارض۔ اور یہ کنواں گنبد میں ہے جسکو سقایۃ الحاج بولتے ہیں اور اسکے
مقابل میں ایک گنبد ہے جسکو قبۃ الفراشین کہتے ہیں اور مؤذن اسی پر کھڑا ہو کے
اذان کہتا ہے +

سقایۃ الحاج

رسالہ فضائل مکہ میں لکھا ہے کہ یہ گنبد جسکو سقایۃ الحاج کہتے ہیں ابتدا حضرت عباس
نے بنایا تاکہ حاجی لوگ وہاں کھڑے ہو کے آب زمزم پئیں اور میزاب الرحمۃ کے نیچے سفید
و سیاہ اور سرخ و سبز و زرد رخام پتھروں سے فرش ہے۔ گیارھویں یہ ہے کہ ہر سال اکھوں آدمی
سنگریزے ایک موضع پر ڈالتے ہیں اور وہ موضع سیل آب اور مہب ریاح کا نہیں
ہے مگر دوسرے برس اس قدر نہیں ملتے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جس کا حج مقبول ہوا
اس کے سنگریزے آسمان پر اٹھا لیے جاتے ہیں۔ بارھویں یہ ہے کہ رکن یمانی پر دو فرشتے معین ہیں
حاجیوں کی دعا کے امین ہیں اور اس میں ایک دروازہ ہے دروازہ ہائے بہشتی سے چنانچہ
ابن عمر اور حسن بصری سے منقول ہے اور حجر اسود کو روز قیامت دو آنکھیں اور زبان عنایت
ہوگی تاکہ صدق مومنین پر گواہی دے۔ تیرھویں یہ کہ مقام ملتزم پر کہ میان در و حجر کا
نام ہے جو کوئی دعا کرے مقبول ہے اور اس اجابت دعا کے عجائبات میں منجملہ اس کے

Marfat.com

یہ ہے کہ عبداللہ ابن زبیر نے حکومتِ حجاز اور بنی مصعب ابن زبیر نے تولیت عراق
نے بادشاہی شام اور عراقین اور خراسان کی دُعا مانگی سو قبول ہوئی۔ چودھویں تحت
محل اجابت دُعا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے
اصحاب سے فرمایا کہ میں درِ بہشت پر کھڑا تھا یاروں نے جب تجسس کیا تو معلوم ہوا کہ
ایستادہ تھے۔ اور عبداللہ ابن عباس اور عطا ابن ابی رباح سے بھی اسی طرح کی حکایات
منقول ہیں۔ پندرھویں مابین رکن اور مقام کے تا حجر اور زمزم ننانوے پیغمبر مدفون
بروایات ابن حمزہ۔ اور بعضے تین سو بھی بیان کرتے ہیں۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام
بھی مابین میزاب اور رباب عزبی کے مدفون ہیں۔ سولھویں ہر روز بہشت کی خوشبو
ہیں نازل ہوتی ہے جسکا مشام زکام غش اور غل سے پاک ہے اسکو استشمام نصیب

از شمیم زلفِ او عالم معطر شد ولے + آشنا باید کہ بوئے آشنائے بشنود

ستر ھویں ایک نماز اُس گھر میں ہزار نماز کے برابر ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ
سے منقول ہے کہ ایک نماز اُس میں لاکھ نماز کے برابر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صرف نظر
خانۂ کعبہ پر بلا طواف اور نماز برابر عبادت ایک برس کے ہے اُس کو جو کہ تجے میں
حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک روزہ وہاں رکھنا برابر لاکھ روزوں کے ہے اور
درم للتد وہاں دینا برابر لاکھ درم کے ہے۔ اور حاکم نے ابن عباس سے نقل کی ہے
ہر ایک نیکی وہاں کی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ حج مبرور کے واسطے
ہے مگر بہشت۔ اٹھارھویں قبلہ ہے تمام عالم کا فولوا وجوھکم شطرہٗ۔ اُنیسویں یہ کہ ستر
فرشتے کعبے کو اپنے بازوؤں سے صاف کرتے ہیں اور طائفین اور عاکفین کے لئے استغفار
میں مشغول رہتے ہیں۔ بیسویں حق تعالیٰ ہر روز اس گھر پر ایک سو بیس نظر رحمت کی کرتا
ساٹھ واسطے طائفین کے اور چالیس واسطے مصلیین کے اور بیس واسطے ناظرین
اور حدیث میں آیا ہے۔ النظر الی الکعبۃ عبادۃ۔ اکیسویں۔ ابن مردویہ اور اصبہانی
اور دیلمی اور جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

لہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن کعبہ کو دولھن بنا کے فرشتے میدان میں لائینگے اثنائ
ہ میں میری قبر پر گذریگا اور کہیگا السلام علیک یا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
ر میں جواب دونگا وعلیک السلام یا بیت اللہ میری امت نے تیرے ساتھ کیا سلوک
ا اور تو کیا سلوک کریگا وہ جواب دیگا کہ یا رسول اللہ تیری امت سے جس نے میری زیارت
ہے میں اُس کا شفیع ہوں اُس کی طرف سے آپ خاطر جمع رکھیئے اور جو یہاں نہ پہنچ سکا
ں کے واسطے آپ شفیع کافی ہیں۔ بالجملہ شرح فضائل اور محامد اس گھر کے قوت عاقلہ اگر
ھ برس تک بیان کرے تو تمام نہیں ہو سکتی اور طوطی ناطقہ اگر کروڑ برس تک نغمہ سرائی کرے تو عشر عشیر نہیں کہ سکتی

فائدہ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم کعبہ بنانے کا ہوا تو پہلے آپ نے یہ دُعا فرمائی
ب اجعل ھذا البلد آمنا یعنے اے خداوند پروردگار میرے بنا دے تو اس صحرائے
ا اور دق کو کہ اس میں سوائے چند خانہ داروں کے اور کوئی نہیں رہتا ایک شہر آباد ان۔
ر فائدہ اسکے بنانے کا حاصل ہو اسواسطے کہ اگر اس کے قریب کوئی شہر آباد ان نہ ہوگا
ر طواف اس کا کون کریگا اور اعتکاف کون بیٹھیگا اور نماز کون پڑھیگا لیکن با امن ہو اس
سطے کہ ورود آفات سے شہر ویران ہو جاتا ہے قطع نظر اس کے قافلے حاجیوں کے جو دور
راز سے آئینگے پہنچ نہ سکینگے اور بھی یہ صحرا نہ قابل زراعت ہے اور نہ قابل گیاہ کہ اس میں مویشی
ور آدمی بسر کرسکیں اس واسطے اس مکان میں امن واجب ہے کہ تاجر لوگ ہر طرف سے یہاں
لہ وغیرہ اجناس لاویں اور فروخت کریں تاکہ یہاں کے رہنے والوں پر روزی فراخ ہو اور جو
دمی اُس جگہ واسطے تحصیل ثواب دینی اور فوائد دنیوی کے آویں خوف سے امین رہیں
۔ الا اجتماع اور اختلاط ممکن نہ ہوگا اس واسطے کہ صورت خوف میں انسان بھاگتا ہے اور دفع
ر کو جلب منفعت پر مقدم جانتا ہے۔ اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اگر قاتل کسی
ھد کا یا قاتل نفس کا حرم میں داخل ہو تو تعرض کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اُس کو تنگ کرنا چاہیئے
یہاں سے نکل جائے بعد اس کے اُسپر سزائے شرع جاری کی جائے۔ دوسری دعا یہ
ں کہ وارزق اھلہ من الثمرات یعنے روزی دے اس شہر کے باشندوں کو طرح طرح کے

ذکر دعائے ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

میووں سے تاکہ اشتیاق سے اور شہروں میں نہ جاویں پس حبیب اللہ کی دعا
اس طرح قبول فرمائی کہ ہرگز کسی ظالم غریب آزار کا اس مکان جلیل الشان میں دست
نہ ہوا اور اگر کسی نے قصد کیا تو فی الفور ہلاک ہوا چنانچہ قصہ اصحاب فیل اور حکایت
ملعون نائب یزید پلید اسپرو دگواہ ہیں۔ اور جو کوئی نافہم یہ کہے کہ حجاج ثقفی شہرۂ آفاق
بہ ظلم و ستم کس طرح وہاں غالب آیا جبکہ وہ سنہ ۷۲ یا ۷۳ ہجری میں محاصر کعبہ ہوا اور عبد اللہ
ابن زبیر کو قتل کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ غرض حجاج ظالم کی تخریب مکہ یا ایذا دہی اہل مکہ ہرگز
نہ تھی ولہذا اس شہر کے لوگوں سے مزاحم و معترض نہیں ہوا اور جو جور و ستم اس مطرود
و مردود سے واقع ہوئے اور عمارت کعبے کی اس صدمہ سے شکست و ریخت ہو گئی اس
نے پھر بکمال زیب و زینت اصلاح دیدی پس معلوم ہوا کہ غرض اس کی صرف قتل عبد اللہ
ابن زبیر سے تھی۔ اور دعا دوسری اس طرح سے قبول ہوئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے شہر طائف کو زمین فلسطین اور شام سے اپنے پروں پر اٹھا کر لا کے اور سات مرتبہ
کعبہ طواف کرا کے تین منزل پر بالائے جبل رکھدیا کہ اب تک موجود ہے اور اللہ جل شانہ
نے محض عنایت و کرم سے اس کی آب و ہوا جیسی تھی قائم رکھی اس غرض سے کہ
ایام تابستان میں گرمی کی شدت مکے میں ہوتی ہے اور حاجیوں کو تکلیف ہوتی ہے
سو بعد فراغت طائف میں آویں چنانچہ جب حجاج بیت اللہ و مناسک و فرائض
حج سے فراغت پا کر طائف میں آتے ہیں اور وہاں ہوائے سرد و خوش پاتے ہیں اور
سیب طائفی اور انار وغیرہ میوہ سرد سبز کھاتے ہیں تمام حرارت رفع ہو جاتی ہے۔

شہر طائف

آداب حج

آداب حج

حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر
ابن جریر میں روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو حج تعلیم کر چنانچہ حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے حج کرایا اور احرام سے حلق سر تک جتنے واجبات و سنن و آداب
وغیرہ تھے سب سکھلائے بلکہ ادا کرائے یعنے اول احرام باندھا پھر طواف قدوم کیا
پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے۔ اور آٹھویں ذی الحجہ کو منا میں قیام کیا پھر عرفات
میں کھڑے ہو کر لبیک لبیک کہا اور نویں تاریخ مزدلفہ میں تشریف لائے اور شب باش
ہوئے پھر دسویں تاریخ صبح کو وقوف کیا اور منا کو پھرے اور وہاں ذبح و نحر کیا اور
موئے سر ترشوائے اور احرام سے نکلے اور کپڑے بدل کر طواف الزیارت کو تشریف لے
گئے۔ اس آنے میں جمرہ عقبہ پر کہ منا کی حد میں واقع ہے ابلیس ملا تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بموجب اشارہ جبرئیل علیہ السلام سات کنکریاں ماریں کہ وہ مردود بھاگا
پھر دوسرے تیسرے دن ابلیس ملا تو اسی طرح سات سات کنکریاں ماریں اور حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام بھی اس حج میں شریک تھے۔ اس قصے کو بیہقی نے شعب الایمان
میں لکھا ہے اور سعید ابن منصور نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ دونوں پیغمبران علیہما السلام
نے پیادہ پا حج ادا کیا تھا۔ بالجملہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج سے فارغ ہوئے
حکم حق ہوا کہ آدمیوں کو حج کے واسطے ندا کر۔ التماس کیا کہ یا الٰہی میری آواز سب
لوگوں کو کہاں سے پہنچیگی۔ ارشاد ہوا کہ تو آواز کر اور پہنچا دینا میرا کام ہے تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام اُس سنگ پر جس پر چڑھ کر کعبہ بناتے تھے کھڑے ہوئے اور وہ پتھر اتنا
بلند ہوا کہ تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا۔ اور بقولے پہاڑ پر ہی چڑھکر دونوں انگلیاں کانوں
میں ڈالیں اور جانب راست و چپ تین تین بار آواز بلند پکارے کہ ای آدم کی اولاد خدا
نے زمین پر اپنا گھر بنایا ہے اور تم کو حج کا حکم دیتا ہے پیادہ آؤ یا سوار۔ اللہ نے یہ
آواز تمام بنی آدم کے بلکہ تمام عالم کے کان میں ڈالی حتی کہ جو صلب پدر اور رحم مادر
میں تھا اس نے بھی سنی پھر کسی نے ایک بار لبیک کہا اور کسی نے دو بار اور بعض نے اجابت
نہ کی۔ پس جس نے اجابت نہ کی اس کو حج نصیب نہ ہوا اور جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا
اس کو ایک حج نصیب ہوا اور جس نے دو مرتبہ کہا اس کو دو مرتبہ وعلی ہذا القیاس

Marfat.com

اور اسی ندائے عام کا حکم سورۂ انبیا میں یوں ارشاد ہوا ہے واذن فی الناس
یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق یعنے پکار دے لوگوں میں
حج کے واسطے کہ آویں تیری طرف پیروں چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر
چلے آتے راہوں دور سے۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور ازرقی نے تاریخ میں لکھا
ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اول اہل
یمن نے لبیک کہا ہے اور یہی سبب ہے کہ اہل یمن حج بہت کرتے ہیں اور مُراد ناس
سے اہل قبلہ ہیں اور حسن نے زعم کیا ہے کہ مامور اس تاذن کے حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہیں چنانچہ حجۃ الوداع میں فرمایا ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا۔ روایت
ہے کہ جب دونوں پیغمبر عظیم القدر حج سے فارغ ہوئے تو خیال کیا کہ مناسک احرام سے
تا حلق بہت ہیں جس کی ادا میں ایک مدت دراز گذرتی ہے اغلب ہے کہ تقصیر و سہو بھی
واقع ہو اسی لئے یوں دعا فرمائی ہے وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ کما ذکر
غرض اس استدعا سے یہ تھی کہ اگر مناسکِ حج میں مجھ سے یا میری اولاد سے کچھ تقصیر ہو جائے
تو اُس کے کفارہ سے بھی آگاہ کر تاکہ تدارک مافات کروں مثلاً حالت احرام میں کوئی سلا
کپڑا پہنے یا ناخن ترشوائے یا خوشبو لگائے یا سر کے بال کٹوائے یا شکار کرے تو کیا کرنا
چاہیے جس سے تدارک مافات ہو جائے چنانچہ اسی دعا کے اثر سے کفارہ جنایات کا
طریق مسلمانوں میں شروع ہوا کہ قصہ میں مذکور ہے۔ فائدہ۔ اس مقام میں مجملاً کفارہ
جنایات لکھا جاتا ہے ؛

بیان کفّارہ جنایاتِ حج

یعنے قصور کے کفارے کا بیان

اگر احرام والا کسی عضو میں خوشبو لگاوے۔ خواہ سر پہ مہندی کا خضاب کرے

یا تیل لگا دے۔ یا سیاہ کپڑا پہنے۔ یا دن بھر سر سے اوڑھے۔ یا چوتھائی سر۔ یا ایک بغل یا ناف کے نیچے کے بال مونڈے۔ یا ناخن کاٹے دونوں ہاتھ یا دونوں پیر کے یا ایک ہاتھ ایک پیر کے مجلس واحد میں۔ خواہ طواف القدوم یا طواف الصدر ناپاکی میں ادا کرے یا امام سے پیشتر عرفات سے چلا آوے۔ یا طواف الزیارۃ سے تین شوط (یعنے گرد کعبہ گھومنا) خواہ کم ترک کرے۔ یا منا و حرم کے سوائے کہیں اور حلق کرائے یا عورت کو بہ شہوت چھوئے یا بوسہ لے۔ یا حلق و طواف الزیارۃ کو قربانی کے دنوں سے تاخیر کرے۔ یا کسی عبادت میں تقدیم و تاخیر روا رکھے۔ جس طرح کنکریاں مارنے سے پیشتر حلق راس کرے۔ تو اسپر ایک بکری یا گائے ذبح کرنا واجب ہے +

اور جو ایک عضو سے کم میں خوشبو لگائے یا سر کو ڈھانکے۔ یا سیاہ کپڑا ایک روز سے کم پہنے یا چوتھائی سر سے کم منڈائے۔ یا پانچ انگلیوں سے کم کے ناخن ترشوائے یا کسی اور محرم یا حلال[1] کا سر مونڈے۔ یا طواف القدوم بے وضو کرے یا طواف الصدر میں تین شوط کرے۔ یا تین مقاموں سے کسی مقام کی کنکریاں مارنا ترک کرے تو نصف صاع گندم کہ دار الخلافہ لکھنؤ کے وزن سے ڈیڑھ سیر آدھی چھٹانک اور ۳½ ماشہ تخمیناً ہونے ہیں صدقہ دے +

اور اگر بیماری کے باعث سے یا کسی اور عذر سے خوشبو دار چیز کا استعمال کرے۔ یا ربع سر کو حلق کرے تو بکری یا گائے ذبح کرے یا تین صاع گیہوں چھ فقیروں کو صدقہ دے خواہ تین دن روزہ رکھے +

اور اگر قبل وقوف عرفات کے جماع کرے تو حج باطل ہوا اور اسکو لازم ہے کہ ذبح کرے اور دوسرے سال قضا کرے +

اور جو احرام والا شکار کرے خواہ کسی اور کو شکار بتلا دے قصداً یا سہواً تو اس پر عوض ہے خواہ صید درندہ ہو یا اور۔ اور بدلہ یہ ہے کہ جگہ [illegible] ان کے دو شخص عادل اسکی تین

[1] حلال وہ شخص ہے جو احرام سے نہ ہو۔ ۱۲ از آداب الحرمین +

شہر سے قیمت اُس کی ٹھہراویں۔ اُس قیمت کا جانور مول لیکر مکے میں ذبح کرے
گیہوں صدقہ کرے ہر مسکین کو نصف صاع۔ اور اگر شکار کو مجروح کرے یا اُس کے بال
نوچ ڈالے یا اُس کا عضو کاٹے تو بقدر نقصان کفارہ دے۔ اور اگر جانور کے پنکھ
یا اُس کے پیر کاٹے تو اُس کی قیمت دے۔ اور اگر انڈا توڑے تو اُس کی قیمت دے
اور اگر اُس سے بچہ نکلے مُردہ تو زندہ کی قیمت ادا کرے۔ اور جو حرم شریف کی گھاس
کاٹے یا خودرو درخت کاٹے جو کسی شخص کی ملک نہیں ہے تو اُس کی قیمت دے۔
اور اگر خشک درخت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور وہاں کی گھاس کو نہ کاٹے نہ چراوے
مگر اذخر کو کاٹنا درست ہے۔ اور اگر جوں مارے یا کپڑا جوں کی تکلیف سے دھوپ میں
ڈالے کہ جوں مرجاوے یا ملخ کو مارے تو کسی قدر صدقہ دے جتنا اُس کا جی چاہے
اور جو کوا۔ یا چیل اور بچھو اور سانپ اور چوہا اور باولا کتا مارے تو مضائقہ نہیں۔ اور
مچھر اور پسو اور چیچڑی اور کچھوا اور درندے جانور کو جو حملہ کرے مارنا اُنکا درست
اور محرم کو ذبح کرنا گائے۔ بکری۔ اونٹ۔ پالو مرغی اور بط کا درست ہے۔ اور اگر غیر محرم
نے شکار کیا ہو بلا اشارہ اس کے تو محرم کو گوشت اُس کا کھانا درست ہے اگر احرام
بیماری کے سبب۔ یا دشمن کے خوف سے حج نہ کرسکے تو اپنی طرف سے کسی اور کے ہاتھ
قربانی مکے میں روانہ کرے اور ذبح کا دن مقرر کردے اگر صرف حج کی نیت کی ہو تو ایک
قربانی اور جو قران کی نیت کی ہو تو دو قربانی پھر جس دن قربانی ذبح ہو اُسی دن احرام
احرام اُتارے۔ اور اگر قربانی نہ بھیجے اور گھر پلٹ آوے اور احرام باندھے رہ سکے تو بھی
درست ہے پھر دوسرے برس قضا کرے۔ اور اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد صحت یا دشمن
یا خوف دُور ہوجاوے تو حج کرنے کو روانہ ہو +

فائدہ ۔ اگرچہ فرائض و واجبات حج کے کتب فقہ وحدیث میں بہ تفصیل تمام
کتاب الحج میں مذکور ہیں۔ لیکن بمقتضائے ضرورت بقدر ضرورت کسی قدر بالا
بیان کرنا ضرور ہے +

Marfat.com

بیان فرائض وواجبات حج

پس فرائض حج تین ہیں۔ احرام۔ اور وقوف عرفہ اگرچہ ایک ساعت ہو۔ اور طواف الزیارت۔ ان میں سے اگر ایک بھی ترک ہوگا حج ادا نہ ہوگا۔ اور واجبات میں اختلاف ہے بعضے پچیس کہتے ہیں اور بعضے اٹھارہ۔ وقوف مزدلفہ۔ سعی بین الصفا والمروہ۔ رمی جمار۔ طواف الصدر یعنے طواف رخصت مسافر کو کرنا۔ سر منڈوانا یا کتروانا میقات سے احرام باندھنا۔ عرفات میں غروب تک ٹھہرنا۔ طواف حجر اسود سے شروع کرنا۔ طواف باطہارت اور ستر عورت کے ساتھ داہنی طرف سے کرنا۔ طواف پیادہ پا کرنا اگر عذر نہ ہو۔ دوڑنے میں پیادہ ہونا اگر عذر نہ ہو۔ ایک بکری ذبح کرنا قران اور تمتع کرنیوالے کو ستر عورت کرنا طواف میں۔ دوڑ صفا و مروہ کی صفا سے شروع کرنا۔ سات مرتبہ طواف کرکے دو رکعت نماز پڑھنا۔ کنکریاں مارنا۔ ترتیب ذبح میں کرنا یعنے قربانی کے دن اول کنکریاں مارے پھر ذبح کرے پھر سر منڈاوے اور عورت صرف بال کترادے۔ طواف الزیارت صرف قربانی کے دنوں میں کرنا اور بیت اللہ کا طواف معہ حطیم کے کرنا۔ اور قاعدہ معرفت واجب کا یہ ہے کہ جس کے ترک کرنے سے ذبح کرنا لازم آوے وہ واجب ہے۔

استحباب یعنے آداب اور سنن حج

سوائے فرض و واجب کے اور جو کچھ کام ہیں سنت ہونگے یا مستحب جس طرح خرچ میں کشائش کرنا۔ اور باطہارت رہنا۔ اور گالی و غیبت سے باز رہنا۔ اور والدین و آشناوں سے اجازت سفر کی لینا۔ اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھکر دوستوں سے رخصت ہونا اور ان سے قصور معاف کرانا اور اپنے حق میں استدعا کرانا۔ اور بروز پنجشنبہ سفر کرنا اور چلتے وقت کچھ خیرات کرنا۔

بیان اشہر حرام

پوشیدہ نہ رہے کہ ایام حج کے شوال و ذیقعدہ و عشرۂ ذیحجہ ہیں اِن دنوں سے پیشتر احرام باندھنا مکروہ ہے اور اُن میں عمرہ کرنا سُنّت موکدہ ہے +

بیان اشہر حرام

عمرہ

اور یہ بھی واضح ہو کہ عمرہ کرنا سنتِ موکدہ ہے۔ اور تعریف عمرہ یہ ہے کہ احرام سے طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ادا کرے۔ اور عمرہ تمام سال درست ہے مگر عرفہ سے تیرھویں ذیحجہ تک مکروہ تحریمی ہے۔ اور عُمرہ کا احرام تنعیم سے پہنتے ہیں تنعیم ایک مکان ہے حرم سے باہر مکے سے تین کوس کے فاصلہ پر +

عمرہ

بیان مواقف احرام

مواقف احرام کے پانچ ہیں۔ یعنے وہ مکان جہاں سے مکہ جانے والے کو بدون احرام جانا درست نہیں۔ سو مدینہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے۔ اور عراق والوں کا ذات عرق۔ اور شام والوں کا جُحفہ۔ اور نجد والوں کا قرن۔ اور یمن والوں کا یلملم اور ہندوستان والوں کا بھی۔ پس ان مکانوں سے تاخیر احرام حرام ہے لیکن تقدیم دُرست ہے۔ اور مکہ والے احرام حرم سے کریں اور احرام عمرہ تنعیم سے +

بیان مواقف احرام

بیان طریق احرام

طریق احرام یہ ہے کہ وضو کرے اور جو غسل کرے تو مستحب ہے اور سر کا منڈا اور مونچھ کترانا۔ اور ناخن کٹوانا اور پاکی لینا بھی ادب اور مستحب ہے۔ اور اگر سر پر بال ہوں تو کنگھی کرے۔ پھر تہمد جدید باندھے اور چادر اوڑھے۔ اور اگر تہمد و چادر پرانی

بیان طریق احرام

تو دھو ڈالے۔ پھر بدن میں خوشبو لگاوے اگر میسّر ہو۔ اور دو رکعت نماز پڑھے پھر صرف حج کا ارادہ کرنے والا یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اور نیّت حج پر اس طرح لبیک کہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ اس لبیک سے کوئی لفظ کم کرنا جائز نہیں۔ مگر زیادہ مضائقہ نہیں۔ جب یہ کہا تو محرم ہوا۔ اور لبیک کے بعد چپکے سے درود پڑھے۔ اب بچنا چاہیے جماع سے اور عورتوں کے روبرو جماع کی بات چیت سے۔ اور گناہ سے۔ اور رفیقوں سے لڑے جھگڑے نہیں۔ اور شکار خشکی میں نہ کرے نہ اشارہ کرے نہ بتاوے گو صید بحر۔ اور خوشبو نہ لگاوے۔ اور ناخن نہ کاٹے۔ اور سر اور مُنہہ نہ چھپاوے۔ اور موئے ریش و سر خطمی سے نہ دھووے۔ اور موئے بدن نہ کترے نہ اُکھاڑے نہ کتراوے نہ مونڈے۔ اور کُرتہ۔ پائجامہ۔ قبا۔ پگڑی۔ موزے اور رنگین خوشبو دار کپڑے نہ پہنے۔ لیکن حمام کرنا۔ اور سایہ عماری و خانہ میں ہونا درست ہے۔ اور ہمیانی دوختہ کمر سے باندھنا جائز ہے۔ اسی طرح ہتھیار باندھنا۔ انگشتری پہننا فصد لینا۔ مرہم پٹی کرنا۔ سُرمہ بلا خوشبو لگانا۔ اور سر و بدن کھجلانا کہ بال نہ ٹوٹے نہ جوں جھڑے دُرست ہے۔

اور محرم کو لازم ہے کہ دائما لبیک کہا کرے جب نماز پڑھے اور بلندی پر چڑھے اور پستی میں آوے۔ اور سوار پیادہ سے ملے اور جب فجر ہو اور جب مکہ میں داخل ہو تو دن کو باب السلام سے لبیک کرتا ہوا نہائت عاجزی سے مسجد حرام میں جائے۔ اور سُنّت ہے کہ غسل کرے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تین بار اللہ اکبر کہے اور کلمہ توحید پڑھے مسجد حاجر کی طرف جاوے اور اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے۔ اور نماز کی طرح رفع یدین کرے یعنے دونوں ہاتھ بلند کرے اور حجر اسود کو کف دست سے ملے چومے بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو ور نہ کسی چیز سے اُسکو چھوئے اور اُس کو بوسہ دے اور اگر کثرت ہجوم سے یہ بھی میسّر نہ ہو تو صرف حجر اسود کے روبرو ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے

اور کلمہ پڑھے اور حمد الٰہی کرے اور درود پڑھے - پھر طواف القدوم[1] شروع کرے کہ وہ سنت ہے اِس طرح کہ حجر اسود سے اپنی داہنی طرف کو جدھر بیت اللہ کا دروازہ طواف شروع کرے اس طور سے کہ چادر کو بغل راست کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالے اور بیت اللہ کا طواف مع حطیم کے کرے سات بار اور اول تین طوافوں میں اکڑ کے دوڑے اور دونوں مونڈھے ہلاوے جس طرح غازی صف جنگ میں چلتے ہیں اور جب طواف کرتا حجر اسود کے پاس آوے تو اُس کو ہاتھ لگاوے یا چومے اور طواف ختم کرے - حجر اسود کو چوم کر یا چھو کر +

اور رکن یمانی[2] کا چھونا طواف میں مستحب ہے - پھر دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس ادا کرے یا کہیں اور حرم میں کہ یہ نماز واجب ہے نزدیک ہمارے امام کے اور شافعی کے دو قول ہیں - ایک سنت - دوسرا فرض - لیکن پڑھنا اس دوگانہ کا اس طرح کہ پتھر امام ہو اور نمازی مقتدی بالاجماع مستحب ہے بتاکید - حتی المقدور اس ہاتھ سے نہ دے اور اگر ازدحام مانع ہو تو اور جگہ مسجد الحرام میں پڑھے +

فائدہ - حضرت محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ بعد طواف خانہ کعبہ دو رکعت تحیۃ الطواف عقب سنگ پڑھنا مقرر ہے تاکہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام تا قیام قیامت جاری رہے - اور بھی اُسی پتھر پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اذان حج دی تھی - پس بعد رحلت اُن کے اُس پتھر کے پاس حاضر ہوتا اور عبادت کرنا گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہونا ہے اور اُن کے آگے عبادت بجا لانا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کلام سے وہابیہ فرقہ پر رد صریح ہوتی ہے کما لایخفی علی المتدبر اور سنن ابن ماجہ و دیگر کتب حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ٹھہرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس بروز فتح مکہ

---

[1] طواف القدوم اُس کو کہتے ہیں جو کرتے ہیں داخل ہونے کے وقت پہلے پہل طواف کرتے - ۱۲ از بے ملا بعینہ آداب الحرمین + [2] رکن یمانی بیت کعبہ کا کونہ ملک یمن کی طرف کا - ۱۲ آداب الحرمین +

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے التماس کیا یا رسول اللہ یہ مقام ابراہیم ہے اس کی شان میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعم۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت خاتم المرسلین محب رب العالمین گرد کعبے کے تین بار گھومے اور چار بار چلے جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ٹھہرے اور دو رکعت نماز اسی مقام میں ادا فرمائیں اور پڑھا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔ اور ستائی کتب صحاح میں وارد و موجود ہے کہ آیۂ کریمہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی بتوافق رائے حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی +

القصہ حاجی کو چاہیے کہ اس نماز کے بعد حجر اسود کو چومے اور مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کے سامنے ہو کر اللہ اکبر اور کلمہ کہے اور درود پڑھے اور جو دل چاہے دعا کرے و رفع الیدین کرے پھر مروہ کو چلے راہ میں دو سبز میناروں کے درمیان دوڑے جب مروہ پر چڑھے تو جو صفا پر کر چکا سو وہاں بھی کرے اسی طرح سات بار کرے صفا سے شروع کرے مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہے کہ اس کے بعد مسجد الحرام میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے پھر مکے میں جاکر سے احرام باندھے اور نفل طواف کیا کرے جتنا اسکا جی چاہے مسافر کے حق میں نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ کا افضل ہے۔ اور جو تفصیل زیادہ مطلوب ہو کتب فقہ میں دیکھے اور مولوی محمد اسحق محدث دہلوی کا رسالہ ملاحظہ کرے +

تنبیہ۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے گناہوں کو مٹاتا ہے و مقبول حج کا ثواب سوائے بہشت کے کوئی نہیں اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیت اللہ میں آیا اس طرح کہ [illegible] صحبت کی اور نہ گناہ کیا تو ایسا ہوگا [illegible] جیسے کہ اسکو ماں نے [illegible] بن عمرو ابن عاص سے روایت ہے کہ حضرت [illegible] فرمایا کہ اسلام [illegible] [illegible]

اور حج فرض ہے جو اُس کو نہ مانے کافر ہے۔ مگر حج اُس مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے جو آزاد
تندرست اور مقدور والا ہو یعنے آتے جاتے اہل وعیال کے خرچ کے سوائے اُس کے
پاس خرچ اور سواری میسر ہو اور راہ میں امن ہو۔ اور عورت پر اُس وقت فرض ہے کہ اُس
ساتھ خاوند یا محرم ابدی ہو۔ اور تمام عمر میں ایک بار درصورت مقدور فوراً فرض ہے اور اگر
باوصف اس کے سستی کرے سخت گنہگار ہے ؎

اسمائے مکّہ مبارک

اسمار مکہ مبارک

تشویق الحرمین میں لکھا ہے کہ مکّہ کے چودہ نام ہیں۔ آٹھ اُس میں سے کلام الٰہی میں
موجود۔ اول مکّہ قال اللہ تعالیٰ ببطن مکة اور وجہ تسمیہ کی یہ ہے کہ مکّہ لغت میں بمعنے زائل
کرنا اور دودھ پستان سے پینا اور کم ہونا پانی کا ہے۔ پس گویا کہ برکت اس شہر کی زائل کردیتی
ہے حاجیوں کے گناہوں کو اور خلق کو اطراف عالم سے اپنی طرف جذب کرتی ہے اور کھینچتی
ہے جس طرح لڑکا دودھ کو پستان مادر سے کھینچتا ہے یا زمین نے تمام پانی اُس کا اپنی
طرف کھینچ لیا ہے اسواسطے کہ وسط زمین میں واقع ہے اور چشمے اُس کے نیچے سے جاری
ہوتے ہیں اور قلت پانی کا یہی سبب ہے۔ دوسرا بکّہ قال اللہ تعالیٰ للذی ببکة اور بکّہ لغت
میں توڑنے والے کے معنی میں آیا ہے۔ پس یہ شہر بھی سرکشوں کی گردن توڑ ڈالتا ہے مشہور
ہے کہ مکّہ اور بکّہ دونوں لفظ واحد ہیں اور قلب با و میم بسبب قرب مخرج کلمات عرب میں شائع
ومطرد ہے جس طرح لازم اور لازب اور آثم اور آتب۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ
سے منقول ہے کہ فج سے حجر تک مکّہ ہے اور بیت اللہ سے بطحا تک بکّہ۔ پس اس قول سے
تمام حرم شریف ٹھہرتا ہے اور بکّہ یہی شہر ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ بکّہ بالبا زمین خانہ اور
حوالی مسجد الحرام کا نام ہے ماسوائے اس کے سب مکّہ ہے بالمیم۔ اور امام مالک رضی اللہ
فرماتے ہیں کہ مکّہ بالمیم اُسی موضع کا نام ہے جس موضع میں کعبہ واقع ہے۔ اور ایک روائت
کہ جب قریش نے کعبہ بنایا تو ایک سنگ رخام بنا میں نکلا اُس پر لکھا تھا بکّہ بحرف با موحدہ

سرا بلد کما قال اللہ تعالیٰ لا اقسم بهذا البلد - چوتھا بلد امین یعنے شہر امان دہندہ یا
امان یافتہ کما قال اللہ وھذا البلد الامین سو اس بلد سے شہر مکہ مراد ہے اسواسطے کہ ہر ایک
شہر میں سپاہی اور تاجر اور غنی اور فقیر اور عورت اور مرد اور بادشاہ اور حاکم اور امکنہ متبرکہ
در مشاہد شہدا اور قبور انبیا اور اولیا، اور مساجد اور معابد اور اقسام نباتات اور حیوانات ہوتے
ہیں لیکن کسی شہر میں خانۂ خدا اور بیت حضرت کبریا، کہ مہبط تجلی دائمی اور کعبۂ عبادت
لائق ہو نہیں ہے مگر اس شہر میں کہ اس سبب سے اُس شہر کو جامعیت اتم میسر ہے اور
ابہمہ خاتم الانبیاء والمرسلین کا مقام بعثت ہے اور اسرار محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
جامع ہے کہ انوار نبوت و ولایت اُس میں ساطع ولامع ہیں - اور یہ نبوت و ولایت جامع
بین نبوات اور ولایات ہیں +

بیان طول و عرض مکہ

شہر مکہ شہر مستطیل ہے کہ طول اُس کا عرض سے زائد ہے اور مثل قلعہ پہاڑوں سے
بط ہے اور باوصف اس کے تین طرف دیوار شہر پناہ کی بھی ہے چنانکہ دیوار مشرقی کو
یوار باب المعلات بولتے ہیں اور دیوار مغربی کو جو کسی قدر جانب شمال مقابل مدینۂ باسکینہ
قع ہے سور باب الشبکہ کہتے ہیں اور دیوار جانب یمن کو سور باب الیمن - اور یہ دیواریں
ید حسن ابن عجلان شریف مکہ کے حکم سے ۸۱۶ھ ہشت صد و شانزدہ ہجری میں تعمیر ہوئی
یں اور طول و عرض شہر کا یوں ہے کہ باب المعلات سے سور باب یمن تک چہار ہزار چار سو
۴۴۷۰
ہتر درعہ ہے اور باب الشبکہ تک بھی اسی قدر بازیادت دو صد ہشت درعہ اور دو پہاڑ اسکو
۲۰۸
ہیرے ہیں بوقبیس اور قعیقعان (سنگ سرخ کا ہے) بضم قاف اول و ثانی و فتح عین مہملہ اولیٰ
ثانیہ - ان دونوں کو اخشبین بفتح ہمزہ و شین و سکون خاء معجمہ بولتے ہیں - اخشب شرقی
بیس اور اخشب غربی قعیقعان - اور یہ شہر داخل ولایت حجاز ہے جو مابین شام و عراق
شہر و یمن کے واقع ہے اور حجاز کے کتنے شہر ہیں از انجملہ ایک کہ دو مرا مدینہ ہے اور عمل
کا بعض جوانب سے دس کوس تک ہے چنانچہ سرحد بنی شیبان واقع ہیں اور بعض
راف سے کم اور اسکے گرد حد حرم ہے مخفی نہ رہے کہ حرم کتب مشہورۂ فقہ میں مندرج

حدود حرم

نہیں ہے الاحواشی کتب فقہ میں ہے کہ حرم مکے کے گردکو بولتے ہیں جانب مشرق
اور جانب مغرب چوبیس میل اور بعض کے نزدیک تین میل وہوالصحیح۔ اور جانب شمال
اٹھارہ میل اور جانب جنوب چونتیس ۳۴ میل +

اور محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ دور حرم کا کوسوں کے حساب سے
سینتیس ۳۷ کوس لکھا ہے اور بحساب درعہ یوں ہے کہ باب بنی شیبہ سے دو منارہ ل
جوکہ جانب عرفات حد حرم پر قائم ہیں سی و ہفت ہزار و دو صد و دہ درعہ اور باب معلا
سے سی و پنج ہزار و بست و پنج ۳۵۰۲۵ درعہ اور جانب تنعیم سے کہ حد جانب مدینہ ہے دوازدہ
ہزار چار صد و بست درعہ اور جانب یمن دیوار باب المارجن سے بست و دو ہزار ہشت
ہفتاد و شش درعہ ہے انتہیٰ +

فائدہ۔ جس طرح حرم مکہ ہے اسی طرح حرم مدینہ ہے اور حرمین کی حرمت مساوی
ہے پر سید شریف نے شرح مشکوٰۃ میں توربشتی سے نقل کی ہے کہ حرم مدینہ سے
تعظیمی مراد ہے نہ حرم احکامی۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مدینہ حرم
ہے عیر سے ثور تک اور یہ دونوں مدینہ کے دو طرف میں پہاڑ ہیں +

پانچواں قریہ آمنہ کہ اپنے بیچ کے رہنے والوں کو لوٹ مار سے امان میں رکھتا ہے چھ
قریہ مطمئنہ کہ باشندے اس شہر کے انتقال اور ارتحال سے مطمئن رہتے ہیں اور یہ دو
نام اس آیت میں ہیں ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ۔ ساتواں ام ا
ولتنذر ام القریٰ ومن حولھا۔ آٹھواں بلد حرام۔ رب ھذا البلدۃ التی حر
نواں صلاح مثل قطام کہ معدول ہے صالحہ سے یعنے بقعہ شائستہ۔ دسواں باسہ یہ نا
اسواسطے ہوا ہے کہ جوکوئی وہاں بے ادبی کرتا ہے ہلاک ہوجاتا ہے۔ گیارھواں
بسّہ لوٹنے والا گردن جباران اور ہلاکت افگندہ ستمگاران۔ بارھواں کوثا بسکون
کہتے ہیں کہ کوثا نام ہے کوفہ کا۔ تیرھواں کوسا یہ نام تفسیر کبیر میں لکھا ہے اور اغلب ہے کہ
غیر عربیہ ہے معنے اس کے معلوم نہیں۔ چودھواں ام الرحم۔ معالم التنزیل میں لکھا۔

Marfat.com

م رحم اسواسطے کہلاتا ہے کہ اُس میں رحمت نازل ہوتی ہے طائفین اور عاکفین پر۔ جو کوئی محتاج فقیر مع تحفۂ افلاس روئے نیاز اس مامن اناس پر لایا خازن خزائن لطف وعنایت نے اس قدر نقد وجنس اپنی رحمت سے عنایت کیا کہ دامن امید میں گنجائش نہ رہی۔ کون مفلس بے سروپا اس درگاہ میں آیا کہ نقدِ مراد اُس کے دامن افلاس میں نہ رکھا گیا اور کس عاجز وبیکس نے سرِ عجز اور نیاز اس عتبۂ مکرمہ پر گھسا کہ درِ مقاصد اُس کے منہہ پر مکشوف ہوا

کدام بندہ بریں آستاں نہاد سرے
کہ لطفِ خواجہ نہ بر روئے او کشاد درے

بیان حجۃ الوداع حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سال دہم ہجری قدسی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آنجناب نے ارادہ حج فرمایا تو اطراف وجوانب میں اطلاع دی کہ ہمارا عزم جانب بیت اللہ شریف مصمم ہے جسکو دولت مرافقت درکار ہو وہ حاضر ہو سو اکثر لوگ مدینہ باسکینہ میں جمع ہوئے ہمراہ رکاب چلے مگر ایک جماعت بعذر بیماری جدری وحصبہ معذور رہی اور زوجات مطہرات سے نو بیبیاں اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول خدا اور تمام خواص اور خدام ہمراہ ہوئے۔ بروز شنبہ بست وپنجم ذی قعدہ حضرت صلعم نے غسل فرمایا اور بالوں میں تیل لگا کے شانہ کیا اور بدنِ مبارک میں خوشبو ملی اور کپڑا سیا ہوا اتار ڈالا۔ ایک ازار وچادر پہنکر دولت سرا سے مسجد میں تشریف لائے اور چار رکعت نماز ادا کر کے سوار ہوئے اور براہ شجرہ کہ طریق اوسط ہے ذو الحلیفہ میں آئے وبانتظار اجتماع بعض اصحاب وہیں شب باش ہوئے۔ صبح کو فرمایا کہ آج کی رات میرے پاس آنے والا آیا اُس نے خالقِ عالم کی طرف سے پیغام دیا کہ اس وادی میں نماز ادا کرو اور کہو

مشکوٰۃ سے نہایت مختصر ۲؎ کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم سے ملخصاً تحریر کئے گئے۔ م

عمرۃً فی حجۃ یعنے نیت حج و عمرہ کر پس ازاں حضرت نے دونوں کا احرام باندھا اور
نماز صبح ادا فرمائیں اور ناقہ قصویٰ پر سوار ہوئے اور رو بقبلہ ہو کر لبیک کہتے تشریف لے
آٹھ دن راہ میں برابر امامت اصحاب فرماتے تھے۔ اس سفر میں آنجناب کے ساتھ
کثرت آدمیوں کی تھی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میںنے دیکھا جہانتک
نظر نے کام کیا کہ آگے پیچھے داہنے بائیں حضرت صلعم کے سوار و پیادے تھے۔ جمال الدین
محدث لکھتے ہیں کہ ایسی کثرت تھی کہ بجز خدا کے کوئی شمار نہیں کرسکتا تھا۔ مگر بعض اہل
نے لکھا ہے کہ ستر ہزار نفوس تھے اور بعض نے ایک لاکھ دس ہزار اور بعض نے اس سے زیادہ
لکھے ہیں۔ اور اس عرصہ میں اکثر بالاتفاق یہ تلبیہ زبان حضرت پر تھا لبیك اللّٰھم
لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك (یعنے۔ بار
حاضر ہوں تیری قدرت پر کوئی تیرے شریک نہیں ہیں تیری خدمت میں حاضر ہوں
مقرر حمد و نعمت و ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔ ۱۲) +

تلبیہ یہ تلبیہ متفق علیہ ہے۔ نزدیک امام اعظم کے اس سے کم کرنا جائز نہیں۔ لیکن زیادہ
مضائقہ نہیں۔ اور تلبیہ اُس ذکر کو کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے وقت لبیک کی لفظ لا
کہیں اور یہ لفظ پکارنے کے جواب میں بولا جاتا ہے جس طرح ہندی میں جی یا آئیے +

اصل اس کی یہ ہے کہ بعد کعبہ بنانے کے حضرت ابراہیم کو حکم ہوا تھا کہ تم سب لوگوں
کو قیامت تک کیواسطے بنا بر حج پکارو سو انہوں نے پکارا تھا تو حاجیوں کا لبیک
کہنا اُسی پکارنے کا جواب ہے بالجملہ حضرت صلعم مع اپنے ہمراہیوں کے ہر نماز کے بعد
اور ہر پستی اور بلندی سے چڑھتے اُترتے اور لوگوں سے ملتے وقت یہی ذکر فرماتے
اور قربانی بھی آنجناب کے ساتھ تھی منزل سرف میں پہنچکر اصحاب سے ارشاد کیا
جو شخص قربانی نہ لایا ہو وہ حج کو عمرہ کردے و بعد از سعی و طواف احرام سے نکلے اور
احرام حج باندھے جب کہ ثنیۃ علیا ثنیہ بکسر ثا و کسر النون و تشدید الیا۔ راہ بلند پہاڑ
سے حرم شریف میں در آئے اور آپ بنی شیبہ پر گذرے تو بیت اللہ پر نظر پڑی

دعا کی اللھم زد ھذا البیت تشریفاً و تعظیماً و تکریماً و مھابۃً و زد من عظمہ
من حجہ واعتمرہ تشریفاً و تکریماً۔ الغرض بروز یکشنبہ چہارم ذی الحجہ جانب کداء بروزن
سما نام پہاڑی ہے اس سے داخل مکہ ہوئے اور طواف القدوم فرمایا اور حالتِ طواف میں چادر کو
اپنی بغل سے نکالکر بائیں کندھے پر ڈالی اور تین طوفوں میں اول پویہ دوڑے اور چار آخر
میں آہستہ چلے اور ہر طوفہ میں حجر کو بوسہ دیا اور رکن یمانی کو مس فرمایا اور مابین دونوں رکنوں
کے فرماتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ اور مقام ابراہیم میں واتخذوا من
مقام ابراھیم مصلّٰی پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سورہ کافرون و اخلاص بعد فاتحہ دونوں
میں پڑھیں پھر حجر کو بوسہ دیا اور جانب صفا چلے اور کہہ رہے تھے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ
بھی اور فرمایا میں شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے اور مابین صفا و مروہ
کے بارہ دوڑے سات مرتبہ اور جب اوپر چڑھتے تو فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ
وھزم الاحزاب وحدہ اور دعا فرمائی اسی طرح مروہ پر کیا جب سعی سے فارغ ہوئے تو ارشاد
کیا جس کسی کے ہمراہ ہدی نہ ہو وہ عمرہ کرکے احرام سے نکلے اور سر منڈائے اور نیت حج
فسخ کرے اور آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے چلتے وقت پھر حج کا احرام باندھے اور حج کرے اور
جس کسی کے پاس قربانی موجود ہو وہ روز نحر تک احرام پر قائم رہے اور جو مجھکو اول سے
یہ بات معلوم ہوتی تو میں بھی قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا اور میں حلال ہو لیتا اور جس طرح تم لوگ حلال
ہو گئے ہو میں بھی ہو جاتا مگر اب نہیں ہو سکتا جب تک نحر نہ کر لوں۔ سراقہ ابن جعشم نے عرض
کیا یا رسول اللہ یہ حکم خاص اسی سال کے واسطے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے فرمایا ہمیشہ کیواسطے
فائدہ۔ کفار کے نزدیک موسم حج میں عمرہ کرنا نہایت برا تھا سو اس رسم کے دور کرنیکے
لئے اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے اور
چنانچہ بعض اصحاب کو احرام کا کھولنا ملال ہوا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو احرام
باندھے دیکھا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قربانی کے سبب سے ناچار ہوں نہیں

Marfat.com

کو بھی احرام اُتار ڈالتا اور حلال ہو جاتا۔ غرض جن لوگوں کے پاس قربانی تھی احرام باندھے رہے اور جن لوگوں کے پاس قربانی نہ تھی وہ خارج ہوئے اور سر منڈا اور بعضوں نے تھوڑے بال کترا دئے وہ یہ سمجھے کہ بدون حج کئے کیا سر منڈائیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند آئی کہ انہوں نے حکم بجا لانے میں کیوں تامل کیا اس تین بار سر منڈوانے والوں کے واسطے دعا کی اور کترانیوالوں کے لیئے نہ کی آخرش بار رحمت نے جوش کیا تو کترانیوالوں کو بھی دعا میں شریک کر لیا۔ پھر اسی حال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یمن سے تشریف لائے اور کئی اونٹ بہ نیت قربانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ساتھ لائے اور نیت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں شریک ہوئے یعنے اس طرح احرام کیا کہ جیسا حضرت رسول مقبول نے احرام باندھا ہے ویسا میں بھی باندھتا ہوں اور جب علی مرتضی نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو احرام سے خارج دیکھا تو فرمانے لگے تم کس طرح احرام سے خارج ہوئیں اُنہوں نے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ کو حکم دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قول کی تصدیق کی۔

بالجملہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بالائے حجون کہ بجا معہلہ و جیم بروزن صبور ایک پہاڑی ہے اُترے اور آٹھویں ذیحجہ یوم الترویہ روز پنجشنبہ کو سوار ہوئے اور منیٰ میں تشریف لائے اور جو لوگ حلال ہوئے تھے وہ بھی احرام حج باندھ کے ساتھ تھے اُسی جگہ نمازیں ظہر و عصر و مغرب و عشا و فجر ادا فرمائی جب آفتاب نکلا تو روانہ سوئے عرفات ہوئے اور قبل وصول عرفات سے ایک خیمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے وادی نمیرہ میں ایستادہ تھا اُسی خیمہ میں جلوہ فرما رہے حتی کہ آفتاب وسط سما سے گذرا تو خطبہ بلیغہ فرمایا اور نماز ظہر اور عصر کو جماعت جمع کیا بیک اذان و دو اقامت۔ اور خطبہ بلیغہ اسی مضمون سے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسی اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس مہینے اور اس بستی میں جیسے جس طرح کہ مہ اور ذیحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو یعنے کسی کو دوسرے مسلمان کی ناحق جان مارنی اور مال

وصین لینا درست نہیں آگاہ ہوکہ حالتِ کفر کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے دب گئی
یعنے کفر کے رسوم باطلہ جیسے نوحہ کرنا نجومی کو پوچھنا اور نسب میں طعنہ کرنا موقوف ہوگئیں
اور جو کفر کی حالت میں خون ہوئے وہ ڈالے گئے یعنے اب اُن کا دعویٰ درست نہیں۔
اور البتہ اپنی برادری کے خونوں سے پہلا خون جسکو میں دبائے ڈالتا ہوں ربیعہ ابن حارث
کے بیٹے کا خون ہے جو دودھ پیتا تھا بنی سعد کی قوم میں اور ہذیل کی قوم نے اُس کو مار
ڈالا تھا۔ اور کفر کی حالت کا سود دبا دیا گیا اور اپنے خاندان کے بیاجوں سے جو اول بیاج
کو میں دباتا ہوں سو چچا عباس ابن عبدالمطلب کا بیاج ہے سو وہ سب دبا ڈالا گیا یعنے
بیاج کا اب لینا حرام ہوگیا صرف اصل قرض لینا دینا چاہیے۔ سو ڈرو اللہ سے عورتوں کے
مقدمہ میں یعنے انکو ناحق رنج نہ دو اسواسطے کہ تم نے اُن کو اپنے قابو میں کیا ہے خدا کی
امان سے اور اُن کی شرمگاہ کو تم نے حلال کیا ہے خدا کے حکم سے اور تمہارا حق اُنپر یہ ہے
جسکو تم نہ چاہو اسکو تمہارے گھر میں نہ آنے دیں سو اگر ایسا کریں تو اُن کو ایسی مار مارو کہ
جس سے ہلاک نہ ہوجائیں۔ اور عورتوں کا تمپر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہے
مقرر میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اُس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے اگر اسکو خوب
پکڑے رہوگے اور اُسپر عمل کروگے وہ چیز خدا کی کتاب ہے یعنے قرآن شریف اور تم
لوگ قیامت میں مجھسے پوچھے جاؤگے سو تم کیا کہتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے
ہیں کہ آپنے خدا کا پیغام تم نے ہم کو پہنچایا اور بخوبی ادا کیا اور نصیحت کی۔ سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کلمے کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھا کر اور لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا کہ خداوندا گواہ
رہیو خداوندا گواہ رہیو۔ خداوندا گواہ رہیو +

فائدہ - ربوا یعنے سود چار قسم ہے۔ ایک ربوا قرض منفعت جو متعارف ہے دوسرے
ربوا قرض حکمی مثلاً ایک مکان گروی رکھا اور اُسکا کرایہ کھایا یا کسی شخص کو کچھ روپیہ قرض
دیا اور یہ ٹھہرا لیا کہ فلاں عزیز ہمارا ہے وہیں پانچ روپیہ کی اُس سے رعایت چاہیے تیسرے
ربوا فضل مثلاً روپیہ چلتے دیکر اُس کے عوض اور سکے کے روپے بڑھوتری سے لینا مگر اس طرح

Marfat.com

کے لین دین میں صورت جواز کی بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے کہ روپیوں کے ساتھ میں کچھ شے
شامل کر کے صراف کو دے پھر از روئے حساب کے جو کچھ اُس کے ذمہ ہوا ہو لے چوتھے حصہ
یعنے گیہوں دینا اور اُس کے عوض اور غلہ نرخ بڑھا کر لینا یا جنس بدلے اور جنس مدت کے
وعدہ سے بدلنا اس طرح کاروا اکثر دیہات میں رواج پذیر ہے مثلاً بالفعل ایک شخص نے جو
واسطے تخم ریزی کے لئے اور اقرار کیا کہ فصل میں اس کے بدلے گیہوں یا اور غلہ لونگا اگر اس
میں مدت درمیان ہو تو غلہ کے عوض غلہ لینے میں کچھ قباحت نہیں۔ یہ لکھا ہے مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے ہفتہ ہفتہ کی تفسیر میں جو سوائے تفسیر عزیزی
کے ہے)

اور یہ بھی فرمایا کہ اے مسلمانو آگاہ ہو کہ تین چیزیں سینہ کو کینہ سے پاک کرتی ہیں ایک
عمل با خلاص کرنا۔ دوسرے نیک خواہی بھائی مسلمان کی تیسرے لزوم جماعت مسلمین
اور اسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مفطر تھے۔ ام الفضل بنت الحارث مادر عبداللہ
عباس نے ایک پیالے میں دودھ بھیجا حضرت نے سب لوگوں کے روبرو تناول کیا۔

پھر بعد خطبہ اور ادائے صلوٰۃ ظہر و عصر ناقہ قصویٰ پر سوار ہوئے اور جانب موقف لہ
جبل الرحمۃ کہ وسط وادی عرفات ہے روانہ ہوئے اور متوجہ قبلہ ہو کر امت مرحومہ کیواسطے
بکمال تضرع و زاری دعائے مغفرت فرمائی یہانتک کہ خبر ہوئی کہ گناہ تمہاری اُمت کے
بخشونگا مگر مظالم۔ سو حضرت نے یہ خبر سُنکے اور بھی دعا میں مبالغہ کیا یہانتک کہ آفتاب
غروب ہو گیا۔

اور بعد غروب آفتاب مزدلفہ میں آئے۔ اُسامہ ابن زید اُس وقت ردیف حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تھے وہیں رات کو رہے اور نماز صبح اوّل وقت ادا فرما کر مشعر حرام یعنے جبل قزح پر
آئے اور متوجہ الی القبلہ دعا و زاری میں مشغول ہوئے اور امت کے حق میں پھر مبالغہ و
یہانتک کہ حضرت جبرئیل نے موافق مدعا خبر دی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم متبسم اور خوش ہوئے
اور قبل طلوع آفتاب فضیل ابن عباس کو اپنا ردیف فرمایا اور سوار ہ منیٰ میں جلوہ فرما

Marfat.com

اور جمرہ عقبہ میں سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری میں تکبیر فرمائی اور تلبیہ ترک کیا اور وہی خطبہ جو عرفہ کے دن فرمایا تھا پھر فرمایا اور خروج دجّال کی کیفیت اور صورت سے اطلاع بخشی۔ پھر منحر میں تشریف لائے اور تریسٹھ اونٹ موافق اپنی عمر کے دست مبارک سے نحر فرمائے اور سینتیس اونٹ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا سے نحر کرائے پھر موئے مبارک منڈا کر تقسیم کیئے۔ ایک نصف ابو طلحہ انصاری کو اور ایک نصف زوجات مطہرات اور اصحاب اخیار کو عنایت کیئے۔ خالد ابن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ موئے پیشانی مجھکو ملیں کہ میں بطور تبرک رکھوں سو موئے پیشانی اُن کو دئے +

نقل ہے کہ زوجات مطہرات کیواسطے ایک گائے ذبح کی اور دو بکریاں بھی بعضی روایت میں ہیں +

اور بعد نحر کے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا گوشت ہر ایک سے لیکر پکاؤ چنانچہ گوشت پکایا گیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہ کے ساتھ بیٹھکر تناول فرمایا اور علی مرتضےٰ سے فرمایا کہ گوشت اور پوست تقسیم کرو اور قصّاب کو اُس میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ اجرت اس کی علیحدہ عنایت فرمائی +

اور بعد اسکے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تطییب (یعنے خوشبو) کیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور مکے میں آئے اور قبل نماز ظہر سات مرتبہ کعبہ کے گرد پھرے اسکو طواف الصدر بولتے ہیں +

پھر نماز ظہر پڑھکر سقایہ پر کہ جہاں آب زمزم جمع کرتے ہیں تشریف لائے اور بنی عبد المطلب سے ارشاد فرمایا کہ پانی زمزم کا کھینچو اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ بھی تم پر ہجوم کرینگے تو میں تمہارے ساتھ پانی کھینچتا سو وہ لوگ ایک ڈول پانی لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں سے پیا۔ اور پھر منا میں تشریف لے گئے اور باقی روز یکشنبہ اور شب دوشنبہ اور روز دوشنبہ اور شب سہ شنبہ منی میں مقیم رہے اور ہر روز جمرات میں بعد زوال کنکریاں پھینکتے رہے۔ شروع اس جمرہ سے فرماتے تھے جو مسجد منیٰ سے ملا ہوا ہے پھر بعد اس کے

Marfat.com

نشیب کو بولتے ہیں اور اس جگہ وہ مقام مراد ہے جہاں مسجد مِنٰی واقع ہے پھر جمرۂ وسطیٰ میں پھر جمرۂ عقبہ میں۔ اور جمرۂ اوّل و ثانیہ میں دعا کے واسطے توقف کیا اور جمرۂ عقبہ میں قیام کیا لیکن دعا کیواسطے توقف نہیں فرمایا ✦

روائت ہے کہ بروز یکشنبہ دوسرے دن یوم النحر سے کہ اُسکو یوم الرؤس کہتے ہیں خطبہ بلیغہ پڑھا اور پھر بروز سوم بھی خطبہ پڑھا اور اس خطبہ میں وصیت فرمائی کہ ذوی الارحام سے نیکی کرو۔ پھر شبِ چارشنبہ محصب میں بیتوتت فرمائی اور ارشاد کیا کہ کوئی شخص مکہ سے جائے جب تک طواف الوداع نہ کرے چنانچہ سحرِ چارشنبہ قبل از صبح مکہ میں تشریف لائے اور طواف الوداع کیا ✦

فائدہ۔ محصب وہ مکان ہے جہاں قریش اور بنی کنانہ نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے بیاہ شادی نہ کریں یہانتک کہ تنگ ہو کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کے حوالے کریں اور تین برس تک یہ معاملہ رہا سو جب حجۃ الوداع کے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کو چلے اور قریب تر پہنچے تو اسامہ ابن زید نے پوچھا یا رسول اللہ کل کہاں اُتریگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نَنْزِلُ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِخَیْفِ بَنِی کِنَانَۃَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یعنے اُتریںگے کل انشاءاللہ بنی کنانہ کے ٹیلہ پر جہاں کفار قریش آپس میں ہم قسم ہوئے تھے کفر پر۔ یعنے محصب میں اُترنے کا یہ فائدہ ہے کہ خدا کا احسان یاد پڑے کہ جہاں کافروں نے کفر پر کمر باندھی تھی وہیں مسلمانوں کو خدا نے کیسا غالب کیا اور تا کہ کافر لوگ شرمندہ ہوں۔ اس حدیث کی روائت بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے ہے ✦

القصہ حجۃ الوداع میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دس دن مکے میں رہے اور قصری نماز پڑھتے رہے بعد اُس کے جانبِ مدینہ روانہ ہو کے آخر ذالحجہ جلوہ فرمائے مدینہ ہوئے ✦

فائدہ۔ اس حج کو حجۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ خطبۂ حج میں حضرت نے لوگوں کو وداع فرمائی اور ارشاد کیا خذوا عنی مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد عامی ھذا اور حضرت ابن عباس حجۃ الوداع کہنے میں کراہت کرتے تھے بلکہ حجۃ الاسلام کہتے تھے ✦

Marfat.com

فائدہ۔ صحابہ میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حج میں قارن تھے
یا مفرد یا متمتع۔ اور یہی سبب ہے کہ جو لوگ بعد صحابہ کے ہوئے وہ بھی اختلاف کرتے آئے
چنانچہ حضرت امام اعظم کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام قرآن کا باندھا تھا اور
اسی سبب سے امام صاحب کے نزدیک قرآن افضل ہے نسبت افراد اور تمتع کے +
چنانچہ امام فخرالدین نوری رحمۃ اللہ علیہ اور محققین شافعیہ نے اس مقام پر اسی بات
و ترجیح دی ہے اور فرماتے ہیں کہ طریق جمع بین الروایات یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ول مفرد تھے پھر قارن ہوئے سو جس شخص نے افراد تجویز کیا وہی اصل ہے اور جس
نے قرآن روایت کیا اس نے آخر امر پر اعتماد کیا اور جس نے تمتع روایت کیا اس نے
تمتع لغوی بمعنے انتفاع اور ارتفاق ارادہ کیا ہے +
فائدہ۔ افراد یہ ہے کہ فقط حج یا عمرے کے واسطے احرام باندھے۔ اور قرآن یہ ہے کہ
حج اور عمرے دونوں کے لئے احرام ساتھ کرے۔ اور تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں
پہلے عمرہ بجالاوے بعد اس کے حج کرے۔ اور احرام حج یا عمرے کی نیت باندھنے کو
کہتے ہیں کہ نا دوختہ کپڑا پہنے اور زبان سے بھی کہے لبیك اللّٰھم بحجۃ وعمرۃ قرآن
میں اور لبیك اللّٰھم لعمرۃ افراد عمرہ میں۔ اور لبیك اللّٰھم بحجۃ صرف حج میں +
اور ابو جعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران
اور تمتع اور افراد تینوں مباح فرمائے تاکہ معلوم ہو کہ تینوں جائز ہیں اس لئے کہ اگر ایک بات
کا حکم دیتے تو گمان ہوتا کہ انکا غیر جائز نہیں ہے پس اضافت تینوں امور کی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف کی گئی اور ہر ایک نے وہ امر بیان کیا جس پر مامور ہوا تھا اور اُس کو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا خواہ بتاویل یا اس سبب سے کہ راوی اُس کا مامور
ہوا تھا +
فائدہ۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحلیفہ میں پہنچے ہیں تب اسمار
بنت عمیس سے محمد ابن ابی بکر پیدا ہوئے تو اسمار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ

بھیجا کہ میں اب کیا کروں فرمایا غسل کرکے لنگام لگا وے اور ایک کپڑا گندا محل مخصوص میں خون نفاس کے واسطے رکھکے احرام باندھے رہے +

فائدہ۔ موضع شرف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا وہ رونے لگیں آپ نے پوچھا انہوں نے بیان کیا۔ فرمایا کہ حیض ایک امر ہے کہ خدا نے آدم کی بیٹیوں پر مقدر کر دیا ہے کچھ حرج نہیں سوائے طواف کے سب ارکان حج بجالاؤ اور بعد حصول طہارت طواف کر لینا یعنے احرام باندھا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موئے میں کنگھی کریں اور عمرہ ترک کریں لیکن حلال نہ ہوں اور حج کو زیادہ کریں اور تمام اعمال حج لاویں سوائے طواف بیت اللہ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بروز نحر پاک ہوئیں اور طواف بیت اللہ سے مشرف ہوئیں +

فائدہ۔ یہ جو ذکر کیا گیا کہ حضرت نے محلقین کے واسطے تین بار دعا کی اور مقصرین کے واسطے ایک بار جیسا حدیث بخاری اور مسلم سے کہ ابو ہریرہ نے روایت کی ہے واضح ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حج میں سر منڈانا بال کترانے سے افضل ہے +

فائدہ۔ واردات حجۃ الوداع سے نزول آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہے۔ یعنے آج میں پورا دیچکا تم کو دین اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے دین اسلام۔ یہ آیت روز جمعہ بعد عصر مقام عرفات میں کہ حضرت ناقہ قصوی پر سوار تھے نازل ہوئی کہ اس کے بوجھ سے قریب تھا کہ بازو ناقہ کا ٹوٹ جاوے۔ بعد نزول اس آیت کریمہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں اکاسی دن جلوہ فرما ہے گویا یہ خبر وفات تھی +

فائدہ۔ بعد ہجرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوائے حجۃ الوداع اور کوئی حج نہیں فرمایا۔ اور پیش از ہجرت بعض کے نزدیک دو اور بعض کے نزدیک زیادہ ادا کئے اور سب چار بار عمرہ فرمایا ہے۔ ۱۲ فقط +

Marfat.com

حفرِ چاہِ زمزم

جب حکومت و پیشوائی اہل مکہ عبدالمطلب کو بعد وفات مطلب اُنکے چچا کے پہنچی تو عبدالمطلب
مدن فنا کعبے میں سوتے تھے ایک شخص نے خواب میں حکم دیا کہ چاہ زمزم کو کھودو اور زمزم
بسبب شامت ظلم و فساد قوم جرہم کے غائب ہو گیا تھا۔ یعنے عمرو بن حارث سردار قوم جرہم
حجر اسود کو رکن کعبے سے جدا کر کے مع ہر دو غزال کعبہ جن کو اسفندیار فارسی نے بطور ہدیہ
بھیجے تھے اور کئی ہتھیار کہ بیت اللہ میں تھے چاہ زمزم میں رکھ کر نشان زمزم مٹا دیا تھا۔
ں سبب سے عبدالمطلب مقام زمزم سے واقف نہ تھے کہ کہاں واقع ہے۔ دوسرے
شب پھر خواب دیکھا کوئی کہتا ہے کہ زمزم ذخیرہ شیخ اعظم یعنے اسمٰعیل ہے جب بیدار ہوئے
زیادہ تر حیران ہوئے پھر سو رہے۔ کہنے والے نے کہا کہ مابین سرگین اور خون جس جگہ
اپنی منقار سے سوراخ کرے اور اُس کے مقابل دو بت سرخ رنگ رکھے ہوئے نظر
یں اُس جگہ زمزم ہے۔ ناچار دوسرے دن بیت الحرام میں گئے اور منتظر علامات مرقومہ
ر بیٹھے اتفاقاً کسی مشرک ایک جزورہ طبلہ کو چک کے پاس ذبح کرتے تھے دفعتہً وہ تیغ
کل کر بھاگا اور چشمہ زمزم کے مقام کے پاس پکڑا گیا اور آساف اور نائلہ کے ساتھ
ی جگہ دونوں منصوب تھے دونوں نے اُسکو ذبح کیا اور خون اُس کا اُن پر ملا اور
گوشت و پوست خود لے گئے اور خون و سرگیں وہیں چھوڑ گئے۔ اُسی وقت ایک کوا آیا
ں نے اپنی منقار سے وہاں سوراخ کیا تب عبدالمطلب نے خیال کیا کہ یہ میرے خواب
علامتیں ظاہر ہوئیں اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اُسکی حقیقت و ماہیت یہ ہے
بالجملہ آثارات و علامات اُس خواب کے بعنایت غیبی عبدالمطلب پر بخوبی ظاہر ہوئے
بدالمطلب جد رسول اللہ کا عزم مصمم حفر زمزم پر ہو گیا اور ارادہ کیا کہ [illegible]
با قریش مانع ہوئے عبدالمطلب مع اپنے بیٹے حارث کے ہر مرتبہ [illegible] اللہ تعالیٰ سے

۸۳ سے صفحہ ۸۵ تک تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم سے ملخصاً تحریر کیا گیا ہے ۱۲

اُن کو غالب و منصور کیا کہ زمزم کو ایسا صاف کیا کہ پانی نکلا اور بڑی نام آوری ہوئی
اُس وقت عبد المطلب نے یوں نذر کی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوں تو ایک
کو راہِ خدا میں قربان کرونگا۔ اللہ نے دس بیٹے عنایت فرمائے جب سب جوان
ہوئے ایک رات عبد المطلب خانۂ کعبہ کے پاس سوتے تھے خواب میں دیکھا کہ کوئی
کہتا ہے نذر وفا کر۔ عبد المطلب ترساں و لرزاں بیدار ہوئے اور وفائے نذر میں تامل
تب ایک بکری ذبح کر کے فقراء کو کھلائی۔ پھر خواب میں دیکھا کہ نذر ادا کر اور قربانی کر بزرگ
اس سے عبد المطلب نے گائے حلال کی۔ پھر تیسری بار خواب دیکھا کہ قربانی کر بزرگ
تر۔ تب اونٹ نحر کیا۔ پھر خواب میں دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر۔ اس سے عبد المطلب
نے پوچھا کہ اس سے زیادہ کیا ہے۔ جواب ملا کہ ایک بیٹا ذبح کر۔ اس بات سے عبد المطلب
بہت ڈرے اور غمناک ہوئے اور اپنے بیٹوں کو جمع کر کے صورتِ حال ظاہر فرمائی بیٹوں
نے کہا کہ ہم حاضر ہیں عبد المطلب اس اطاعت سے بہت راضی ہوئے اور واسطے تسکین
خاطر کے قرعہ ڈالا کہ جس کا نام نکلے اُس کو قربانی کریں قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا۔ عبد المطلب
متحیر ہوئے لیکن ناچار چھری لیکر عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ قربان گاہ میں لائے چونکہ عبد اللہ
بہت خوبصورت تھے قریش اُن کی ذبح سے مانع آئے اور بعد ردو کد سجاح نامی ایک
کاہنہ کے پاس گئے اُس نے کہا کہ آدمی کی دیت تمہارے یہاں دس اونٹ ہیں سو
ایک طرف عبد اللہ کو رکھو اور دوسری طرف دس اونٹ تب قرعہ ڈالو اور اسی طرح کرو
یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلے۔ چنانچہ اسی طرح عبد المطلب نے قرعہ ڈالا یعنی
اونٹ کہ عرب میں دیتِ انسان مقرر تھے علیحدہ کیئے اور قرعہ ڈالا۔ عبد اللہ ہی کا نام
نکلا تب دس اونٹ اور زیادہ فرمائے پھر بھی عبد اللہ کا نام نکلا یہاں تک کہ دس مرتبہ
ڈالا اور سو اونٹوں کی نوبت پہنچی آخر گیارھواں قرعہ اونٹوں کے نام نکلا کہ عبد المطلب
بعوض عبد اللہ اُن کو نذرِ خدا میں قربان کیا۔ اس عرصہ میں عمر عبد اللہ کی پچیس اور بقول
تیس برس کی تھی +

Marfat.com

اس سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ انا ابن الذبیحین یعنے عبداللہ اور اسمٰعیل علیہ السلام +

فائدہ- دور اسلام میں شارع نے سَو اونٹ کہ فدیہ عبداللہ تھا خون بہا انسان کا مقرر فرمایا +

فائدہ- قریش اس سبب سے چاہ زمزم کے صاف کرنے سے مانع ہوئے تھے کہ قریب مقام زمزم کے دو بُت یعنے آساف اور نائلہ رکھے تھے اس سبب سے چاہ زمزم کے کھودنے سے ناراض تھے +

فائدہ- واضح ہو کہ حارث پسر عبدالمطلب سب سے بڑا تھا اور یہی شخص حفر چاہ زمزم میں عبدالمطلب کا شریک تھا +

حال تعمیر کعبہ بزمانۂ قریش

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف جس وقت پینتیس برس کی ہوئی تو قریش نے بنا کعبہ وبقولے تعمیر کعبہ شروع کی اور چاہا کہ مُسقّف کریں کیونکہ قبل خرابی چار دیواری تھی اور طول یعنے بلندی مقدار قد آدم +

اسی عرصہ میں اتفاقیہ ایک کشتی کہ روم سے براہِ دریا جاتی تھی تباہ ہوئی اہل کشتی میں ایک آدمی باقوم نام کاریگری میں اُستاد بجتہ کار تھا وہ معہ اپنی قوم کے جدہ میں مقیم ہوا قریش نے یہ خبر سُنی- ولید ابن مغیرہ نے جدہ میں جا کر کشتی کی لکڑی خرید کی اور باقوم معمار کو حرم میں لایا اور تعمیر کعبہ پر معین کر دیا اور فرمایش کی کہ مطابق بنا ابراہیم علیہ السلام بانا بدیں شرط کہ اجزاء دیوار میں کسی طرح کا خلط نہ ہو +

باقوم نے کہا کہ یہ بات حیز امکان سے خارج ہے- دو باتیں اختیار کرو یا تو اجازت دو

نمبر ۵ سے صفحہ ۸۵ تک کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم سے اخذ کیا گیا ہے +

Marfat.com

کہ پتھر و مٹی ملا کے بنایا جاوے یا مقدار بیت سے کچھ کم کیا جائے۔ سو قریش نے شق ثانی اختیار کی اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو اب حجر۔ اور حطیم بولتے ہیں +

بعد اس کے چاروں رکن قبائل قریش میں تقسیم ہوئے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب مل کر پتھر لانے لگے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی پتھر لانے میں شریک ہوئے۔ یہاں تک کہ دیواریں تیار ہوئیں اور آستانۂ حرم بلند کیا گیا تاکہ سیل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بلا اذن تواب کوئی جا نہ سکے +

جب حجر اسود کے رکھنے کی نوبت آئی تو بطون قریش یعنے بنو ہاشم و بنو امیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ وغیرہم میں مخالفت پیدا ہوئی تاکہ بنو عبد اللہ نے اتفاق کیا اس پر کہ جب تک ہم سب لوگ قتل نہ ہونگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر میں دخل نہ دینگے چنانچہ اسی سبب سے لقب اس عہد کا عقد الدم قرار پایا +

جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگوں کو منع کر کے یہ قرار دیا کہ جو شخص باب بنی شیبہ سے اول آئے وہی اس قضیہ میں حکم ہو اسی کے حکم پر عمل کریں چنانچہ حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین اول باب بنی شیبہ سے تشریف لائے لوگ آنجناب کو دیکھ کر خوش ہوئے اور ملتمس ہوئے کہ اس قضیہ میں جو کچھ آنجناب ارشاد فرماویں منظور ہے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی چادر دوش مبارک سے لیکر زمین پر بچھائی اور ید بیضا سے حجر اسود کو اٹھا کر چادر میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص چاروں گوشے چادر کے پکڑ کر اٹھائے اور دیوار حجر تک لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نہ رہے بعد ازاں سب لوگ مجھے حجر اسود کے رکھنے میں وکیل کریں قریش نے قبول کیا اور عتبہ ابن ربیعہ اور ابو زمعہ و ابو حذیفہ ابن المغیرہ و قیس ابن عدی۔ چاروں کونے چادر کے پکڑ کے اوٹھا کر موضع معہود تک لے گئے تب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دست مبارک سے حجر کو اٹھا کر موضع حجر میں رکھدیا اور جملہ بطون قریش اس پر راضی ہوئے +

اسی عرصہ میں یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنواں تھا اس میں سے ایک سانپ بہت
بڑا وقت طلوع آفتاب دیوار پر بیٹھتا تھا اور سب لوگ اس کو دیکھ کر خوف کھاتے تھے
سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایک دن عقاب نے اس کو اٹھا لیا اور سب لوگوں
کا خوف جاتا رہا۔

فائدہ۔ بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مورخین بیان کرتے ہیں بعضے کہتے
ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیورات آہو ہائے طلا مکلل بجواہر اس
میں دفن کئے تھے چند اوباشوں نے اس کو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ
چار دیواری بیت اللہ میں واقع ہوا بلکہ قریب الانہدام ہو گیا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ سیل آب
سے بناء کعبہ میں صورت خرابی پیدا ہو گئی تھی اور جمع بین القولین یوں ہو سکتی ہے کہ اول
اوباشان قریش نے گنج مخفی کھودا پھر سیل آب آیا کہ انہیں دونوں سببوں سے بیت اللہ
قریب الانہدام پہنچا تھا کہ قریش نے پھر بنایا ۱۲۔

کوہِ حرا

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر اڑتیس برس کی ہوئی تو آپ کو نور نظر آنے
لگا اور غیب کی آوازیں سننے لگے دل میں شوق گوشہ گزینی و خلوت نشینی کا پیدا ہوا کوہ
حرا پر اکثر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر حق میں مشغول رہتے۔ یہ پہاڑ
جس کو حرا کہتے ہیں بکسر حا و فتح را مہملتین بروزن کتاب ہے تین میل مکہ شریف سے
[illegible] ہے اسی کو جبل نور بولتے ہیں اسی میں ایک غار ہے چار درعہ کا لمبا اور [illegible]
[illegible] درعہ کا چوڑا وہاں [illegible] ۱۲۔

ہجرت رسول مقبول جانب مدینہ منورہ

صحیح بخاری میں ہے کہ اہل مدینہ خبر عزم ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشتر سے سن چکے تھے اس لئے جبل حرۃ اور پہاڑوں اور ٹیلوں پر منتظر بیٹھتے تھے اور جب آفتاب گرم ہو جاتا چلے جاتے۔ جسدن حضرت داخل ہونیوالے ہوئے اُسدن بھی لوٹے جاتے تھے کہ ایک یہودی نے پکارا کہ۔ یا معشر العرب ہذا جدکم۔ یعنے اے گروہ عرب یہ تمہارا مقصد اور مطلب آیا۔ پس سب اہل مدینہ دوڑے اور جبل حرۃ پر قدمبوس ہوئے اور مبارکباد دینے لگے اور خوشیاں کیں اور دختران بنی نجار نے دف بجائے۔ حضرت نے اُن کو اپنا محب خاص دیکھ کر فرمایا واللہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں۔ بعد اس کے جانب مدینہ سے داہنی طرف متوجہ ہوئے اور روز دوشنبہ بارھویں ربیع الاول میں بخانۂ سعد بن خیثمہ قوم بنی عمرو بن عوف بن کلثوم بن الہدام کہ والدہ عبدالمطلب اُسی قوم سے تھیں جلوہ فرما ہوئے اور حضرت ا رضی اللہ عنہ عوالی مدینہ محلہ شیخ قبیلہ بنی حارث بن الخزرج بن حبیب بن نساف میں فروکش ہوئے +

کتب معتبرہ میں ہے کہ اول نصیحت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ سے یوں فرمائی ہے کہ "ظاہر کرو اسلام کو خویش اور بیگانہ پر اور کھانا کھلاؤ یعنے مواسات فقراء کرو اور صلہ رحم ادا کرو یعنے پیوند کرو اہل قرابت سے اور رات میں نماز پڑھو حالانکہ آدمی سوتے ہوں داخل ہوگے جنت میں سلامتی سے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام میں چودہ دن قیام فرما کے مسجد قُبا (قبا بضم قاف و فتح بائے موحدہ بدو ہم بقصر نام جا ہے قریب مدینہ) باعانت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم تعمیر کر کے نماز پڑھی۔ اس مسجد کی شان میں ہے لمسجد اسس علی التقویٰ اور اسی کی تعریف ہے فیہ رجال یحبون ان یتطہروا الایہ۔ یہ اول مسجد ہے کہ عہد اسلام میں بنائی گئی اس کے فضائل احادیث میں بہت ہیں اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ آنجناب دوشنبہ اور پنجشنبہ کو وہیں نماز پڑھتے تھے اور جب تک خدا

Marfat.com

میں رہے اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے اور آیت کریمہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا سے علمائے استنباط کیا ہے کہ استنجا کرنا پانی سے افضل ہے مگر اول کلوخ سے کرنا چاہیے کیونکہ مسجد قبا کے لوگ اسی طرح کرتے تھے کہ ممدوح حق ہوئے۔

بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تیسرے دن بروایت صحیحہ تشریف لائے اور بعد چودہ روز اقامت محلہ قبا کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر شہر کے اقامت کا ارادہ کیا۔ شہر کے لوگ کمال متمنی اس بات کے تھے اور ہر ایک کی یہی آرزو تھی کہ آپ ہمارے محلہ میں ٹھہریں۔ جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ ہوئے اور وہی درخواست زبان پر تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھیگی وہاں ٹھہرونگا اونٹنی چلتے چلتے وہاں آئی کہ جو مقام دروازہ مسجد کے محاذی ہے اور اب وہاں خانقاہ شہامہ واقع ہے اور صحیح یہ ہے کہ ممبر مسجد شریف کی جگہ بیٹھ گئی پھر حضرت نے اُٹھایا پھر اُٹھی اور چند گام چل کر دروازے ابوایوب انصاری پر بیٹھی پھر اُٹھی اور مقام اول پہ آکر بیٹھی۔ اُس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہذا المنزل انشاءاللہ۔

فائدہ۔ ابوایوب جدّہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور مکتوب تبع بادشاہ یمن کا انہیں کے پاس تھا۔ الغرض ابوایوب انصاری نے اسباب اتارا اور اپنے گھر لے گئے حضرت رسول مقبول بھی یہی چاہتے تھے کہ بنی نجار میں اُتریں سو اللہ نے موافق خواہش اپنے حبیب کے اختیار کیا اور اُسی جگہ اُتارا کہ آنحضرت صلعم اُن کے گھر میں اُس وقت تک رہے جب تک مسجد اور گھر تعمیر ہوئے۔ درج الدرر میں ہے کہ سات مہینے آنحضرت اُن کے گھر میں رہے اور صحیح یہ ہے کہ اول ابوایوبؓ نے حضرت کو نیچے کے مکان پر اُتارا اور خود مع اہل وعیال بالاخانہ رہنے لگے پھر سوءِ ادب سمجھ کر حضرت کو بالاخانہ لے گئے ۱۲۔

Marfat.com

حال بناء و آبادی مدینہ طیبہ

بناء مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یوں واقع ہوئی کہ بعد طوفان حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اہلِ کشتی نواح بابل میں اُترے اور اولاد و احفاد کی کثرت ہوئی نمرود ابن کنعان بن حام بن نوحؑ نے اپنے آپ کو رئیس اور امیر قرار دیا اور اپنی شوکت وحشم ظاہر کرنے لگا اور ہر قسم ظلم و ستم بنا اور بازارِ کفر و فسق کو رونق دینے لگا۔ تب اولادِ سام نوح کی ایک جماعہ نے اپنا گذارہ نہ دیکھا وہ اِس زمین میں آکر آباد ہوئے اور گرد و نواح کی کچھ زمین اپنے تصرف میں لاکر زراعت کرنے لگے انہیں کو عمالقہ بولتے ہیں یعنے عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ ہیں اور جبابرہ شام و فراعنہ مصر انہیں سے ہوئے ہیں۔ بعد اُن کے زمینِ مدینہ پر یہود متصرف ہوئے۔ اس کی دو صورتیں ہوئیں ٭

ایک یہ کہ ابن زبالہ نے عبداللہ ابن حنظلہ وعمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع طوائف بنی اسرائیل حج بیت اللہ شریف کو تشریف لائے تو اُس وقت زمین مدینہ طیبہ پر اُن کا گذر ہوا علمائے توریت نے اِس بلدہ شریفہ کو موصوف بہ بلدہ طیبہ پیغمبر ذیشان آخرالزمان علیہ صلوٰۃ الرحمان مطابق تصریحات واشارات توریت کے پایا اور رفاقت حضرت کلیم اللہ چھوڑ کر اس عالیمقام میں مقیم ہوئے ٭

دوسرے یہ ہے کہ ابن زبالہ نے عروہ ابن زبیرؓ سے نقل کی ہے کہ جب عمالقہ کا طغیان اور استکبار حد سے تجاوز ہوا تو حضرت موسیٰ کو خبر پہنچی۔ اِس وقت میں آپ بمقابلہ فرعون تھے خاموش ہو رہے جب فرعون اور فرعونیوں سے فراغت وطمانیت حاصل ہوئی ایک لشکر عظیم الشان بنا بر استیصال عمالقہ روانہ کیا اُس نے بادشاہ عمالقہ کو جس کا نام ارقم ابن الارقم تھا قتل کیا اور اُس کی قوم کو باستثناء صبیان ونسوان تہ تیغ کیا۔ وقت خبر وفات حضرت کلیم اللہ لشکر کے لوگوں نے سنی آخر وہ سارا لشکر نے مدینہ میں اقام

Marfat.com

ختیار کی۔

طبری نے لکھا ہے کہ تسلط یہود بخت نصر کے عہد میں ہوا ہے مگر یہ تعارض روایات
ل رفع ہو جاتا ہے کہ اول جماعۂ یہود یہاں رہی اور یشکر کے آنے پر متسلط ہوئی پھر جب
خت نصر نے یہود کو شام سے نکالا تو بعض یہود یہاں آئے اور بعد یہود کے انصار نے
س بلدہ میں قیام فرمایا۔

اور معاملہ انکے قیام کا یوں ہوا کہ ایک قوم نسل یعرب ابن قحطان سے ارض سبا میں آباد
ھی اور جس شہر میں رہتی تھی اس کا نام بلدۂ طیبہ تھا یہ لوگ عیش و عشرت میں رہا کرتے
ے چونکہ کفران نعمت لازمۂ بنی آدم ہے ایک دن دعا مانگنے لگے کہ الٰہی آبادی ویرانی ہو جائے
ہم سفر کریں اور شہروں کی ہوا کھائیں خدا نے ایک فوج بھیجی اس نے آکر شہر کو ویران
یا اور پانی ایسا برسا کہ بڑے بڑے مکانات گر گئے یہاں تک کہ سد لقمان اکبر عادی بھی ٹوٹ
ی اور سب لوگ ڈوب گئے صرف چند آدمی نسل سبا سے اور ایک عمرو ابن عامر رئیس اولاد
لان کا مع اپنے تیرہ۱۳ بیٹوں کے بچا سو یہ بھی قبل نزول عذاب شہر سے نکل گیا تھا اور اس
نے اپنی اولاد سے کہا کہ جس جگہ تم چاہو سکونت اختیار کرو۔ از انجملہ ثعلبہ ابن عمرو پسر کلاں
س کا کہ مورث اعلیٰ اوس و خزرج کا ہے کہنے لگا کہ ہم کو زمین حجاز پسند ہے کہ وہ مع اولاد
تباع جانب یثرب آیا کہ نام مدینہ کا تھا۔ ان دنوں میں قوم یہود یہاں رہتی تھی انہیں
ے پاس یہ بھی مقیم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ثروت عطا کی تب یہود سے نزاع شروع ہوئی
نے بنو قریظہ و بنو نضیر کہ قبائل یہود سے تھے لوٹنے لگے اور یہ مرتبہ جور و ظلم کا پہنچا کہ ہرگز کوئی
ت نو عروس اپنے شوہر کے پاس جانے نہ پاتی جب تک کہ وہ لوگ دست تعرض دراز
لیتے تھے۔ ناچار اوس و خزرج نے ابو جبلہ سلطان شام سے استغاثہ کیا اس نے ایک
شکر بھیجکر یہودیوں کو مارا اور نکالا اور سب مال و متاع اور جانہ و باغ انکا اوس
خزرج کے ہاتھ آیا۔ چند روز دونوں بھائی باہم متفق رہے آخر کار باہم نزاع و فساد
شروع ہوا کہ ایک سو بیس لڑائیاں ہوئیں مگر عہد کرامت مہد حضرت صلعم میں ان کی اولاد

Marfat.com

ہیں باہم اتفاق ہوگیا انہیں کی اولاد انصار رضی اللہ عنہم ہیں +

بعض اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ جب تبع بادشاہ یمن بنا بر تسخیر ممالک شرقیہ سرگرم روانگی ہوا تو مدینہ منورہ میں ہوکر نکلا اور اپنے بیٹے کو خلیفہ اپنا مدینہ میں مقرر کرکے جانب شام گیا اہلِ مدینہ نے شرارت سے خلیفۂ سلطان کو قتل کیا یہ خبر سلطان نے سُنی وہ بنا بر انتقام مدینہ میں آیا اور حکمِ عام قتل اہل مدینہ کا جاری کیا دفعتہً اُسی وقت اسپ خاصہ سواری مر گیا تو اُس نے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو غارت نہ کرلونگا آگے نہ بڑھونگا۔ علماء یہود نے کہا کہ یہ شہر دار الہجرت پیغمبر آخر الزمان و محفوظ بحفیظ خالق دوجہان ہے یہ حکم اُسپر اصلا جاری نہ ہوگا ناچار تبع اپنے ارادہ سے باز رہا اور جانب یمن چلا گیا۔ اُس وقت چار سو عالم توریت منجملہ ہمراہیان بادشاہ بامید حصول سعادتِ ملازمت سرورِ عالم صلعم مدینہ میں رہ گئے۔ اور تبع نے ہر شخص کے واسطے گھر بنا دیئے اور لونڈیاں بنا بر تصرف بملک یمین ہبہ کیں اور زر نقد بھی عنایت کیا اور ایک خط لکھ کر شاہول نامی یہودی کو سپرد کرکے وصیت کی کہ اگر پیغمبر آخر الزمان سے ملاقات ہو تو یہ خط اُن کو دینا اور جو تجھ کو ملاقات نصیب نہ ہو تو اپنی اولاد کے سپرد کر دینا کہ وہ گذرانیگا اور ایک دولت خانہ تعمیر کراکے ایک عالم کے تفویض کیا اور فرمایا کہ پیغمبر آخر الزمان وقت نزول مدینہ باسکینہ اسی گھر میں تشریف رکھینگے۔ چنانچہ ابوایوب انصاری اُسی عالم کی اولاد میں تھے اور انہیں نے بادشاہ کا عریضہ حضرت صلعم کو دیا تھا اور نامۂ مذکور میں تبع بادشاہ یمن نے شہادتِ اسلام اپنی لکھی تھی اور یہ اشعار بھی تھے +

شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم

فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ و ابن عم

یعنے میں گواہی دیتا ہوں احمد پر کہ وہ رسول خدا ہے ایسا خدا کہ پیدا کرنے والا آدمیوں کا ہے پس اگر کھینچتی میری عمر اُس کی عمر کو تو ہوتا میں وزیر اور ابن عم +

فائدہ۔ باری کے معنے پیدا کرنے والا خاک سے اور نسم کے معنے مردم کے ہیں معارج النبوۃ میں ہے کہ یہ نامہ ابوایوب انصاری نے بذریعہ ابی لیلی وقت جلوس

Marfat.com

ے جناب رسالت مآب صلعم کے قبیلہ بنی سلیم میں پیش کیا تھا اور عبارت نامہ یہ تھی۔
الی محمد ابن عبد اللہ خاتم النبیین ورسول رب العالمین من تبع ابن حمیر بن دردع
ما بعد یا محمد فانی آمنت بك وبکتابك الذی انزل اللہ علیك وانا علی دینك و
منك وآمنت بربك ورب کل شئی وبکل ماجاء من ربك من شرائع الاسلام
الایمان وانا قبلت ذلك فان ادرکتك فیها وان لم ادرکك فاشفع یوم القیمة
لا تنسی فان من امتك الاولین وبایعتك قبل مجیئك وقبل ارسال اللہ تعالی ایاك
انا علی ملتك وملة ابیك ابراهیم خلیل علیہ السلام ؛ اور اس نامہ پر اپنی مُہر کی اور مُہر
پر یہ کندہ تھا للہ الامر من قبل ومن بعد یومئذ یفرح المومنین +
تفسیر حسینی میں سورۂ دُخان کی شرح میں ہے کہ جب نامہ ابوایوب نے پیش کیا آنحضرت
نے تین مرتبہ فرمایا مرحبا بالاخ الصالح اور یہ نامہ لکھا ہوا ایک ہزار چالیس برس قبل
وت کا تھا چنانچہ درج الدرر سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس مقام سے واضح ہے کہ انصار اولاد
ع عالموں کی ہیں +
اوّل نام مدینہ منورہ کا یثرب اور اثرب و اثارب بکسر را مہملہ تھا آنحضرت نے مدینہ رکھا
ے اور بعضے کہتے ہیں کہ یثرب نام اُس زمین کا ہے جو طرف غربی اُحُد کے واقع ہے اور وہاں
یون ونخیل بکثرت واقع ہیں +
اور ابن زبالہ کہ اصحاب امام مالک اور اجلہ مورخین سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ مدینہ
یثرب کہنا منع ہے۔ اور بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جو کوئی ایک مرتبہ یثرب کہے تو
سطے ادائے کفارہ کے دس بار مدینہ کہہ لے۔ اور امام احمد اور ابویعلی سے روایت ہے کہ
ستغفار کرے کیونکہ نام مدینہ کا طابیہ وطابہ ہے اور وجہ کراہت اس نام کی یہ ہے کہ یثرب مشتق
ب سے ہے کہ بمعنے فساد آیا ہے۔ یا تثریب بمعنے عقاب سے۔ خواہ نام ایک کافر کا ہے اولاد
ح علیہ السلام سے کہ اول اس جگہ رہا تھا پس ہرگاہ اللہ نے عہد اسلام میں اُس کو جنس
نا شائک فساد وعقاب وکفر اور شرک سے بالکل پاک کر دیا تو پھر اس نام کو اُس پر بولنا ناجائز ہے

اور کلامِ الٰہی میں یا اھل یثرب لا مقام لکم وارد ہے سو بطریق حکایت ہے اور جو نہی میں وارد ہے وہ قبل از نہی ہے +

حضرت رسولِ مقبول صلعم نے بسبب نصرت دینے کے اہلِ مدینہ کا نام انصار رکھا اور فرمایا کہ نشانی ایمان کی محبت انصار ہے اور علامت نفاق دشمنی انصار کی +

بالجملہ بعد تشریف فرما ہونے رسول مقبول صلعم کے مدینہ منورہ کی ہوا منغص ہو گئی کہ اکثر مہاجر بیمار ہوئے بلکہ حضرت صدیقؓ اور عامر ابن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہم کو اتنا ضعف ہو گیا کہ نماز میں قیام نہ کر سکتے تھے یہ حال دیکھکر حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ عفونتِ ہوا موضع جحفہ میں کہ مدینہ سے چھ کوس ایک مقام ہے اور وہاں یہود رہتے تھے جا پڑی اور ہوائے مدینہ رو باعتدال لائی اُسی دن سے آج تک مدینہ طیبہ وبا سے محفوظ ہے +

بیان تعمیر مسجد مدینہ منورہ

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا کہ بناؤں ایک عریش مثل عریش موسیٰ کہ بلندی اُسکی زیادہ سات گز سے نہ ہو۔ عریش وہ گھر ہے جس کی پوشش چوب و برگ خرما سے ہو۔ اور قبل تیاری مسجد یہ دستور تھا کہ جس جگہ وقت نماز آتا وہیں ادا فرماتے جب حکم الٰہی یوں ہوا تو حضرت صلعم نے اُس مقام پر مسجد کی تعمیر تجویز فرمائی جہاں ناقہ شریف بیٹھا اور پھر اُٹھا اور چند گام چل کر پھر اُسی جگہ آیا۔ اور وہ مقام بروایتے نخیل خرابہ اور گورستان مشرکین تھا اور بروایتے ایک میدان تھا محوّط قبیلۂ بنی نجار سے یا مالک اُس کے دو یتیم تھے اُنھوں نے اُسکو مربد قرار دیا تھا۔ مربد وہ مقام ہے جہاں خرمے خشک کر کے تمر بناویں پھر غرض حضرت صلعم نے اُن دونوں یتیموں سے جنکا نام سہل اور سہیل تھا اور اسعد بن زرارہ و بروایتے معاذ ابن عفرا ان دونوں کے کفیل تھے فرمایا کہ یہ زمین بیچو تو ہم یہاں مسجد بناویں وہ بولے کہ ہم بلا قیمت دیتے ہیں قیمت درکار نہیں ہے حضرت نے انکار فرمایا

اور بعد قیل و قال دس مثقال طلا ٹھہری کہ حضرت صدیق اکبر نے اپنے پاس سے کہ وقت ہجرت اپنے ساتھ لے گئے تھے ادا فرمائی بعد ازاں درخت کھود کر زمین کو ہموار فرمایا اور گورستان کو پست کر دیا اور اصحاب کو ارشاد کیا کہ اینٹیں پاتھو کہ اصحاب نے موافق حکم عمل کیا وہ مقام جانب بقیع ابتک موجود ہے پھر دیواریں کچی اینٹوں سے بنائیں اور چھت خرمے کی شاخوں سے اور ستون چوب خرما سے تعمیر مسجد مدینہ طیبہ سال اول ہجری میں ہوئی +

فائدہ- اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گورستان کا کھودنا اور ہموار کرنا واسطے بنا مسجد کے جائز ہے مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق فرماتے ہیں مگر آنرا مخصوص بگورستان مشرکان دارند- فقیر کاتب الحروف کے نزدیک یہ تاویل اُس صورت میں کرنا پڑتی ہے جب اُس مقام کو خرابہ اور گورستان قرار دیں اور جب مربد قرار دیا جائے تو کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ صاحب بہجۃ المحافل نے اس مقام کو میدان یا نخلستان کر کے روایت کیا ہے +

اصحاب صف

جب حضرت رسول مقبول صلعم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو نماز بیت المقدس کی طرف جانب شمال ادا کرتے تھے اِس لئے خرمے کی لکڑیوں سے ایک مکان مانند عریش بنالیا تھا بعد پندرہ یا سولہ مہینے کے جب تحویل قبلہ کا حکم الٰہی صادر ہوا تو اُس مکان کو بطور خود چھوڑ کر محاذی اُس کے مسجد جانب جنوب تعمیر فرمائی اور اُس مکان کا نام صفہ ہوا اُس میں اصحاب بے خانماں کہ روزانہ فکر قوت میں بسر کرتے اور شب کو اُسی مکان میں عبادت فرماتے تھے اور بعد تشریح جہاد اکثر ہمراہ غازیان تشریف لیجاتے تھے سکونت پذیر تھے اِنہیں کو اصحاب صفہ کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک ستر تن تھے اور بعض کے نزدیک زائد اس سے +

اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ بہ تحقیق ثابت ہوا ہے کہ کسی وقت اصحاب صفہ چار سو کم و بیش تھے اور کبھی کم ہوتے تھے اور کبھی زیادہ ہو جاتے تھے اور غزوہ [illegible] میں ستر تن ان میں سے شہید ہو گئے +

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم وقت تعمیر فرماتے تھے اللّٰھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فارحم

Marfat.com

الانصار والمہاجرۃ بالجملہ بلندی مسجد جب سات گز کی تھی اور طول قبلہ سے شمال تک
گز اور مشرق سے مغرب تک تر یسٹھ گز۔ اور کسی طرح اور کسی طور کا تکلف و تجمل نہ تھا یہاں
کہ ستون بھی چوب خرمے سے اور چھت بھی۔ کہ جب پانی برستا مٹی گرتی اور تین ور
فتح خیبر تک اسی قدر طول مسجد رہا بعد ازاں از سر نو تعمیر عمل میں آئی تو حضرت صلعم نے ا
زمین لیکر داخل مسجد فرمائی کہ دونوں طرف سے صد در صد ہوگئی +
حاصل یہ کہ ابتدائے کچھ تکلف نہ تھا بلکہ عریش تھا مثل عریش حضرت موسے علیہم السلام
یہ وہ زمین ہے جس کو حضرت عثمانؓ نے دس ہزار درم کو لیا و بعوض بہشت حضرت کے
ہاتھ بیچا چنانچہ طبرانی نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے ایک انصار ہمسایہ مسجد سے فرمایا
کہ تو زمین دے سکتا ہے کہ ہم داخل مسجد کریں اور اُس کے بدلے تجھے بہشت میں گھ
ملے۔ خدا نے اُسے توفیق نہ دی تو اُس نے کہا یا رسول اللہ میں عیالدار ہوں فقیر
محتاج اس کی گنجائش نہیں رکھتا کہ مفت دے ڈالوں مگر بقیمت البتہ تب حضرت عثما
نے مول لیکر بیچی +
بالجملہ اس مسجد میں اول حضرت نے اینٹ رکھی پھر ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم
امام احمدؒ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ حضرت کے پاس اینٹیں
زیادہ ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے عنایت فرماویں تو میں پہنچاؤں فرمایا تو ہو
لا یہ میرے واسطے چھوڑ یا ابا ھریرۃ لا عیش الا عیش الآخرۃ +
کتب حدیث میں وارد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر میں حضرت صلعم نے ایک پتھر رکھا
ارشاد کیا حضرت ابو بکرؓ سے کہ تم ایک پتھر اس پتھر سے ملا کر رکھو اور حضرت عمرؓ سے متصل پتھ
حضرت ابو بکر کے اور حضرت عثمانؓ سے متصل پتھر حضرت عمرؓ کے پتھر رکھوا کے فرمایا ھؤلاء
الخلفاء من بعدی +
ابتدائے مسجد سمت قبلہ سولہ یا سترہ مہینے جانب بیت المقدس رہی ہے اور جب تحو
قبلہ کا حکم ہوا تو حضرت جبرئیلؑ نے جبال و اشجار حائلہ بین الکعبہ و المسجد کو دور کیا او

Marfat.com

مسجد جانب قبلہ میزاب درست فرمائی۔ اور چودہ خواہ پندرہ روز تک حضرت صلعم
نابرا امامت عقب اسطوانہ مختلف کھڑے ہوتے تھے کہ جس کو اب اسطوانہ عائشہ کہتے
ہیں پھر وہاں محراب قرار دی لیکن علامت محراب نہیں تھی۔ ابتدا اس کی عمر و ابن عبدالعزیز
کے وقت میں ہوئی +

اور وضع منبر سال ہفتم خواہ ہشتم ہجری میں ہوئی پیشتر اس سے حضرت علیہ السلام جانب
قبلی سے ملے محراب کے قریب کھڑے ہوتے تھے اُسی جگہ ایک لکڑی گڑی تھی جب طول
قیام سے تکلیف ہوتی تو حضرت اسی پر ٹیک لگا لیتے تھے ایک روز کسی مدنی نے کہا ارشاد
ہو تو یہاں منبر بنجائے۔ حضرت نے قبول کیا اس نے تین درجہ کا ممبر بنایا کہ اس پر خطبہ
فرمانے لگے۔ ایک دن وہ لکڑی مفارقت صحبت محبوب الٰہی صلعم سے پھٹی اور مانند ناقہ
بلائی حضرت نے ممبر سے اُتر دست شفقت پھیرا اور فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو تو اسی طرح
جوڑوں اور پھلنا پھولنا منظور ہو تو بہشت میں جماؤں اُس نے جنت کا رہنا قبول کیا
قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے کہ جماعہ کثیرہ صحابہ نے اسکی روایت
کی ہے۔ حسن بصری جب اس حدیث کو سنتے تو روتے اور فرماتے اے خدا کے بندو ہ چوب
خشک اشتیاق رسول مقبول میں روتی و چیختی ہے تم کیوں غافل ہو رہے ہو کیا تم کو لیاقت
نہیں ہے جو اُس کی برابری کرو۔ روایت ہے کہ وہ شاخ باذن آنجناب علیہ السلام
اسی جگہ دفن کر دی گئی +

بیان طول وعرض منبر شریف

شیخ عبدالحق محقق شرح سفرالسعادت و جذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ طول ممبر بقول
صحیح دو گز تھا اور عرض ایک گز کا اور ہر درجہ ایک بالشت کا تھا۔ یہ ممبر تا زمان علی مرتضیٰ اسی
نام پر رہا اسی پر حضرت عثمانؓ نے جامہ قبطیہ پہنایا تھا +
آثار باقیہ سے یہ ہے کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے اپنی امارت و سلطنت میں چاہا کہ

Marfat.com

اسکو شام میں لیجاؤں بقو جنبش دینے کے آفتاب منکسف ہوا کہ ستارے نظر آنے آخر کار چھ درجہ اور بڑھا کر منبر نبوی اُسپر رکھ دیا۔ بعد ازاں خلیفہ مہدی نے زیادہ کرنا امام مالک نے منع فرمایا پھر سنہ ۶۵۴ ہجری میں جل گیا پھر بادشاہوں نے ممبر بنائے حتیٰ کہ سل مراد ابن سلطان سلیم نے سنہ ۹۹۸ھ میں کہ اس زمانہ میں محقق دہلوی وہاں موجود تھے پتھر منبر بنایا۔

بنائے حجرات

بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ بنائے مسجد کے ساتھ دو حجرے بھی بنائے گئے ایک حجرہ صدیقہؓ دوسرا حجرہ سودہؓ پھر جب اوروں سے نکاح فرمایا تو انکے لئے جدید حجرے بنے مگر حجرہ کیطرف مسجد کے کوئی گھر نہ تھا البتہ اکثر دروازے جانبِ مسجد تھے اور اکثر بیوت جرید نخل سے مگر بعض از خشت خام سے بلندی سب کی قدِ آدم سے ایک ہاتھ زیادہ۔ اسی جگہ سیدۃ علیہا السلام کا بھی مکان تھا کہ حضرت عائشہ کے گھر سے کھڑکی تھی۔ آنحضرت اسی راہ سے اکثر آنے جانے اور حال پرسی حضرت بتول زہرا و جناب علی مرتضیٰ و حضرت امام حسنؑ مجتبیٰ و حضرت امام حسینؑ شہید کربلا علیہم السلام فرمانے بھی جاتے۔ ۱۲

عمان۔ ایک ملک سرسبز* ہے جہاں ہر قسم کے میوے پیدا ہوتے ہیں اور اس کا شہر صُحار دریا پر واقع ہے جو بڑا مشہور بندر ہے یہاں تاجر بکثرت ہیں اور یہ سب بندروں سے زیادہ رونقدار ہے۔ عمان کے علاقہ میں اور بہت سے شہر ہیں۔ جن میں سے سمندر کے متصل شہر مسقط ہے یہاں ہر قسم کی پیداوار ہے۔ اس شہر میں خارجیوں کا امام رہتا ہے سلطان مسقط کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عمان کے حدود بیں تین سو فرسخ تک ہیں یہ نہایت گ

* یہ صفحہ ۹ سے صفحہ ۱۰۱ تک کتاب مسالک الممالک ابی اسحٰق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی الطبع مطبع بریل لنڈن ۱۸۷۰ء سے لکھے گئے ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

ملک ہے۔ سباء اور حضرموت کی زمین میں یمن کے قبائل آباد ہیں جو قوم حمیر سے ہیں
یہاں بعض بندروں سے عمدہ موتی نکلتے ہیں +

دیارہمدان والشعر وکندہ وخولان

ملک یمن کے عرض میں ملے ہوئے ہیں جن میں گاؤں ہیں اور کھیتی ہوتی ہے بعض تہامہ
اور بعض نجد سے ملحق ہیں۔ نجد الیمن یہ نجد حجاز کے غیر ہے اس میں پہاڑ کم ہیں ہموار
زمین ہے۔ ہاں جنوبی نجد حجاز شمالی نجد یمن سے ملتا ہے +
بحرین۔ اور عمان کے درمیان ایک دشوار گذار بیابان ہے یمن میں بندر بکثرت ہیں۔
اور دیگر اقسام کے جانور بھی ہیں +

دیار عرب کی مسافتیں

عبادان سے بحرین تک ۱۵ مرحلہ ہیں۔ بحرین سے عمان تک ایک مہینے کا رستہ ہے اور
عمان سے ارض مہرہ تک تقریباً ایک مہینے کا رستہ ہے اور مہرہ سے حضرموت تک ایک
مہینے کا راستہ اور انتہائے حضرموت سے عدن تک ایک مہینے کا راستہ اور عدن سے جدہ تک
ایک مہینے کا راستہ اور جدہ سے جحفہ تک پانچ منزل اور ساحل جحفہ سے حجاز تک تین منزل اور
حجاز سے ایلہ تک بیس منزل اور ایلہ سے بالس تک بیس منزل اور بالس سے کوفہ تک بیس منزل اور کوفہ سے بصرہ تک بارہ منزل
بصرہ سے عبادان تک دو منزل۔ یہ ہے دور تمام عرب کا جو اسکو چاروں طرف سے محیط ہے

عرب کے رستے { کوفہ سے مدینہ تک بیس منزل اور مدینہ سے مکہ تک تقریباً دس
منزل اور کوفہ سے مکہ کا رستہ اس رستہ سے تین منزل کم
ہے جبکہ معدن نقرہ کو پہنچکر مدینہ سے پھرے۔ یہانتک کہ معدن بنی سلیم پہنچکر ذات عرق
ہوتا ہوا مکہ پہنچ جاوے۔ بصرہ مدینہ سے ۱۸ منزل ہے اور معدن نقرہ کے قریب کوفہ کا
رستہ آملتا ہے۔ مدینہ سے بحرین تخمیناً ۱۵ منزل۔ رقہ سے مدینہ بیس منزل اسی طرح مدینہ سے

دمشق بیس منزل اور فلسطین سے مدینہ بیس منزل اور مصر مدینہ سے بیس منزل ساحل بحر
رستہ سے۔ مصر اور مغرب کا کوئی جُدا رستہ نہیں کیونکہ یہ رستہ ایلہ میں آکر فلسطین
رستہ سے مل جاتا ہے اور یہیں سے بیابان شروع ہوتا ہے۔ اہل مصر و اہل فلسطین کے
قلایین سے نکل کر دو رستے ہو جاتے ہیں ایک رستہ بدا و شغب سے ہو کر مدینہ کو جاتا ہے
(یہ وہ جگہ ہے جو امام زہری محدث کو بنی مروان نے جاگیر میں دی تھی یہیں ان کی قبر ہے)
اور ایک رستہ جحفہ سے جاتا ہے یہاں پر اہل عراق و اہل مصر و اہل دمشق و اہل فلسطین کا رستہ
مل جاتا ہے۔ عدن سے مکہ تک دو رستے ہیں۔ ایک تو سمندر کے کنارہ کنارہ اور یہ دور کا
ہے اور دوسرا جو کم ہے صنعا، وصعدہ وجرش و نجران وطائف ہو کر مکہ جاتا ہے اور ایک اور
رستہ ہے جو جنگلوں اور تہامہ سے جاتا ہے یہ سب سے کم ہے مگر یہاں سے ہر کوئی سفر
نہیں کر سکتا۔

اہل حضرموت و مہرہ اپنے ملکوں کا عرض قطع کرتے ہوئے اس مقام پر آملتے ہیں جو
عدن کے درمیان ہے اور اس موقعہ اتصال کی مسافت ۲۰ منزل سے ۵۰ منزل تک ہے
عمان کا رستہ بیابان اور ملک بے آباد ہونے کی وجہ سے نہایت دشوار گذار ہے۔ ان کا رستہ
جدہ تک دریائی ہے اگر وہ دریا کے کنارہ کنارہ مہرہ اور حضرموت سے عدن تک آویں تو
فاصلہ پڑے مگر اس رستہ سے کم چلتے ہیں۔ اسی طرح عمان اور بحرین کا راستہ بھی دشوار گذار
عربوں کی باہمی مخالفت کی وجہ سے بحرین اور عبادان کا رستہ بھی کف دست میدان ہونے
کی وجہ سے دشوار گذار ہے دریا کے راستہ سے لوگ آتے جاتے ہیں۔ بصرہ سے بحرین تک
اٹھارہ منزل ہے گو رستہ اچھا ہے پانی ملتا ہے مگر خطرناک ہے (سرحد کے مقامات)۔

قلزم اس بحر کے کنارہ ایک بستی ہے اور یہیں یہ بحر تمام ہو گیا ہے یہاں نہ کھیتی
ہے نہ کوئی درخت سایہ دار ہے نہ پانی ہے دور سے پانی لا کر استعمال کرتے ہیں۔ مصر اور
اور فلسطین اور حجاز کے قافلے یہاں آکر ٹھہرتے ہیں اسی کے نام سے اس سمندر کو بحر قلزم
کہتے ہیں۔

تاران ابلہ اور قلزم کے درمیان اسی بحر کے کنارہ پر ایک بستی ہے یہاں پہاڑوں سے ہوا ٹکرکھا کر سمندر میں بڑا طوفان برپا کرتی ہے اس دریا میں یہاں سے زیادہ کوئی جگہ خطرناک نہیں۔ اسی جگہ فرعون لشکر کے ساتھ غرق ہوا تھا۔ اس کے بعد جنوب کی طرف ایک مقام جبیلات ہے یہاں بھی بڑا طوفان رہتا ہے پھر اس سے آگے بڑھکر جنوبی جانب میں ایک بستی ہے جسکو ایلہ کہتے ہیں یہ بھی بحر قلزم کے کنارہ ہے یہاں مدت سے یہود رہتے ہیں یہاں کسی قدر پانی اور کھیتی ہے مگر زیادہ گذر اوقات مچھلی کے شکار پر ہے۔ اگلے زمانہ میں یہاں کے یہودیوں کو سبت کے روز شکار کی ممانعت ہوئی تھی اُنھوں نے نہ مانا جسپر خدا کا قہر نازل ہوا۔ یہودیوں کی صورتیں مسخ ہوگئیں سوئر اور بندر نظر آنے لگے۔ واسئلھم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر +

قلزم کے شرقی کنارہ پر اس سے آگے بڑھکر مدین ہے جو ایک قصبہ ہے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام آکر رہے تھے جبکہ شاہ مصر سے بھاگ کر آئے تھے اور یہیں حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے جن کی بیٹی سے آپکی شادی ہوئی +

قلزم کے شرقی کنارہ کی طرف سے وہ بیابان شروع ہوتا ہے جہاں کوہ طور اور سینا واقع ہیں اور پھر یہ قطعہ دُور تک عرب اور شام کی طرف چلا گیا ہے آگے چلکر اس میں عمالیق اور دیگر قومیں آباد تھیں۔ آجکل اکثر عرب ہیں۔ انہیں جنگلوں میں چالیس برس تک بنی اسرائیل پھرتے رہے ہیں +

ملک عرب کے چار حصے اور چار نواح ہیں۔ حصہ اوّل۔ حجاز۔ پھر یمن پھر عمّان پھر ہجر اور نواح احقاف و الاشجار۔ الیمامہ۔ فرح +

حجاز کا بڑا شہر مکہ ہے۔ اور نیز یہ شہر بھی حجاز میں ہیں۔ یثرب۔ ینبع۔ فرح۔ خیبر۔ مروہ۔ جدہ۔ حوراء۔ طائف۔ حجار۔ سقیہ۔ عونید۔ جحفہ۔ عشیرہ یہ سب بڑے شہر ہیں اور ان سے

اس صفحہ یعنے صفحہ ۱۰۱ سے صفحہ ۱۰۳ تک تمام حالات کتاب احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم لابی عبداللہ محمد بن احمد الشامی المقدسی سے لکھے گئے ہیں +

کم بدر۔ خلیص۔ امبج۔ تجر۔ بدا یعقوب۔ سوارقیہ۔ فرع۔ سیرہ جبلہ مہایع۔ حاذہ ہیں
یمن کی دو قسم ہیں۔ جو ملک سمندر کے رخ کا ہے اسکو تہامہ کہتے ہیں جسکا شہر زبید
اور اس میں یہ شہر ہیں مقر۔ کدرہ۔ مور عطنہ۔ شرجہ دویمہ۔ حمضہ۔ غلافقہ۔ مخہ۔ کمران
(جہاں آجکل حاجیوں کا قرنطینہ ہوتا ہے) حردہ۔ لسعہ۔ شرمہ۔ عشیرہ۔ رتقہ۔ خصوف
ساعد۔ مہجم وغیرہا۔ ابین۔ عدن۔ لحج ناحیہ عشر کے شہر بیش۔ حلی۔ سرین اور ناحیہ
سرواۃ اور جو ناحیہ جبال میں سو وہ بارہ ہیں ان کو نجد کہتے ہیں اس کا شہر صنعا ہے
اور دیگر شہر صعدہ۔ نجران۔ جرش عرف۔ جبلان۔ جند۔ ذمار۔ تسفان۔ یحصب سحول
مذیخرہ۔ خولان اسکی ناحیہ احقاف ہے اور اس کے شہروں میں سے حضرموت۔ حسب
اور ناحیہ مہرہ کے شہروں سے شحر اور ناحیہ سبار۔ اور عمان کا شہر صحار اور اس کے شہروں میں
سے فردہ برسر۔ نہک۔ حفیت۔ دبا۔ سلوت۔ جلفار۔ سمد۔ لسیا۔ ملح +

ہجر کا شہر احسار ہے اور اس کے شہر سابون۔ زرقار۔ اوال۔ عقیر اور اس کی ناحیہ
یمامہ ہے اس کے شہر جزیرہ۔ صغار وغیرہا ہیں +

اس جزیرہ کی مثال ایسی ہے کہ جیسا ایک مکان ہو جسکی طولانی قدرے زائد ہو اس میں
صدر سے لیکر دروازہ تک ایک تخت بچھا دیا جاوے اور اس کے دائیں بائیں دیواروں
تک کچھ جگہ باقی رہ جاوے پس اندرونی طرف کا تخت تو نجد یمن ہے جس میں بشتر پہاڑ
واقع ہیں۔ اسکے شہر صنعا صعدہ۔ جرش نجران اور بلد قحطان اور صدر کے اخیر میں عدن
ہے اور وہ فضا جو تخت کے دائیں جانب ہے اسکو تہامہ سمجھنا چاہئے جس میں زبید
وغیرہ شہر ہیں (تہامہ یمن کا ایک ٹکڑا ہے جس میں سلسلہ وار پہاڑ ہیں اس کی ابتدا بحر قلزم
ہے پھر یہاں سے شرقی جانب کی طرف پھیلتا ہے جس کا انتہا شرقی طرف میں ایک پہاڑ
سلسلہ پر ہوتا ہے جو یمن کے جنوب سے شمال کی طرف جاتا ہے۔ از نزہۃ المشتاق) +
اور وہ فضا جو تخت کے بائیں جانب ہے اسکو نجد الیمن کہتے ہیں شاید یہاں سہو ہوا ہے
اس میں احقاف اور مہرہ حد یمامہ تک داخل ہے اور بعض اسکو بھی شامل کرتے ہیں

Marfat.com

مان بھی اسی خطہ میں داخل ہے اس کل تخت کو دونوں فضاؤں کے ساتھ ملکر یمن سمجھنا چاہیے
ور وہ تخت جو دروازہ کے جانب کا ہے اسکو حَرّہ کہتے ہیں یمن کے موڑ سے لیکر فرح تک
س میں خشک پہاڑ ہیں کہیں کہیں کھیتی ہوتی ہے اور اس کے دائیں طرف کی فضاء کو حجاز
مجھنا چاہیے جس میں ینبع - عروہ - عمیص اور بحر قلزم کے کنارہ کے آباد شہر داخل ہیں -
ور بائیں جانب کی فضاء کو نجد حجاز کہتے ہیں اور یمامہ بھی اس میں داخل ہے (اور انثر بھی
سی کے ایک ٹکڑے کا نام ہے) اور اس مکان کے دروازہ کے سامنے جنگل ہے) +

عرب میں مکہ مدینہ کے درمیان ایک پہاڑ ہے جسکو جبل العرج کہتے ہیں یہ شام تک جاکر
مص کے قریب کوہ لبنان سے مل جاتا ہے پھر وہاں سے بڑھکر انطاکیہ اور مصیصیہ کے
ہاڑوں سے جا ملتا ہے پھر خزر تک پہنچتا ہے اور یہیں باب الابواب ہے اور یہاں اس
ا نام قبق ہے - اور یہاں اس پہاڑ پر ستر زبانیں بولی جاتی ہیں جو ایک دوسرے سے ممتاز
یں بغیر مترجم کے سمجھ میں نہیں آتیں +

تہامہ اور حجاز کا فرق

اصمعی کہتے ہیں جب تو عجلز کو چھوڑ کر بلندی کی طرف جائیگا تو نجد میں داخل ہوگا پھر
نجد میں چلا جاویگا یہاں تک کہ تو ذات عرق کے ٹیلوں کی طرف پستی میں آوے پس
جب آویگا تو تہامہ میں داخل ہوگا اور حجاز (فاصلہ پردہ) کو اس لیے حجاز کہتے ہیں کہ یہ تہامہ
ور نجد میں فاصل ہوتا ہے - تہامہ کا طول جبل سراۃ سے لیکر کنارہ بحر تک ہے اور حجاز کا طول
رج سے لیکر سراۃ تک ہے پس طائف اور مدینہ نجد میں ہیں اور ارض یمامہ بحرین عمان
ک ہے عروض سے لیکر +

---

(۱) اس صفحہ سے یعنے صفحہ ۱۰۳ سے تا خاتمہ صفحہ ۱۰۴ تک کتاب مختصر البلدان لابن الفقیہ سے مختلف مقام
حالات لکھے گئے ہیں +

Marfat.com

یمامہ

یمامہ ایک عورت قبیلہ طسم سے مرّہ کی بیٹی تھی جس کے نام سے یہ ملک نامزد ہے وجدیس کے لوگ یمامہ اور اُس کے نواح میں بحرین تک رہتے ہیں اور عاد اُولیٰ احقاف میں رہتے تھے جو عمّان سے لیکر عدن تک ریگستان ہے +

یمامہ دو وادی ہیں جو شمال سے شروع ہو کر جنوب تک تمام ہوتی ہیں اس ملک میں بہت سے چشمہ اور کئی نہریں ہیں۔ ذات النسوع یمامہ میں ایک محل تھا۔ اور مشقر نجران و بحرین کے درمیان ہے۔ اور بتیل ایک پتھر ہے کہ جسپر طسم کا ایک بلند اور عجیب محل ہے معنق یمامہ کے مشہور محلوں میں سے ایک مرتفع محل ہے۔ یمامہ کے لوگ کہتے ہیں اس ملک میں پانچ چیزیں تمام دُنیا سے بڑھکر ہیں یہاں کی عورتیں نہایت خوشرنگ ہوتی ہیں (سنہری رنگ ہوتا جو عرب میں بہت پسندہی) اور یہاں کی گیہوں اور کھجور نہائت عمدہ ہیں اور یہاں کا گھ نہائت عمدہ ہوتا ہے اور پانی بھی ایسا شیریں ہے کہ کہیں نہ ہوگا +

بحرین

ابو عبیدہ کہتے ہیں یمامہ اور بحرین میں دس روز کا فاصلہ ہے اور ہجر میں جو بحرین کا شہر ہے اور بصرہ میں پندرہ دن کا فاصلہ ہے اونٹ کی سواری سے +

یمن

یہ ملک اپنی عمدہ پیداوار پھلوں اور درختوں پر کسریٰ وقیصر کے ملک پر فخر کر سکتا ہے ان مکانوں کی مثل قیصر کی سلطنت میں بھی کوئی نہ تھا۔ غمدان۔ ناعط۔ حضر موت قصر سد لقمان۔ سلیحین۔ صراح۔ مرداح۔ بینون۔ سدہ۔ ہنیدہ۔ فلثوم۔ بردہ + عمدان۔ شہر صنعا میں ایک چوکھا محل تھا جسکا ایک رُخ زرد پتھر سے ایک رُخ سُر

پتھر سے ایک رخ سبز پتھر سے ایک رخ سفید پتھر سے بنایا گیا تھا یہ نہایت مستحکم بنیادوں پر سات منزل کا محل بنایا گیا تھا ہر ایک منزل دوسری سے چالیس گز بلند تھی اور ہر منزل کی چھت ایک سنگ مرمر کی تھی اور اُس کے ہر گوشہ میں شیر کی مورت تھی اُس کے منہ میں داخل ہو کر جب پیچھے سے ہوا نکلتی تھی تو ہو بہو شیر کے گرجنے کی آواز آتی تھی اور اُس کے سنگ مرمر کے کمرہ میں صبح تک بتیاں جلتی تھیں جنسے قصر باہر کی جانب سے بجلی کی طرح چمک اٹھتا تھا جب کوئی رات کو دور سے دیکھتا تھا تو یہ گمان کرتا تھا کہ صنعا میں بجلی کوند رہی ہے اور زور کی بارش ہو رہی ہے حالانکہ وہ سب اس قصر کی روشنی ہوتی تھی - اس قصر کے ستون پر لکھا تھا کہ غمدان کا ڈھانے والا قتل ہوگا حضرت عثمان رض کے حکم سے یہ قصر گرایا گیا وہ شہید ہوئے اب ایک ڈھیر پڑا ہے اور اسی طرح دو اور محل صنعا میں تھے سلیحن - بینون - انہیں کے بارہ میں کوئی شاعر کہتا ہے +

ے هل بعد غمدان او سلیحن من اثرٍ + وبعد بینون یبنی الناس بنیاناً +

صنعا کے نواح میں عقیق یمنی برآمد ہوتا ہے معدن مغری سے - یمن میں اور بہت سی عمدہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ شب یمانی - کندر - اور عمدہ کپڑے بھی بنتے ہیں +

اور یہیں وہ دیوار ہے جو کسی بادشاہ نے بنائی تھی وہ دو پہاڑوں میں مربع اور ترشے ہوئے پتھروں کی دیوار ہے دو میل تک - ایک پتھر دوسرے سے میخوں اور سیسہ سے جوڑ دیا گیا ہے زمین سے تین سو گز بلند ہے اس سے ان پہاڑوں اور نالوں کا پانی رک جاتا تھا پھر وہ پانی نالوں اور نہروں کے ذریعہ سے دور تک ملک کو سرسبز کرتا تھا اسکو عرم کہتے تھے لوگوں کی ناشکری سے یہ بند خراب ہو گیا اب تک خراب پڑا ہے اور اسی سے باغ ارم بنا تھا ۔

نجران اور حضرموت کے درمیان ایک جگہ کا نام وبار مشہور ہے کہ یہاں جن رہتے ہیں کوئی آدمی وہاں جا نہیں سکتا - انتہی -

Marfat.com

فلسطین*

یہ ملک شام کا ایک کنارہ مغربی ہے اس کا عرض یافا سے ریحا تک دو دن کا فاصلہ
طول رفع سے لیکر جون تک چار دن کا رستہ +

قوم لوط کی بستیاں اور بحیرہ مُردار وزغر بیسان وطبریہ تک کو غور کہتے ہیں یہ ایک میدان
ہے دو پہاڑوں کے درمیان۔ سدوم وعامورا وغیرہ قوم لوط کی بستیاں اسی جھیل (اس کو
بحیرہ زغر و بحیرہ میتہ بھی کہتے ہیں۔ ۱۲) کے کنارہ پر تھیں۔ جوان کی بدفعلی کی وجہ سے غارت
کی گئیں۔ اس جھیل میں مچھلی وغیرہ کوئی جانور نہیں جی سکتا اس کا پانی نہایت شورا اور بو دار ہے
اس لیے اس کو منتنہ کہتے ہیں۔ اس کا طول تقریباً ساٹھ میل اور عرض ۱۲ میل تک ہوگا۔
اس میں تجارتی مال کی کشتیاں چلا کرتی ہیں۔ اریحا سے زغر دو دن کا رستہ ہے اور بیت المقدس
سے اریحا ایک منزل ہے اور غسان و بلقاء دو دن کا رستہ ہے۔ رملہ سے قیساریہ ایک
منزل ہے فلسطین سے عسقلان ایک بڑی منزل ہے اور عسقلان سے غزہ تخمیناً بیس میل۔
بیسان سے عسقلان شرقی جانب میں بیس میل ہے۔ اور عریش سے وارده جو سمندر کے نزدیک
ہے ایک منزل اور وارده سے فرما تک جو بحر روم کے کنارہ بحیرہ تنیس کے مقابل ایک شہر ہے
ایک منزل۔ یافہ اور بیت المقدس کے درمیان دو ہلکی منزلوں کا فاصلہ ہے +

بیت المقدس۔ ایک قدیم اور بڑا شہر ہے اسکو ایلیا بھی کہتے تھے یہ شہر ایک پہاڑ پر آباد
ہے طولانی میں مشرق سے مغرب کے رخ۔ اس کی غربی سمت میں ایک دروازہ ہے جسکو باب المحراب
کہتے ہیں جسپر داؤد علیہ السلام کا قبہ ہے اور شرقی دروازہ کو باب الرحمۃ کہتے ہیں یہ ہمیشہ بند
رہتا ہے عید زیتون وغیرہ تقریبوں میں کھلتا ہے۔ اور جنوبی دروازہ کو باب صیہون کہتے
اور شمالی کو باب عمود الغراب۔ جب کوئی غربی دروازہ باب المحراب سے شہر میں داخل ہو

* صفحہ ۱۰۰ سے لغایت صفحہ ۱۱۰ تک تمام احوالات کتاب نزہۃ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمداین والآفاق سے ملخصاً لکھا گیا ہے ۱۲ +

Marfat.com

اسکو ایک بازار ملتا ہے ایک بڑے کنیسہ تک جسکو کنیسۃ القیام اور مسلمان قمامہ کہتے ہیں۔ تمام عیسائی آدمی اس کا حج کرتے ہیں۔ جب کوئی اس کے مغربی دروازہ سے داخل ہوتا ہے تو ایک عظیم الشان برج میں داخل ہوتا ہے جس کے اندر کنیسہ ہے یہ برج عجائب دنیا سے ہے اور کنیسہ (کنیسہ سے مراد خانقاہ) اس دروازہ سے نیچے ادھر سے اترا نہیں جاتا۔ اس کا شمالی دروازہ ہے جس سے کنیسہ کے نیچے تک اترتے ہیں تیس سیڑھیاں اتنی بڑی ہیں اور اس دروازہ کو سینٹ مریہ کا دروازہ کہتے ہیں اور کنیسہ کے نیچے اتر کر ایک مقبرہ ملتا ہے اس کے دو دروازہ ہیں۔ اور اس کے شرقی رخ میں ایک اور بڑا کنیسہ نظر آتا ہے جسکو فرنگ عیسائی مانتے ہیں۔ اور اس کنیسہ کے شرق اور قدرے جنوب میں ایک قید خانہ بنا ہوا ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو قید کیا تھا اور جب اس کنیسہ سے شرق کی طرف چلو گے بیت المقدس ملیگا جسکو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے بنایا تھا۔ یہود کے عہد میں اس کا حج ہوا کرتا تھا۔ یہ برباد ہو گیا تھا مگر اس کو مسلمانوں نے پھر تعمیر کر لیا ہے مسجد اقصیٰ اسی کو کہتے ہیں۔ اس کے برابر مسجد قرطبہ کے سوا اور کوئی اتنی بڑی مسجد نہیں۔ اس مسجد کا صحن مربع نما ہے جسکا طول دو سو باع عرض ایک سو اسی باع ہے اس میں سے نصف جو محراب کی جانب ہے مسقف ہے اور نصف آخر کھلا ہوا صحن ہے۔ اور مسجد کے وسط میں ایک قبہ ہے جسکو قبہ صخرہ یا واقعہ کہتے ہیں صخرہ ایک مربع پتھر قبہ کے وسط میں ہے اسکا ایک کنارہ دوسرے سے نصف قد کی برابر زمین سے مرتفع ہے۔ اسکا طول و عرض برابر سا ہے جو تقریباً دس باع سے دس باع ہوگا۔

اس کے اندر سے ایک تہ خانہ میں اترتے ہیں جو نہایت تاریک ہے جہاں بغیر مشعل کے نہیں سکتے۔ اس کا طول دس گز عرض پانچ گز اور بلندی بقدر قامت ہے۔ اس قبہ کے چار دروازے ہیں۔ اسکے مغربی دروازہ کے مقابل بنی اسرائیل کا وہ مذبح ہے جہاں قربانیاں ادا کرتے تھے۔ اور شرقی دروازہ قبہ کے قدرے قریب قدس القدس نامی ہے اور غربی دروازہ کی طرف وہ مسقف حصہ ہے جس میں مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے

Marfat.com

پھر جب اسکو اہل فرنگ نے فتح کر لیا اور اس عہد تک کہ ہم کتاب تصنیف کر رہے ہیں انہی کے ہاتھ میں ہے وہاں انکے خادمان بیت اللہ میں رہتے ہیں۔ (مصنف کتاب سلطان صلاح الدین کے عہد سے قدرے پیشتر کا ہے) +

شہر کے شمالی دروازہ کے سامنے ایک عمدہ باغ ہے جس کے احاطہ میں سنگ مرمر کے ستون ہیں جو بڑی صنعت سے تیار کئے گئے ہیں۔ اور باب شرقی کے قریب ایک دوسرا دروازہ ہے جسکو باب الاسباط کہتے ہیں آمد و رفت اسی سے ہے۔ باب سباط سے ایک تیر کے فاصلہ پر ایک خوبصورت اور عمدہ کنیسہ نظر پڑتا ہے جس کو حضرت مریم کا کنیسہ کہتے ہیں اور اسی جگہ انکی قبر بتلاتے ہیں۔ یہاں سے کوہ زیتون دکھلائی دیتا ہے اور اس پہاڑ کی چڑھائی پر ایک اور کنیسہ ملتا ہے جو عمدہ اور بڑا ہے اس میں بہت سے مرد و عورت بند رہتے ہیں اور اس بند رہنے کو باعث اجر آخرت سمجھتے ہیں +

ندی یردن بیت المقدس سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے اس کے قریب میں اریحا ملتا ہے جہاں سے وادی تین میل رہجاتی ہے۔ ندی اردن پر ایک بڑا کنیسہ ہے سینٹ یوحنا کے نام سے۔ یہاں رہبان رہتے ہیں۔ یردن ندی بحیرۂ طبریہ سے نکلتی ہے بحیرۂ سدوم و عامورا میں جاگرتی ہے۔ بیت المقدس سے جنوب کی طرف دروازہ صیہون سے نکل کر ایک تیر کے فاصلہ پر ایک مستحکم کنیسہ ملتا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مسیح علیہ السلام نے مائدہ کھایا تھا۔ اور اسی دروازہ کے متصل ایک خندق آتا ہے جسکو وادی جہنم کہتے ہیں اور اس خندق کے رستہ میں ایک کنیسہ ملتا ہے جو پطرس کے نام سے نامزد ہے۔ اس وادی میں ایک چشمہ ہے جسکو سلوان کا چشمہ کہتے ہیں اسی چشمہ پر حضرت مسیح نے مادر زاد اندھے کو بینا کیا تھا اور اس چشمہ کے جنوب میں ایک قبرستان ہے جہاں غرباء دفن ہوتے ہیں اور اس کے متصل پتھروں میں گھر کھودے ہوئے ہیں جن میں رہبان رہتے ہیں +

بیت اللحم کہ جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے بیت المقدس سے چھ میل ہے یہاں ایک نہایت آراستہ اور پرتکلف کنیسہ ہے جس کے دروازے سنگ مرمر کے

Marfat.com

دراس کے شمال میں وہ غار ہے کہ جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے وہ اس ہیکل کے نیچے ہے اور بیت اللحم اور بیت المقدس کے رستہ پر راحیل کی قبر ملتی ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی اور حضرت یوسف علیہ السلام اور بن یامین کی والدہ تھیں۔ بیت اللحم سے مسجد ابراہیم علیہ السلام جنوب میں اٹھارہ میل ہے یہاں ایک شہر بستا ہے (شاید اس کو پہلے جردن کہتے تھے اور اب خلیل کہتے ہیں)۔ اس مسجد میں حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہ السلام کی قبریں ہیں اور ہر قبر کے سامنے ایک عورت کی قبر ہے (یعنے اُن کی بیوی کی)۔ اور یہ شہر پہاڑوں کے درمیان بستا ہی جو ہر طرف سے زیتون اور انجیر وغیرہ گنجان درختوں سے گھیرا ہوا ہے بیت المقدس سے شمالی رخ میں شہر نابلس دو دن کے فاصلہ پہ بستا ہے (اسکو پہلے سکم کہتے تھے یہیں حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے تھے اور یہیں حضرت یعقوب اور اُن کے بیٹے رہتے تھے)۔ پھر نابلس سے رملہ ایک دن کی راہ ہے اور بیت المقدس سے عمان دبلقان دو دن سے کچھ زائد کا رستہ ہے۔ بیت المقدس سے طبریہ ۹۰ میل ہے اور طبریہ یردن کبیر کا شہر ہے۔ پھر یہاں سے صور دو دن کے فاصلہ پر ہے اور یہاں سے بیسان دو دن سے کچھ زیادہ کا فاصلہ ہے اور یہاں سے عمان تک جو غور کا شہر علاقہ یردن کے اخیر میں ہے ایک دن کا فاصلہ ہے۔ اور طبریہ سے عکا دو دن کا رستہ ہے یہ ایک شہر ہے لنبا پہاڑ پر اور اُس کے غربی جانب میں ایک جھیل ہے جسکا شیریں پانی ہے جس کا طول و عرض تخمیناً ۱۲ میل ہے۔ قیساریہ بڑا شہر ہے یہاں مستحکم قلعہ بھی ہے یافہ سے تیس میل ہے۔ پھر قیساریہ سے نابلس ایک منزل ہے۔ اور قیساریہ سے حیفا سمندر کے کنارہ پر دو دن کا رستہ ہی اور حیفا کرمل کے رستہ کے نیچے ہے اُس رستہ پر جو سمندر کو جاتا ہے اور یہاں سے عکہ شہر جنگل کے رستہ سے تیس میل اور دریا کے رستہ سے اٹھارہ میل یہاں عمدہ بندر ہے اور یہ بڑا شہر ہے اس میں مختلف اقوام آباد ہیں۔ پھر عکہ سے طبریہ دو دن کا رستہ ہے۔ اور عکہ سے حصن الزیب تک جو سمندر سے متصل مستحکم قلعہ ہے اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہاں سے نواقیر تک جو تین صد ننانوے پہاڑ ہیں دریا تک تخمیناً اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے اور یہاں سے اسکندریہ

Marfat.com

پانچ میل ہے (اسکندریہ سے غالباً اور شہر مراد ہے نہ اسکندریہ مصر جو مشہور و معروف ہے) اور یہاں سے شہر صور تک جو نہائت عمدہ شہر سمندر کے کنارہ پر ہے پندرہ میل کا فاصلہ ہے اور صور سے طبریہ دو دن کا رستہ سخت ہے اور یہاں سے عدلون جو سمندر کے کنارہ بڑا مستحکم قلعہ ہے اور یہاں سے صرفند بیس میل ہے یہ بھی مستحکم قلعہ ہے اور یہاں سے صیدا دس میل ہے صور اور صرفند کے رستہ میں لنطہ ندی ملتی ہے جو پہاڑوں سے نکل کر اس جگہ دریا میں جا گرتی ہے۔ اور صور سے دمشق چار روز کا رستہ ہے۔ دمشق شام کا قدیم اور مشہور اور عمدہ شہر ہے یہاں کی آب و ہوا نہائت عمدہ ہے یہاں میوے اور ہر چیز بافراط ہے +

اور یہاں سے بیروت دو دن کا رستہ ہے۔ دمشق کے غربی دروازہ کی طرف وادی بنفش ہے جسکا طول ۱۲ میل اور عرض تین میل ہے جس میں ہر قسم کے میوہ دار درخت بکثرت ہیں پانچ نہریں اسکو سیراب کرتی ہیں۔ اور یہاں سے شہر بعلبک شمالی سمت میں دو منزل ہے یہ شہر پہاڑ پر بستا ہے اور یہاں سے صیدا کا بھی اسیقدر فاصلہ ہے اور دمشق سے اذرعات جسکو بثنیہ کہتے ہیں چار منزل ہے اور دمشق سے نابلس چند منزل ہے غربی رُخ ہیں اور دمشق سے اطرابلس ساحلیہ پانچ منزل ہے۔ صیدا دریا شور کے کنارہ پر بستا ہے یہاں ایک چشمہ مشہور ہے +

بیروت سے نہر ابراہیم تخمیناً ۲۴ میل ہے اور یہاں سے اطرابلس شام ۲۵ میل ہے بہ برابر چار جزائر ہیں اول جو خشکی سے متصل ہے اسکو جزیرۂ نرگس کہتے ہیں پھر اس کے پاس جزیرہ عمد ہے پھر اس کے پاس جزیرۃ الراہب ہے پھر اس کے پاس جزیرۂ اودکولہ ہے۔ (از نزہتہ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمدائن والآفاق)

فضائل مسجد مدینہ طیبہ*

مسجد نبوی کے فضائل حد حصر سے باہر ہیں +

*صفحہ ۱۱۰ سے صفحہ ۱۱۱ تک تعزیر الاذکیا۔ فی احوال الانبیا جلد دوم سے لکھا گیا ہے۔ ۱۲

Marfat.com

بخاری میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک نماز اس مسجد میں ہزار نماز سے افضل ہے جو اور مساجد میں پڑھی جاوے مگر مسجد حرام۔ اور صحیحین میں ہے ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور بھی فرمایا ہے منبری علی حوضی وعلیٰ ہذا القیاس ؛

طبرانی معجم کبیر میں نقل کرتا ہے کہ ارقم بیت المقدس کو جانے لگا تو حضرت کے پاس رخصت ہونے آیا۔ فرمایا قصد تجارت ہے یا کچھ اور اس نے کہا کہ برائے نماز۔ فرمایا ایک نماز میری مسجد میں بہتر ہے وہاں کی ہزار نماز سے ؛

اور بعض حدیثوں میں ہے کہ ایک نماز مسجد بیت المقدس میں ہزار نماز کے برابر ہے اور ایک نماز مسجد مدینہ لاکھ نماز کے برابر ہوتی ہے جو اور مساجد میں ہوتی ہے اور مسجد حرام یا اس سے زیادہ ثواب ہے جیسا بعض علماء قائل ہیں یا بنا بر زیادتی کہ اس کا قائل کوئی نہیں ہے یا بنا بر قلت عدد ہے کہ امام مالکؒ اسی کو قبول کرکے فرماتے ہیں کہ فضل نماز مسجد مدینہ سائر مساجد پر بہ تعداد ہزار ہے اور مسجد مکہ پر کم از ہزار ؛

اور تشبیہ اس بقعہ شریفہ کی بہشت سے در باب نزول رحمت ہے یا من قبیل اطلاق سبب بر مسبب۔ یعنے یہ موضع کثرت عبادت سے سبب وصول جنت ہے مگر صحیح یہ ہے کہ فرمودہ حضرت صلعم محمول بر حقیقت ہے یعنے یہ موضع ایک قطعہ بہشت کا ہے کہ آخرت میں جزو بہشت ہوگا یا یہ زمین ایک ٹکڑا ہے کہ بہشت سے لایا گیا جس طرح مقام ابراہیمؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر کام کی ابتدا اللہ کے نام سے چاہیے۔ جس بات میں اول نام خدا اور ذکر رسول آجاتا

؛ صفحہ ۱۱۱ سے نعت صفحہ تک کتاب رسالہ حج مولفہ حاجی علیم الدین صاحب مرحوم منیم جدہ (عرب) سے تحریر کیا گیا ہے۔ ۱۱

Marfat.com

ہے اس میں بلاشبہ برکت ہوتی ہے اور وہ سلسلہ بخیر وخوبی از اول تا آخر انجام پاتا
اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب قریب ہر موقع وضرورت کیواسطے
دعائیں تعلیم فرمائی ہیں اور اُن کا عمل ہر مسلمان پر واجب ہے +

اس رسالہ میں ہم صرف وہ دعائیں نظر حجاج کرتے ہیں جو اُن کو ہنگام حج میں ض
ہیں اور نیز دیگر دعائیں بھی لکھے دیتے ہیں جن کا ورد مقامات متبرکہ اور زیارہ گاہ پر وا
رموزِ دین نے تجویز کیا ہے۔ ہم نے حتی المقدور اُسی قدر دعاؤں پر اکتفا کی ہے جن کا
حفظ و ورد حجاج کو ضرور ہے اور معتبر علماء مکہ مکرمہ سے ہر طرح تحقیق و تنقیح کر لی گئی ہے
کہ یہی دُعائیں سہل و مختصر اور مروجہ ہیں +

اگرچہ مناسب یہی ہے کہ جو دعا جس موقع کیواسطے مقرر ہو چکی ہے اُس کا ہی التزام
احسن واولی ہے لیکن اگر کسی کو سب یاد نہ ہوسکیں اور ہر جگہ کتاب بھی ساتھ سا
رکھنے میں تکلیف ہو تو جو کچھ یاد ہو یا جس کا ادا بآسانی ہوسکتا ہو یا کوئی رکوع وحصہ
کا کافی ہوگا۔ اور مخصوص زیاراتِ قبور کیواسطے اگر یہ دعائیں جو ہم ذیل میں لکھینگے بطور
یاد نہ ہوسکیں تو کوئی حصہ قرآن پاک کا مثل سورۂ فاتحہ وقل وغیرہ بس ہے۔ نیز در
شریف سب سے اولی ہے اور سورۂ الہاک زیاراتِ قبور کے لئے مخصوص ہے +

ا۔ سفرِ حج کے ارادے سے گھر سے باہر آکر اول دو رکعت نماز ادا کرنا اور یہ دُعا
چاہیئے پھر آیۃ الکرسی و سورۂ اخلاص پڑھکر سواری کی طرف متوجہ ہو +

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَالْاَصْحَابِ
وَالْاِخْوَانِ اِحْفَظْنَا وَاِيَّاهُمْ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ وَعَاهَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِي وَمَالِي وَدِيْنِي اَللّٰهُمَّ بِكَ اِنْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ
وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي وَوَجِّهْنِي
لِلْخَيْرَاتِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ +

۲۔ جہاز پر سوار ہونے کی دُعا +

Marfat.com

بِسمِ اللّٰہِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا
مُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ ◆

۳- احرام قران یعنے حج وعمرہ کی نیت ◆

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھِمَا
بَارِکْ لِیْ فِیْھِمَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا لِلّٰہِ تَعَالٰی ◆

۴- احرام تمتع یعنے عمرہ کی نیت ◆

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِکْ لِیْ
ھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی ◆

۵- احرام افراد یعنے صرف حج کی نیت ◆

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ
یْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی ◆

۶- عبارت تلبیہ (لبیک) جسکو حالت احرام میں وقتاً فوقتاً پڑھتے رہتے ہیں ◆

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ - اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ
شَرِیْکَ لَکَ ◆

۷- زمین حرم یعنے میقات میں داخل ہونے کی دعا ◆

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَحَرَمُ رَسُوْلِکَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ
مَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِکَ وَاَھْلِ
اَعَتِکَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ◆

اس دعا کے بعد لبیک بھی کہنا چاہئے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ
اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر درود شریف پڑھے اور اسونقت سے تا داخل ہونے مکہ مکرمہ
حمد وثنائے باری تعالیٰ میں مشغول رہے ◆

Marfat.com

۸۔ شہر مکہ مکرمہ پر نظر پڑتے ہی یہ دعا پڑھنا چاہئے +

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ بِهَا حَلَالًا +

۹۔ مسجد الحرام یعنے حرم کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھی جاوے +

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتُقِيْلَ عَثْرَاتِيْ وَتَغْفِرَ ذُنُوْبِيْ وَتَضَعَ عَنِّيْ وِزْرِيْ +

۱۰۔ حجر اسود کے قریب بنظر طواف جاکر پڑھنے کی دعا +

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ تَعْظِيْمِهٖ وَتَشْرِيْفِهٖ حَجَّهٗ وَعُمْرَةٍ تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّمَهَابَةً +

اا۔ نیت طواف +

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ سَبْعَةَ طَوَافِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ +

لیکن یہہ یاد رہے کہ اگر طواف حج کا ہے تو لفظ حج اور اگر عمرے کا ہے تو لفظ عمرہ کہا جاوے اور اگر طواف نفلی ہے تو دونوں لفظ عبارت بالا میں سے کم کر دئے جاویں +

۱۲۔ نیت طواف کے بعد حجر اسود کے سامنے یہہ دعا پڑھ کر اور اگر انبوہ مانع نہ ہو تو حجر اسود کو بوسہ دیکر طواف شروع کرنا چاہئے۔ بعض علماء نے طواف کے ہر پھیرے حجر اسود کو بوسہ دینا کہا ہے لیکن ایام حج میں ضرور کثرت خلق مانع ہوتی ہے لہذا ہیں اگر بآسانی ممکن ہو تو ضروری ہی بوسہ دیا جاوے +

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ +

Marfat.com

۱۳۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ دعا پڑھی جاوے۔
اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا بِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ۔

۱۴۔ طواف کے سات پھیروں میں مفصلہ ذیل سات دعائیں پڑھی جاویں اور ہر پھیرے اُسکی دعا کے ختم پر اس دعا کو بھی زیادہ کرلیا جاوے۔
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

ادعیہ طواف

۱۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا بِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاتَ الدَّائِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ

وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ٭

۴۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سَعْيًا مَّبْرُوْرًا وَّحَجًّا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ يَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ يَا اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا اَعْطَيْتَنِیْ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ مِنْكَ بِخَيْرٍ ٭

۵۔ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُرْبَةً هَنِيْئَةً مَّرِيْئَةً لَّا نَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِیْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ ٭

۶۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَیَّ حُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِیْ وَبَيْنَكَ وَحُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِیْ وَمَا كَانَ لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّیْ وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَّعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَّوَجْهُكَ كَرِيْمٌ وَّاَنْتَ يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ٭

۷۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا كَامِلًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّحَلَالًا طَيِّبًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَعَفْوًا عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ

بالصالحین +

۱۵۔ بعد طواف درمیان حجر اسود و دروازہ کعبہ معظمہ کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھنا چاہئے +

اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَاءِ وَالْاِحْسَانِ اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِکَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِکَ مُتَذَلِّلٌ بَیْنَ یَدَیْکَ اَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَاَخْشٰی عَذَابَکَ مِنَ النَّارِ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْفَعَ ذِکْرِیْ وَتَضَعَ وِزْرِیْ وَتُصْلِحَ اَمْرِیْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِیْ وَتُنَوِّرَ لِیْ فِیْ قَبْرِیْ وَتَغْفِرَ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّۃِ اٰمِیْنَ +

۱۶۔ مقام ابراہیم کی طرف برائے ادائے نماز واجب الطواف جاتے وقت یوں پڑھا جاوے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلّٰی +

۱۷۔ دعا واسطے پڑھنے بعد نماز واجب الطواف کے +

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًی بِمَا قَسَمْتَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ +

۱۸۔ زمزم پیتے وقت دعا ذیل پڑھی جاوے +

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ وَّسَقَمٍ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ +

۱۹۔ صفا پر جاتے وقت پڑھنے کی دعا:۔

اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ

Marfat.com

شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ومن تطوع
خیرا فان اللہ شاکر علیم ۔

۲۰۔ نیت سعی مقام صفا پر کعبہ کے رخ کھڑے ہو کر اس طرح کیجاوے ۔

اللھم انی ارید ان اسعی ما بین الصفا والمروۃ سبعۃ اشواط سعی الحج
او العمرۃ للہ تعالی عز وجل یا رب العالمین ۔

نیت سعی میں یہ بھی لحاظ رہے کہ اگر سعی صرف عمرے کے واسطے ہو تو لفظ حج نہ کہا جاوے
اور بعد نیت کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اور یہ پڑھ کر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
وللہ الحمد صفا سے مروہ کی طرف چلنا چاہئے ۔

۲۱۔ دعائے سعی جو صفا و مروہ کے سات پھیروں میں ختم کی جاتی ہے اس دعا کو معلم
ایسی تدبیر سے ادا کراتے ہیں کہ وہ سات دفعہ جانے آنے میں ختم ہو جاتی ہے ۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ حمدا کثیرا وسبحان اللہ العظیم وبحمدہ الکریم
بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا لا الہ الا اللہ وحدہ
انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ لا شیء قبلہ ولا شیء
بعدہ یحیی ویمیت وھو حی دائم لا یموت ولا یفوت ابدا ابدا بیدہ الخیر والیہ
المصیر وھو علی کل شیء قدیر رب اغفر وارحم واعف وتکرم وتجاوز عما تعلم
انک تعلم ما لا نعلم انک انت اللہ الاعز الاکرم رب نجنا من النار سالمین
غانمین فرحین مستبشرین مع عبادک الصالحین مع الذین انعم اللہ
علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک
رفیقا ذلک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما لا الہ الا اللہ حقا حقا لا الہ الا
اللہ تعبدا ورقا لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین
ولو کرہ الکافرون لا الہ الا اللہ الواحد الاحد الفرد الصمد الذی
لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی

Marfat.com

من الذل وكبره تكبيرا ۝

اللهم انك قلت في كتابك المنزل ادعوني استجب لكم دعوناك ههنا
فاغفر لنا كما امرتنا انك لا تخلف الميعاد ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان
ان امنوا بربكم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سياتنا وتوفنا مع الابرار
ربنا واتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد
ربنا عليك توكلنا واليك انبنا واليك المصير ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين
سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رءوف رحيم
ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انك على كل شيء قدير اللهم اني اسألك الخير
كله عاجله واجله واعوذ بك من الشر كله عاجله واجله استغفر لذنبي
واسألك برحمتك اللهم رب زدني علما ولا تزغ قلبي بعد اذ هديتني
وهب لي من لدنك رحمة انك انت الوهاب اللهم عافني في سمعي وبصري
لا اله الا انت اللهم اني اعوذ بك من عذاب القبر لا اله الا انت سبحانك
اني كنت من الظالمين اللهم اني اعوذ بك من الكفر والفقر اللهم اني
اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذ بك منك لا احصي
ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك فلك الحمد حتى ترضى اللهم اني اسألك
من خير ما تعلم واعوذ بك من شر ما تعلم واستغفرك من كل ما تعلم
انك انت علام الغيوب - لا اله الا الله الملك الحق المبين محمد رسول الله
صادق الوعد الامين اللهم اني اسألك كما هديتني للاسلام ان لا تنزعه
مني حتى تتوفاني وانا مسلم اللهم اجعل في قلبي نورا وفي سمعي نورا وفي
بصري نورا اللهم اشرح لي صدري ويسر لي امري واعوذ بك من شر
وساوس الصدر وشتات الامر وفتنة القبر اللهم اني اعوذ بك من شر
ما يلج في النهار ومن شر ما تهب به الرياح يا ارحم الراحمين سبحانك

Marfat.com

مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ
يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ وَمَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ
شُكْرِكَ يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا قَصَدْنَاكَ حَقَّ فَضْلِكَ يَا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ
اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ
وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ
اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ بِالْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ
عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ
الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ اَبَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَنَا
وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا
مَفْتُوْنِيْنَ رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ رَبِّ تَمِّمْ بِالْخَيْرِ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ
شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَ
تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۔

۲۲۔ سعی کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا وَعَلٰى طَاعَتِكَ وَشُكْرِكَ اَعِنَّا وَعَلَى
الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ الْكَامِلِ جَمِيْعًا تَوَفَّنَا وَاَنْتَ رَاضٍ عَنَّا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ
بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ
حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

۲۳۔ بال کتروانے یا سر منڈوانے وقت پڑھنے کی دعا ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَقَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ
بِيَدِكَ فَاجْعَلْ لِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَامْحُ عَنِّيْ بِهَا سَيِّئَةً وَارْفَعْ لِيْ
دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ الْعَالِيَةِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اٰمِيْنَ ۔

Marfat.com

۲۴- شب عرفہ میں دعائے ذیل کو منا میں ایک ہزار بار پڑھنا قبولیت حاجات کے واسطے بڑا عظیم رکھتا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاءُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنْهُ اِلَّا اللّٰهُ۔

۲۵- عرفات پر بعد خطبہ دعائے ذیل کا ورد کیا جائے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ بِالْهُدٰی وَنَقِّنِیْ وَاعْتَصِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰی وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لَنَا فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَنِیْ بِالدُّعَاءِ وَلَكَ الْاِجَابَةُ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ فَحَبِّبْهُ اِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا وَمَا كَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَكَرِّهْهُ اِلَيْنَا وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ صَدْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشَتُّتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِی اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِی النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

Marfat.com

عذاب النار اللھم انی اسئلک من خیر ما سئلک بہ نبیک واعوذ
بک من شر ما ستعاذ بہ نبیک صلی اللہ علیہ وسلم ربنا ظلمنا انفسنا
وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ
ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم
یقوم الحساب رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا ربنا اغفر لنا ولاخواننا
الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف
الرحیم ربنا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم انک تعلم وتری مکانی وتسمع کلامی
وتعلم سری وعلانیتی ولا یخفی علیک شئ من امری وانا البائس الفقیر
المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنبہ اسئلک مسئلۃ
المسکین وابتھل الیک ابتھال المذنب الذلیل وادعوک دعاء الخائف
الضریر من خضعت لک رقبتہ وفاضت عیناہ ونحل لک جسدہ ورغم
لک انفہ اللھم لا تجعلنی بدعائک شقیا وکن لی رءوف الرحیما یا خیر المسئولین
ویا خیر المعطین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین +

۲۶۔ مشعر الحرام واقع مزدلفہ میں پڑھنے کی دعا +

اللھم بحق المشعر الحرام والبیت الحرام والشھر الحرام والرکن والمقام
بلغ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم منا التحیۃ والسلام وادخلنا دار السلام
یا ذا الجلال والاکرام +

۲۷۔ منیٰ میں جمرات یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارتے وقت ہر کنکری کے ساتھ
پڑھنی چاہئے +

بسم اللہ اللہ اکبر رغما للشیطان ورضا الرحمٰن +

۲۸۔ قربانی ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہئے +

Marfat.com

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ
الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ھٰذَا النُّسُکَ
اجْعَلْھَا زِیَارَۃً لِوَجْھِکَ وَعَظِّمْ اَجْرِیْ عَلَیْھَا ۔

۲۹۔ خانۂ کعبہ میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھی جاوے ۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ
سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۔

۳۰۔ دارِ خدیجۃ الکبریٰ کی زیارت کے وقت یہ دعا پڑھی جاوے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِالْبَضْعَۃِ الزَّھْرَاءِ وَاَوْلَادِھَا الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ
یَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَاخْتِمْ بِالصّٰلِحَاتِ اَعْمَالَنَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَوْدَعْتُ فِیْ ھٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ مِنْ یَّوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ خَالِصًا مُخْ
لِصًا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔

۳۱۔ دعا منگام زیارت مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

اَللّٰھُمَّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی وَاَمِیْنِکَ عَلٰی وَحْیِکَ طَھِّرْ
قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاھَدَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ
وَالْجَمَاعَۃِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوْدَعْتُ فِیْ
ھٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ مِنْ یَّوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ خَالِصًا مُخْلِصًا اَشْھَدُ
اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔

۳۲۔ زیارت دوکان حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت یہ دعا پڑھی جاوے ۔

اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ یَا اَللّٰہُ عِنْدَکَ بَرَاءَۃً وَّعِتْقًا مِّنَ النَّارِ وَاَمْنًا مِّنَ الْعَذَابِ
وَجَوَازًا عَلَی الصِّرَاطِ وَنَصِیْبًا اِلَی الْجَنَّۃِ وَعَاقِبَۃً اِلَی الْخَیْرِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا مُّؤْمِنًا
اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوْدَعْتُ فِیْ ھٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ مِنْ یَّوْمِنَا ھٰذَا

Marfat.com

اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ خَالِصًا مُّخْلِصًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ +

۳۳- مولا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کے وقت یہ دعا پڑھی جاوے +

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ قَلْبِیْ وَاسْتَعْمِلْ بِطَاعَتِكَ بَدَنِیْ وَخَلِّصْ مِنَ الْفِتَنِ سِرِّیْ
وَاشْغَلْ بِالْاِعْتِبَارِ فِكْرِیْ وَقِنِیْ شَرَّ وَسَاوِسِ الشَّیْطَانِ وَاَجِرْنِیْ مِنْهُ یَا رَحْمٰنُ
بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوْدَعْتُ فِیْ هٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ مِنْ یَّوْمِنَا
هٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ خَالِصًا مُّخْلِصًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ +

۳۴- زیارت دار الخیزران کے وقت کی دعا +

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا كَامِلًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ
لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوْدَعْتُ فِیْ
هٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ مِنْ یَّوْمِنَا هٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ خَالِصًا مُّخْلِصًا اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ +

۳۵- دعا واسطے پڑھنے زیارت غار حرا جو جبل نور پر واقع ہو +

اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ وَّاَنِیْسِهٖ وَصَدِیْقِهٖ یَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَنَوِّرْ
قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوْدَعْتُ فِیْ هٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ مِنْ یَّوْمِنَا هٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
خَالِصًا مُّخْلِصًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ +

۳۶- جبل ابو قبیس کی زیارت کے وقت یہ دعا پڑھی جاوے +

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیٍّ هَلَّلَ وَكَبَّرَ وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ وَانْشَقَّ لَهُ الْقَمَرُ بِاِذْنِ اللّٰهِ اَمَرَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوْدَعْتُ فِیْ هٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ
مِنْ یَّوْمِنَا هٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ خَالِصًا مُّخْلِصًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ

Marfat.com

انّ محمّدًا عبدہٗ و رسولہٗ ۔

۳۷۔ قبرستان جنت المعلیٰ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جاوے ۔

السلام علیکم یا اہل القبور یا اہل لا الٰہ الا اللہ اہل دار قوم مؤمنین انتم السابقون ونحن ان شاء اللہ تعالیٰ بکم لاحقون اللّٰھم و یا ان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیھا و ان اللہ یبعث من فی القبور اودعت عندک شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ ۔

۳۸۔ زیارت قبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ پر یہ دعا پڑھنا چاہئے ۔ (واقع جنت المعلیٰ)

السلام علیکِ یا سیدتنا یا خدیجۃ الکبریٰ السلام علیکِ یا زوجۃ المصطفیٰ السلام علیکِ یا زوجۃ المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنکِ وارضاکِ احسن الرضا وجعل الجنۃ منزلکِ ومسکنکِ وماواکِ اودعت عندکِ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ ۔

۳۹۔ زیارت حضرت جناب آمنہؓ پر یوں پڑھنا چاہئے (واقع جنت المعلیٰ) ۔

السلام علیکِ یا سیدتنا آمنۃ یا ام المصطفیٰ السلام علیکِ یا ام المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنکِ وارضاکِ احسن الرضی وجعل الجنۃ منزلکِ ومسکنکِ وماواکِ اودعت عندکِ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ ۔

۴۰۔ زیارت حضرت قاسم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ پڑھے (جنت المعلیٰ)

السلام علیک یا سیدنا قاسم ابن رسول اللہ السلام علیک یا ابن المصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الرضا وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک وماواک اودعت عندک شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ ۔

۴۱۔ زیارت حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن حضرت ابوبکر صدیقؓ پر کہے (واقع جنت المعلیٰ) ۔

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ اَکْبَرِ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ صِدِّیْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَكَ وَمَاْوَاكَ اِوْدَعْتُ عِنْدَكَ شَھَادَۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مدینہ منورہ کے زیارات کے متعلق دعا و سلام

ذیل میں ہم وہ دعائیں درج کرتے ہیں جو حرم پاک مدینہ منورہ اور زیارات واقع متعلق اُسکے میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور اُن کو حتی المقدور ایسے سلسلے اور ترتیب سے لکھا جاتا ہے جو اُنکے واسطے مروج ہے اور معلم بھی اس ترتیب کا ضرور لحاظ رکھتے ہیں۔

اس موقع پر یہ التماس کرنا بھی مناسب ہے کہ بعض مواقع یا زیارات جن کے واسطے کوئی دعا مخصوص نہیں ہے یا جو دعا کہ اس کتاب میں نہ پائی جاوے اُس سے یہ نہ تصور کر لیا جاوے کہ اُس مقام پر بوجہ خاص دعا کے نہ ہونے کے کچھ دعا پڑھی نہ جائے بلکہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کوئی حصہ قرآن شریف اور درود شریف و الحمد و قل وغیرہ جو یاد ہو یا جو پڑھ سکتے ہوں ورد کر لینا کافی ہے۔ یا کوئی دعا ماثورہ۔

۴۲۔ شہر مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت دعائے ذیل پڑھی جاوے:

بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَائَكَ وَاَھْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَلَالًا حَسَنًا۔

۴۳۔ مسجد نبوی یعنے حرم مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ

سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

۴۴۔ دعائے مندرجہ ذیل کو درمیان روضۃ النبی و منبر مبارک اور محراب النبی کے سامنے کھڑا ہو کر پڑھنا چاہیے نیز دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی قبل از دعا پڑھنا ضروری ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَكَرَّمْتَهَا وَمَجَّدْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَآثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَآئِهٖ وَاَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

۴۵۔ سلام واسطے پڑھنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِيْمُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَحَبِيْبَنَا وَقُرَّةَ اَعْيُنِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَمَالَ مُلْكِ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ عَرْشِ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ حَقِّكَ الْعَظِيْمِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ يَا طٰهٰ يَا يٰسٓ يَا بَشِيْرُ يَا نَذِيْرُ يَا سِرَاجُ يَا مُنِيْرُ يَا مُصْطَفٰى مِنْ جِنْسِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَهَا اَنَا يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

Marfat.com

قَدْ جِئْتُكَ هَارِبًا مِنْ ذَنْبِيْ وَمِنْ عَمَلِيْ وَمُسْتَشْفِعًا وَمُسْتَجِيْرًا بِكَ اِلٰى
وَاشْفَعْ لِيْ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ يَا كَاشِفَ الْغُمَّةِ يَا سِرَاجَ الظُّلْمَةِ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا
نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ وَقَصَدْنَاكَ رَاغِبِيْنَ وَعَ
بَابِكَ الْعَالِيْ وَاقِفِيْنَ بِحَقِّكَ عَارِفِيْنَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ وَلَا عَنْ بَابِ
شَفَاعَتِكَ مَحْرُوْمِيْنَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَسْئَلُ
اللّٰهَ تَعَالٰى بِكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْ
وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَالشَّفَاعَةَ الْعُظْمٰى فِيْ يَوْمِ الْمَشْهُوْدِ۔ **شعر**

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ اَعْظُمُهُ ۔ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ ۔ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اَنْتَ الْحَبِيْبُ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَنْتَ الشَّفِيْعُ يَا شَفِيْعَ اللّٰهِ اَنْتَ الْمُشَفَّعُ اَنْتَ الَّذِيْ
تُرْجٰى شَفَاعَتُكَ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ نَشْهَدُ اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ ا
قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَ
جَلَيْتَ الظُّلْمَةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَعَبَدْتَ رَبَّكَ
حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْ وَالِدِيْنَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ
خَيْرَ الْجَزَاءِ وَنَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ اَنْ تَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْعَرْضِ يَوْمَ
الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ
اِشْفَعْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِجِيْرَانِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِاُسْتَاذِنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا وَ
قَلَّدَنَا عِنْدَكَ بِدُعَاءِ الْخَيْرِ وَالزِّيَارَةِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَا
الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

۴۶۔ بعد ادا کرنے سلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیارت حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس طرح پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

Marfat.com

علی التحقیق السلام علیک یا صاحب رسول اللہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار السلام علیک یا من انفق ما لہ کلہ فی حب اللہ وحب رسولہ حتی تخلل بالعباء رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الرضی وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماواک السلام علیک یا اول الخلفاء وتاج العلماء وصھر النبی المصطفیٰ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

۴۷۔ زیارت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اس طرح کہا جاوے ۔

السلام علیک یا سیدنا عمر بن الخطاب السلام علیک یا ناطقا بالحق والصواب السلام علیک یا حنفی المحراب السلام علیک یا مظھر دین الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام السلام علیک یا ابا الفقراء والضعفاء والارامل والایتام انت الذی قال فی حقک سید البشر لو کان نبی من بعدی لکان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الرضی وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماواک السلام علیک یا ثانی الخلفاء وتاج العلماء وصھر النبی المصطفیٰ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

۴۸۔ بعد دونوں زیارت بالا کے کسی جگہ ان دونوں کے درمیان میں کھڑا ہو کر اس قدر پڑھنا چاہیے ۔

السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ السلام علیکما یا معینی رسول اللہ السلام علیکما ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۴۹۔ سلام واسطے پڑھنے اوپر ملائک مقرب کے ۔

السلام علیک یا سیدنا جبرئیل السلام علیک یا سیدنا میکائیل السلام علیک یا سیدنا اسرافیل السلام علیک یا سیدنا عزرائیل السلام علیکم ملئکۃ المقربین من اھل السموات والارضین کافۃ عامۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

Marfat.com

۵۰۔ جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مطہرہ کی جا کر کے یہ پڑھنا چاہیے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا سَیِّدَتَنَا فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ یَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ الْمُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا خَامِسَۃَ اَھْلِ الْعَبَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا زَوْجَۃَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِ سَیِّدِنَا عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ فِی الْجَنَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ السَّیِّدَیْنِ الشَّهِیْدَیْنِ الْكَوْكَبَیْنِ الْقَمَرَیْنِ النَّیِّرَیْنِ الشَّابَّیْنِ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فِی الْجَنَّۃِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَعَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَكِ وَمَسْ وَمَحَلَّكِ وَمَاوَاكِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ وَعَلٰی اَبِیْكِ الْمُصْطَفٰی وَبَعْلِكِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَابْنَیْكِ الْحَسَنَیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ۔

۵۱۔ باب جبریل کے پاس کھڑا ہو کر اہل جنت البقیع کے واسطے اس طرح پڑھا جاوے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَھْلَ الْبَقِیْعِ یَا اَھْلَ الْجَنَابِ الرَّفِیْعِ اَنْتُمْ سَابِقُوْنَ وَنَحْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ط اَبْشِرُوْا اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ اَسْئَلُكُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفَكُمُ اللّٰہُ تَعَا بِقَوْلِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

۵۲۔ شہدائے احد پر اس طرح سلام پڑھا جاوے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا حَمْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الشُّ وَیَا اَسَدَ اللّٰہِ وَیَا اَسَدَ رَسُوْلِہٖ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا شُھَدَاءُ یَا سُعَدَاءُ اَلسَّ

بما صبرتم فنعم عقبی الدار السلام علیکم یا شهداء احد کافة عامة و رحمة اللہ و برکاتہ ۔

۳۵۔ ان سب دعاؤں و سلاموں کے بعد جو اوپر بیان کئے گئے ہیں پھر سر شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف جا کر اور با ادب کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم۔ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔ اللھم صل و سلم و بارک علیہ۔ اللھم انی اسئلک بحرمة ھذا النبی الکریم ان ترزقنی ایمانا کاملا ثابتا یباشر به قلبی و یقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی و علما نافعا و قلبا خاشعا و لسانا ذاکرا و ولدا صالحا و رزقا واسعا و حلالا طیبا و توبة نصوحا و صبرا جمیلا و اجرا عظیما و عملا صالحا مقبولا و تجارة لن تبور یا نور النور یا عالم ما فی الصدور اخرجنی و جمیع المسلمین من الظلمت الی النور فی الدنیا و الاخرة توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین یا رب العالمین ۔

۳۶۔ یہ دعا سب کے آخر میں قبلہ رخ ہو کر پڑھی جاوے۔

اللھم لا تدع لنا فی مقامنا ھذا الشریف بین یدی سیدنا رسول اللہ ذنبا الا غفرتہ و لا ھما یا اللہ الا فرجتہ و لا عیبا یا اللہ الا سترتہ و لا مریضا یا اللہ الا شفیتہ و عافیتہ و لا مسافرا یا اللہ الا رددتہ و لا غائبا یا اللہ الا و ردیتہ و لا عدوا یا اللہ الا خذلتہ و دمرتہ و لا فقیرا یا اللہ الا اغنیتہ و لا حاجة یا اللہ من حوائج الدنیا و الاخرة لک فیہا صلاح الا قضیتہا و یسرتہا اللھم اقض حوائجنا و یسر امورنا و اشرح

صُدُوْرِنَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا
وَاكْشِفْ عَنَّا كُرُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا وَرُدَّ غُرْبَتَنَا اِلٰى اَهْلِنَا وَاَوْلَادِنَا
سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ مَسْتُوْرِيْنَ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ؁

واضح ہو کہ دعائے نمبر ۴۲ سے تا نمبر ۴۵ مسجد نبوی کے اندر ہی پڑھی جاتی ہیں

زیارات مدینہ منورہ میں قبرستان جنت البقیع و میدان اُحد ایسی جگہ ہیں کہ انسان کو اگر تاریخی واقعات پر عبور ہو تو اسلام کی شوکت و صولت کی جسکو اگرچہ چودہ سو برس گذر گئے ہیں ایک تصویر نظروں کے سامنے پھر جاویگی۔ اور کس قدر جوش دلانے والی پر اثر کشش دل میں ولولہ پیدا کریگی کہ ہمارے پیشوائے راہ طریقت اور صراط حقیقت اس چہار دیواری اور میدان میں منزل گزین ہیں۔ اس مختصر جگہ میں کیسے کیسے دلیر و شجاع جنہوں نے اپنی دولت و ثروت جوانی و حکمرانی کو اسلام پر تصدق کر دیا اور انہیں کی وظفر پر ہم آجتک فخر کرتے ہیں انہیں کی بہادرانہ کارگذاریوں نے ہم کو راہ راست دکھائی ہے انہیں کی بدولت اور طفیل سے ہمارے دل و دماغ میں ابتک اثر جاعت باقی ہے مدفون ہیں۔ مزید براں ان حضرات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق جان نثاری ہے اور چونکہ یہ سب حضور ہی کے سبب سے تھا اور ابتک باقی ہے یہ ہماری حاضری اور فاتحہ خوانی کو اور بھی دو بالا مرتبہ عقیدت اور سعادت بخشتا ہے ؁

ہم ان زیارات کی دعاؤں کو بھی ایسے ہی سلسلہ سے لکھتے ہیں کہ اول اندرونی احاطہ جنت البقیع سے شروع کرکے اور اسکے بعد بیرونی احاطہ و واقع آبادی و بیرون آبادی پر ختم کرینگے ؁

جبکہ حجاج زیارت جنت البقیع کو جاویں تو اول دروازہ قبرستان پر دعائے نمبر ۵۱ پڑھیں اور اسی طرح مزار حضرت امیر حمزہ و شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کے وقت دعائے نمبر ۵۲ کو پڑھیں۔ چونکہ یہ دونوں دعائیں حرم نبوی میں بھی پڑھی جاتی

Marfat.com

ہیں اس لیے اُن کا اعادہ ضروری نہ تھا اور محض تفہیم کے واسطے نمبر بتا دینا کافی ہے +

۵۵- دعائے وقت زیارت روضہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنِ اسْتَحْیَتْ
لَكَ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِهٖ
ثَوَابٌ یَا مَا ... اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ثَالِثَ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوَاكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ +

۵۶- دعائے وقت زیارت حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نیز اور بھی چند اصحابی اسی قبہ میں مدفون ہیں +

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا اِبْرَاهِیْمَ بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا ابْنَ نَبِیِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ حَبِیْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ الْمُصْطَفٰی
... عَلَیْكَ وَعَلٰی مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ
یَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضَا
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَاْوَاكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ +

۵۷- وقت زیارت روضہ ازواج مطہرات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے +

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُنَّ یَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُنَّ یَا اَزْوَاجَ نَبِیِّ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكُنَّ یَا اَزْوَاجَ حَبِیْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُنَّ یَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰی
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ
وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ وَمَاْوَاكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ +

۵۸- وقت زیارت صاحبزادیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے +

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُنَّ وَ اَرْضَاکُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُنَّ وَمَسْکَنَکُنَّ وَمَحَلَّکُنَّ وَمَاوٰکُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ‌۔

۵۹۔ وقت زیارت اہل بیت کے ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عَبَّاسُ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ حَسَنِ الْمُجْتَبٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ مُحَمَّدَنِ الْبَاقِرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ جَعْفَرَنِ الصَّادِقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُمْ وَاَرْضَاکُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمْ وَمَسْکَنَکُمْ وَمَحَلَّکُمْ وَمَاوٰکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

۶۰۔ وقت زیارت حلیمۃ السعدیہ دایہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا سَیِّدَتَنَا یَا حَلِیْمَۃُ السَّعْدِیَّۃِ یَا مُرْضِعَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃَ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَاَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَمَسْکَنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَاوٰکِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

۶۱۔ وقت زیارت شہداء بقیع کے حسب روایات شہداء بقیع کا کوئی مخصوص قبہ نہیں ہے ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَاءُ یَا سُعَدَاءُ یَا نُجَبَاءُ یَا نُقَبَاءُ یَا اَھْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ سَلَامٌ عَلَیْ

Marfat.com

بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

۲۲۔ وقت زیارت شیخ القراء سیدنا نافع رضی اللہ عنہ کے ٭

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا نَافِعْ شَيْخُ الْقُرَّاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلٰى بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوَاكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ٭

۲۳۔ وقت زیارت حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے ٭

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَامِ مَالِكٍ صَاحِبُ الْمَذْهَبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ دَارِ الْهِجْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوَاكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ٭

۲۴۔ وقت زیارت حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے ٭

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَقِيْلَ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَخَا عَلِيِّ بْنِ الْمُرْتَضٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضٰكُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَاوَاكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ٭

۲۵۔ وقت زیارت حضرت سعید الخدری ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ٭

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَاوِيَ اَحَادِيْثِ النَّبَوِيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

Marfat.com

صاحب المصطفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنك وارضاك احسن الرضی وجعل منزلك ومسكنك ومحلك وماواك افاض اللہ تعالیٰ علینا من برکات وبرکات علومك فی الدنیا والاٰخرۃ السلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۶۶۔ وقت زیارت حضرت فاطمہ بنت اسد یعنی والدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

السلام علیك یا سیدتنا فاطمۃ بنت اسد السلام علیك یا زوجۃ عم رسول اللہ السلام علیك یا زوجۃ عم حبیب اللہ السلام علیك یا زوجۃ عم المصطفٰی السلام علیك یا ام علی ن المرتضٰی السلام علیك یا من کفنہا النبی بقمیصہ ولحدھا بیمینہ رضی اللہ تعالیٰ عنك وارضاك احسن الرضی وجعل الجنۃ منزلك ومسکنك ومحلك وماواك السلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؁

۶۷۔ وقت زیارت عمات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ؁

السلام علیکن یا عمات رسول اللہ السلام علیکن یا عمات نبی اللہ السلام علیکن یا عمات حبیب اللہ السلام علیکن یا عمات المصطفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنکن وارضاکن احسن الرضی وجعل الجنۃ منزلکن ومسکنکن ومحلکن وماواکن السلام علیکن ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؁

۶۸۔ وقت زیارت حضرت عبداللہ والد ماجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

السلام علیك یا ابا رسول اللہ السلام علیك یا ابا نبی اللہ السلام علیك یا ابا حبیب اللہ السلام علیك یا ابا المصطفٰی السلام علیك یا ابا سید المرسلین وخاتم النبیین۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؁

۶۹۔ وقت زیارت حضرت مالک انصاری بن سنان بیرق وار کے ؁

السلام علیك یا سیدنا مالك الانصاری البدری السلام علیك یا

رسول اللہ السلام علیک یا صاحب نبی اللہ السلام علیک یا صاحب حبیب اللہ السلام علیک یا صاحب المصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنک و ارضاک احسن الرضیٰ وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماواک السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

۱۰۔ وقت زیارت حضرت اسمٰعیل ابن امام جعفر صادقؑ کے جو بقیع سے مغرب کی طرف واقع ہے اور نیز وقت زیارت حضرت علی بن امام جعفر صادقؑ کے دعائے ذیل پڑھنی چاہیے لیکن صرف نام بدل دیا جاوے ۔

السلام علیک یا سیدنا اسمٰعیل بن امام جعفر بن الصادق السلام علیک یا اھل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الرضیٰ وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماواک السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

۱۱۔ وقت زیارت حضرت زکی الدین کے جن کا مزار جبل سلع کے قریب واقع ہے ۔

السلام علیک یا سیدنا زکی الدین السلام علیک یا اھل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الرضیٰ وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماواک السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۲۔ مسجد قبا میں دعائے ذیل پڑھنی چاہیے ۔

اللھم ان ھذا المسجد مسجد قباء ومصلیٰ نبینا وحبیبنا وسیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انک قلت وقولک الحق فی کتابک المنزل علی صدر نبیک المرسل لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین اللھم طھر قلوبنا من النفاق واعمالنا من الریاء وفروجنا من الزنا والسنتنا من الکذب والغیبۃ واعیننا من الخیانۃ فانک تعلم خائنۃ الاعین

Marfat.com

وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ +

۳۷- مسجد قبلتین میں پڑھنے کیواسطے یہ دعا مخصوص کی گئی ہے +

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ قِبْلَتَيْنِ وَمُصَلّٰى نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِي كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ عَلٰى صَدْرِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَآثِرَهُ الشَّرِيْفَةِ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَأَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ +

۴۷- مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت روضۂ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر کلمات وداعی اس طرح عرض کرے +

اَلْوَدَاعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْفِرَاقُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلْاَمَانُ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ لَا جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰخِرَ الْعَهْدِ لَا مِنْكَ وَلَا مِنْ زِيَارَتِكَ وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ بَيْنَ يَدَيْكَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ وَعَافِيَةٍ وَصِحَّةٍ وَسَلَامَةٍ إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى جِئْتُكَ وَإِنْ مُتُّ فَأَوْدَعْتُ عِنْدَكَ شَهَادَتِيْ وَأَمَانَتِيْ وَعَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهِيَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ +

۵۷- طواف الوداع +

إِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ إِلٰى مَعَادٍ يَا مُعِيْدُ أَعِدْنِيْ وَيَا سَمِيْعُ

أَسْمِعْنِي يَا جَبَّارُ اجْبُرْنِي يَا سَتَّارُ اسْتُرْنِي يَا رَحْمٰنُ ارْحَمْنِي يَا رَادُّ ارْدُدْنِي
إِلٰى بَيْتِكَ هٰذَا وَارْزُقْنِي إِلَيْهِ الْعَوْدَ ثُمَّ الْعَوْدَ كَرَّاتٍ بَعْدَ مَرَّاتٍ تَائِبُونَ
عَابِدُونَ سَائِحُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ
الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ اللّٰهُمَّ اكْتُبِ السَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ وَالْغَنِيمَةَ لَنَا وَلِعَبِيدِكَ
الْحُجَّاجِ وَالزُّوَّارِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُسَافِرِينَ وَالْمُقِيمِينَ فِي بَرِّكَ وَبَحْرِكَ مِنْ أُمَّةِ
مُحَمَّدٍ أَجْمَعِينَ۔ اللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ يَمِينِي وَمِنْ يَسَارِي وَمِنْ قُدَّامِي
وَمِنْ وَرَآءِ ظَهْرِي وَمِنْ فَوْقِي وَمِنْ تَحْتِي حَتّٰى تُوصِلَنِي إِلٰى أَهْلِي وَبَلَدِي فَإِذَا وَصَّلْتَنِي إِلٰى أَهْلِي وَبَلَدِي
أَسْئَلُكَ لَا تُخَلِّنِي مِنْ رَحْمَتِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ اللّٰهُمَّ كُنْ لَنَا
صَاحِبًا فِي سَفَرِنَا وَخَلِيفَةً فِي أَهْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوهِ أَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ
عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيءَ إِلَيْنَا اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ بِ
بَيْتِكَ هٰذَا اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ
مَا لَا يَعْنِينِي وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا
الْوَارِثَ مِنِّي وَأَرِنِي مِنَ الْعَدُوِّ ثَارِي وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِي اللّٰهُمَّ إِنِّي
أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ
مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ
فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا
هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ
اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ
وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّتِكَ اللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا
الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَكَآبَةَ الْمُنْقَلَبِ اللّٰهُمَّ بَلَاغًا يُبَلِّغُ خَيْرًا وَسِتْرًا
مِنْكَ وَرِضْوَانًا بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ
وَاطْوِ لَنَا الْأَرْضَ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا ؕ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

۶۔ سبکدوش حج سے مشرف ہوکر انسان راہ خشکی۔ یا۔ تری کے بعد اپنے ملک کی حدمیں پہنچے تو یہ دعا پڑھے ؕ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنَا حَسَنًا اٰمِنُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ؕ

۷۔ وطن یعنے اپنے شہر میں پہنچنے وقت پڑھنے کی دعا ؕ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَصَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ

۸۔ گھر میں داخل ہوکر یہ دعا پڑھنی چاہئے ؕ

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا ؕ

فرض حج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

اس آیت شریف کا ترجمہ یہ ہے۔ اور اللہ کی بندگی کے لئے اُن لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہوں خانہ کعبہ کا قصد کرنا فرض ہے ؕ

احکام الٰہی کے بموجب ہر مسلمان پر حج فرض ہے لیکن اس فرض کے ادا کرنے میں عاقل بالغ۔ آزاد اور تندرست نیز مستطیع بھی ہونا شرط ہے۔ اسی طرح راستہ بلاخوف اور پُرامن وحاکم وقت مانع نہ ہو۔ استطاعت سے یہاں صرف اسی قدر مراد ہے کہ آمدورفت وکرایہ سواری اور حفاظت بدنی اور دیگر ضروری احتیاج کے پورا کرنے کی مقدرت رکھتا ہو اور اپنی غیر موجودگی میں اہل وعیال کی پرورش تامہ سے اطمینان حاصل ہو۔ تو

لے واسطے ایک یہ شرط زیادہ ہے کہ انکا خاوند یا محرم ابدی جس سے شرعاً حجاب درست نہیں ے ہمراہ ہو۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ من اراد الحج فلیعجل یعنے جو شخص حج کا قصد کتا ہو وہ جلدی کرے۔ آیت شریفہ اور حدیث دونوں پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ س وقت استطاعت حج کی ہوگئی اسی وقت سے فوراً حج کا ارادہ کرنا فرض ہوگیا۔ اور صاحب مقدور کو حج کو جانے میں سستی کرنا سخت گناہ ہے۔

عازمان بیت اللہ و مشتاقان زیارت روضہ حبیب خدا کو جس وقت حج کی توفیق باریتعالی ایت فرماوے تو علاوہ فرائض اور واجبات کے مثلاً حصول رضامندی والدین۔ ادائے رض۔ اور انتظام خورد و نوش اور حفاظت متعلقان وغیرہ کے مختصر سامان راحت اپنے سب مرضی پاس رکھ لینا چاہیئے۔

جو لوگ باوجود استطاعت سستی کرتے ہیں وہ سخت گنہگار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارہ حاجی مرزا عرفان علی بیگ ڈپٹی کلکٹر ضلع بستی نے اپنی مصنفہ کتاب سفرنامہ حجاز میں نہایت مدہ اور بلیغ عبارت تحریر کی ہے جو درج ذیل ہے۔

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بعد حج کے چونکہ انسان ایسا پاک ہوجاتا ہے کہ گویا ماں کے یٹ سے پیدا ہوا لہذا حج کا ادا کرنا اُسوقت تک موقوف رکھا جاوے جب تک تمامی امور نیاوی سے نجات ملے اور ارتکاب گناہ کی جرأت ہی جاتی رہے۔ میرے بھی بعض احباب نے جب میرا قصد ادائے حج کا سن لیا تو مجھ پر محبتاً اعتراض فرمائے اور یہ کہا کہ اس وقت کو جانا قبل از وقت ہے اور اس اعتراض سے اُن کی یہ مراد تھی کہ میں اُس وقت قصد سفر نہ کرتا جبکہ موجودہ ملازمت سرکاری سے پنشن پاکر سبکدوش ہوجاتا اور جوانی سے درگذرتا لیکن ایسے خیال سخت افسوسناک ہیں اور یقیناً وہ لوگ جن کے دلوں میں ایسے خیال ہیں موت کو یا تو بہت دُور یا اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں یقیناً وہ اپنی خیالی زیست کے گمان پر ایک ایسی بھاری عبادت کو چھوڑتے ہیں یا اُسکے چھوڑنے میں سعی کرتے ہیں جو تمام عمر میں صرف ایک ہی بار فرض ہے۔ اور سخت افسوس اُن کی حالت پر ہے جو اسی دھوکہ میں

Marfat.com

اپنی عمر کھو بیٹھتے ہیں اور حج سے محروم ہوکر آخرت کا راستہ لیتے ہیں۔ ہاں اس قدر عقل ضرور گنجایش دیتی ہے کہ اُس وقت تک حج کا ادا کرنا ملتوی ہوجائے جس وقت تک لاعلاج موانع پیش آتے رہیں"۔

قیام مکہ مکرمہ و زیارات

مکہ معظمہ میں بازار و باغات و مقام تفریحات مثل ہند کے نہیں ہیں نہ وسیع راستے نہ گاڑی بگھیوں کی آمد و رفت جاری ہے اور غالباً ایسی تفریحات فضول سے یہاں مناسبت بھی نہیں۔ حرم ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر دن رات آدمی اُس میں بیٹھا رہے تو دل نہیں گھبراتا دن بھر یہاں ہجوم رہتا ہے اور بعد عصر سے عشا تک تمام حرم آدمیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ ایسے مجمع کو جہاں علاوہ عبادت کے ہر فرقہ اور مختلف وضع کے آدمی ہوں گو توجہ نہ جاننے زبان کے ہمکلامی کا لطف نہ دے سکتے ہوں لیکن ان کا ایک مقام پر جمع ہونا ہی دل کے خیالات مجتمع رکھنے کو کافی ہے۔ بہر طور سب سے زیادہ فضا جو حرم میں ہے وہ کسی جگہ میسر نہیں ہوسکتی۔ تاہم وقت فرصت اِن مقامات کو جو درج ذیل ہیں دیکھ لینا اور زیارت سے سعادت حاصل کرنا نہایت مناسب ہے۔ اسی طرح جہاں تک موقع ملے عمرہ کا ثواب حاصل کرنا موجب اجر عظیم ہے:۔

عمرہ لانا۔ یا۔ عمرہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ مکہ مکرمہ سے قریب تین میل کے فاصلہ پر ایک مسجد بنام مسجد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا موسوم واقع ہے۔ یہ مسجد حدِ حرم سے باہر ہے اور اس کے پاس ہی حدِ حرم ہے جو نسبت اور حدود کے شہر سے قریب ہے لہذا وہاں تک جانا اور وہاں احرام باندھکر مکہ مکرمہ میں آنا اور طواف و سعی کرنا اور بال ترشواکر احرام کھولنا اس کا نام عمرہ ہے۔ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ سات عمرے ایک حج کے برابر ہوتے ہیں۔ ماہ رمضان میں عمرہ زیادہ اچھا سمجھا گیا ہے۔ جس قدر عمرے ہوسکیں بہتر ہے لیکن ایک تو ہر حاجی کو ضرور۔ بعض حاجی ایسا کرتے ہیں کہ اپنے گھر سے یا حرم سے احرام باندھکر پیدل یا گدھوں پر اُس

جاتے ہیں اور مکہ مکرمہ میں آکر طواف وغیرہ کے بعد چاہ زمزم پر جا کر غسل کرتے ہیں گرمی
موسم میں یہ غسل ایک عجیب فرحت دیتا ہے اور ساری تکان دور ہو جاتی ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ
کا ذرہ ذرہ پتھر و کنکر در و دیوار خاک و غبار قابل تعظیم و زیارت ہے اور تمام عمر انسان اگر اس
میں صرف کرے تب بھی پورا ہونا مشکل ہو۔ چونکہ حاجی تھوڑے دن اس مقام پر ٹھہرتے
رہتے ہیں پس اس فرصت قلیل میں مشہور اور ضروری مقام جو ذیل میں درج ہیں ضرور
دیکھیں +

۱۔ کعبہ معظم اندر سے۔ ایام حج میں چند بار کھولا جاتا ہے اور حجاج بلا تکلف اندر داخل
ہوتے ہیں +

۲۔ مولد حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم +

۳۔ مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا
ہوئیں اسی مکان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو فرماتے اور عبادت کا
مقام بھی زیارتگاہ ہے +

۴۔ مکان خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ یہ مکان دوکان کے نام سے مشہور ہے
اس مکان کے کوچہ میں مشہور حجر متکلم اور حجر متکا بھی دیوار میں نصب ہیں +

۵۔ مولد خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ +

۶۔ مولد خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ +

۷۔ دار الخیزران۔ صفا کے متصل ایک مکان ہے جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قبل از نبوت عبادت فرماتے تھے +

۸۔ جنت المعلیٰ۔ کنارہ آبادی پر ایک وسیع قبرستان ہے۔ اسی قبرستان میں حضرت خدیجۃ
الکبریٰ زوجہ اول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و جناب آمنہ والدہ ماجدہ و جد
آنحضرت ہے +

۹۔ جبل ابو قبیس۔ جہاں معجزہ شق القمر واقع ہوا یہی پہاڑ اول زمین پر رکھا گیا۔ اسی

Marfat.com

پہاڑ پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کی منادی کی - یہ پہاڑ بالفعل آبادی میں داخل ہے اس کے اوپر تک برابر مکانات تعمیر ہوتے چلے جاتے ہیں - زوار اس پر اکثر بکری کی سری وپائے لیجا کر کھایا کرتے ہیں +

۱۰- جبل نور - اس پہاڑ پر شق الصدر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا گیا - غار حرا اسی کا نام ہے سورۂ اقرا اسی پہاڑ پر نازل ہوئی +

۱۱- جبل ثور - مکہ مکرمہ سے قریب چار میل ہے اسکا راستہ بہت دشوار گذار ہے گو حال میں کسی قدر درست کیا گیا ہی چوٹی تک بالکل سیدھا معلوم ہوتا ہے +

۱۲- مسجد جناب عائشہؓ - یہ مکہ مکرمہ سے تین میل ہے جہاں سے عمرہ لاتے ہیں +

منیٰ

منیٰ - یہ مکہ معظمہ سے تین کوس ایک مکان ہے پورب کی طرف - عرفات کو جاتے وقت رات کو وہاں رہنا سنت ہے - آٹھویں تاریخ فجر کی نماز کے بعد مکہ سے وہاں جائے اور ایک رات اور دن منا میں رہے منا میں چار چیزیں قابل دید و زیارت ہیں لیکن جبکہ عرفات سے واپس آکر تین روز یہاں قیام کریں اُن دنوں میں بآسانی اِن کو دیکھ سکتے ہیں :- وہ جگہ درج ذیل ہے

۱- جمرات یعنے تین شیطان - ان پر ہر حاجی جا کر کنکریاں مارتا ہے +

۲- مسجد خیف - یہ ایک قدیم وسیع مسجد ہی اس کے مقدس ہونے میں بہت روایتیں بیان کی گئی ہیں - ایک یہ بھی ہے کہ ستر نبیوں نے ایک ساعت یہاں نماز پڑھی ہے

۳- مسجد الکبش - آبادی منا سے متصل دامن کوہ میں واقع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی جگہ قربانی کی تھی +

۴- غار مرسلات - مسجد خیف کے قریب ہے اور اسمیں ایک پتھر پر سر مبارک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشان ہی دوسرے روز فجر کو آفتاب نکلے عرفات میں جاتے ہیں

Marfat.com

عرفات کا بیان اور منیٰ میں جمرات کو کنکریاں مارنے کا حال

مکّہ سے نو کوس پہ ایک پہاڑی پورب کی طرف ہے جہاں حضرت آدم نے حضرت حوّا کو پہچانا
تھا۔ لیکن بطن عرنہ اس سے علیحدہ ہے۔ عرنہ وادی شیطان ہے عرفے کی مسجد سے مغرب
طرف اگر مغرب کی طرف کی دیوار اس مسجد کی گر پڑے تو عرنہ میں گرے۔ تمام میدانِ
رفات ٹھہرنے کا مقام ہے۔

مسجد نمبر ۵۔ ظہر اور عصر مسجد نمبر ۵ میں ملا کر پڑھتے ہیں وہ مسجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
ہے اور عرفات میں ہے یہ مسجد پہاڑ عرفے کی آخری حد میں ہے۔ جمعہ اس مسجد میں درست نہیں
عہ شہر میں پڑھے عرفہ کے دن غروب آفتاب تک عرفات میں رہتے ہیں پھر بعد غروب روانہ
کر مزدلفہ میں شب باشی کر کے صبح کو منا جاتے ہیں۔ اور منا میں جمرۃ العقبہ کو نالے کے
رسے سات کنکریاں مارے۔ اوپر سے مارنا مکروہ ہے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر
ہے اور پہلی کنکری سے لبیک کہنا موقوف کرے پھر اگر چاہے تو ذبح کرے پھر سر کے بال
روائے یا منڈوائے لیکن منڈوانا افضل ہے۔ اُس وقت سے ہر چیز حلال ہو گئی
ن عورت سے صحبت درست نہیں۔ پھر منا کے دنوں میں یعنے دسویں گیارھویں و
رھویں جب چاہے مکّہ میں طواف الزیارت کے واسطے آئے لیکن دسویں تاریخ طواف
افضل ہے۔ پھر طواف الزیارت کر کے منا میں آوے اور گیارھویں تاریخ تین جگہ کنکریاں
ے اول خیف کی مسجد کے پاس پھر جو اُس سے قریب ہے پھر جمرۃ العقبہ کو۔ سات
ت بار کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے اور پہلے اور دوسرے مقام پر کنکریاں
ر کے ٹھہرا رہے اتنی دیر کہ جتنی دیر میں سورۂ بقر ختم ہو۔ سو وہاں اللہ اکبر کہے اور کلمہ

Marfat.com

پڑھے اور خدا کا شکر کرے اور درود پڑھے اور دعا مانگے لیکن دسویں تاریخ اور تیرھویں تاریخ کنکریاں مارکے توقف نہ کرے۔ پھر بارھویں تاریخ اور تیرھویں تاریخ اسی طرح کرے۔ اگر تیرھویں تاریخ دوپہر ڈھلنے سے پہلے کنکریاں مارے تو بھی درست ہے کہ تیرھویں تاریخ کو فجر ہونے کے قبل منا سے کوچ کرے اور اگر صبح ہوگئی تو کنکریاں مارنا واجب ہوگیا۔ جب مکے میں آوے تو سنت ہے کہ اول محصب میں اترے اگرچہ ایک ہی ساعت سہی۔ محصب۔ یہ کنکریلی زمین ہے اور ایک مکان ہے درمیان منا اور مکہ کے اور حصبا اور بطحا بھی نام رکھتا ہے۔ پھر مکہ میں آکر قیام کرے۔ پھر جب مکہ سے سفر کا ارادہ کرے تو طواف الصدر یعنے رخصت کا طواف کرے سات بار+

عرب کے مروجہ سکے اور ناپ تول کے پیمانے

جدہ بلکہ تمام عرب میں ساری دنیا کے مختلف سکہ طلائی و نقرئی چلتے ہیں۔ اور یہاں کے باشندے اُن کو بہت جلد سمجھ لیتے ہیں۔ عموماً یہاں کے رائج نقرئی سکے ہیں روپیہ ہندی، ریال فرانساوی ریال جاوی اور ریال مجیدی استنبولی ہیں۔ سکوں کی تقسیم جیسی کہ ہندوستان میں آنوں پر ہے یہاں قرشوں پر کی گئی ہے۔ نقرئی سکے فی الحال حسب ذیل قرش پر چلتے ہیں اور ان میں اکثر کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے۔ روپیہ ہندی ۱۴ قرش ریال فرانساوی ۳۰ قرش ریال جاوی یعنے ڈچ ۳۱ قرش مجیدی استنبولی ۳۲ قرش

روپیہ و مجیدی کا ہر حصہ یعنے آدھا پاؤ آٹھواں حصہ ملتا ہے اور رائج بھی ہے دوسرے سکوں کا نہیں ہے۔ تجارتی بیع و شرع ریال کے نام سے ہوتی ہے اور ایسی صورت میں ریال کے ۲۰ قرش فرض کیے جاتے ہیں اوزان کا بھی یہی حال ہے۔ چھوٹی اور روزمرہ کی چیزیں یعنے گوشت ترکاری چاول شکر گھی تیل۔ میوہ وغیرہ رطل کی مساوات سے بکتا ہے۔ رطل ۴۴ روپے بھر ہوتا ہے اور اُس سے حسب ذیل وزن بنائے گئے ہیں

Marfat.com

۴۴ روپیہ = ایک رطل

۱۱۰ روپیہ = ایک اوقہ

۱۰۰ رطل = ایک قنطار

غلّہ ناپ سے فروخت ہوتا ہے۔ ایک لکڑی کا پیمانہ جو ہندوستانی سیر سے قریب تین سیر ہوتا ہے کیلہ کہلاتا ہے۔ تمام اقسام اناج کی اسی سے ناپ کر بیچتے ہیں۔

حجاز کا موسم

حجاز کا موسم

سال کے بارہ مہینوں میں چار مہینے سردی اور آٹھ مہینے گرمی اس ملک میں رہتی ہے۔ سردی کے موسم میں یہاں لحاف وغیرہ کی اتفاقیہ رات کو ضرورت ہو جاتی ہے جب کبھی بارش ان دنوں میں ہوتی ہے۔ ہندوستان کی طرح برسات کا یہاں کوئی وقت مقرر نہیں۔ اکثر ایام سرما میں دو چار مرتبہ اچھی طرح مینہ برس جاتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو اس ملک میں زیادہ بارش کی ضرورت بھی نہیں۔ اگر زراعت ہوتی تو قانون قدرت کے موافق یہہ سرزمین بھی باران رحمت الٰہی سے محروم نہ ہوتی۔ سردی کے دنوں میں یہاں کے لوگ عموماً بانات کے جبّے پہنتے ہیں اور اپنے جسم کو سرد ہوا سے جو اس موسم میں اکثر چلا کرتی ہے بہت محفوظ رکھتے ہیں یہ سرد ہوا بہت خوشگوار اور فرحت بخش معلوم ہوا کرتی ہے مگر جسم کے کسی حصّہ پر اگر اس ہوا کا پسینہ یا بے احتیاطی کی حالت میں اثر ہو گیا تو وہاں درد ٹھہر جاتا ہے اور یہ درد ضعیفی اور ناتوانی کی حالت میں بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ اصل سردی کا موسم حجاز میں صرف ایک ہفتہ ہے جسکو یہاں "بردالعجوز" کہتے ہیں۔ کوئی بوڑھا شخص کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے اس سردی میں مر گیا تھا۔ اسی وجہ سے اس سردی کا نام بوڑھے کی سردی رکھ دیا گیا ہے۔ یہاں کی گرمی نہایت سخت ہونے کے ساتھ اس وجہ سے بہت تسلی بخش ہے کہ جو شخص مکّہ

صفحہ ۱۴۶ سے صفحہ ۱۵۰ تک مولوی محمد سعید صاحب مہاجر ... کی تحریرات سے مختصراً لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

کی گرمی پر صبر کریگا اسکو آخرت میں ضرور اس گرمی کے بدلے کوئی معقول معاوضہ ملنے کی رکھنی چاہیئے اور امید ہے کہ خدا ضرور اپنے فضل و کرم سے اس وقت ہمارے حال زار کی نظر فرمائیگا جب وہ دن ہوگا کہ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ +

حجاز کی گرمی میں یہ ایک عمدہ بات ہے کہ جس قدر سموم اور لُو تیز چلتی ہے اسی قدر پانی ٹھنڈا ہوتا ہے اگر اس گرمی میں پانی بھی گرم ہی ہوتا تو شاید کوئی ذی روح ان دنوں میں یہاں نہ ٹھہر سکتا۔ اس موسم میں یہ قدرتی برف یعنے سرد پانی خدا کی بڑی ہی نعمت فی الحقیقت معلوم ہوتی ہے۔ موسم گرما کھجوروں کا موسم ہے۔ کھجوریں بہت سخت اور تیز گرمی اور لُو سے پکتی ہیں +

طائف

امرائے مکہ شریف اور اکثر ذی ثروت اشخاص اور تمام حکام گرمی کا زمانہ طائف میں بسر کرتے ہیں۔ طائف مکہ معظمہ سے تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قافلہ تین دن میں اور خچر اور گدھے رات دن میں بہت آسانی سے یہاں آسکتے ہیں۔ مکہ سے آتے ہوئے راستہ میں ایک پہاڑ حائل ہے جسکو "جبل کرا" کہتے ہیں۔ اس پہاڑ کی چڑھائی ساڑھے تین یا زیادہ زیادہ چار گھنٹے ہے۔ چونکہ اس پہاڑ پر ہو کر اونٹ نہیں آسکتے۔ اس وجہ سے اُن کو بہت چکر اور پھیر کے بعد سیدھے راستہ پر آنا پڑتا ہے۔ خچر اور گدھے بلا تکلف پہاڑ کے راستہ سے آتے جاتے ہیں۔ اگر خچر مضبوط اور اچھا ہو تو سوار کو پہاڑ پر پیدل چلنے کی ضرورت نہیں ہوتی ورنہ اکثر مسافر کو پا پیادہ تین چار گھنٹے محنت پیادہ روی کرنی پڑتی ہے +

مکہ معظمہ کی سخت گرمی اور لُو طائف کی پر فضا اور فرحت بخش ہوا کے درمیان صرف جبل کرا ہی حائل ہے۔ پہاڑ کی بلندی پر چڑھ کر انسان کو خالق ارض و سما کی ایک عجیب حیرت انگیز قدرت اور حکمت کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ ایک طرف پہاڑ کی جڑ میں طپش آفتاب سے پتھر تک سیاہ نظر آتے ہیں اور دوسری طرف ظہر کے وقت بھی ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈالتے

Marfat.com

لگتا ہے +

طائف کی وجہ تسمیہ میں بہت سے مختلف فیہ اقوال بیان کئے گئے ہیں جن میں زیادہ مستند یہ قول ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا پر بحکم خدا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شام کی زمین سے یہ ٹکڑا اٹھا کر اس جگہ رکھدیا۔ زمین شام کو یہاں نصب کرنے سے پہلے چونکہ کعبہ کا طواف کرادیا گیا تھا اس وجہ سے اس جگہ کا نام طائف ہو گیا۔ طائف کی آب وہوا اور بعض خاص خاصیتوں میں جو زمین شام کے ساتھ مخصوص ہیں یہاں بالکل فرق نہیں اور سب سے زیادہ جو بات قابل غور وفکر ہے وہ یہ ہے کہ شام میں "جبل لبنان" اور "حوران" کے درمیان ایک ٹکڑا زمین کا ایسا موجود ہے جو بالکل حجاز کی زمین سے مشابہ ہے۔ وہاں سوائے خاردار ببول کے درختوں کے اور کوئی میوہ دار درخت پیدا نہیں ہوتا۔ ان دونوں مقامات کی حالت میں اس قدر تغیر عظیم اور مشابہت تامہ دیکھکر ایک غیر مسلم بھی ضرور اس بات کو تسلیم کریگا کہ زمین کے یہ دونوں ٹکڑے قادر لایزال نے ضرور ردّ وبدل کئے ہیں۔ طائف کی راحت انگیز ہوا۔ باغوں کی کثرت فواکہ کی ریل پیل دیکھکر کبھی انسان کو یہ خیال نہیں گذر سکتا کہ یہاں سے چند گھنٹے کے راستہ پر تمام دلچسپ اور خوشگوار نظارہ خواب وخیال ہو جاتا ہے۔ خاص شہر طائف کی آبادی اول کچھ زیادہ بارونق اور منتظم نہ تھی اکثر مکانات کچے جیسے ہندوستان کے دیہات میں ہوا کرتے ہیں موجود ہیں بازار اور گلی کوچے بھی وسیع نہیں ہیں شہر پناہ بھی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی ہے جب سے حکام اور امرائے مکہ کو موسم گرما طائف میں بسر کرنے کا خیال پیدا ہوا ہے اس روز سے طائف کی آبادی اور رونق بہت زیادہ ترقی کر رہی ہے۔ شہر پناہ کے اندر تو اس قدر وسعت اور گنجائش نہ تھی کہ عالیشان محلات اور فرحت افزا باغات بن سکتے۔ اب شہر پناہ سے نئی آبادی شروع ہے۔ ہر مکان کے ساتھ ایک پائیں باغ ہے۔ جن کے تسلسل سے حد بصر تک سوائے سبزہ زار اور میوؤں سے لدے ہوئے درختوں کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی +

میں نے اپنی مدت العمر میں طائف کے برابر فواکہ کے اس قدر کثرت کسی جگہ نہیں دیکھی

میوے جو بازار میں فروخت ہو رہے ہیں اُن کا نرخ بیان کرتا ہوں اُس سے ناظرین کو وضاحت سے یہاں کے حالات معلوم ہو جاوینگے ۔ انگور ڈیڑھ آنہ سیر ۔ انار بہت اچھے ایک پیسہ کے پانچ یا چھ ۔ انجیر ایک آنہ سیر ۔ سفرجل (بہی) ایک آنہ سیر ۔ آڑو آنہ سیر زردآلو پانچ پیسہ سیر ۔ جس مُلک میں معمولی گیہوں چھ سیر سے زیادہ نہ ملتے ہوں وہاں میوے کا یہ نرخ ضرور تعجب انگیز ہے ۔ کچھ دنوں سے طائف کے نواح میں زراعت بھی ہونے لگی ہے ۔ طائف کے نواح کے چند گاؤں ۔ قرن ۔ ثمنالیہ ۔ ہدا وغیرہ ہیں ۔ مینے قصداً وہاں جاکر زمین کی حالت اور موجودہ زراعت کو دیکھا ۔ اُن کی تمام زمین قابلِ زراعت ہے اور پانی بھی بکثرت موجود ہے ۔

مکہ معظمہ سے طائف تک تار و ڈاک کا انتظام بھی معقول ہے ۔ فوج کے قیام اور رہنے کے لئے یہاں ایک اتنی بڑی بارک بنی ہے کہ جس میں چھ ہزار آدمی معہ سامان ۔ جنگ توپخانہ وغیرہ کے یہاں رہ سکتے ہیں ۔ چونکہ یہاں کا موسم نہایت خوشگوار اور سرد ہے دھوپ میں [illegible] اور حدت نہیں ہے جو مکہ میں ہے ۔

تقدس اور بزرگی میں بھی یہ جگہ کچھ کم نہیں ہے ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو طائف حدِ حرم میں داخل ہے ۔ علاوہ اسکے زمین طائف نے بہت سے بزرگانِ دین کو اپنی گود میں سُلا رکھا ہے ۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ جیسے جلیل القدر شخص طائف ہی میں مدفون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر عبداللہ الملقب بطیب و طاہر ۔ محمد ابوالقاسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے بھی یہیں مدفون ہیں ۔ صحابہ کرام میں زید ابن ثابت ۔ عکرمہ ۔ عداس اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور شہداءِ غزوہ حنین و طائف اکثر طائف ہی میں مدفون ہیں ۔ زبیدہ اور اس کے بھائی عبدالمنعم کی قبر بھی اسی جگہ ہے ۔ جن جن مقامات پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا ہے یا جس جگہ آپ کے قدم مبارک پڑے ہیں وہ اس وقت تک زیارتگاہ عالم ہو اور جب تک دُنیا میں مسلمان ہیں ان مقامات کی تعظیم اسی طرح ہوتی رہیگی ۔ صحت کے واسطے طائف کی آب و ہوا نہایت ہی مفید ثابت ہوئی ہے

Marfat.com

شہر سے باہر ایک کنواں ہے جو کسی زمانے میں ایک بدوی نے کھودا تھا اس وقت یہ کنواں "بیر عجلان" کے نام سے مشہور ہے حکیموں اور ڈاکٹروں نے اس کنوئیں کے پانی کو نہایت عمدہ اور نفیس قرار دیا ہے۔ غالباً طائف کی آبادی کا ثلث حصہ اس کنوئیں کے پانی کو پیتا ہے۔ مکہ معظمہ میں دو وقت مقررہ کے سوا بہت کم اشتہا ہوا کرتی ہے اور یہاں تین دفعہ بعض دفعہ چار وقت بھی اشتہا روزانہ معلوم ہوتی ہے۔ اس جگہ کو اگر جنت الحجاز کہا جاوے تو بالکل درست ہے۔ گرمی میں طائف میں مکانات کے اندر بغیر رضائی آدمی آرام نہیں پا سکتا۔ انار اور انگور اور جس قدر دوسرے میوے یہاں بکثرت پیدا ہوتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ جن لوگوں نے ہندوستان میں کابل کا انار دیکھا ہے وہ لوگ طائف کے انار کو اس پر ترجیح دیتے ہیں +

مکہ معظمہ کے بازار

اس وقت مکہ معظمہ کی عمارتیں دو قسم کی ہیں ایک پرانی اور ایک وہ جو پچاس برس ادھر بنی ہیں۔ نئے مکانات اور عالیشان محلات اس بارونق شہر میں پانچ پانچ منزلہ اور چھ چھ منزلہ ہیں تیس چالیس برس سے مکہ معظمہ کی آبادی اس قدر بڑھ رہی ہے کہ جو زمین کسی وقت میں لوگ مفت لینا نہیں چاہتے تھے اب وہ زمین چاندی بچھا کر خرید رہے ہیں شہر کی آبادی اس وقت اڑھائی یا تین لاکھ سے کم نہیں ہے۔ اور ہر سال اس میں ایک حد تک ترقی ہوتی جاتی ہے آبادی کے ساتھ معاملات تجارت کو بھی یہاں ترقی ہے یہاں کے مشہور بازاروں میں سویقہ جسے سوق الیل اور شامیہ بھی کہتے ہیں اور مدعا اور سوق الصغیر ہیں۔ سویقہ یہاں کے بازاروں میں ایک شاندار اور بڑا بازار ہے جیسے ہندوستان کے بعض بڑے اسٹیشن ٹین کی چادروں سے چھتے ہوئے ہوتے ہیں ویسے ہی یہ بازار چھتا ہوا ہے۔ ترکی شامی۔ مصری۔ ہندی بڑے تاجروں کی دکانیں اسی بازار میں ہیں۔ اور حج کے ایام میں اس قدر خرید و فروخت اس بازار میں ہوتی

Marfat.com

ہے کہ آدمی کو راستہ مشکل ملتا ہے +

مکہ معظمہ میں ہر قسم کا مالِ تجارتی مختلف ملکوں سے آتا ہے۔ جو چیزیں ہندوستان سے مکہ معظمہ جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ ہر قسم کا غلّہ۔ مراد آبادی برتن۔ آگرہ کی دریاں جانمازیں۔ تیل۔ چار۔ گرم مصالحہ۔ چھالیہ۔ املی۔ ڈھاکہ کا چارخانہ۔ سورت کا ریشمی کپڑا ڈھاکہ کے ریشمی کام کے رومال۔ بمبئی کا بنا ہوا دیسی کپڑا۔ چادریں۔ بنیان۔ تولیے وغیرہ۔ عطر کافور۔ دہلی کے جوتے۔ مگر کا مدار نہیں۔ اور مکہ معظمہ سے صرف دو چار چیزیں باہر جاتی ہیں مثلاً اسطوخودوس۔ سنائی۔ روغن بلسان۔ رومی مصطگی یہاں کے معمولی تبرکات +

عرب کی جنگلی اقوام بدوؤں کا مختصر حال

جن مسلمانوں کو زمین حجاز اور اپنے معبد خانہ کعبہ سے ذرہ بھی تعلق ہے۔ اُن کے کان عرب کے جنگلی بدوؤں کے ہولناک قصّوں اور اُن لوگوں کی لوٹ مار اور غارتگری کے فسانوں سے جن میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا گیا ہے ضرور آشنا ہونگے۔ حاجیوں کی زبانی بدوؤں کے جو حالات ہندوستان میں میں نے سُنے تھے اسوقت ایک زمانہ در کے قیام اور تجربہ کے بعد اکثر مبالغہ آمیز اور بعض بالکل غلط ثابت ہوئے۔ سُنے سنائے قصّوں کی بنا پر اس وقت ہندوستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی عرب کے اصلی باشندوں کو ایک خونخوار اور سنگدل ظالم قوم خیال کیا جا رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ بعض افراد کے ظاہری عیوب ان کی نیکیوں اور بھلائیوں پر غالب آگئے ہیں اور تمام خرابیوں کی جڑ ان لوگوں میں جہالت ہے۔ جو لوگ شہروں سے قریب آباد ہیں یا شہروں پر آتے جاتے ہیں وہ نماز روزہ اور ارکان اسلام سب جانتے ہیں ورنہ پہاڑی اور دیہہ نشین بدوؤں میں عام جہالت ہے لیکن اسلام کا ایسا پائیدار اثر ہے کہ یہ سب مشرک نہیں ہیں۔ عرب میں یوں تو چھوٹی بڑی سینکڑوں جماعتیں اور قبیلے ہیں

عرب کی جنگلی اقوام بدوؤں کا مختصر حال

...کن پر حجاز کا امن موقوف ہے۔ حسب ذیل ہیں۔ قریش۔ ہذیل۔ عبدلی۔ بنی حابد۔
...ہران۔ عتبہ۔ عوف۔ بنی سالم۔ بازمی یسلاہیہ۔ ہیتم۔ بشر۔ جہینہ۔ رونفہ۔ احمدی۔
...وی۔ جابری۔ بطیر۔ خواری۔ یہ سب وہ زبردست اور باثر قبیلے ہیں کہ جو ادنیٰ اور
... ذراسی باتوں پر پچاس پچاس ہزار آدمی لیکر میدانِ کارزار میں ایک دوسرے کے مقابل
...جود ہو جاتے ہیں۔ عرب کی شجاعت محتاجِ بیان نہیں اور شجاعت کے لوازمات میں جہالت
...ی بہت بڑا جزو ہی اور یہہ بات بدوؤں میں زیادہ ہے۔ بدوؤں میں شاید ایسا کوئی بدنصیب
...خص ہوگا کہ جس کے پاس ایک دو بندوق اور تلوار نہ ہوگی۔ ملک کی حالت پُرامن رکھنے
...کے لیۓ حکومتِ وقت ان قبائل کی بہت زیادہ دلجوئی کرتی ہے۔ قبایل کے مشائخ اور
...ئیسوں کو معقول وظیفے دیئے جاتے ہیں اور ہر طرح مناسب رعائتیں اور سہولتیں برتی
...اتی ہیں۔ شریف مکّہ کی معرفت یہ سب کام ہوتا ہے۔ بارہا بدوؤں نے جدّہ اور طائف کا تار
...س وجہ سے کاٹ دیا ہے کہ اسلام کی زمین پر نصاریٰ کی ایجاد کو وہ پسند نہیں کرتے ہیں۔ ان
...بائل میں عتبیہ بہت بڑا قبیلہ ہی اس کی شاخیں حجاز سے لیکر عراق عرب اور شام تک پھیلی ہوئی
...ں۔ شرافت اور نجابت میں سب سے زیادہ معزز قبیلہ ابتدا سے عرب میں قریش ہے۔ یہ
...ب بہ نسبت دوسرے ہمجنسوں کے اپنے عہد و پیمان کے بہت پکّے اور پورے ہوتے ہیں اور
...نسبت دوسرے قبائل کے مرفہ الحال بھی ہیں اور ان میں یہ خصوصیت شاید اس وجہ سے
...لوں قدرت نے رکھی ہو کہ خاتم النبیّین اسی قبیلہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ نعمات دنیوی میں
...ے دس بیس اونٹ سو پچاس بکریاں اور دس بیس کھجوروں کے درخت بس یہی ان کے
...سطے دنیا کی بہت بڑی دولت ہے۔ قیام اور رہایش کی کوئی جگہ ان لوگوں کی مقرر نہیں
...ئی۔ اکثر ان میں سے خانہ بدوش ہیں جہاں پانی اور ان کے مویشی کے واسطے
...ماس چارہ ملجاوے اسی جگہ قیام کر دیتے ہیں۔ شاید بعض لوگوں نے سُنا ہوگا کہ عرب
...ں عورتوں کی بھی ختنہ کی جاتی ہے۔ اس کی اصل صرف اتنی ہے کہ پیدائش کے وقت
...ب دایہ ناف کاٹتی ہے اُسی وقت انگلیوں سے اُس کھال کو بھی جو کسی قدر زائد عورتوں

کے مقام مخصوص پر ہوا کرتی ہے مل دیتی ہے۔ ابتدا میں ... ہی نہیں ہوتا۔ اطبّا کا اتفاق ہے کہ اگر یہ کھال کاٹ دیجائے تو عورت کی خواہش میں بہت کچھ کمی ہو جاتی ہے۔ عرب میں یہ رسم ایام جاہلیت سے چلی آتی ہے۔

جو لوگ قطاع الطریق اور رہزنی کا پیشہ کرتے ہیں وہ اکیلے دوکیلے مسافر کو دیکھکر پہلے دور سے پتھر اُٹھاتے ہیں اگر مسافر تجربہ کار اور اُن لوگوں کے حالات سے واقف ہے تو بھاگتا نہیں بلکہ اُلٹا اُس مارنے والے کی طرف خود آجاتا ہے اِس صورت میں اگر کچھ پاس ہوتا ہے تو وہ لے لیتا ہے اور جان بچ جاتی ہے۔ اور اگر پتھر اُٹھاتے ہوئے دیکھکر بھاگنا شروع کیا تو پھر سلامتی اُسے مشکل ہوتی ہے دو تین پتھر سر میں اس زور سے مارتا ہے کہ زخمی ہو کر مسافر گر پڑتا ہے۔ راستہ میں مسافر کو اگر کسی مشتبہ یا مخدوش آدمی سے سامنا ہو جاوے تو اُس سے بچنے کے واسطے یہ تدبیر بہت اچھی ہے کہ جلدی سلام میں سبقت کرے اگر بدوؤں نے سلام کا جواب دیدیا تو پھر بے خوف ہو جاوے۔ سلام کا جواب دینے کے بعد یہ شخص تکلیف نہ دیگا۔ جو شخص راہزنی اور ڈاکہ مارنے کا کام کرتے ہیں وہ سلام کا جواب اُس وقت تک اُس شخص کو نہیں دیتے جب تک اُن کی نیت سلام کرنے والے کی نسبت نیک اور صاف نہیں ہوتی ہے +

بدوؤں میں دخیل بھی ایک عجیب چیز ہے اگر کسی شخص نے کسی کو قتل کر دیا ہو اور وہ مجرم کسی دوسرے شخص کے دامن۔ یا چادر وغیرہ میں گرہ باندھ دے تو بس یہ قاتل اُس کے دخیل میں آگیا مقتول کے عزیز اُس وقت تک قاتل سے بدلہ نہیں لے سکتے جبتک وہ شخص زندہ ہے جس کے دخیل میں قاتل چلا گیا ہے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ کسی قبیلہ کے دخیل میں کوئی مجرم آگیا ہے اور دوسرے قبیلہ نے مجرم کو طلب کیا اور نوبت بجنگ پہنچ گئی اور سینکڑوں اور ہزاروں آدمی طرفین کے قتل ہو گئے مگر اُس مجرم کو نہیں دیا۔ اُن لوگوں میں بڑا عار ہے کہ کوئی شخص اُن کی پناہ میں آجاوے اور پھر اُسکو دیدیں عربوں میں یہانتک اس دخیل کی پابندی ہے کہ اگر کوئی لڑکے کو مار کر اُس کے باپ

کے دامن میں آگرگرہ دیدے تو باپ خود اپنے لڑکے کے قاتل کو دوسرے عزیزوں کے ہاتھ سے بچاتا ہے ۔

جو خرق عادت باتیں اِن لوگوں میں پائی جاتی ہیں اُن میں سے میں صرف دو تین کا ذکر کرتا ہوں بادل دیکھکر عموماً بدو یہ بتا دیتے ہیں کہ اس بادل سے بارش ہوگی یا نہیں۔ رات کے وقت تھوڑی سی زمین کھود کر اپنا سر اُس میں گھسا دیتے ہیں۔ اور چند لمحہ کے بعد بتا دیتے ہیں کہ قافلہ یہاں سے اتنی منزل اور فلانی سمت پر ہے۔ اونٹ کا نقش قدم وہیں پر دیکھکر اونٹ کے باقی حالات دریافت کر لیتے ہیں کہ یہ فلاں نسل کا اور اِس قسم کا ہے۔

بدّو اپنے عہد و اقرار کے پابند ہوتے ہیں۔ آٹھ نو دس برس اُدھر جب عرب میں سخت قحط اور گرانی کا زور و شور تھا۔ اُس وقت ایک بدو مدینہ منورہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ مبارک کے سامنے آکھڑا ہوا اور اُس نے بڑی بے تکلفی و سادگی کے ساتھ اپنی تقریر اس طرح شروع کی کہ "یا محمدؐ میں بہت دور سے تیرے پاس آیا ہوں۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ ہمارے باغ خشکی سے سوکھ گئے اور اونٹ و بکریاں بھوک سے مر رہی ہیں۔ ہم برباد ہو گئے۔ بال بچے پریشان ہیں۔ تو خدا کا کیسا حبیب ہے اگر ہمارے واسطے بارش کی دُعا کرے اور ہماری وادی پر مینہہ برس جائے تو میں تیرے سے وعدہ کرتا ہوں کہ ایک مشک گھی میں تجھے دونگا" غریب بدو بس یہ الفاظ کہنے ہی پایا تھا کہ خادمان حرم محترم چاروں طرف سے اُس پر ٹوٹ پڑے اور وہ غریب جان بچا کر بھاگا شہر سے نکلا ہی تھا کہ اُس نے اپنے گاؤں پر بادل اور ابر رحمت گھرا ہوا دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ یہ ضرور برسےگا۔ پھر شہر میں لوٹ کر آیا اور ایک مشک گھی خریدا اور اُس کو چھپا کر روضۂ مبارک تک پہنچا۔ قریب پہنچکر جالیوں سے گھی اندر بہا دیا اور زور سے کہتا ہوا چل دیا کہ "اگر تو وعدہ کا سچا اور پورا ہے تو میں بھی اسی وقت اپنے وعدے کو پورا کئے جاتا ہوں" گھی سے بڑھ کر بدوؤں کے نزدیک کوئی نعمت نہیں۔ مہمان نوازی بس اس قوم پر ختم ہے ۔

Marfat.com

عدن کا حال

بمبئی سے روانہ ہو کر جہاز - آٹھویں - یا نویں دن بندر عدن میں داخل ہو کر تار وقت
کے مطابق لنگر کرتا ہے - جہاز کو دیکھتے ہی کشتیبان خالی کشتیاں لیکر پہنچتے ہیں اور
وغیرہ اسباب لاکر موجود ہوتے ہیں گوشت گھی لیمونیڈ - ترکاری - کھجور - انڈا - روٹی
مرغی وغیرہ سب لاتے ہیں - مسافر اپنے حسب ضرورت خرید لیتے ہیں - مسافر اگر عدن
سیر کرنا چاہے یا کسی اور ضرورت سے اُترے تو کپتانِ جہاز سے اجازت لے لیں اور جہاز
کی روانگی کا ٹھیک وقت دریافت کر لیں اور پھر قبل لنگر اُٹھانے کے جہاز پر واپس آجا
جائیے - عدن میں جہاز سے کنارہ تک کشتی پر جانے کا کرایہ ۴ر فی کس مقرر ہے - بندر عدن
کے متصل ہی تار گھر اور ڈاکخانہ ہے - عدن سے ہندوستان کا محصول تار برقی فی لفظ
دو روپے ہے اور جدہ اور مکہ مکرمہ کو ڈیڑھ روپیہ ہے - کاتب اور مکتوب الیہ کے پتہ پر بھی
محصول لیتے ہیں - بندر کے پاس ہی ایک بازار ہے جہاں کچھ سوداگروں کی دکانیں
اور ہوٹل ہیں یہاں صرف انگریزی سامان ملتا ہے +

آبادی عدن یہاں سے پانچ میل ہے - بگھی گھوڑا کرایہ پر ہر وقت بندر پر مل سکتا
ہے آبادیِ عدن میں ہر قسم کی چیز ملتی ہے مگر گراں - یہاں عموماً ہندوستانی زبان بولی
جاتی ہے اور دوکاندار بھی اکثر ہندوستانی ہیں - انگریزی سکے یہاں سب چلتے ہیں
لیکن خیال رہے کہ تانبہ کا سکہ یعنے ہندوستان کا پیسہ اگر آپ کے پاس زیادہ ہو تو یہاں
خرچ کر ڈالنا چاہیئے ورنہ عرب میں تانبہ کا سکہ نہ چلیگا +

آبادی کے آخر کنارہ پر دامنِ کوہ میں ایک بزرگ سید ابوبکر عیدروسی کا مزار ہے اکثر
لوگ وہاں فاتحہ خوانی کو جاتے ہیں اور عمارات قدیم کے کچھ نشان پائے جاتے ہیں +

عدن میں جہاز کے پہنچتے ہی قوم سمالی کے لڑکے اور کم عمر بچے چھوٹی ڈونگی
یا کشتی پر بیٹھے ہوئے جہاز کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں - اور ڈال دیا جاتا ہے جبکہ ڈالا جاتا

Marfat.com

نوکی آوازوں سے مسافران جہاز کی توجہ اپنی جانب منعطف کراتے ہیں۔ مسافر اُن کو
لیکر نیچے سمندر میں پیسہ۔ دوقی۔ چونی ڈالنا شروع کرتے ہیں اور یہہ لڑکے پانی میں کود کر
ان کو نکالتے اور منہہ میں بھرنے لگتے ہیں اور سمندر میں غوطہ مار کر جو دوقی یا چونی گرتی ہوئی
دیتے ہیں اُسے دانتوں میں لیکر ڈالنے والے کو دکھلا دیتے ہیں۔ یہ لڑکے ہندی خوب
بولتے ہیں۔ غرضیکہ تھوڑی دیر کے لیے مسافروں کا دل ان لڑکوں کے کھیل و تماشہ میں بہل
جاتا ہے۔ عدن تک تو نماز میں قبلہ کی جہت مغرب ہی کی جانب ہے۔ عدن سے قبلہ کا رخ تبدیل
ہو جاتا ہے اور قطب کی طرف جہت کعبہ پڑتی ہے۔ اسی جانب پھر سجدہ کیا جاتا ہے ۔

جزیرہ کامران

عدن سے چلکر ۲۰ گھنٹہ میں یا دوسرے دن کبھی اتفاقیہ تیسرے دن جزیرہ کامران
آتا ہے یہ جزیرہ سلطان روم کی عملداری میں ہے۔ جب کے مہینے سے چھ ماہ تک جو اشخاص
ہندوستان سے حج کو آتے ہیں اُن پر یہاں قرنطینہ ہوتا ہے۔ اس جزیرہ میں دس روز
بغرض تبدیل آب و ہوا قیام کرنا ہوتا ہے اس قیام کا نام قرنطینہ ہے۔ اس جزیرہ میں ساحل
کے قریب بارکیں بنی ہوئی ہیں جس میں اشخاص قاصد حج کو ٹھہرنا پڑتا ہے۔ سولہ یا اٹھارہ
بارکیں ایک کیمپ کے نام سے مشہور ہیں اور ایسے چھ کیمپ اس جزیرہ میں ہیں۔ ہر کیمپ
میں چار حوض پانی کے اور ایک مسجد اور ایک مکان افسر پولیس کا ہے۔ ایک کیمپ کا آدمی
دوسرے کیمپ میں نہیں جانے پاتا۔ شریف پردہ دار عورتیں چادر جاجم جو کچھ اُن کے ساتھ
پاس سے آڑ کر لیتی ہیں۔ ایک بارک میں کم از کم پچاس آدمی آتے ہیں۔ ترکی اور عرب سپاہی
حفاظت حفاظت رکھتے ہیں۔ ہر کیمپ کے واسطے ایک ڈاکٹر مقرر ہے۔ جس ترتیب سے جہاز
پہنچتے ہیں علیحدہ کیمپ میں مسافر رکھے جاتے ہیں۔ مسافروں کے جہاز سے اُترتے ہی محافظان
ملازمان قرنطینہ مسافروں کا اسباب اٹھا کر انجن بخور کے احاطہ میں لاتے ہیں۔ یہاں مسافروں
کے سب کپڑے اُتروا کر ایک ایک پیراہن سب کو پہنا دیا جاتا ہے اور جو کپڑا یا بستر وغیرہ اوپر

سانحہ ہوتا ہے وہ سب انجن بخور میں ڈال دئے جاتے ہیں تخمیناً میں منٹ میں
واپس ملتے ہیں جنکو پہنکر لوگ اپنا سامان سنبھالکر اور لیکر بارک میں آتے ہیں۔ جو سا
بخور میں نہیں دیا جاتا اُس پر ایک دستی کل کے ذریعہ سے بخور دیا جاتا ہے اُس
عجلت کی وجہ سے اشخاص اپنے ہاتھوں تکلیف پاتے ہیں ورنہ جب سب مسافر
ہیں تب وہی محافظانِ بارک اسباب موجودہ احاطۂ انجن بخور خود اُٹھاکر بارگ میں پہنچا
ہیں۔ ان محافظوں اور جہاز سے کشتی میں بٹھاکر لانے والے کشتیبانوں کو ایک حبہ لینے
حکم سُلطانی نہیں ہے۔ لیکن اگر انعام کچھہ دیدیا جاوے تو کچھہ ہرج نہیں بلکہ معطی کی
زیادہ خدمت کرتے ہیں +

دونوں وقت ڈاکٹر اور افسر پولیس مسافروں کو دیکھتے اور شمار کرتے ہیں۔ پانی کے وا
ہر شخص کو ٹین کا ٹکٹ ملتا ہے۔ پانی فی مسافر دو مشراب ملتا ہے۔ جو واقف کار لوگ صند
ہیں پانی اور سوڈا واٹر کی بوتلیں لاتے ہیں اُن کو پانی کی بہت تکلیف نہیں ہوتی۔ در
پانی ذرا شیریں کم ہوتا ہے۔ ہر کیمپ میں ایک بقال کی دکان ہوتی ہے جو آٹا چاول
قند۔ روٹی کھجور۔ نمک۔ گوشت۔ مُرغ۔ انڈا وغیرہ بیچتا ہے البتہ قیمت بہت دینا پڑ
ہے مگر جو نرخنامہ سرکاری بقال کی دکان پر آویزاں ہے۔ اس سے زیادہ وہ نہیں لے
یہاں پلنگ بھی کرایہ پر بہت ملتے ہیں۔ فی پلنگ دس یوم کے لئے ایک روپیہ کرایہ دینا
ہے۔ عورتوں کو بخور دینے کے لئے حبشنیں مقرر ہیں اور مردوں سے علیحدہ بارک میں اُن
بخور دیا جاتا ہے۔ بارکوں کا صاف کرنا اور اُن میں روشنی کرنا۔ اور لکڑی لاکر مسافروں
دینا یہہ سب کام محافظوں کے ذمہ ہے +

چونکہ دس گیارہ دن جہاز کی خشکی کے بعد کامران میں پہنچتے ہیں اس وجہ سے مس
دھوپ اور لُو کی شدت اور پانی کی ناموافقت اور بے احتیاطی سے کھانے پینے سے
ہو جاتے ہیں اس لئے لوگوں کو اسہال وغیرہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی بد قسمت
سے عام طور پر بیماری بھی پھیل جاتی ہے۔ جب تک قرنطینہ رہتا ہے انگریزی کانسل مقیم

Marfat.com

کامران میں آتا رہتا ہے اور ہندی مسافروں کی خبرگیری کرتا ہے +

محافظانِ بارک کو وردیان کہتے ہیں۔ یہ اونچی تہمد اور میلا کرتہ پہنے ہوئے ہر وقت
ان میں اشعارِ نعتیہ اور درود شریف پڑھا کرتے ہیں۔ ہر ہر کلمہ پر صل علی النبی و سلم علی النبی
فہ ہیں۔ اور جب کسی ایک کو غصہ آتا ہے تو کلمہ مبارک پڑھ دیتا ہے دوسرا بھی کلمہ مبارک
دیتا ہے جس کے سنتے ہی یہ غضبناک عرب اپنے غصہ کو پی کر اپنے مقابل کی پیشانی چوم
تا ہے اور با اخلاص تمام مل جاتا ہے +

قرنطینہ کے اختتام پر آٹھویں یا نویں دن ڈاکٹر قرنطینہ ۱۲ فی کس فیس قرنطینہ وصول
کا رٹرک کراتا ہے۔ جو لوگ غریب ہوتے ہیں اور فیس داخل نہیں کرتے اُن پر کسی قسم کی
تی نہیں کی جاتی۔ بلکہ مساکین ہیں اُن کا شمار کر کے اُن کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ افسران قرنطینہ
طینہ کی فیس کا روپیہ ایک لوہے کی چھلنی میں جس میں لکڑی کا دستہ لگا ہوتا ہے لیکر اسکو
رو دیتے ہیں اور پھر پانی کی بالٹی میں گرا کر اور دھو کر شمار کر کے لیتے ہیں۔ اگر نوٹ فیس میں
ل کئے جاتے ہیں تو اُن کو اول ایک چمٹے سے پکڑ کر صندوق میں ڈال دیا جاتا ہے اور
کے بعد فوراً نکال لئے جاتے ہیں۔ فیس دینے والوں کو ایک مثنی رسید کا سپید کاغذ ملتا
۔ اور مساکین کو نیلے کاغذات ملتے ہیں۔ پھر دوسرے روز مسافر جہاز میں بیٹھ کر جدہ
انہ ہو جاتے ہیں +

کامران سے جدہ تک قطب اور مشرق کے درمیان میں قبلہ ہے۔ اسی طرف نماز
ی جاتی ہے +

یلملم

کامران سے چلکر دوسرے روز کبھی تیسرے روز وہ جگہ آویگی جس کو یلملم کہتے ہیں اور
۔ دستان سے آنے والے مسافر حنفی مذہب یہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ یلملم
پہاڑی کا نام ہے جو لبِ سمندر واقع ہے اسی پہاڑی کے نیچے سعدیہ نام ایک

چھوٹی سی بستی ہے جو اہل ہند وین کا میقات ہے۔ حالت رفتار جہاز میں وہ جہاز سے نظر نہیں آتی لیکن کپتان جہاز جو بار ہا حاجیوں کو لیجا چکے ہیں وہ اس جانتے ہیں اور قبل اس کے کہ جہاز اس کے محاذ میں آوے حجاج کو مطلع کردے ہیں۔ احرام کے واسطے دو چادریں بغیر سِلی ہوئی چاہئیں عرض و طول ہر ایک کا اس ہو کہ کمر سے پنڈلی تک بدن چھپ جاوے اور چہار طرف سے بخوبی ڈھانک سکے اور جو شانوں سے اوڑھیں ایک طرف سے دوسری طرف تک تمام جسم کو چھپا سکے ۔

مطوفان مکہ مکرمہ زاد اللہ تشریفاً و تعظیماً

جدہ پہنچکر قاصد حج اشخاص کو بہ امر تجویز طلب پیش آتا ہے کہ مکہ معظمہ میں ہمارا مطوف کون ہے یا کون ہوگا۔ مطوف وہ جماعت باشندگان مکہ مکرمہ سے ہے کہ جو حجاج کو جدہ سے آکر خود لیجاتے ہیں یا اپنا آدمی بھیج دیتے ہیں اور اکثر مطوفوں نے جن کے پاس زیادہ حجاج آتے ہیں ساکنان جدہ کو خدمت حجاج کے واسطے اپنا وکیل مقرر رکھا ہے لہذا وہ خود یا اُن کے ملازم یا وکیل حجاج کے قیام جدہ و روانگی مکہ مکرمہ وغیرہ میں مدد دیتے ہیں۔ اور مکہ مکرمہ میں مطوف بذات خاص یا اس کے رشتہ دار یا ملازم طواف وغیرہ ارکان حج ادا کرتے ہیں مقامات زیارت پر لیجاتے ہیں۔ عرب کے رسم و رواج سے آگاہی دیتے ہیں۔ مکان کرایہ دلانا۔ نوکر۔ یا۔ مترجم ملازم کرنے کی حاجت ہو تو حسب لیاقت و ضرورت آدمی بہم پہنچا دینا اور جملہ ضروریات فراہم اور مہیا کرنا گویا اُن کی خدمت ہے۔ حجاج حسب توفیق اُن کی خدمت اور محنت پر نظر کرکے زر نقد سے معاوضہ محنت کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی یہی معاش اور آمدنی ہے اور حجاج بھی جہانتک از راہ سیر چشمی اُن کو زر نقد اور پارچہ وغیرہ سے مدد دیں داخل ثواب ہے ۔

Marfat.com

جدہ میں جہاز سے اُترنا اور وہاں کا حال

یلملم کی محاذات سے یایوں کہئے کہ جس جگہ سے آپ نے احرام باندھا ہے اگر صبح کو گذر
ہوا ہے تو شام کو اور اگر ظہر و عصر کے درمیان واقع ہوا ہے تو دوسرے دن آپ کا جہاز
بخیریت تمام انشاء اللہ بندر جدہ میں داخل ہوگا۔ جدہ سمندر کے کنارہ پر آباد ہے اسکے
مکانات جہاز سے بہت خوبصورت نظر آتے ہیں اور مسافروں کو یکایک دور سے دیکھنے میں
ایک شہر پُر رونق معلوم ہوتا ہے۔ جدّہ کا بندر سیدھا اور صاف نہیں ہے کشتی بڑی
کج مج اور محنت سے اُس مقام تک پہنچتی ہے جہاں جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں۔ لب ساحل
قرنطینہ آفس اور ترکی پاسپورٹ کا دفتر ہے۔ بلا اجازت انسپکٹر قرنطینہ مسافر جہاز سے اُترتے
و ملاح کشتیاں جہاز تک نہیں لیجا سکتے۔ جدہ میں ہر جہاز جو کامران سے پہنچتا ہے
اس جہاز اور مسافروں دونوں کو ۲۴ گھنٹہ قرنطینہ میں رہنا ہوتا ہے۔ انسپکٹر کا حکم
پاتے ہی کشتی والے فوراً جہاز پر آتے ہیں اور نہایت بے ترتیبی سے جلد جلد اسباب
و مسافروں کو لیکر قرنطینہ کے جزیرہ میں لے جاتے ہیں اور ۲۴ گھنٹہ کے بعد اُس جزیرہ
سے پھر کنارے پر یعنے جدّہ میں لاتے ہیں۔ کشتیبان عموماً سیاہ فام غلام ہیں اور بعض
عرب بھی ہیں زبان سب کی عربی ہے۔ اس قرنطینہ کی بابت جدہ میں فی آدمی ڈیڑھ روپیہ
دینا پڑتا ہے۔ جہاز سے فی مسافر معہ اسباب کشتی میں بٹھا کر کنارے تک لانے کا سرکاری
نرخ سے پانچ قرش (آٹھ آنے سے کچھ کم) مقرر ہے لیکن عموماً ملاح آٹھ آنے
لیتے ہیں *

قرنطینہ پلیٹ فارم پر سب مسافر زن و مرد کشتی سے اُتر آتے ہیں اور اُنکا اسباب
اسی طرح کشتی میں رکھا رہتا ہے اور ملاح دوسری جانب جہاں اسباب اُتارا جاتا ہے
کشتی کو لیجاتا ہے لہذا جس وقت آپ پلیٹ فارم پر آجاویں تو نقد وغیرہ اگر کسی محفوظ صندوق
میں نہ ہو یا اور کوئی چیز جس کا دست بُرد کا خیال ہو اور بلا تکلف ہاتھ سے اُٹھا سکتے ہوں

Marfat.com

تو اُس کو ساتھ لے لینا مناسب ہے۔ کیونکہ قیمتی چیز کا بے احتیاطی سے چھوڑنا خلاف مصلحت ہے۔ قرنطینہ پلیٹ فارم پر آنے سے پہلے یہہ بھی التزام ضروری ہے کہ پاسپورٹ انگریزی جو آپ اپنے ضلع یا بمبئی سے ساتھ لائے ہیں وہ ساتھ ہو۔ پلیٹ فارم پر آتے ہی کانسل انگریزی کا سپاہی پاسپورٹ طلب کریگا ایک پرت خود نکال لیگا اور دوسرا ورق آپ کو دیدیگا۔ اس کے ذریعہ سے اگر کوئی ضرورت ہو تو کانسلِ انگریزی سے مدد مل سکتی ہے۔ پاسپورٹ لینے کے بعد آپ کو ایک کھڑکی بتائی جاتی ہے کہ وہاں جاکر اور ایک روپیہ سات آنے فیس داخلہ یا فیس قرنطینہ ادا کر کے ایک رسید لے لیجئے اس رسید لینے کے بعد ایک دروازہ کی طرف اشارہ ہوگا جہاں پانچ چھ ترکی سپاہی بیٹھے ہونگے اور جس کے پاس وہ رسید ہوگی اُس رسید کا گوشہ چاک کر کے دروازے کے باہر نکال دینگے یہاں سے نکلنے میں بھی احتیاط لازم ہے کہ سب ہمراہی زن و مرد بچے وغیرہ ایک دفعہ ایک ساتھ ہی نکل جاویں اور اول ہی حساب کر کے سب کے واسطے رسیدیں لے لیجاویں +

جونہی کہ آپ اس دروازہ کی دہلیز پر (جسکا ابھی بیان ہوا ہے) قدم رکھینگے کہ آپ کو دروازہ سے لیکر قریب پانچ چھ گز تک دو طرفہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے آدمی ملینگے اور اُن میں سے ایک آدمی معقول صورت خوش لباس عمامۂ عربی سر پر رکھے ہوئے سلام علیک و مصافحہ کر کے آپ سے سوال کریگا کہ آپ کا مطوف کون ہے اور مسکن کہاں ہے۔ اگر آپ کا ہنوز کوئی مطوف مقرر نہیں ہوا تو ضلع و سکونت کی تمیز پر جو شخص آپ کا مطوف ہوسکتا ہے وہ کہا جاویگا۔ سوال کنندہ اِس جماعتِ موجودہ کا شیخ۔ یا۔ سردار اور اس تشخیص کے بعد آپ کو اُس مطوف یا اُس کے وکیل کے جو حاضر ہو حوالہ کریگا۔ اس وقت سے اس آدمی پر لازم ہوگا کہ آپ کی ہر طرح خبر گیری کرے اور جملہ ضروری مدد دوے +

یہ جگہ جہاں آپ کے مطوف کی تشخیص ہوئی ہے ایک چھوٹا سا میدان ہے جس کے چہار طرف لکڑی کا جنگلہ لگا ہوا ہے اور اوپر دھوپ کی حفاظت کے واسطے تختے سے یا

Marfat.com

بنا ہے۔ ایک طرف کو ایک تختہ کی کھڑکی بنی ہے اور اسمیں ایک ترکی افسر کچھ کتابیں اور صندوق لئے بیٹھا ہے۔ یہاں آپ کو فی آدمی ایک روپیہ دو آنے پاسپورٹ ترکی کی بابت دینے ہونگے۔ عورتیں جن کے شوہر ساتھ ہوں اس فیس پاسپورٹ سے بری ہیں۔ جب یہ فیس بھی آپ دیچکے تو ایک دروازہ سے جو اس کوٹھڑی کے متصل ہے اور جسپر ایک سپاہی کھڑا ہوتا ہے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ جو لوگ قرنطینہ اور پاسپورٹ کی فیس ادا نہیں کرتے اُن کو کچھ عرصہ روک لیا جاتا ہے اور جب ادا کرنے والے نکل جاتے ہیں تو سب کے بعد مساکین میں شمار کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ سختی اور جبر نہیں کرتے۔ قرنطینہ اور پاسپورٹ کی کشاکش اور مطوفین کے سوال وجواب کے بعد آپ اپنے کو ایک کھلے ہوئے میدان میں لب ساحل پاوینگے کہ کشتیاں آپ کا اسباب بھرے ہوئے کنارہ پر لگی ہیں اور مسافر جو پہنچے جاتے ہیں اُن کا اسباب مزدور لاکر زمین پر بے ترتیب ڈال رہے ہیں۔ اس وقت ایک بڑا شوروغل ہوتا ہے ادھر اسباب نکل رہا ہے اور ادھر ہمراہیوں کی فکر ہے ایک طرف ملاح وحمال شوروغل میں مصروف ہیں دوسری طرف عرب لڑکے شربت وغیرہ بیچتے پھرتے ہیں غرض اسباب کی حفاظت اور اس کا جمع رکھنا اور اس پر نگاہ رکھنا ضرور ہے۔ مطوف کا آدمی اکثر اپنے اپنے مسافروں کے ساتھ رہتا ہے اور اُن کو ہر بات میں مدد دیتا ہے بعد ازاں کنارۂ سمندر سے سب اسباب حمالوں سے اُٹھوا کر اول کسٹم ہاؤس (چنگی خانہ) میں لیجانا ہوگا کہ قابل محصول اشیاء پر چنگی دیجاوے۔ حاجیوں کے اسباب پر مال تجارتی کی نسبت نصف محصول لگتا ہے۔ اہالیان کسٹم نہایت جلد عجیب بے عنوانی سے صندوق و بیگ کھولکر دیکھتے ہیں اور قابل محصول اشیاء پر محصول لیکر اسباب چھوڑ دیتے ہیں اور حمال وہاں سے اُٹھا کر باہر ایک فراخ سڑک پر اسباب لا ڈالتے ہیں۔ مطوف اس کام میں مدد دیتے ہیں وہی محصول ادا کرتے ہیں۔ عورتوں کے واسطے ضرور ہے کہ جب جہاز سے اُتریں تو اپنا زیور اپنے پاس برقع کے نیچے ساتھ رکھیں اور جہانتک پہننا ممکن ہو پہن لیں۔ ورنہ اگر کسی صندوق میں

Marfat.com

اکٹھا زیور رکھا ہوا ہوتا ہے تو اہا لیان کسٹم ایک رقم خیال کرکے اُس پر محصول لیتے ہیں۔ نقد روپیہ کیسیقدر ہو اُسپر محصول نہیں ہے۔ اسباب کی مزدوری کنارہ دریا سے کسٹم میں ملاحظہ کرا کے تا بہ محل قیام پہنچانا فی بکس و گٹھڑی کلاں چار قرش مقرر ہے مطوف اپنے اپنے حاجیوں کا اسباب بکفایت پہنچ جانیکا بندوبست کردیتے ہیں اور حمال بھی انہیں سے راضی رہتے ہیں۔

قیام جدہ و روانگی جانب مکہ معظمہ

بعد اختتام سفر دریائی اگر وقت کافی ہو نور رفع تکان کے واسطے دو چار روز جدہ میں قیام کیا جاتا ہے۔ مطوفین نے ٹھہرنے کے لئے مکانات مقرر کر رکھے ہیں اور ہر مطوف حاجیوں کو حسب خواہش و ضرورت جگہ دیتا ہے۔ ایک کمرے میں اگر چند آدمی رہیں تو فی کس ڈھائی قرش یومیہ اس قیام کی بابت دینا ہوتا ہے اور اگر علیحدہ پردہ دار کمرہ مطلوب ہو تو اُسکا کرایہ زیادہ دینا ہوتا ہے۔ عرب میں پلنگ کا دستور نہیں ہے مگر مالکِ مکان کرایہ پر آپ کو پلنگ مہیا کر سکتا ہے۔ کنارہ سمندر سے شہر تک عورت و مرد سب کو پیدل چلنا ہوگا کیونکہ یہاں کوئی سواری نہیں ہوتی ہے۔ جدہ کی آبادی تیس ہزار سے زیادہ ہے ہر قوم کے آدمی سوائے ہندو کے یہاں تجارت کرتے ہیں۔ تمام دنیا کی چیزیں یہاں مل جاتی ہیں مگر از حد گراں۔ عرب کا تجارتی بندر ہونے اور حجاج کے نزول کے باعث یہاں بڑی رونق ہوگئی ہے۔ قابلِ دید یادگار یہاں سوائے مزار حضرت حوّا کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ شہر پناہ کے باہر سرکاری قلعہ کے قریب میں آپ کا مزار ہے سر اور ناف اور پیر پر قبہ بنے ہوئے ہیں پوری قبر کا طول تخمیناً ۱۴۰ گز ہے۔ شہر کے اندر تین مزار بزرگوں کے مشہور ہیں۔ اول سید علوی۔ دوم ابو سریہ۔ سوم حضرت عقیل۔ اسی شہر میں لیلیٰ اور مجنوں کی قبریں ہیں۔ لوگ فاتحہ خوانی کو جاتے ہیں۔ جدّہ میں قیام در رفع تکان کے بعد اسی روز یا دوسرے دن آپ کو پہلا کام یہ

قیام جدہ و روانگی جانب مکہ معظمہ

Marfat.com

چاہیے کہ سفر مکہ معظمہ کی ضروریات کو بہم پہنچائے۔ سب سے اول کام شغدف کا
خرید کرنا یا کرایہ پر لینا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک سیڑھی خرید نا چاہیئے جس کو
اونٹ کی گردن پر لگا کر اوپر چڑھنا ہوتا ہے۔ سیڑھی کی قیمت عموماً آٹھ آنے ہوتی ہے
حاجیوں کے واسطے اونٹ بہم پہنچانا مطوف۔ یا معلم کا کام ہوتا ہے۔ کرایہ ہر روز ہر قافلہ
کے واسطے گورنر ترکی مقرر کر دیتا ہے اس لئے کرایہ اونٹ میں کچھ زیادہ دست و برد نہیں
ہوتی۔ شغدف کی درستی یعنے اسپر کپڑا لگانا یا صراحیاں رکھنا معلم کے نوکر کر دیتے ہیں
اور اس کا حق محنت حساب میں لگا لیتے ہیں یا ان کو خود بطور انعام کے کچھ دیدیتے
ہیں۔ جدہ سے مکہ مکرمہ جانے کے دو وسائل ہیں اول شتر دوم گدھا۔ شتر دو رات میں
مسافت طے کرتا ہے اور گدھا مغرب کو جدہ سے چلکر رات بھر میں یعنے دوسری صبح کو
مکہ مکرمہ پہنچ جاتا ہے۔ حاجی عموماً اونٹ ہی پر جاتے ہیں گدھے پر ذرا آرام کم ہوتا ہے
گدھے کا کرایہ مکہ تک دو ریال سے پانچ ریال تک ہوتا ہے۔ شغدف کے اونٹ کا کرایہ پانچ
چھ روپے عموماً ہوتا ہے اور شغدف کا جوڑا آٹھ دس ریال میں مول آتا ہے۔ جدہ سے
بعد ظہر و عصر کے وقت روانہ ہوتے ہیں۔ رات کے واسطے اگر پکا ہوا کھانا ہمراہ ہو تو
بہت مناسب ہے۔

جدہ سے چلے ہوئے دوسرے دن صبح آپ حدہ (حارحطی) میں پہنچینگے۔ ایک منزل ہے
یہاں پانی شیریں ملتا ہے۔ دن بھر یہاں قیام ہوتا ہے یہاں چند دکانیں ہیں۔ کھجور۔ روٹی
انڈا۔ مرغی۔ چاء۔ قہوہ یہاں ملتا ہے۔ یہاں ایک مسجد بھی ہے۔ یہاں جھونپڑی میں رہنے
کا کرایہ فی آدمی دو ڈھائی قرش ہوتا ہے اور پانی لکڑی جس قدر آپ خرچ کریں مالک
جھونپڑی کے ذمہ ہوگا۔ حدہ سے قریب مغرب روانہ ہوکر اکثر نصف شب اور کبھی آخر شب
مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ حدہ سے چلکر کوئی دو گھنٹہ کے بعد وہ زمین ملتی ہے جہاں
سے زمین حرم شروع ہوتی ہے اسکی شناخت کیواسطے دو مینار بنا دیئے ہیں بغیر احرام یہاں
سے آگے جانا منع ہے۔ مکہ معظمہ میں پہلے دن مطوف کے یہاں رہکر مکان کرایہ پر لینا ہوتا ہے

Marfat.com

دوسرے دن یا تیسرے دن ترکی ذکر
آدمیوں کی تعداد کیواڑوں پر لکھ جاتا ہے +

طَیبہ وطَیّبہ کی وجہ تسمیہ

ان ناموں کا اطلاق مدینہ منورہ پر کئی سبب سے ہے۔ اول تو یہ کہ مدینہ مطہ
ہے نجاسات شرک سے۔ دوسرے یہ کہ وہاں کی ہوا سلیم طبعوں کے ساتھ موافق
رکھتی ہے۔ تیسرے یہ کہ وہاں بوئے بد کا نام ونشان نہیں۔ چوتھے یہ کہ ہر چ
وہاں کی اچھی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ کے رہنے والے وہاں کی مٹی اور درود
سے ایسی خوشبو پاتے ہیں کہ کسی خوشبو میں یہ بات نہیں ہے اور شاید کہ کچھ تھوڑ
سی خوشبو بعضے محبانِ صادق غریب الوطنوں نے بھی سونگھی ہو۔ ابی عبداللہ عط
ہیں۔ شعر۔ بطیبِ رسولِ اللہِ طابَ نسیمُها + فما المسکُ والکافورُ والصندلُ ال
یعنے ساتھ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوشبودار ہو گئی ہوائے مد
پس کیا چیز ہے مشک اور کافور اور صندل کی خوشبو۔ اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہ
ہیں کہ مدینہ کی مٹی میں ایسی ایک خاص خوشبو ہے کہ ویسی خوشبو مشک اور عنبر میں نہ
اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات بڑی عجیب ہے اور حقیقت میں کچھ عجیب نہیں جہاں
خوشبوئیں انفاسِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہنچی ہوں وہاں خوشبو
مشک اور عنبر کی حقیقت کیا ہے +

بیت

دراں زمیں کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست + چہ جائے دم زدن نافہائے تاتار
اور بھی وہاں جتنی خوشبو کی چیزیں پھول وغیرہ ہیں ان کی خوشبوئیں کچھ ایسی اچھی

※ از ترجمہ مرغوب جذب القلوب الی دیار المحبوب +

Marfat.com

ر جگہ کی چیزوں میں اُس قسم کی خوشبوئیں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ خصوصاً گلستِ
ں کہ ساتھ نسبت خاص آں سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور اور معروف ہ

بیت

نسیم جان فزایت تنِ مردہ زندہ گردد ✦ زکدام باغی اے گل کہ چنیں خوش است بویت

مدینہ منورہ سے پُر افسوس روانگی

جب مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے ہیں تو یہ رخصت کیا ہوتی ہے گویا جان
وداع کرنا ہوتا ہے۔ اس وداع کے خیال سے دل پگھلا جاتا ہے اور حواس
اہیں۔ مفارقت کے ارادہ سے جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور آنکھیں پرنم ہیں۔
ذی شعور خیال کرسکتا ہے کہ ایسے مقام کی جدائی جہاں سید الاولین والآخرین
م المرسلین خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے
کیسی سخت اور دشوار ہے۔ ایسی جدائی کے صدمے سے دل کا پانی پانی ہو کر بہنا
رہوش وحواس کا جاتا رہنا کچھ بعید نہیں ہے۔ ہزار افسوس اس حسرت زدہ پر
ں کا دستِ شوق اس مقام کی جانب دامن کشاں اور پنجۂ قضا جدائی کی طرف
یبان گیر ہو۔ ایسی حالت میں نہ مجالِ اقامت ہے اور نہ یارائے صبرِ مفارقت ہے
۔ یہ بیت حسب حال ہے ✦

بیت

مُحبّتی تقتضی مقامی ✦ وحالتی تقتضی الرحیلا

ا نمیخواہد کہ برخیزم زدرگاہِ تو زود ✦ لیک چوں سازم سرِ من لائق کویت نبود
مد تعالیٰ اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے قیامت کے دن

ا از سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی ✦

Marfat.com

سرفراز کرے اور اُس کی جوار رحمت میں [illegible]

مناجات [illegible]

درشوق زیارت کعبہ معظمہ ومکرمہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی یہ تمنا ہے حرم کی راہ کو دیکھوں
جو تو چاہے تو میں اُس خانۂ دلخواہ کو دیکھوں

کہیں اُس دونوں عالم کی زیارت [illegible]
نہیں جی چاہتا دنیا کے عزوجاہ کو [illegible]

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُس کو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

جہانکی سیر سے دل سیر بس ہیں ہو چکا یارب
کہیں اب تو حریم خانۂ کعبہ دکھا یارب

نہ رکھ دنیا کے رنج و غم میں مجھکو مبتلا یارب
قبول اس خستہ حال و خستہ دل کی ہو دعا یارب

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُس کو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

غمی دیکھی خوشی دیکھی بھلا دیکھا برا دیکھا
یہ مانا ہم نے یہاں آکر تماشا خوب سا دیکھا

تھا جو دیکھنا بھی سو وہ اس دنیا میں آ دیکھا
نہ دیکھا خانۂ کعبہ ان آنکھوں سے تو کیا دیکھا

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

یہی جی چاہتا ہے بس کہ میں ہر کام کو چھوڑوں
ملا کر خاک میں دنیا کے ننگ و نام کو چھوڑوں

اور اس [illegible] کام [illegible]
[illegible] چھوڑوں

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے [illegible]
پھر اُس کو دیکھکر [illegible]

Marfat.com

تمنا ہے کہ میرا ہات ہو کعبے کا داماں ہو
نکالوں دل سے حسرت جو کہ حسرت دل میں پنہاں ہو
تو عرض حال دل مولیٰ سے ہو اور چشم گریاں ہو
یہ دیکھا چاہئے کب ہو جو تسکین دل و جاں ہو

تمنا ہے اب اِن آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

جو چاہا مور عاجز نے کہ جاؤں بیت اطہر میں
تو مثل مور میں بھی ناتواں ہوں خلق داور میں
خدا نے اُسکو پہنچایا لگا پائے کبوتر میں
خدا جلدی سے پہنچائے مجھے بھی یونہی اس گھر میں

تمنا ہے اب اِن آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

عظیم اس حرم گیتی سے ہے یکدانۂ کعبہ
بڑا ہشیار ہو وہ جو کہ ہے دیوانۂ کعبہ
مشرف لاکھ معموروں سے یک ویرانۂ کعبہ
بہت دل میں ہے میرے ہی اشتیاق خانۂ کعبہ

تمنا ہے اب اِن آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

بیاں کیا ہو سکے اُس بیت اطہر کی شرافت کا
وہ پھر پھر دیکھنے جاتے تھے تھا یہ حال حضرت کا
کہا حضرت نے جب یثرب کو وہاں سے عزم ہجرت کا
بھلا کیونکر نہ ہووے دل کو شوق اُسکی زیارت کا

تمنا ہے اب اِن آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

تمنا ہے وہاں میں طاعتِ مولیٰ کروں دن رات
کچھ بھی ہو سکے تو بس یہ طور اپنا کروں دن رات
پکڑ کر دامن کعبہ کو بس رویا کروں دن رات
ادب سے خانۂ کعبہ ہی کو دیکھا کروں دن رات

تمنا ہے اب اِن آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

خدا کی عبث اِنسان کو افزائشِ دُنیا
میرے دامن سے ہو دُور آلائشِ دُنیا
بگڑ جائینگی دم کے دم میں سب آرائشِ دنیا
نہ ہو دل میں میرے کچھ خواہش نمایش دنیا

Marfat.com

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

خوشا حال عزیزاں جو حرم کی راہ چلتے ہیں
غبار آلودہ اُنکو دیکھکر بس دِل پگھلتے ہیں

حرم میں جا کے صورت عاشقوں کی سی بدلتے ہیں
ہمارے دیکھئے ارمان دِل کے کب نکلتے ہیں

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

نہ سمجھو تم کہ ملکِ ہند میں میں آرمیدہ ہوں
بہت حالاتِ بدبینی سے یہاں کی غم کشیدہ ہوں

نہایت دل تپیدہ ہوں بڑا آفت رسیدہ ہوں
بہت ہی اُنمیں دیدارِ کعبہ کا ندیدہ ہوں

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

دکھا اے میرے مولیٰ تو مجھے بیت العتیق اپنا
الٰہی جو تیرا فضل و کرم ہووے رفیق اپنا

یہاں کے رہنے سے ایکدم پاتا ہے خنیق اپنا
تو پھر کیونکر نہ ہو آسان سامانِ طریق اپنا

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

الٰہی سب تیرے حامد ہیں اور محمود تو ہی ہے
بسوئے قبلہ سجدہ ہے مگر مسجود تو ہی ہے

عبادت خانۂ کعبہ میں بھی مقصود تو ہی ہے
خداوندا ہمیں اس قصد سے مقصود تو ہی ہے

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

خدایا تیری رحمت سے نصیب ایسا زمانہ ہو
گلستانِ حرم میں جاکے میرا آشیانہ ہو

فقیرِ خستہ جانی و خستہ خاطر بھی روانہ ہو
پھروں لبیک گویاں اور صورت عاشقانہ ہو

تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اُسکو دیکھکر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

Marfat.com

مناجاتِ فقیر

در شوقِ زیارتِ مدینہ منورہ حرسہا اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجب کیا عالمِ برزخ جو مثلِ روزِ روشن ہو
نہ کیونکر گلشنِ دنیا اسے مانندِ گلخن ہو
جہاں مہرِ سپہرِ کائنات اور گُل کا احسن ہو
کہ جسکا آج نخلستانِ یثرب میں نشیمن ہو

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیعِ پاک مدفن ہو

اگرچہ میں یہاں ہوں پر پڑا ہے دل مدینے میں
نکالوں پھر نہ کیا کیا حسرتیں دل کی مدینے میں
مجھے گر کاش پہنچائے خدا جلدی مدینے میں
شہادت کی خدایا موت ہو میری مدینے میں

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیعِ پاک مدفن ہو

مدینا ہے زمیں پر کیا ہی جائے پاک صلی اللہ
زیارت اُسکی تسکینِ دلِ غمناک صلی اللہ
کہ کہتے ہیں جسے سب ساکنِ افلاک صلی اللہ
شفا ہے سب دیارِ احمدی کی خاک صلی اللہ

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیعِ پاک مدفن ہو

الٰہی کب وہ دن ہوگا کہ جو میں تیرے گھر جاؤں
مدینے کے درخت آویں نظر جب تو ڈرکر جاؤں
مشرف ہو کے مکے سے مدینے کو گذر جاؤں
نہ نکلوں پھر وہاں سے اور وہیں رہ کر مر جاؤں

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیعِ پاک مدفن ہو

Marfat.com

کوئی زائر مدینے کا کہیں جب مجھ سے ملتا ہے
کہ اس نے اپنی ان آنکھوں سے اُس روضہ کو دیکھا ہے
تو آنکھیں دیکھ دیکھ اُسکی یہ ہوتا حال
دکھا مجھکو بھی یارب بس یہی میری تمنا ہے

یہی ہے آرزوئے دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

زمیں پر جنت الفردوس ساں ہے روضۂ احمد
کوئی رستہ بتا دیجو کہاں ہے روضۂ احمد
ذرا پوچھو تو تم کسکا مکاں ہے روضۂ احمد
الٰہی تو وہاں لیچل جہاں ہے روضۂ احمد

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

مدینے کے مدارج کا بیاں کچھ ہو سکے کیونکر
سفر سے جب کبھی تشریف لاتے تو قریب آکر
کہ اس درجہ کے تھے اُس شہر کے مشتاق پیغمبر
چلاتے تھے بہت جلدی سواری کی تیئں ہر ہر

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

الٰہی تیری رحمت سے سفر سوئے محمدؐ ہو
نصیب اُس سے دماغ جان کو خوشبوئے محمدؐ ہو
زیارت گاہ میرا شہر دلجوئے محمدؐ ہو
تمنا ہے خدایا میں ہوں اور کوئے محمدؐ ہو

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

سُنا ہے ہو کے رخصت جب مدینے سے نکلتے ہیں
بہت سوز فراق مصطفےٰ میں دل پگھلتے ہیں
تو مشکل سے وہاں لوگوں کے پاؤں آگے چلتے ہیں
نکلتے آہ و نالے ہیں جگر بس غم سے جلتے ہیں

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

نہیں پاتا ہوں میں اب کچھ مزا یہاں رہ کے جینے میں
خداوندا مجھے تو اپنے قدرت کے سفینے میں
مدینے کے لیے ہر دم پھڑکتا دل ہے سینے میں
بہا لیچل کہیں دریا کے رقت سے مدینے میں

Marfat.com

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

یں ہی دُور سے جو روضۂ احمد نظر آئے
ں کر بیقراری سے جسد کو چھوڑ کر جائے
پہنچنے تک میرے وہاں جان میری تاب کب لائے
سوا اللہ کے کون اس مرادِ دل کو برلائے

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

ہی یہ تمنا ہے دیارِ مصطفٰے دیکھوں
ہی یہ تمنا ہے مزارِ مصطفٰے دیکھوں
الٰہی یہ تمنا ہے جوارِ مصطفٰے دیکھوں
وہاں اپنے تئیں پھر جان نثارِ مصطفٰے دیکھوں

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

رقِ مصطفٰے میں جان و دل بیتاب رہتے ہیں
نے کے لئے دیدے میرے پرآب رہتے ہیں
سدا اللہ سے خواہانِ فتح الباب رہتے ہیں
ہمیشہ روتے ہیں اور رات دن بیخواب رہتے ہیں

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

ہیں پیغمبرِ اعظم صلوٰۃ اُن پر سلام اُن پر
فیلِ سرورِ عالم صلوٰۃ اُنپر سلام اُنپر
جو ہیں شاہِ بنی آدم صلوٰۃ اُنپر سلام اُنپر
خدایا جا پکاریں ہم صلوٰۃ اُنپر سلام اُنپر

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

ی جیتا رہا جو مر گیا عشقِ محمدؐ میں
جھے کامل بنادے یا خدا عشقِ محمدؐ میں
مزے میں ہی ملا جسکو مزہ عشقِ محمدؐ میں
فقیرِ خستہ دل ہوں کر فنا عشقِ محمد میں

یہی ہے آرزو دل کی مدینا میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

Marfat.com

رُباعی سرمدان و مدہوشان عشق الٰہی

سبحان اللہ طائفانِ قبلۂ عشق کو نوید مسرت ہے کہ محرابِ دل ان کا قبلۂ جمال ہے اور مقصدِ جاوداں ان کا دونوں جہان میں حرم وصال +

رُباعی

عرفات عشق یاراں سرکوئے یار باشد بطواف کعبہ زین در روم کہ عار باشد
چو سرے بر آستانش بہ سر صفا نہادی - بصفا و مروہ آید دل دگرت چہ کار باشد

یہ رباعی کلام راست و درست ہے مگر عارفین کاملین اور عاشقین صادقین کا ہے کہ ظاہر حال اُن کا پیرایۂ شرع سے آراستہ ہے اور باطن زیورِ طریقت سے پیراستہ ۱۲

دُعا حضرت آدم علیہ السلام برائے عفو تقصیر

طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جب قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آیا تو حضرت آدمؑ نے مقابل کعبہ کے کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور باعلام الٰہی یہ دعا مانگی

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِیْ +

Marfat.com

تب اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور دعا مستجاب اور جو شخص تیری
[ذ]ریت سے اس دعا کو پڑھیگا مدعا اُسکا حاصل ہوگا۔ رواہ الارزقی فی تاریخ مکہ والبیہقی
[فی] کتاب الدعوات عن بریدۃ الاسلمی۔ انتہیٰ۔ تفریح الاذکیا جلد اول صفحہ ۱۲۳

مناجات بدرگاہ باری تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مد تیری لکھ نہیں سکتا ہوں میں اے بے نیاز ۔ کیونکہ میں ناچیز بندہ اور تو بندہ نواز
رزق پہنچاتا ہے اُن کو تو ہی کیسا کارساز ۔ جو عبادت کرتے ہیں اور جو نہیں پڑھتے نماز

رات دن رہتا ہے مجھ کو خطرۂ روزِ جزا
یا الٰہی بخشدے بہر محمدؐ مصطفیٰ

[ب]ر تانی او مقابل ہے نہ ہوگا کوئی ۔ تو نے روزی بے مشقت روز ہر بندہ کو دی
[چ]اہتا ہے جو کہ بندہ وہ نہیں ہوتا کبھی ۔ اور تو جو چاہتا ہے ہو کے رہتا ہے وہی

رات دن رہتا ہے مجھ کو خطرۂ روزِ جزا
یا الٰہی بخشدے بہر محمدؐ مصطفیٰ

شرم سے آگے تیرے آتا نہیں ہے یہ اثیم ۔ حال تجھ پر ہے عیاں میرا جو کچھ ہے ای علیم
[آ]ہ و زاری تیرے در پر کر رہا ہوں ای رحیم ۔ التجا میری یہی ہے ای میرے رب الکریم

رات دن رہتا ہے مجھ کو خطرۂ روزِ جزا
یا الٰہی بخشدے بہر محمدؐ مصطفیٰ

[گ]ر تری رحمت نہ ہو میں مجھ سے خطائیں بے شمار ۔ تیری بخشش کا سہارا ہے مجھے اے کردگار

Marfat.com

سر اُٹھا سکتا نہیں آگے ترے میں شرمسار

رات دن رہتا ہے مجھ کو خطرۂ روزِ جزا
یا الٰہی بخشدے بہرِ محمد مصطفےٰ

بارِ عصیاں سے دبا جاتا ہوں ای میرے خدا
عاجز و بیکس ہوں میں اور تو ہی اہلِ کبریا

گر سبکدوشی میری یا رب برا...
کیا تعجب ہے جو کر دے پار تو...

رات دن رہتا ہے مجھ کو خطرۂ روزِ جزا
یا الٰہی بخشدے بہرِ محمد مصطفےٰ

ہے رضا جس میں تری بس وہی اچھی بات ہے
یارب اِس دنیا میں مجھکو فکر یہ دن رات ہے

ہم اسی میں خوش ہیں جس میں بخشش ...
روزِ محشر سخت ہے اعمالِ بد کا ساتھ ...

رات دن رہتا ہے مجھ کو خطرۂ روزِ جزا
یا الٰہی بخشدے بہرِ محمد مصطفےٰ

بندۂ عاجز ہوں میں تو خالق ارض و سما
غیب کا عالم ہے تو سب حال ہے تجھ پہ کھلا

ہے زباں میری کہاں جو کر سکوں تیری ثنا
پردہ پوشی بندۂ ناچیز کی کرائے خدا

رات دن رہتا ہے مجھ کو خطرۂ روزِ جزا
یا الٰہی بخشدے بہرِ محمد مصطفےٰ

مناجات بدرگاہِ جناب سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فریاد لیکے آیا ہوں ای شاہِ دوسرا
تم سے سوا نہیں ہے کوئی ...

Marfat.com

...و فلک نے بے سروسامان کر دیا | بس ہے سہارا آپ کا محبوبِ کبریا

مشکل کشا غرض میری مشکل کے آپ ہیں
حاجت روا زمانہ میں سائل کے آپ ہیں

...ں ہوں غلام آپ کے در کا شہنشہا | جز آپ کے کسی سے نہیں میری التجا
...دی ہو رہنما ہو تم اے دین کے پیشوا | حاجت کو میرے کیجئے بہر خدا روا

مشکل کشا غرض مری مشکل کے آپ ہیں
حاجت روا زمانہ میں سائل کے آپ ہیں

...ینہ بخش آپ ہیں اے شاہِ دیں پناہ | شاہا میری طرف بھی ہیں اب کیجئے نگاہ
...ں ہوں فقیر آپ ہیں مقبولِ بارگاہ | مفلس ہیں ہوں ہو آپ تلک میری دستگاہ

مشکل کشا غرض مری مشکل کے آپ ہیں
حاجت روا زمانہ میں سائل کے آپ ہیں

...شاد ہوں ہیں آپ مجھے شاد کیجئے | قیدِ الم سے بندہ کو آزاد کیجئے
...لس نحیف ہوں میری امداد کیجئے | مولا میں ہوں غلام مجھے یاد کیجئے

مشکل کشا غرض مری مشکل کے آپ ہیں
حاجت روا زمانہ میں سائل کے آپ ہیں

...رتے ہیں جو مجھ پہ نہایت غم و الم | جینے سے تنگ ہوں میں جنابِ شہِ امم
...ستی میں آکے میں نے اٹھائے بہت ستم | دم بند ہے بیان کروں کیا میں حالِ غم

مشکل کشا غرض مری مشکل کے آپ ہیں
حاجت روا زمانہ میں سائل کے آپ ہیں

...ظالم نے ایسا کیا مجھ کو نیم جان | اغلب ہے یہ کہ جان ہو قالب سے اب رواں
...مدبیر... پہ اے شاہِ دوجہاں | فرمائیے کرم کی نگاہ کیجئے شادماں

Marfat.com

مشکل کشا غرض مری مشکل کے آپ ہیں
حاجت روا زمانہ میں سائل کے آپ ہیں

در پر حضور آپ کے آیا ہے یہ گدا
بر لائیے خدا کے لئے اس کا مدعا

اس کی دعا کو سنئے جو ہے اس کی التجا
ناچیز کی مراد عطا کیجیے سدا

مشکل کشا غرض مری مشکل کے آپ ہیں
حاجت روا زمانہ میں سائل کے آپ ہیں

غزل شمس تبریز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مالک الملک لا شریک لہٗ — وحدہٗ لا الٰہ الّا ہو
عاشقان جان و دل نثار کنند — بر سرِ لا الٰہ الّا ہو
آسمان بے ستون معلق داشت — قدرتش لا الٰہ الّا ہو
زاہدان گر بہشت مے طلبند — ذکرِ شاں لا الٰہ الّا ہو
قدسیاں در بہشت مے خوانند — کلمہ لا الٰہ الّا ہو
از زمیں تا بہ آسماں بنگر — جلوۂ لا الٰہ الّا ہو
مصطفٰے یافت در شبِ معراج — خلعتِ لا الٰہ الّا ہو
طوقِ لعنت بگردنِ ابلیس — ہیبتِ لا الٰہ الّا ہو

شمس تبریز گر خدا طلبی
خوش بگو لا الٰہ الّا ہو

Marfat.com

۴۸۶

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی	دل و جاں باد فدایت تو عجب خوش لقبی
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم	اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی
چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر	اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را	زانکہ از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی
ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات	رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی
شبِ معراج عروجِ تو زافلاک گذشت	بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی
ذاتِ پاکِ تو کہ در مُلکِ عرب کرد ظہور	زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی
نخلِ بستان مدینہ زتو سرسبز مدام	زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی
نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم	زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی
ما ضعیفانیم زمانیکہ اعمالِ پرس	سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی
در فیضِ تو استادہ بصد عجز و نیاز	رومی و طوسی و ہندی یمنی و عربی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی	آمدہ پیشِ تو قدسی پئے درماں طلبی
یا حبیبَ الالٰہ خُذ بیدی	مالِعجزی سواک مُستندی

سیدُ الکائناتِ فی الملوین
افضلُ الخلقِ مالکُ الکونین

شوقِ زیارتِ مدینہ منورہ و روضۂ مقدسہ علیٰ صاحبہا الف التحیۃ والسلام

...سہ کا ... ہے معلوم	دمِ ہجرت تھا اس قدر مغموم
...ا اٹھا ... جب وہ غمگین	جس کے صدمہ سے کانپتی تھی زمین

Marfat.com

[illegible]

آہ ہم [illegible] نصیب [illegible]

یا تو کس خود ہی [illegible]

اپنی غفلت نے [illegible]

کتنے ہی [illegible] زندگی [illegible]

جی نہیں چاہتا نکلنے کو

اپنی قسمت میں در بدر پھرنا

دیکھئے کب تلک یہ لیل و نہار

دیکھئے کب تلک یہ صبح و شام

دیکھئے کب تلک یہ [illegible] ہوں

دیکھئے کب تلک دل غمناک

دیکھئے کب تلک رہیں [illegible] و غم

طوف اس روضہ کا کرینگے ہم

مر گئے [illegible]

کوئی [illegible] نہ [illegible] کیا [illegible]

کاش میرے بھی دن [illegible]

اے رسول عشق [illegible]

کہہ گدا آپ کا [illegible]

آپکا سگ [illegible] کہتے [illegible]

بس سزا ہو چکی شفا دیجے

قید اندوہ سے چھوٹا دیجے

در بدر مت پھرائے اس کو

Marfat.com

بِل دید کتاب اسٹیم انجن اویق خرید

ایں علم تواریخ اور فنون میں موجدوں کی ایجادوں کے تاریخی حالات سے بڑھکر مرغوب و پسندیدہ
بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ کتاب واقعی زمانہ موجودہ کے ہفت عجائباتِ جہان اور حیرت انگیز ایجادات کے
ور اصلی اور علمی طلسمات یعنے اسٹیم انجن اور ریلوے انجن اور بواسطہ ریل گاڑی اور دخانی جہاز کی
ختراع اور ایجاد کی اور اسی طرح بہت سی ایجادوں کے موجدوں کی صحیح صحیح اور ٹھیک
ک تواریخ ہے +

ضمناً اس کتاب میں آلاتِ تصویرکشی۔ دُوربین۔ خُوردبین۔ تھرمامیٹر (مقیاس الحرارت)
ج الہوا۔ آلہ منشورِ مثلث۔ زوٹروپ۔ سیفٹی لاک۔ ڈرم کیپسٹن۔ کاربولک ایسڈ گیس۔
نوٹ چھاپنے کی کل۔ لوکوموٹو انجن کے موجدوں کا حال تحریر ہے +

ں کے علاوہ اس کتاب میں عام واقفیت کی بہت سی دلچسپ اور مفید باتیں مثلاً دنیا کے
ف ممالک میں ریلوے کب جاری ہوئی۔ دخانی جہاز کی ابتدا اور اُسکا مختصر حال۔ یونانیوں
ے فاضلترین مہندس اور عالم علم ریاضی آرکیمیڈس کا مفصل حال۔ جو جسموں کے وزن
تی کا محقق ہو اور جس نے شیشہ کی کل بناکر فلکی اجرام کی حرکات معلوم کیں اور جلانے والے
یشے بنائے۔ لوئی اعظم شہنشاہ فرانس۔ لندن کے کتب خانہ اور تواریخی مشہور فلو اوف
ن۔ قیصر آگسٹس۔ اور ملکہ کوئین وکٹوریہ حرونہ غیرہ کا دلچسپ حال تحریر ہے +

اس کتاب کی ضخامت ۸۴ صفحات ہیں اور قیمت صرف ۴ آنے ہے۔ جو بلحاظ اپنے اعلیٰ مضامین
اور دلچسپ حالات کے گویا کچھ بھی نہیں ہے +

المشتہر

...ن احمد۔ اڈیٹر۔ محلہ گل چمن گلی۔ شہر۔ لودیانہ

Marfat.com

الہارون

(طبع جدید)

کہنے کو تو یہ کتاب خلفاء عباسیہ بغداد کے پانچویں تاجدار امیر ال

خلیفہ ہارون الرشید اعظم کی سوانح عمری ہے مگر درحقیقت یہ کتاب

ہارون الرشید کے عدالت و انصاف، زہد و ریاضت، سوشیل معاشرتی حالات

علمی وغیرہ کے پورے پورے احوال کے علاوہ اسلامی سلطنت کی ایک

ملکی و فوجی کی تواریخ۔ اسلامی سلطنت کا طول و شان و شوکت

بانیٔ اسلام کی بعثت و نبوت۔ خلفاء راشدین۔ خلافت کے لیے تنازعات خلفاء اما

خلفاء امیہ۔ خلفاء عباسیہ۔ اسماء خلفاء عثمانیہ اور خاندان برمک کے بے نظیر عروج و ز

اُن کی سخاوت اور مروّت وغیرہ کا قابلِ دید مفصل حال نہایت سلیس اردو زبان میں درج

یہ کتاب اب بار سوم ترمیم کر کے نہایت آب و تاب سے طبع کرائی گئی ہے۔ اس کتاب کی

اس کے اصلی مضامین اور اس کے مطالب کا کچھ اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ الہارون

فہرست مطالب پورے دس صفحوں میں مرقوم ہے۔

یہ بات بالکل سچ ہے کہ الہارون کو دیکھ کر پھر کسی اور اسلامی تواریخ عام

تاریخ دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہے۔ اس

سے بڑھ کر اس کتاب کی عمدگی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ

کے سلسلۂ آصفیہ میں الہارون داخل ہے۔ دریائے دجلہ اور شہر بغداد کا

ہارون الرشید بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے ضخامت قریب

شائقین کو یہ کتاب جلد منگانی چاہیے ورنہ طبع چہارم کا انتظار

المشتہر محمد مصباح الدین ا

Marfat.com

اے ایماندارو اگر حق بات معلوم کرنی ہو تو تمکو خدا کی قسم ہے اسکو
اول سے آخیر تک پڑہو

قال اللہ تعالیٰ یوم ندعوا کل اُناسٍ بامامہم

یعنے فرمایا خدا نے جسدن کہ ہم ہر اک کو پکارینگے اپنے اپنے امام کے ساتھہ جیسا یا شافعی یا حنفی وغیرہ

الحمد للہ والمنہ کہ درین آوان فیض اقتران رسالہ قاطع اغناق ملاحدہ و حارق قلوب ضالہ

المسمی بہ

صواعق الٰہیہ علی اعداء ابی حنیفہ

الملقب بہ

ضرب شدید بر جگر منکر تقلید

یہہ رسالہ جواب ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اُس رسالہ کا جسکا نام اُنہوں نے (اہل حدیث کا
مذہب) رکھا ہے. اور نیز اسمین کیفیت مناظرہ موضع ڈیریانوالہ مندرج ہے

از تالیفات احقر العباد خادم المسلمین فقیر محبوب احمد المعروف عاجز خیر شاہ
نقشبندی مجددی امرتسری غفر اللہ لہ و لوالدیہ و عفی عنہما

مطبوعہ امرتسر پریس واقع شہر امرتسر

فتح اسلام موضع ڈریانوالہ تحصیل ریّہ ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اہل اسلام کو عموماً اہل سنت والجماعت کو خصوصاً واضح رہے۔ کہ یہاں موضع ڈریانوالہ تحصیل ریّہ ضلع سیالکوٹ میں مولوی خدابخش صاحب ساکن مہند مندرانوالہ کی طفیل مسلمانوں میں تفرقہ واختلاف پڑا ہوا تھا۔ جسکے دفعیہ کیصورت یہ قایم کیگئی کہ چند علما کو بلوا کر بعض مسائل کا تصفیہ کرا کر مسلمانوں میں اتفاق قایم کیا جاوے۔ جس پر اہل اسلام مقلدین کیطرف سے مولوی خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی مجددی امرتسری وحافظ ظفر علی صاحب حنفی نقشبندی مجددی پسروری۔ مولوی نور الحسن صاحب حنفی نقشبندی مجددی سیالکوتی امام مسجد خراسیان و فرقہ غیر مقلدین کیطرف سے مولوی خدابخش صاحب مندرانوالہ و مولوی علی محمد صاحب ساکن رندہیر تحصیل ڈسکہ و مولوی عبد القیوم صاحب ساکن نگولئے وغیرہ وغیرہ۔ مع چند معاونین اہل علم مقرر ہوئے اور بروز جمعرات ۳۰ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ ۱۰ بجے دن کے مولوی خدابخش نے شام تک تقریر کی۔ جمعہ کے دن ۱۱ بجے مولوی خیر شاہ صاحب نے ایک ہی گھنٹہ مین اسکی ساری تقریر کا جواب ادا کر دیا۔ پھر مولوی خدابخش صاحب نے بعد نماز جمعہ تقریر شروع کرکے ہفتہ کے دن شام کو ختم کی۔ جسکے جواب کیلئے مولوی خیر شاہ صاحب کو اتوار کا دن ملا۔ جب اتوار کو ۹ بجے مولوی خیر شاہ صاحب مع چند معاونین میدان مناظرہ میں تشریف فرما ہوئے اور حاضرین اہل اسلام قریب ۲ ہزار کے جمع تھے۔ تو مولوی خدابخش صاحب کو بلوایا گیا۔ اسنے حاضری سے صاف انکار کیا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ ہم وہاں نہیں آوینگے۔ تم ہماری مسجد میں آکر تقریر بیان کرو۔ اسپر اہل اسلام کی بڑی جماعت جسمیں رؤسائے گرد و نواح و ذیلداران و نمبرداران و سفید پوشان [illegible] گئے مولوی خدابخش کا رنگ فق ہوگیا۔ لرزہ پڑگیا۔ ایسے وحشت زدہ ہوئے کہ ہر چند اصرار کیا گیا اور [illegible] وعدہ بھی دیا گیا۔ مگر کیا مجال کہ قدم گھر سے باہر نکالیں۔ آخر ناامید ہو کر اہل اسلام نے مولوی خیر [illegible] کے پاس

اپنی تقریر سنانیکے واسطے استدعا کی - اور وہ تقریر سنکر جسقدر ضعیف الاعتقاد اور مشکوک الغالب لوگ تھے وہ سب مطمئین اور صادق الایمان ہوگئے - کل اعتراضات کا جواب باصواب سنایا گیا - جب مولوی خدا بخش صاحب کے معتقدون نے اسکو سخت ملامت کی اور جملہ اہل علم کو مولوی خدا بخش کا مناظرہ سے مفرور ہونا ثابت ہوگیا - تو بقول شخصے ؂ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید - بر دہان خود باید زد - مولوی خدا بخش صاحب کو سخت ندامت ہوئی بہت گھبرائے - اسکا علاج یہہ سوچا کہ اتوار کے دن پانچ بجے شام کے مولوی خیر شاہ صاحب کو ایک رقعہ لکھ مارا - کہ ہماری مسجد میں آکر اپنی تقریر سناؤ - مگر ایسی لچر باتوں کو کون سنتا تھا - آخر مولوی خدا بخش صاحب کی شکست اسکے معتقدون نے بھی مان لی - چونکہ ہمنے مولوی عبدالجبار صاحب کو ذی علم و صاحب الصاف سمجھکر حکم مقرر کیا تھا - اور مولوی خدا بخش صاحب معہ اپنے فریق ہزارہا آدمیوں کے سامنے مفرور ہوگئے تو اب مولوی عبدالجبار صاحب کو کوئی حق نہیں کہ مولوی خدا بخش کی کسی تحریر پر دستخط یا تصحیح کریں - تاکید ہے -

آیندہ اگر مولوی خدا بخش کوئی تحریر شائع کرینگے تو ترکی بترکی جواب دیا جاوے گا -

اور اہل اسلام کا محضر نامہ یا جواب جو مولوی خدا بخش کو دیا گیا ہے - اسکی نقل یہہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

جناب مولوی خدا بخش صاحب

السلام علیکم :- آپ کا نوازشنامہ بعد از وقت ہے - اور آپ کو بہت دیر میں سوجھا - کاش یہ عقل پہلے آئی ہوتی - سارے پہلے مانس جو یکجگہ جمع تھے آپ کی خدمتمیں بار بار حاضر ہوئے - آپنے فساد کا عذر کیا - اور گاؤں اور گرد جوار کے تمام معززین ضمانت نامہ لکھنے کے واسطے حاضر ہوئے - لیکن آپ نے انکار کیا - اور یہہ حجت پیش کی کہ ہم مقام مقررہ بحث پر نہیں جاسکتے پھر یہہ عرض کی گئی کہ سڑک پر حاضر ہوسکتے ہیں - لیکن آپ نے انکار کیا - اور ایک عورت کو گواہ طیاری فساد بھی کیا - اور اسکو تمام معززین اسلام سے معتبر قرار دیا اور آخر یہ بیان کیا کہ ہم اپنی جماعت کے تابع ہیں جسنے ہمارے واسطے روپیہ خرچ کیا - آخر آپ کی جماعت بھی آپ سے منحرف ہوگئی اور شامل مخالفین ہوگئی - لیکن آپنے قدم اٹھانا منظور نہیں کیا - آخر باتفاق رائے جملہ اہالیان اسلام قرار پایا کہ تقریر یکطرفہ سنائی جائے - چنانچہ چالیس احادیث وچند آیات دربارہ امتناع قرات فاتحہ خلف الامام سنائی گیئں اور فیصلہ ہوگیا کہ فاتحہ خلف الامام کبیرہ کی حد تک پہونچتی ہے - رفعیدین کے بارے میں بیشمار

Marfat.com

احادیث اور چند آیات سنائی گئیں جنمیں رفعیدین فاسد نماز ثابت کیگئی۔ اور آمین بالجہر کی تردید میں بہت سے حدیثات سنائے گئے۔ اور تقلید کے بارہ میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قرآن اور حدیث کے روسے پیشوایان دین کی اطاعت لازم ہے۔ اور تاریخ سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ بہترین پیشوایان اور بہترین محدثین تھے اور کل مخالف حدیثات بخاری و مسلم و صحاح ستہ انکی روبروپیش ہوکر غیر صحیحہ ثابت ہوچکے ہیں۔ اور چالیس علماء کی جماعت کے روبرو جنہوں نے فقہ حنفیہ کے مدوین کی اور جنکے پریزیڈنٹ امام صاحب تھے۔ یہ حدیثات نامنظور ہوچکی ہیں۔ اور امام صاحب کا علم تمام محدثین پر غالب ثابت ہوچکا ہے۔ اور پیغمبر علیہ التحیۃ والسلام کے خاندان سے (امام باقر علیہ السلام) خطاب سراج امت مل چکا ہے۔ بحالات مذکورہ بالا انکی پیروی واجب سے بڑھکر ہے۔ علماء و فقہا اور اولیا کے اقوال سے خوب مذکور ثابت ہوچکا ہے۔ ایک فیصلہ یکطرفہ آپکے برخلاف صادر ہوچکا ہے۔ اب آپکو یا مولانا مولوی عبدالجبار صاحب کیواسطے گنجائش باقی نہیں۔ تا وقتیکہ حسب ضابطہ فیصلہ یکطرفہ اسی جماعت کے حضور سے منسوخ کراکر تحقیقات ثانی کا حق حاصل نہ کرلیویں فقط و السلام کاغذات سالنہ داخل دفتر بیکاری سمجھو۔ ٭ خدا بخش نمبردار بھٹیاں۔ ابراہیم شاہ نمبردار کوٹلی۔ عبد اللہ لوہار۔ شیخ محمد علی بیکے زئی۔ نواب خان نمبردار ڈیریانوالہ۔ کلیم اللہ طالب علم ساکن داؤد۔ بہادر خان سیاہی۔ بابو نبی بخش سکنہ داؤد۔ سلطان احمد خان سکنہ داؤد۔ غلام محمد خان راجپوت سکنہ داؤد۔ رحیم خان پیچو والی۔ علی بخش نمبردار سکنہ داؤد۔ اللہ داد خان ذیلدار سکنہ داؤد۔ سید حسن شاہ قاضی سکنہ داؤد۔ جمال الدین سارجنٹ پولیس رئیسہ سکنہ داؤد۔ احمد الدین سکنہ داؤد۔ مولوی اللہ دتا اہلحدیث سکنہ میانوالی۔ اسد خان پٹواری سکنہ داؤد۔ نبی بخش حاجیوالہ۔ سید شیر علی شاہ نمبردار کوٹلی حسن شاہ۔ قاضی غلام علی راج وانہ۔ جھنڈا خان سکنہ کوٹلی۔ اللہ داد ڈیریانوالہ۔ فضل الدین ویروکے۔ سند خان راجپوت سکنہ داؤد۔ ہیرا نمبردار مہیس۔ محمد محبوب عالم از رتہ پیران۔ محمد خان سکنہ داؤد۔ گوہر جٹ سکنہ سانگرہ۔ جان محمد ڈیریانوالہ۔ قادر بخش نمبردار حال زاردد غلام جیلانی نمبردار کوٹلی۔ ہیرا نند نا نمبردار۔ قاضی فضل الدین اجنالہ۔ ابراہیم شاہ نمبردار کوٹلی۔ شاہدین داد نور الدین سکنہ ڈیریانوالہ۔ حامد نمبردار سکنہ بوبے والی۔ غلام قادر راجپوت بقلم خود۔ شہاب الدین سپاہی عید شہاب الدین ڈیریانوالہ۔ دولو شاہ سکنہ چمان۔ زین العابدین سکنہ کوٹلی پیران۔ ٭

المشتہر

ملک قطب الدین صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ حال پنشنر شہر سیالکوٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بعد حمد بے حد وصلواۃ لاتعد کے ارباب بصیرت واصحاب نیک طینت پر مخفی ومستتر نہ رہے کہ اس زمانہ شروفتن میں فرقہ ضالہ نے اس حد تک تفرقہ وفساد ڈالا ہے کہ کوئی شخص اونکے خیال میں مسلمان ہی نہیں۔ اہل حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کو بدعتی وکافر وملحد ونفسانی وغیرہ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اور دہقانی کسان نیم ملان خطرہ ایمان کو محدث ومجتہد ومجدد وشیخ الکل وافضل سمجھا جاتا ہے۔ محدثین ومجتہدین وفقہا کو بدعتی وناقل مذاہب بنایا جاتا ہے۔ اور غیر مقلدون کو ہی اہل حدیث کہا جاتا ہے باقی تقلید کرنیوالوں کو مشرک وکافر وبدعتی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ مولانا مولوی عبد الحی صاحب اپنے کتاب آثار مرفوعہ صفحہ ۲۲۸ میں لکھتے ہیں کہ نیچریوں ملحدوں کے بھائی وہابی جنکے باعث تمام ہندوستان وسندھ۔ وافغانستان۔ وپنجاب وغیرہ میں فساد برپا ہوا یہی وجہ ہے کہ امیر ابن امیر والی دولت خداداد افغانستان حضرت امیر عبد الرحمن مرحوم اپنے کتاب تقویم الدین میں وہابیون کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔ چنانچہ اسکی گواہی مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۸۴ میں تحریر کرتے ہیں۔ اور نیز مولانا مولوی عبد الحی صاحب کتاب ابراز الغی صفحہ ۸ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہہ ظاہر پرست لوگ بے سمجھے بوجھے نصوص پر حکم لگاتے ہیں۔ جو کہ عقل ودانش سے مردود ومنکر ہیں۔ افسوس ہے کہ غیر مقلدین اپنے آپ کو اہلحدیث کا لقب دیتے ہیں لیکن اون کو حضرت سیدنا حضرت سفیان بن عینیہ کا یہہ قول الحدیث مضلۃ الا للفقھاء یاد نہیں۔ کما نقلہ الامام العلامہ ابن الحاج فی مدخلہ یعنے حدیثین سوائے فقیہوں کے سب کو گمراہ کرنے والی ہیں۔ کیونکہ وھم اعلم بمعانی الحدیث کما قال الترمذی فی ابواب الجنائز وقالہ ابن حجر فی القلائد یعنے وہ زیادہ جاننے والی ہیں حدیث کے معنے کو۔ پس جب یہہ حال ہے لوگوں کا تو میرا ارادہ ہوا کہ چند حروف معرض تحریر میں لاکر خلق اللہ کو مخالفین کے مکائد وخدشات ومغالطات سے بچایا جاوے۔ اور سبب تالیف رسالہ ہذا بھی دو ہی وجہہ رکھتا ہے۔ (۱) کیفیت مناظرہ موضع ڈیریانوالہ (۲) مولوی ثناء اللہ صاحب

رسالہ کا جواب۔ اور اس سے پہلے کہ مناظرہ کے کیفیت شروع ہو ایک مضمون علیحدہ طور پر عرض کیا جاتا ہے جو کہ ثبوت تقلید میں ازحد مفید و نافع اہلدین ہے۔ بعد از تحریر ادلہ شرعیہ اہلِ دین با تمکین سے انصاف کی ڈگری و دادخواہی مطلوب ہے۔ اِن اُرِیدُ اِلّا الاصلاح والصلح خیر ما استطعت وما توفیقی اِلا با اللہ العلی العظیم۔ اسمین قبل از تحریر ادلہ شرعیہ چند امورات کا بیان کرنا بہت ہی مناسب ہے۔ +

امر اول۔ جس طرح کہ خدا کی سب کتابوں پر ایمان لانا اور سب کا منجانب اللہ ہونا تسلیم کرنا لازمی ہو اور بوقت تعمیل وارشاد صرف قرآن شریف ہی کو دستاویز دستند بنانا ضروری ہے اسیطرح سب مجتہدین کو راجع الی الحق خیال کر کے بوقت معاملات ایک ہی مجتہد کی اتباع لازم ہے۔ کیونکہ ایک کتاب پر بالخصوص عمل کرنا باوجود آنکہ سب منجانب اللہ ہیں۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ ہر اک کتاب میں مسائل مختلف ہوتے ہیں اور ہر اک کتاب پر عمل کرنے سے ایک قسم کا نفاق پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث آنے فرمایا ہے۔ کہ اگر موسیٰ صاحب کتاب میری وقت میں ہوتا تو میری ہی اتباع کرتا۔ تو اسطرح مجتہدین بہت مسائل میں باہم مختلف ہیں اور مسائل مختلفہ فیہا میں بجز ایک مجتہد کی اطاعت کی۔ کوئی طریق صواب نہیں اور اس اتباع شخصی سے نفاق واختلاف کی آگ سے نجات پاویگا۔ اور یہی طریق اہل علم ہے۔ +

امر دوم۔ حضرت آدمؑ سے تا حضرت مولانا و ہادینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جتنے نبی و رسل گذرے ہیں وہ سب برحق و خدا کیطرف سے ہیں۔ اور سب پر ایمان لانا اور سبکو سچا جاننا اہل ایمان پر فرض ہے۔ مگر باوجود تصدیق جملہ انبیاء و مرسلین کی متابعت صرف ایک ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری و لازمی ہے۔ کیونکہ گو وہ سب انبیاء اللہ ہیں۔ مگر راہ صواب و طریق سالم یہی کہ انسان کو ایک ہی راستہ پر لگایا جاوے تا کہ وہ اضطراب و مذبذب میں سرگشتہ نہو جاوے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں سب نبیوں کو سچا مانتا ہوں۔ میں سب مذہبوں۔ سب دینوں کی مسائل پر عمل کرونگا تو یہ سراسر گمراہ ہوگا۔ وجہ یہ کہ نبیوں کی اکثر احکام و عبادات جدا جدا ہیں تو ہر اک نبی کی اطاعت محال ہوئی۔ اسیطرح جملہ مجتہدین اگرچہ مدعی حق و متبع سنت ہیں مگر عند الاختلاف ایک ہی کی فرمان پر عمل ہوسکتا ہے۔ اور اسی میں سلامتی ہے ورنہ کبھی ایک مجتہد کو خاطی و عاصی کہیگا۔ کبھی دوسرے کو علے ہذا سب کو خلاف حق سمجھکر اپنا جدا مذہب بنا دے گا۔ جیسا کہ نیچریوں۔ مرزائیوں وہابیوں نے کیا۔

امر سوم۔ حضرت کو ایک جگہ حکم ہوا۔ فبھداھم اللہ اقتدہ۔ یعنے تو سب انبیاء کی ہدایت کی

Marfat.com

تابعداری کر۔ دوسری جگہ حکم ہوا۔ اِتبع ملّۃ ابراھم حنیفًا یعنے حضرت ابراہیم کی ملّت پر چل۔ کیا وجہ ہے کہ سب کی ہدایت و توحید ایک ہوکر حضرت ابراہیم کی ملّت کی متابعت فرض ہوئی۔ صرف یہی وجہ ہے کہ گو سب حق پر ہوں۔ مگر ایک کی اطاعت بہتر ہے اور اوسمین صلاح و احسان موجود ہے۔ پس جبکہ سنت اللہ کے مطابق مبنیین الی اللہ دین سے ایک کی بالتخصیص اطاعت محمود ہے تو ائمہ مجتہدین میں سے ایک کی متابعت کیون معیوب ہے بلکہ سب سے وہی بہتر ہے جو ایک امام کی اطاعت کرتا ہے۔ +

امر چہارم۔ اگر کسی بادشاہ کے چار صوبے یا لاٹ ہوں تو رعایا کو لازم نہیں کہ ہر اک صوبہ و ہر اک لاٹ کی ماتحت رہے۔ اور اوس پر فرض نہیں کہ ہر اک حکام ضلع کی تابعداری کرے بلکہ اوس حاکم کی جو اپنے ضلع کا ہے یا اوسی صوبہ و لاٹ کی جو اسی کی ملکی حدود کا محافظ و حکمران ہے۔ اطاعت لازم ہے۔ کیونکہ ہر اک صوبہ و ہر اک لاٹ اپنی اپنی حدود کا حکمران ہے اور ہر اک حاکم ہر اک لاٹ کی احکام و قوانین مناسب حال جدا جدا ہین اور کل قانون کی اتباع مشکل ہے پس لازم ہوا ایک کا تابعدار رہنا۔ اور اسی ایک حاکم یا صوبہ دار کی اطاعت عین بادشاہ وقت کی اطاعت ہے۔ اسیطرح مجتہدین مذاہب کے مسائل مین ایک کی اتباع عین اتباع رسول کریم ہے۔ +

امر پنجم۔ مثال عامی کی ایک مریض کی ہے اور مجتہدین اسکی حکیم و ڈاکٹر ہیں اور یہہ ہمیشہ قاعدہ ہے کہ بوقت علاج اکثر حکماء و اطبا تشخیص و علاج میں اختلاف کرتے ہین کیونکہ ہر اک کی تحقیق و طبعی ذہانت جدا جدا ہے۔ پس مریض کو ایسے وقت مین صرف ایک ہی حکیم و طبیب کے علاج و فرمان پر اپنی مرض کا علاج تصور کرنا چاہئیے۔ اور ہر اک امر و نہی خوردن و آشامیدنی و پرہیز وغیرہ ایک ہی طبیب یا ڈاکٹر کا مفید ہے۔ اگر دو یا تین ڈاکٹرون حکیمون کا علاج مختلف کریگا تو مریض ہلاک ہو جاویگا۔ اسیطرح جو شخص ائمہ اربعہ کے اتباع کرے اور چارون کے احکام کو اپنی حسب منشاء عمل کریگا تو ایمان کو مشکل سے پاویگا۔ +

امر ششم۔ اتباع ائمہ مجتہدین عین اتباع ارشادات انبیاء و رسل ہے۔ کیونکہ ہر ایک امام مجتہد اپنی معلومات و تحقیقات مین حق پر ہے اور بنظر بر اقوال و اعمال و احکام امام متبع حق ہے پس جو شخص بہہ وجوہ متبع حق ہو اوسکی اتباع فرض ہے کہ وہ اتباع عین اتباع حق ہے والحق احق ان یتبع۔ اگر یہہ خیال ہو کہ سب کی اتباع فرض ہے۔ نہ ایک کی۔ تو عرض ہے کہ اگرچہ سب کی اتباع فرض ہے مگر سب مین سے ایک بھی تو فرض ہوئی۔ جیساکہ پانچ نمازین فرض ہیں اونمین سے ایک بھی تو فرض ہے۔ پس جسطرح ایک نماز کسیوقت

پانچ نمازون کا جمع کرنا یا ہر اک نماز سے تہدے قدرے حصہ لیکر ایک وقت مین ادا کرنا ممنوع و ناجائز ہے +
اسیطرح ہر اک مذہب و مجتہد سے اپنی حسب منشاء مسائل جمع کر کے اوسی پر اپنا عملدرآمد رکھنا ناجائز ہے
بالاجماع - جس طرح ایک نماز کے وقت تک دوسری نماز فرض نہیں ہوتی بشلاً صبح کو ظہر و عصر فرض نہیں
یا مغرب کو صبح و عشا فرض نہیں - جبتک کہ نماز دوسری کا وقت نہ آوے وہ فرض نہین ہوتی - اسیطرح ایک
امام کی اتباع میں جبتک ہے تب تک دوسری کی متابعت ممنوع ہے - +

امر ہفتم - تقلید مجتہدین کی واسطے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مبلغ احکام شرعیہ و مبین اسرار نبویہ ہین اور بس - تفصیل اسکی یہہ ہے کہ احکام فرقانیہ اجمالی ہیں اور اسکی تفصیل احادیث مین ہے اور یہہ تفصیل صحابہ کرام کے آثار و اقوال سے ملسکتی ہے - اور آثار صحابہ کی تحقیق و تصدیق اجتہاد مجتہدین پر موقوف ہے اور موقوف علیہ ہمیشہ مقدم ہوتا ہے موقوف سے - کیونکہ حضرت کی زمانہ مبارک مین کوئی کتاب احادیث و مسائل معمولہ کے جمع نہ تھے جس سے ہر اک مسلہ یا کوئی مسلہ دریافت ہوسکتا - اور نہ صحابہ کی زمانہ مین ایسی کوئی کتاب تہے - اور نہ اونکو مہمات جہاد سے فراغت حاصل تہی - باقی رہا دوسرا قرن جسمین حضرت امام اعظم موجود تہے - اونہوں نے ادلہ شرعیہ سے اجتہاد و استنباط کر کے مسائل لکھوانا شروع کیا پہر اسکے بعد تیسرا قرن آیا اونہوں نے بھی امام صاحب کا طریق تحریر و تقریر اختیار کیا - یہانتک کہ امام شافعی صاحب نے فرمایا - الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقۃ اور امام صاحب کے اصحاب و طالب علمون نے جب کتابین لکھنی شروع کردین - تو دیگر آئمہ کی کتابین بھی تصنیف ہونی گئیں - یہان پر یہہ نکتہ بھی قابل غور ہے گو دیگر آئمہ نے اپنی مسائل تحقیق و تصدیق کر کے کتابیں تالیف کین - مگر نسبت قرن تیسری کے دوسرا قرن جس مین امام صاحب تہے از روئے اطاعت کے اقدم و اسبق ہے - کیونکہ حدیث شریف کے ترتیب سے قرن ثانی قرن ثالث سے خیریت و فضیلت مین برتر ہے - یہی وجہہ ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ میں سے امام صاحب کے فیصدی ۷۰ - اور دیگر ائمہ کے ۳۰ ہین - جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے - اور حسب الارشاد باری عز اسمہٗ فاستبقوا الخیرات بھی امام صاحب کی اطاعت کا مقام ارفع و اعلےٰ ہے - کیونکہ آپ افضل و اکمل و افقہ و اعلم ہیں نسبت قرن ثالث کے - اور تقریباً جملہ محدثین و مجتہدین آپ کے شاگرد یا شاگردون کے شاگرد ہین - تو ثابت ہوا کہ آپ کی تقلید نسبت دیگر ائمہ کرام کے افضل و احسن ہے +

امر ہشتم - بعد تیسری قرن کے وہ زمانہ آیا جس کی احادیث مین افتشار کذب و زور کی خبر نہ

ہیں۔ اور جسمین اکثر واضعین احادیث دکاذبین اخبار و مفتنین بین الناس پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ میں دیگر محدثین مثل امام بخاری و مسلم ترمذی وغیرہ وغیرہ (یہہ مجتہد نہ تھے) موجود تھی۔ انہوں نے ہر چند بالغرض تا بحد حق سعی بلیغ و جانثاری وعرقریزی سے تحقیقات و جستجو کرکے احادیث جمع کین۔ مگر تابعین قرن ثانی و تبع تابعین قرن ثالث کے برابر ان کی تحقیق و تصدیق نہ پہونچی۔ کیونکہ قرن ثالث قریب تھا۔ زمانہ صحابہ سے اور قرن ثانی اقرب تھا زمانہ نبوی سے بلکہ امام صاحب نے کئی صحابہ کے ملاقات بھی کی تو اسے بے شر زمانہ کے تحقیق و تصدیق بہتر و افضل تر ہے۔ زمانہ شر سے۔ پس اہل انصاف کے لئے صرف امام صاحب کی تحقیق ہی کافی ہے اتباع کے لئے کیونکہ امام صاحب کا زمانہ محفوظ ہے۔ شر و فتنہ و فساد سے اور مصئون ہے کذب و زور وضع سے۔ +

امر نہم۔ جس حال میں کہ ائمہ مجتہدین حقائق و دقائق قرآنیہ و اسرار و نکات احادیث نبویہ کے مبین و مظہر ہیں تو اوس حال مین اونکے تقلید کے واسطے دلیل طلب کرنا خالی از سفاہت نہیں۔ کیونکہ حصول اسرار قرآنیہ موقوف ہوا اتباع تحقیق مجتہدین پر اور اتباع مجتہدین موقوف ہوئے۔ قرآن پر تو دَور لازم آیا جو کہ باطل ہے عند الکل۔ پس ثابت ہوا کہ تقلید مجتہدین عقلاً بھی واجب ہے۔ اور ثبوت اس کا مثل ثبوت مسائل ایمانیہ و اعتقادیہ کو جو سبحانہ تعالیٰ و صلوٰۃ ملائکہ و کتبہ و رسلہ والیوم الحشر و النشر وغیرہ کی ہے پس داخل ہوا یہہ مسئلہ مسائل ایمانیہ و اعتقادیہ مین اور نہ لازم ہوا اسکا ثبوت ادلہ شرعیہ سے بدین وجہ کہ ثبوت مسائل شرعیہ کا موقوف ہے اتباع ائمہ پر۔ +

امر دہم۔ انسان اگر ائمہ اربعہ کی تحقیق کردہ مسائل کے اتباع نکرے گا تو لامحالہ کسی نہ کسی محدث کی متابعت ضرور کرے گا۔ پس جبکہ کسی اور امام کی غیر از مجتہدین تقلید و تحقیق اختیار کرے گا تو کیا وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین احو کہ احق ہین اطاعت کیواسطے) کی تقلید کو ترک کرے گا۔ حالانکہ از روئے قرآن و احادیث مجتہد کا رتبہ برتر و اعلےٰ ہے محدثین وغیرہ سے۔ کیونکہ محدثین محض ناقلین و سامعین ہیں اور مجتہدین کو استنباط و اجتہاد و تفقہ کی قوۃ کامل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجتہد باوجود خطا کرنے کے ایک ثواب کا مستحق اور بحالت صواب دو اجر کا حصہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امتہ محمدیہ نے ائمہ مجتہدین مذاہب اربعہ کے تقلید کا وجوب بیان کیا ہے نہ تقلید محدثین کیونکہ مجتہد جامع ہے مسائل اصولیہ و فرعیہ و اجتہادیہ و اجماعیہ کا بخلاف محدث کہ وہ جانع سے۔ +

امر یازدہم۔ مسائل اسلامیہ تین قسم پر منقسم ہیں۔ اوّل نصی۔ دوم اجماعی سوم اجتہادی

مسائل نصّی تو عندالکل مسلم و مومنٌ بہاہیں اور مسائل اجماعی ہی بالاجماع واجب الاتباع ہیں۔ باقی رہی مسائل اجتہادیہ وہ مختلف فیہا ہیں۔ اب اسمیں انسان تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو اگر وہ مجتہد ہے تو وہ اجتہادیہ سے تحقیق کرکے اپنا فیصلہ آپ کرے گا۔ یا وہ مجتہدین میں سے کسی ایک مجتہد کی تقلید کرے گا۔ یا کبھی ایک مذہب پر عمل کرے گا کبھی اوسکو چھوڑکر دوسرے پر کبھی تیسرے پر علےٰ ہذا آزاد ہوجاویگا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ ایحسب الانسان ان یترک سدیٰ۔ یعنے کیا انسان آزاد شتر بے مہار بننا چاہتا ہے۔ اور نیز کبھی ایک چیز کو حلال کہیگا کبھی اوسے کو حرام کہیگا۔ جسکو حلال کہیگا اوس کی حرام ہونیکا خیال بھی دل میں ہوگا جسکو حرام کہیگا دل میں اوسکی حلت بھی موجود ہوگی تو یہہ اجتماع نقیضین ہے جو کہ بالاتفاق باطل ہے۔ مثلاً کبھی فاتحہ خلف الامام کا پڑہنا فرض واجب سمجھکر امام کے پیچھے پڑے گا۔ کبھی دوسری مذہب کے مطابق اسے قرأۃ خلف الامام کو مکروہ بلکہ مفسد الصلواۃ خیال کرکے چھوڑ دیوے گا۔ یا کبھی بنظر ایک مذہب رفع یدین و آمین بالجہر وضع یدین علی الصدر کو سنت جانکر عمل کرتا رہیگا اور سنت وہ فعل ہے جسپر آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کی مواظبت ثابت ہو تو پہر ایک وقت بخیال دیگر مذہب افعال مذکورہ کو مکروہ وخلاف سنت گمان کرکے ترک کرے گا۔ یا کبھی ایک کو واجب کہیگا۔ پہر اوسے کو مستحب و مندوب کہیگا۔ یا کبھی ایک امام کے فرمان وتحقیق کے مطابق بوجہہ مردار گرنے کے ایک پانی کو ناپاک خیال کرکے وضو وغسل کیواسطے استعمال اُسکا مانع صلواۃ بلکہ اوس جسم کو جسپر وہ پانی گرا ہو ناپاک یقین کرے گا پہر دوسرے امام کے فرمان کے روی سے اوس پانی کو پاک اور پاک کنندہ خیال کریگا۔ یا کبھی کسی جانور کو حرام ومکروہ ذہن نشین کرکے اوسکا کھانا باعث گناہ سمجھیگا پہر اوسے کو حلال پاک سمجھکر اوسکا کھانا موجب ثواب مانیگا۔ غرضیکہ جو شخص تقلید شخصی کو ترک کرکے بین المذاہب دَور کرے گا وہ کمال درجہ کی فتنہ وفساد میں مبتلا ہوگا بلکہ وہی فتنہ انگیزی وشراندازی کا باعث ہوگا جسکی ممانعت قرآن مجید میں ہے:۔ لَا تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط۔ آخرالامر انسان جب تقلید چھوڑکر آزاد ہوجاتا ہے تو شیطان اُسکو جماعت سے جدا دیکھکر قابو کرلیتا ہے۔ کَمَا سَیَاتِی بیانُہٗ انشاء اللّٰہ العزیز ط۔ اور یہی وجہہ ہے کہ جملہ محدثین مفسرین فقہا مذاہب اربعہ کے مقلد رہے ہیں۔ +

امر دوازدہم۔ ولو سلمنا و فرضنا کہ تقلید شخصی بالتخصیص واجب نہیں۔ مگر چونکہ کل بلاد و ممالک

اسلامیہ کے علماو وفضلا بالخصوص علمار حرمین شریفین و دیگر قضاۃ واہل فتوی سابقہ کسی نہ کسی مصلحت ونیک اندیشی سے ایک ہی امام کے متبع ومقلد رہی ہیں۔ لہذا الغرض امن وصلاح وخیر اندیشی کے ہمکو بھی ایک ہی امام کی تقلید کافی ہے۔ +

جملہ محدثین کا مقلد ہونا الضاف شاہ ولی اللہ مین بخوبی مندرج ہے۔ اور نواب صدیق حسن نے کتاب حطہ فی ذکر صحاح ستہ میں سب حال لکھا ہے اور اس ایک امام کی تقلید سے اتباع صلحاو اہل اللہ وعلما حاصل ہے اور یہی مقصد اسلام ہے۔ کیونکہ خدا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا قرآن مین یون بیان فرمائی ہے۔ تَوَفَّنِی مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِی بِالصّٰلِحِیْنَ۔ یعنے اے خدا مجھے مسلمان ہی مار اور مجھے ملادے ساتھ بزرگوں کے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یہ ہے۔ رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّ اَلْحِقْنِی بِالصّٰلِحِیْنَ۔ یعنے اے خدا مجھے حکم دے اور ملادے مجھے ساتھ بزرگوں کے۔ اور اہل عقل وصحاب کی دعا یون نقل فرمائی ہے۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ط اے رب ہمارے گناہ بخشدے اور برائیاں دور کر ہمسے اور مار ہمکو ساتھ نیک لوگوں کے ط۔ پس جب کہ انبیا وا ولیا کی یہی دعا ہے کہ بزرگون کے ساتھ خدا رکھے اور مارے تو یہ اوسے صورت میں ہوسکتا جب آدمی اولیاء اللہ کے محبت ومتابعت اپنے پر لازم کرلے اور اونکے اقوال وافعال واعمال کے اتباع کرے۔ اور اونکے خطا ولغزشون کے درپے نہووے۔ اور اونکو اپنی سے کم وبستر نجانی۔ اونکی حقارت واہانت وبے ادبی نکرے۔ پس جب یہہ ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کے متابعت ومحبت فرض ہے تو ہمنے بھی اماموں کی تقلید کو واجب سمجھکر اختیار کرلیا۔ اگرچہ ہم ائمہ اربعہ کی تابعدار ہین۔ لیکن مسائل مختلفہ مین ہم امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد ہین۔ جنکی ورع وتقوی وزہد وعلم وعقل وعلم واجتہاد کو اکثر مجتہدون محدثون نے مان لیا ہے جسکو ضرورت ہو کتاب لاالف الوحنیفہ اسوانح عمری ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مصنف[ف۱] شبلی نعمانی کا ملاحظہ کرلے۔ فقط والسلام۔ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمًا صَادِقًا وَّصَحِيًّا اِلَى الْاَبْرَارِ ط۔ اے ناظرین ان دو[۱۲] وازدہ امور مذکورہ کو اچھی طرح سے ذہن نشین وگوشہ خیال میں جگہہ دیکر ادلہ شرعیہ مفصلہ ذیل کو خوب طرح سے ملاحظہ فرمالین۔ اگرچہ اس وجوب تقلید شخصی کے بارہ مین علمار نامدار نے بہت ہی زور سے رسایل لکھے ہیں مگر چونکہ میرے بعض احباب نے مجھے اس مسئلہ کے لکھنے کے لیے مجبور کیا ہے لہذا چند ادلہ کاملہ معرض تحریر مین لاکر یہ

ف۱ اس مصنف نے بوجہہ کم علمی کے کئے مقامات پر فاش غلطی کی ہے یا بوجہہ صحبت ملاحدہ نیچریہ۔ ۱۲ +

ناظرین کرتا ہوں۔ وَمَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ط
ادلہ شرعیہ نمبروار بیان ہونگے۔ نمبر اول (۱) قال اللہ تعالیٰ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ط
یعنے جس دن ہم پکارینگے ہر اک شخص کو اوسکے امام کے ساتھ۔ تفسیر بیضاوی میں ہے۔ اي
بمن ائتموا به من نبي او مقدم في الدين كذا في المدارك۔ یعنے مراد امام سے
مطاع و مقتدا ہے خواہ نبی ہو خواہ کوئی پیشوائے دین۔ تفسیر امام بغوی میں ہے۔ عن سعيد
بن جبير عن ابن عباس بامام زمانهم الذي دعاهم في الدنيا الى ضلالة
او هدى وعن سعيد بن المسيب قال كل قوم يجتمعون الى رئيسهم في الخير
والشر ط۔ اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ یا مقدمیکہ در مذہب او متابعت او نمودہ باشند چنانچہ
بندا زنند یا حنفی یا شافعی و درین باب از مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ نقل میکنند کہ دران روز ہر قومے را
بخوانند بامام زمان ایشان ط۔ علے ہذا القیاس تفسیر کبیر و نیشاپوری و قادری و ابوالسعود وغیرہ میں
بھی مضمون ہے۔ پس جبکہ یہہ ثابت ہوا کہ ہر اک شخص اپنے اپنے امام کے ساتھ بلایا جاوے گا۔
جس طرح کہ ہر اک فوج اپنی افسر کے ساتھ ہوتی ہے تو لازم ہوا ہر اک شخص کے واسطے یہہ کہ وہ کسی
نائب دین و خلیفہ اسلام کو اپنا امام مقرر کرے۔ تاکہ روز محشر اوسکے نجات کا باعث ہو۔ باقی رہا یہہ
کہ امام سے اس جگہہ کون افراد مراد ہیں۔ جیسا نبی و کتاب و اعمال نامہ و امہات وغیرہ وغیرہ۔
سو واضح رہے کہ ہم کب کہتے ہین کہ صرف مجتہدین ہی مراد ہین بلکہ ہم سب معنوں کو تسلیم کرتے ہین
اور ہم کہتے ہین کہ جس طرح اور احتمالات ممکن الوقوع ہین اوسی طرح یہہ بھی ہے کہ ہر اک شخص ائمہ
مجتہدین کے نام سے پکارا جاوے گا۔ چنانچہ حضرت امام سعر بن کرام وابویوسف کا قول اس پر شاہد
ہے۔ حسبي من الخيرات ما اعددته۔ يوم القيامة في رضى الرحمان۔ دين النبي
محمد خير الورى۔ ثم اعتقادي مذهب النعمان۔ كذا في الدر المختار ورد المختار
وغيرهما۔ یعنے روز قیامت خدا کو خوش کرنیکے واسطے مجھے دو چیزین کافی ہیں ایک دین محمدی
دوسرا مذہب حنفی۔ اور یہی لکھا ہے کہ ہر اک امام اپنے اپنے مقلد کے واسطے شفاعت کریگا۔
اور اپنے مقلد کی بابت خوشی ظاہر کرکے اوسکو نجات دلوادے گا اور منکر بے ادب پر قہر و غضب پڑیگا۔
جس سے آیت مذکورہ کے معنون کو تقویت حاصل ہے۔ چنانچہ میزان شعرانی مالکی المذہب کی یہہ

Marfat.com

عبارت اسپر شاہد ہے۔ وقد حاولت الجمع بین اقوال الائمۃ ومقلدیھم وتوجیہ کل منھما جھدی۔ بجمع الاخوان من مقلدی الائمۃ الاربعۃ بین اعتقادھم بالجنان وقولھم باللسان ان سائر ائمۃ المسلمین علی ھدی من ربھم ایمانا وتسلیما وان لم یصلوا الی ذالک نظرا وسندا الا کما مر بیانہ فی الخطبتہ ویقولو ویاخذ الائمۃ المجتھدین بیدیھم فی اھوال یوم القیامۃ فکل مجتہد راہ ھناک بیتسم فی وجھہ ویاخذ بیدہ بخلاف من کان بالضد من ذالک فانہ ربما ینظر الائمۃ الیہ نظر الغضب لسوء ادبہ معھم وتعصبہ علیھم بغیر حق انتھی وفیہ ایضا۔ ان ائمۃ الفقھاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم حفظ انتھی غرضیکہ ہر اک انسان کولازم ہے کہ مجتہدین کے تقلید کرکے راہ حق پر چلے باقی ایک سوال وہ یہہ کہ آیت مذکور مین حکم نہین کہ حنفی یا شافعی بنجاؤ بلکہ ایک خبر ہے کہ قیامت کو اماموں کے ساتھ بلائی جاوینگی۔ اس سے وجوب کہان نکلا۔ جوابا گذارش ہے کہ گویہہ خبر ہے مگر خبر بمعنی امر ونہی بھی ہوتی ہے کیونکہ اخبار امم سابقہ واحوال انبیاسے صرف یہی غرض ہوتی ہے کہ لوگ ان اخبار کو سنکر منہیات سے باز رہین اور امورات معروفہ مین مصروف رہین۔ اسیطرح یہان بہی یہی مقصود ہے کہ قیامت کو اپنی اپنی امام سے بلائی جاوینگی خبردار رہین ہشیار رہین تاکہ کسی غیر مذہب غیر دین۔ غیر طریقت کو اپنا امام نہ بناوین کسی منافق فاسق وفاجر وملحد وبدعتی کو اپنا امام نہ بناوین اور محشر مین روسیاہ رسوا نہو جاوین۔ کیونکہ دین کے اخذ کرنیکے لئے بڑی سخت احتیاط کا حکم ہے۔ عن ابن سیرین قال ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم رواہ مسلم۔ یعنے جس سے دین حاصل کرنیکے کا ارادہ کرو تو پہلے اسکو دیکھ لو۔ آیا وہ قابل امامت واقتدا واتباع ہے یا نہین۔ اور ہمین لقول الکنایتہ ابلغ من التصریح ایک ترغیب ہے اسبات کیطرف کہ امام ایسا شخص بنایا جاوے جو کہ متقی وراجع الی اللہ ہو۔ جیسا کہ پاک پروردگار فرماتا ہے۔ وَاتبع سَبِیلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ یعنے اوس شخص کی تابعداری کرجو خدا کیطرف رجوع ہے۔ پس جب کسی متقی وصالح کو امام بنایا جاوے تو امام بنانے سے اوسکی متابعت مطلوب ہے چنانچہ حدیث مسلم مین ہے۔ انما جعل الامام لیؤتم بہ یعنے امام اسلئے ہے کہ اوسکی اطاعت کیجاوے پس نتیجہ یہہ نکلا کہ ہم کسی نائب ومنیب الی اللہ کو امام بناوین اور اوسکے اتباع کرین تاکہ قیامت کو سرخروئی

حاصل ہو۔ +

(۲) قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ یعنے ایمانداروں پر تین کس کی تابعداری فرض ہے۔ (۱) خدا کی۔ (۲) رسول علیہ السلام کی۔ (۳) اولی الامر یعنے صاحبان حکم کی۔ صاحبان حکم سے مراد ائمہ مجتہدین ہیں جیسا کہ دوسری جگہ تفصیل ہے:۔ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم یعنے اولی الامر مجتہدین مستنبطین ہین۔ کتاب سنن دارمی میں (جو کہ بخاری سے اول تالیف ہوئی ہے) ہے کہ اخبرنا یعلی ثنا عبدالملک عن عطاء اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر قال اولو العلم و الفقہ اور امام جلال الدین سیوطی اتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہین۔ عن ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس قال اولی الامر اھل الفقہ و الدین[۱]۔ اور تفسیر کبیر مین بروایت ابن عباس وحسن ومجاہد وضحاک اولی الامر سے مراد مفتین ہیں اور یہی نیشاپوری میں ہے۔ اور تفسیر کبیر ومعالم میں بھی ایسا ہی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اولی الامر یعنے آئمہ مجتہدین کے اتباع واجب ہے۔ اور یہہ کہنا کہ سواے خدا و رسول کے اور کسی کی تابعداری شرک فی الرسالت ہے محض غلط وکذب ہے۔ باقی رہا یہہ کہ اس آیت سے مراد حکام وقت ہیں نہ مجتہدین۔ سو اسکا جواب یہہ ہے کہ حکام تو اسکا شان نزول ہے نہ یہہ کہ صرف حکام وقت ہی صاحب حکم ہین۔ ثانی حکام سے وہی اشخاص مراد ہیں جو حاکم فی الشرع ہوں نہ یہہ کہ حکام قوانین دنیاوی اور حکام فی الشرع سے بھی ہر اک شخص مراد نہین۔ بلکہ وہ شخص حاکم جسکا حکم کسی حال مین قابل گرفت ولائق ملامت نہو۔ اور ہر حال واجب الاتباع ہو وہی شخص مجتہد ہی ہے نہ کوئی اور۔ اور آنحضرت علیہ السلام کے وقت مین اکثر حکام عالم وعامل ومجتہد ہوتے تھے نہ بعلم وفاسق۔ اگر حکام سے مراد امراء وسلاطین اسلام ہی لئے جاوین تو بھی جملہ سلاطین اسلام تا حال مقلد وزمرۂ اہل سنت والجماعۃ ہیں۔ پس بہر حال تقلید مجتہدین واجب ہوئی۔ مگر اصل یہی صحیح ہے کہ مراد مجتہدین ہیں۔ یہی وجہہ ہے کہ مجتہدین کبھی کسی بادشاہ کے مقلد نہین

---

[۱] اخرج ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس فی قولہ اولی الامر یعنی اھل الفقہ والدین واھل طاعۃ اللہ الذین یعلمون الناس معانی دینھم و یأمرونھم بالمعروف وینھون عن المنکر فاوجب اللہ طاعتھم علی العباد عن مجاھد ھم الفقہاء و العلماء الخ +

ہوئے بلکہ بادشاہ ہی مقلد مجتہدین رہے۔ عقلاً بھی اس سے مراد مجتہدین ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعد از خدا اور رسول علیہ السلام وہی حاکم ہو سکتا ہے جو دینی امورات کو بخوبی بیان کرے۔ اور کسی مسایہ مین محتاج و معطل نہ رہے۔ وہ سوائے مجتہد کے اور کوئی نہیں۔ کیونکہ مجتہد اگر کتاب و سنت میں کوئی مسلئہ نہ پاویگا تو اجتہاد سے استخراج کرے گا اور بحکم حدیث اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فلہ اجران بحالت اصابت دو اجر سے ماجور ہوگا اور بحالت خطا بفحوائی وان اخطاء فلہ اجر واحد ایک اجر سے ماجور ہوگا۔ اور حالت صواب و خطا مین وہ مطیع الرسول ہے۔ پس مقلد بطریق اولی مطیع الرسول ہوا کیونکہ وہ متبع مجتہد ہے اور مجتہد متبع حق ہے۔ بخلاف غیر مجتہد کہ نہ تو اجتہاد کر سکتا ہے اور نہ کسی قیاسی مسلہ پر مصائب و ماجور ہے بلکہ ماخوذ و معتوب ہے۔ چنانچہ اس حدیث مین مفصل بیان ہے۔ عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتھد برائی ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی ابو داؤد والدارمی۔ یعنے حضرت معاذ بن جبل کو جب آپنے یمن کا حاکم مقرر کیا تو پوچھا اے معاذ کس طرح حکم کرے گا۔ جب تجھے کوئی مقدمہ درپیش آوے۔ معاذ نے کہا کہ قرآن سے فیصلہ کرونگا آپنے فرمایا اگر قرآن مین وہ مسلہ نہو تو معاذ نے کہا کہ حدیث سے آپنے فرمایا اگر حدیث مین نہو تو معاذ نے کہا کہ اپنی اجتہاد و قیاس سے فیصلہ کرونگا۔ چنانچہ اجتھد برائی ولا آلو سے ثابت ہوتا ہے۔ اور قیاس و سوچ کرنے میں کوئی تقصیر نکرونگا۔ آنحضرت نے خوشی سے معاذ کے سینہ مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ شکر ہے خدا کا کہ جسنے معاذ رسول کے رائے کو اپنے رسول کی رائے کے موافق کر دیا۔ اس حدیث سے چند امور پیدا ہوئے۔ (۱)[1] احکام تین قسم پر ہین۔ کتاب و سنت و قیاس (۲) مجتہد جب قرآن و حدیث مین کوئی مسلہ نہ پاوے تو اجتہاد سے مسائل استخراج کرے۔ (۳) بعد از کتاب و سنت مجتہد کا ہی حکم واجب الاتباع ہے نہ غیر مجتہد کا۔ (۴) اجتہاد خدا اور رسول علیہ السلام کی مرضی کے

[1] اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ بعض احکام ایسا بھی ہیں جو نہ قرآن مین ہیں نہ حدیث مین ورنہ فان لم تجد دو بار نفرماتے +

سطابق ہے۔ (۵) اہل یمن پر معاذ کی اطاعت تینوں امر (کتاب وسنت وقیاس) کی واجب تھی۔(۶) مجتہد کو صاحب شرع وصاحب نبوۃ کے روبرو بھی اجتہاد سے کام لینا اور اجتہاد سے حکم جاری کرنا جائز تھا چہ جائے کہ بعد از وفات شارع علیہ السلام۔ کیونکہ معاذ کو آپنے یہہ نفرمایا کہ اگر قرآن وحدیث میں مسئلہ موجود نہو تو ہم سے بوسیلہ خط وسفیر پوچھ لینا کیونکہ ابھی ہم عالم حیات میں موجود ہیں قیاس کی ضرورت نہیں اور مزید براں احکام وقتاً فوقتاً بدلتے جاتے ہیں اور احکام جدید نازل ہوتے ہیں کبھی اول منسوخ ثانی ناسخ اور نہ اہل یمن نے بھی اسپر اصرار کیا کہ شارع علیہ السلام کے ہوتے کیوں اجتہاد پر عمل کیا جاوے اور صاحب نبوۃ کے موجودگی میں قیاس کی کیا ضرورت ہے۔ اسمیں اشارہ ہے کہ جب مجتہد کا قیاس واجتہاد مودی کسی حکم کیطرف ہو تو چاہیئے کہ حکم کرے اور منتظر استفسار صاحب شرع سے نہ رہے۔[له] +

اس حدیث سے آیت مذکورہ کی تشریح ہوگئی کہ کون حاکم ہیں اور حاکم کو کیا کرنا چاہیئے اور محکوم پر کیا واجب ہے۔ اب بھی اگر کوئی تقلید مجتہدین سے منحرف ومنکر ہو اور برعکس اوسکے مقلدین کو مشرک کہے تو اوسکو ہم خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین والظالمین۔ اسی آیت کی تشریح ایک اور حدیث میں ہے۔ وہو ہذا۔ العلم ثلثة آیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة کذا فی المشکوٰة۔ یہہ حدیث ابو داؤد وابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ اسکے شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ یا فریضہ عادلہ ایست کہ مثل وعدیل کتاب وسنت است اشارت است باجماع وقیاس کہ مستند مستنبط اند ازان وباین اعتبار آنرا مساوی ومعادل کتاب وسنت داشتہ اند وتعبیر ازان فریضہ عادلہ کردند تنبیہ برآنکہ عمل بہا نیز واجب ست چنانچہ بکتاب وسنت پس حاصل این حدیث آن شد کہ اصول دین چہار اند کتاب وسنت واجماع وقیاس۔ الغرض اس حدیث سے بھی آیت مذکورہ کی تفصیل ہوگئی کہ احکام تین قسم پر ہیں قرآن وحدیث وقیاس۔ اور یہہ تینوں واجب الاتباع ہیں۔ اور اجماع کا صاف ذکر اسمیں یا حدیث سابق میں اسواسطے نہیں کہ اجماع آنحضرت علیہ السلام کے وقت میں حجة نہ تہا کما فی حاشیہ التلویح للعلامة الچلپی۔

اب رہا سوال وہ یہہ کہ آیت مذکورہ کے تشریح سے یہ تو ثابت ہوگیا ہے کہ ائمہ مجتہدین کے تقلید واجب ہے مگر ایک شخص کی تقلید کا ذکر نہیں آیا۔ سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو اسمیں جملہ اہل اسلام مامور ہیں اور مجتہدین مطاع ہیں۔ پس جب جمع کو جمع کیطرف مضاف کیا تو مفرد کے واسطے مفرد حاصل ہوتا ہے جس سے تقلید شخصی ثابت

[له] اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ مجتہد اپنے آپکو اجتہاد میں بیقین اہل حق وصائب جانتا ہے۔ +

ہوئی - ثانی یہہ کہ گو اس آیت میں مجتہدین کا ذکر جمع کے ساتھ ہے مگر اون میں سے جو شخص اعلم و اورع و افقہ ہو اوسکی اتباع افضل و اعلے ہے بہ نسبت دیگر ائمہ کے - چنانچہ اسپر یہہ حدیث شاہد ہے - اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تولی امر المسلمین شیئا فاستعمل علیھم رجلا وھو یعلم ان فیھم من ھو اولی بذالک واعلم منہ بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ فقد خان اللہ و رسولہ وجماعۃ المسلمین کذا فی فتح القدیر - قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام - من استعمل رجلا من عصابتہ وفیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ والمؤمنین اخرجہ الحاکم وابن عدی والعقیلی والطبرانی والخطیب - وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام - اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ -

یعنے جو شخص مسلمانوں کا کسی امر مین متولی و متصرف ہوا پھر اوسنے اونپر عامل کیا کسیکو حالانکہ وہ متولی جانتا ہے کہ دوسرا شخص اوس سے زیادہ عالم و فقیہہ ہے قران و حدیث کا تو البتہ تحقیق اوسنے خیانت کی - خدا اور رسول و جماعۃ اہل اسلام کی - اور یہہ ظاہر ہے کہ تولی امر مسلمین عام ہے - خواہ دنیاوی ہو خواہ دینی - پس مجتہدین امت مین سے کہ متولی امور دینیہ مسلمین ہین - اگر کسیکو اعلم و افقہ بکتاب و سنت جانکر اوسکی تقلید کو ترک کرے گا تو ضرور خدا و رسول کا خائن اور واضع شئے بغیر محل ہوگا - اور نیز ابو موسیٰ اشعری صحابی کا یہہ قول (جو اونہون نے عبد اللہ بن مسعود کے حق مین لوگوں کو سنایا ہے)[۱] - لا تسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم بھی اسپر شاہد ہے کہ اعلم و افقہ دین کے موجودگی مین دوسروں سے پوچھنا مکروہ ہے[۲] - پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ ایمہ مجتہدین مین سے جو شخص اعلم و افقہ و اورع و اعلے ہو اوسکی اتباع افضل ہے اور وہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ہین - اور فقہا کا بھی یہی مذہب ہے - کہ جو شخص از روئے صداقت و دیانت بھی تفضیل و ترجیح رکھتا ہو اور اوسکا بیان حقیقی قوی و راجح ہو تو راجح کے قول سے فتوی دیا جاوے گا مرجوح کے قول کے ساتھ - درمختار مین ہے - ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل و خرق الاجماع - اور ایسا ہی رد المحتار مین ہے - غرضیکہ تقلید شخصی واجب ہے اور تارک اسکا

---

۱ ہدایہ جلد اول صفحہ ۳۰ مین بھی ایسا ہی ہے - + [۳] یعنے جبنا اہل کے سپرد کوئی کام کیا جاوے تو قیامت کا انتظار کرو +

۲ نہ پوچھو مجھسے جبتک یہہ عالم تم مین ہے - +

منسوب وخارج از اہل سنت والجماعت ہے۔

(۳) قولہ تعالیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا

یعنے جو شخص مسلمانون کی راستہ سے خلاف چلا وہ دوزخ مین جاوے گا ۔

اسی آیت کے مطابق دوسری یہ ہے ۔ والذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب له حجتهم داحضة عند ربهم وعلیهم غضب ولهم عذاب شدید ۔ یعنے جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہین اللہ کی باتون مین بعد اوسکے کہ خلق اوسکو مان چکی ہے اونکا جھگڑا اوک راجہ اونکے رب کے پاس ۔ اونپر غضب ہے اور عذاب شدید ۔ ان دو آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طریقہ پر جس راستہ پر مومنین صادقین کاملین چلتے ہون اور جس راہ کو صادق الایمان لوگون نے پسند کیا ہو اوس سے مخالفت کرنا اور جدا ہو کر چلنا دوزخیون اور مغضوب علیہم کا طریقہ ہے ۔ اس آیت ذکر میں المؤمنین سے مراد کل مومنین شرعی ولغوی نہین اور نہ کل امت ۷۲ فرقے مراد ہیں بلکہ مراد اس سے اکثر علما و فضلا و صلحا ہین اور وہ علما و فضلا صادق الاعتقاد وخالص القلب ہین ۔ اس مقدمہ سے ۔۔۔ چنانچہ اس امر کی تائید احادیث مفصلہ ذیل سے ثابت ہوتی ہے ۔

حدیث اول عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ ۔ یعنے بڑی جماعت کی اتباع کرو تحقیق جو جدا ہوا جماعت کثیر سے وہ داخل دوزخ ہوا ۔ شیخ عبد الحق اسکے نیچے لکھتے ہین ۔ مراد حث وترغیب است بر اتباع آنچہ اکثر علما بر آن جانب اند ۔ اور شیخ محمد طاہر مجمع البحار مین لکھتے ہیں ۔ انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوھم فیہ فانه ھو الحق وما عداہ الباطل ۔

حدیث دوم ۔ عن معاذ ابن جبل قال قال رسول اللہ صلعم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة رواہ احمد یعنے تحقیق شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسا بھیڑیا پکڑتا ہے اوس بکری کو جو اپنے گلہ سے جدا ہو یا پیچھے رہی ہو یا کنارہ کنارہ چلتی ہو سو تم بچو بہت راستون سے ۔ اور لازم پکڑو پیروی جماعت کثیرہ کی ۔ شیخ عبد الحق محدث اسکے نیچے لکھتے ہیں ۔ اشارت است بانکہ معتبر اتباع اکثر جمہور است چہ اتفاق

کل در ہمہ احکام واقع بلکہ ممکن نیست ۔

حدیث سیوم ۔ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد و ابو داؤد ۔ یعنے جو شخص علیحدہ ہو جماعت سے ایک بالشت بس اوسنے اوتاری رسی یا قلاوہ اسلام کا اپنی گردن سے ۔

حدیث چہارم ۔ عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعا و ان لا یظھر اھل الباطل علی الحق و ان لا تجتمعوا علی ضلالۃ ۔ رواہ ابو داؤد ۔ یعنے تین خصلت سے خدا نے تمکو پناہ دی ہے ۔ اون میں سے تیسری یہ کہ تم گمراہی پر اجماع نکروگے ۔

حدیث پنجم ۔ عن عمرو بن قیس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وعدنی فی امتی و اجارھم من ثلث لا یعمھم بسنۃ ولا یستاصلھم عدوا ولا یجمعھم علی ضلالۃ ۔ رواہ الدارمی ۔ یعنے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ امت میری نہ قحط سے ہلاک ہوگی نہ غلبہ دشمن سے برباد ہوگی نہ گمراہی پر جمع ہوگی ۔

حدیث ششم ۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ من فارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ رواہ البخاری ۔ یعنے گروہ کثیر سے جدا ہو کر مرے وہ الکفر کی موت کی طرح مر گیا ۔

حدیث ہفتم ۔ عن الحارث الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرکم بخمس بالجماعۃ الحدیث ۔ رواہ احمد والترمذی ۔ یعنے امر کرتا ہوں تمکو پانچ باتوں کا اون میں سے اول یہ کہ گروہ کثیرہ کی پیروی کرو ۔

حدیث ہشتم ۔ عن ابن عمر ابن الخطاب قال قال صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یسکن بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفرد رواہ مسلم کذا فی المعالم ۔ یعنے جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ جنت میں خوش گذران کرے ۔ پس لازم ہے کہ پیروی جماعت کی کیونکہ اکیلا کے ساتھ شیطان ہے ۔

حدیث نہم ۔ عن ابی بصرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی ان لا یجمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیھا رواہ الطبرانی کذا فی شرح سفر السعادت یعنے خدا نے

میرا یہہ سوال پورا کر دیا ہے کہ امت میری کسی گمراہی پر جمع نہو گی۔ +

حدیث دہم:۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ان اللہ لا یجمع ھذہ الامۃ علی الضلالۃ ابدا و ان ید اللہ مع الجماعۃ۔ الحدیث رواہ ابو نعیم و الحاکم۔ یعنے خدا کبھی بھی اُمت محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ کیونکہ خدا کا ہاتھ قدرت کا بڑی گروہ پر ہے۔ اس حدیث مین لفظ ابداً نے اور ہی رنگ دکھایا یعنے ہمیشہ وہ گمراہی پر جمع نہو گا۔ +

حدیث یازدہم:۔ عن ابن مسعود ما راہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن و ما راٰہ المسلمون قبیحاً فھو عند اللہ قبیح۔ رواہ موطا۔ یعنے جس چیز کو اکثر مسلمان اچھا خیال کرین وہ خدا کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ علی ہذا بری۔ +

حدیث دوازدہم۔ لا یعتقد قلب مسلم علی ثلث خصال الا دخل الجنۃ قال قلت ما ھی قال اخلاص العمل و النصیحۃ لولاۃ الامر و لزوم الجماعۃ۔ الحدیث رواہ الدارمی جس مسلمان مین تین خصلتین ہون وہ بہشتی ہے۔ بے ریا عمل کرنا۔ خیر خواہی حکام کی۔ پیروی بڑی جماعت کی +

حدیث سیزدہم۔ من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوا ھم۔ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ۔ یعنے جو کوئی آوے تمہارے پاس اور حالانکہ تم ہو سب ایک شخص کی ماموروتابع اور وہ چاہے کہ توڑی تمہاری حکومت اور پہاڑی جماعت کو پس قتل کرو اوس کو۔ + ف۔ قتل حکام کا ہے نہ غیر کا۔

حدیث چہاردہم۔ ستکون بعدی ھنات فمن رأیتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امۃ محمد کائناً من کان فاقتلوہ فان ید اللہ علی الجماعۃ و ان الشیطان مع الفارق الجماعۃ یرکض رواہ مسلم کذا فی جامع الاصول۔ یعنے قریب ہے کہ کئی تو مین پیدا ہون گی میری بعد سو جسکو دیکھو کہ وہ جماعت عظیم سے دور ہے یا اُمت محمدیہ کو جدا کرنا چاہتا ہے تو اوسکو قتل کرو خواہ کوئی ہو اسواسطے کہ خدا کی قوۃ و نعمت و مدد جماعت کے ساتھ ہے اور شیطان اکیلے کے ساتھ ہے ف۔ یہہ قتل کرنا حکام کا کام ہے نہ عوام کا۔ +

حدیث پانزدہم۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ عن حذیفۃ قلت وھل بعد ذالک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یا رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم صفہم لنا قال ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذالک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم۔ الحدیث رواہ بخاری والمسلم۔ یعنی حذیفہ بن یمان نے عرض کی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ اس زمانہ خیر کے بعد بھی زمانہ شر آویگا۔ آپنے فرمایا۔ ہان دوزخ کے دروازہ پر بلانیوالے کہڑے ہیں جو اونکے مانے گا دوزخ مین جاوے گا۔ پہر صحابی نے عرض کی کہ اون کا حال بیان فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ ہماری قوم وملت سے ہونگے اور ہماری زبان سے (قرآن وحدیث سے) کلام کرینگے۔ پہر صحابی نے عرض کی کہ اگر اونکا زمانہ پاؤن تو کیا کرون آپنے فرمایا کہ لازم پکڑو جماعۃ مسلمانون کی اور اونکے امام کی پیروی۔

بالفعل یہہ چند احادیث بطور انموذج تحریر کی گئی ہین اور اسوقت صرف ان سے غرض یہہ ہے کہ کل اہل ایمانکو لازم ہے اتباع۔ اکثر علما وصلحا کی کیونکہ یہی لوگ مطاع ومرشد ومقتدا بننے کا استحقاق رکہتے ہین۔ پس جبکہ جماعت کی متابعت واجب ہوئی اور اتباع جماعت سے اتباع سنت نبوی حاصل ہوئی تو متبع جماعت کا نام فرقہ اہل سنت والجماعۃ ہوا جنکے بہشتی ہونے کی خبر کئی احادیث ہین ہے۔ چنانچہ اس حدیث مین کسیقدر تفصیل موجود ہے۔

حدیث شانزدہم۔ قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی قال ما انا علیہ واصحابی وفی روایۃ وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ رواہ احمد وابو داؤد وترمذی وغیرہ۔ یعنے امت محمدیہ کے ۷۳ فرقے ہیں اونمین سے صرف ایک ہی فرقہ بہشتی ہے باقی جملہ دوزخی ہین۔ اور بہشتی فرقہ کی علامت یہہ ہے کہ وہ بحیثیت اتفاق کے ایک جماعۃ ہے اور من حیثیت الاعمال والافعال متبع سنت ہین۔ جسکا خلاصہ ونتیجہ یہہ ہے کہ اہل سنت والجماعۃ فرقہ بہشتی ہے۔ کیونکہ آثار صحابہ واقوال وافعال نبویہ کو سنت کہتے ہین۔ اور یہہ وجوہ یکسو ہو کر اصول اسلامیہ پر عمل کرنے سے صورت ہیئت مجموعی حاصل ہوتی ہیں جسکا نام جماعۃ ہے۔ پس فرقہ ناجی کا نام اہل سنت والجماعۃ ہے۔

اب ہم یہہ دکھاتے ہین کہ اہل سنت والجماعۃ کون ہے۔ سو غور سے دیکھا تو مقلدین ہین۔ چنانچہ علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین۔ قال بعض المفسرین فعلیکم یا معشر المؤمنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتھم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ

Marfat.com

قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الاربعۃ ھم الحنفیون و المالکیون و الشافعیون و الحنبلیون ومن کان خارجاً من ھذاہ المذاھب فی ذلک الزمان فھو من اھل البدعۃ و النار۔ یعنے کہا بعض مفسرون نے کہ اے ایماندارو فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے اتباع لازم پکڑو وہ فرقہ مقلدین مذاہب اربعہ ہے۔ تحقیق خدا کی مدد و توفیق اونکے موافقت مین ہی اور وبال رسوائی خسران اونکے خلاف مین۔ پس جو اونکے تقلید و متابعت سے خارج ہو وہ بدعتی و دوزخی ہی۔ اِس عبارت سے حدیث مذکورہ کی تفصیل بھی ہو گئی ہے۔ یعنے نتیجہ یہہ نکلا کہ جو شخص مجتہدین کا متبع ہے وہی صحابہ کرام کا متبع ہے۔ اسواسطے تقلید صحابہ سے عوام کو محققین نے منع کیا ہے۔ چنانچہ علامہ دہر سید سمہودی عقد فرید مین لکھتے ہین۔ وقال المحقق الحنیفۃ الکمال ابن الھمام رحمۃ اللّٰہ علیہ نقل الامام الرازی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ بل یقلدون من بعدھم الذین سبروا و وضعوا و دوّنوا۔ یعنے محققین نے اجماع کیا ہی اسپر کہ عوام کو تقلید صحابہ سے ہٹا کر ائمہ مجتہدین کی تقلید مین لگایا جائے۔ اسیطرح صاحب مسلم الثبوت نے ذکر کیا۔ اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید الصحابۃ بل علیھم اتباع الذین سبروا وبوّبوا فھذّبوا ولقحوا وفرّقوا وعلّلوا وفصلوا وعلیہ ابتنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ لان ذالک لم یدم فی غیرھم۔ یعنے جملہ محققون نے اجماع کرکے عام کو تقلید صحابہ سے منع کیا ہے اور تقلید آئمہ مجتہدین کی طرف ترغیب و تاکید کی ہے۔ اور اسیطرح شاہ ولی اللّٰہ محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ عقد الجید مین لکھتے ہین:۔ اعلم ان فی الاخذ بھذاہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ ونحن نبین ذالک بوجوہ۔ الخ۔ یعنے جان تو کہ تحقیق مذاہب اربعہ کی اخذ و اتباع مین مصلحت عظیم ہے اور تقلید ائمہ سے سرکشی و روگردانی کرنے مین سخت درجہ کا فساد ہے۔ اسیطرح مولانا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ محدث رسالہ تشییع الفقہاء الحنیفۃ مین لکھتے ہین:۔

یہہ جو کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ مبارک مین کوئی صدیق اکبر کا متبع تھا کوئی عمر فاروق کا۔ یا بعض ذی کا اونکا اور بعض مین اونکا۔ سو اوسکا جواب یہہ ہے کہ صول صحابہ کافی وافی نہ تھے عوام کے واسطے کیونکہ اونکو توجہات جہاد وغیرہ سے فراغت نہ تھی اور نہ اونکے مسائل اصولی و فروعی مدون و مرتب

تھے - اور نیز وہ خود بھی عالم حدیث تھے - اور علم نبوۃ کی اشاعۃ اکثر کے دل مین پہونچی تھی - اور آفتاب
رسالت کی روشنی کا پرتو اکثر کے روح و قلب پہ پڑا ہوا تھا - اسیواسطے اونکو ایسی ضرورت نہ تھی - و
اما فی زماننا فمذاهب الائمۃ کافیۃ لمعرفۃ الکل فانہ من واقعۃ تقع الاو
نجد ها فی مذهب الشافعی اوغیرہ نصاً او تخریجاً فلا ضرورۃ الی اتباع
الا مامین - یعنے اسوقت ائمہ اربعہ کے تنقیح کردہ مسائل کافی ہین سب کے لئے پس ضرورت نہ ہو
دو اماموں کی تقلید کی - اور کتاب مجمع بحار الانوار مین (جو صحاح ستہ وغیرہ کی معتبر شرح ہے) لکھتے ہین کہ
علماء اصول نے منع کیا ہے - دو مجتہدوں کی تقلید کو خصوصاً ہر اک مذہب سے آسان و حسب منشا مسایل
لینا فسق ہے - چنانچہ عبارت اوسکی یہہ ہے - لیکن منعہ الاصولیون للمصلحۃ وحکی عن
بعضهم ان من اختیار من کل مذهب ما هو الهون یفسق - یعنے سب ائمہ کا مقلد
بننے سے فاسق ہوتا ہے - اب اس مضمون کو یہان پہ ہی چھوڑ کر اصلی حدیث نمبر ا کے طرف عود کرتے ہیں +
یعنے اس حدیث مذکورہ سے چند امور مستفاد ہوتے ہین - (۱) مذہب اہل سنت یقیناً حق و واجب الاعتقاد ہے -
(۲) جو اوسکے خلاف ہے قطعاً باطل موجب ضلال و نکال ہے - (۳) صرف یہی ایک مذہب حق و ناجی
ہونیکا مدعی ہوسکتا ہے - (۴) سوائے اس فرقہ کے اور سب کو دوزخی جاننا لازمی ہے - (۵) جو شخص مذہب
اہل سنت والجماعۃ کو جنتی اور دیگر مذاہب کو دوزخی نہ کہے وہ حدیث کا مخالف ہے - (۶) اقوال و احوال
و افعال نبویہ و صحابہ کو سنت کہتے ہیں اور کثرۃ اہل اسلام کا نام جماعۃ ہے اسوجہ سے فرقہ اہل سنت جماعۃ
کے نام سے موسوم ہوا - (۷) صرف امت محمدیہ مین شامل ہونے سے اور کلمہ گو ہونے سے ناجیہ فرقہ مین نہیں
داخل ہوسکتا - بلکہ اعتقاد و عمل اور صحابہ و علماء رضیہم اللہ تعالیٰ شرط اعظم ہے - (۸) علماء و صلحاء و وغیرہ کے
نزدیک فرقہ ناجیہ مقلدین ہین - نہ کوئی اور - (۹) جو مخالف ہے یعنے رافضی - خارجی - نیچری - مرزائی
وہابی - غالبیہ - ناصبی وغیرہ یہہ فرقہ ناجیہ سے خارج ہین - (۱۰) مخالف مقلدین کے قول و فعل و عقیدہ پر
اپنا عمل درآمد و اعتقاد رکھنا اور اونکو اپنا پیشوا جاننا - کلهم فی النار مین داخل ہونا ہے - +
(۱۱) صرف سنت نبویہ پر عمل کرنا اور سنت صحابہ کو ترک کرنا علامت غیر ناجیہ کی ہے - (۱۲) سنت
نبوی و سنت صحابہ کے قائل و عامل فقط ائمہ مجتہدین ہین اور اونکے اقوال و افعال کے متبع مقلدین
ہین - لہذا یہی فرقہ ناجیہ ہے - اور اہل سنت ہے - (۱۳) ہر اک مذہب مین سیر کرنا اور جملہ احکام

مذاہب اربعہ کا متبع ہونا اور اردو ترجمہ مشکوٰۃ پڑھکر مجتہدین کے مسائل اجتہادیہ وتحقیق کردہ پرحکم صواب وخطا لگادینا اور اپنے آپ کو مجتہدوں سے بڑھکر نہین جاننا۔ فرقہ ہائے ضالہ کلہم فی النار کا نشان عظیم ہے۔

اب مین ملتمس وملتجی ہون کہ جبکہ ہر اک امتی اور کلمہ گو اور عامل صواب جبتک اہل سنت وجماعۃ مین داخل وشامل نہو تب تک بہشتی فرقہ مین محسوب ومعدود نہین ہوسکتا۔ تو کسقدر افسوس ہے اون لوگون پر جو غیر مقلدون۔ نیچریون۔ مرزائیون وغیرہ فرقون کے پیشواؤں کو نیک اور صادق الایمان اور سچے دیندار سمجھتے ہین۔ افسوس۔ مین صاف صریح طور پر عرض کرتا ہون کہ جبتک مخالفین وخارج از مذہب اہل وسنت کو مردود ودوزخی نہ سمجھا جاوے گا۔ تب تک مومن کامل وصادق وخالص آدمی نہین ہوگا۔ اور جو شخص مذہب اہل سنت وجماعۃ کے مخالفین کو سچا پارسا دیندار ناصح صالح سمجھے گا۔ عنقریب وہ ایمان سے محروم رہیگا۔ کیونکہ نیک کو بد اور بد کو نیک جاننا کمال بیدینی ہے اور بد کو بد نیک کو نیک جاننا ایمان ہے۔ غرضکہ آیات نمبر ۳ مین مخالف سبیل المومنین کے اور احادیث لغایت نمبر ۱۶ مین مخالف سواد اعظم کے وعیدین وارد ہین۔ اور ایمانداردن پر فرض ہے کہ سبیل المومنین وسواد اعظم کے اطاعت کرین۔ اور سبیل المومنین وسواد اعظم عبارت ہے تحقیقات وتصدیقات علمار وفضلا سے اور اقوال وافعال صلحا وفقہا سے۔ اور علمار فقہار وصلحار تقلید شخصی کو واجب کہتے چلے آئے ہین اور خود بھی ایک ہی مذہب کی پیرو رہے۔ چنانچہ جامعین صحاح ستہ بھی مقلد تھے۔ دیکھو حطۃ فی ذکر صحاح ستہ۔ کان محمدؐ بن اسماعیل البخاری من اصحاب الشافعیۃ الخ۔ اور اسیطرح تا حال علمار مکہ مدینہ۔ وروم وشام۔ یمن بغداد بخارا وبلخ وغیرہ امصار وبلاد اسلامیہ واکثر حصہ ہندوستان مقلد ہیں۔

پس جبکہ جملہ محدثین کا قولاً وفعلاً وعملاً اتفاق ہے وجوب تقلید شخصی پر تو اب کون شخص ان کو شرک وبدعتی کا خطاب دیکر تقلید شخصی کو حرام بدعت کہتا ہے۔ اور جو شخص بانیان علوم دینیہ وحامیان اسلام کو شرک وبدعتی وفاسق کہے وہ ہرگز مسلمان وفرقہ ناجیہ مین داخل نہین ہوسکتا۔ اگر کوئی شخص باوجود ایسے ادلہ قاطعہ کے کہے کہ علما وصلحا کے کہنے سے کوئی چیز فرض واجب نہین ہوتی اور اوسپر اعتقاد ضروری نہین تو ہم اوس کو کہینگے کہ یہ اعتراض سراسر مخالف ارشاد نبوی کے کیونکہ حدیث سے صاف ثابت ہے کہ علمار وصلحا کے مطلق زبان سے کہدینے سے ہی وجوب نکلتا ہے۔ یہی لوگ تو خدا کے گواہ ہین۔ اسپر جو گواہی دیونگے اوسی گواہی کے مطابق خدا ورسولؐ کا حکم جاری ہوگا۔ اسپر بزرت اسوقت ایک ہی حدیث پیش کرتے ہین۔ انہٗ علیہ السلام

مر بجنازۃٍ فاشنوا علیھا بخیرٍ فقال النبی وجبت و مر باخرای فاشنوا علیھا بشرٍ فقال النبی وجبت فقال عمر یا رسول اللہ ما وجبت فقال النبی صلے اللہ علیکم ھذا اثنیتم علیہ خیرًا وجبت لہ الجنۃ وھذا اثنیتم علیہ شرًا وجبت لہ النار انتم شھداء اللہ فی الارض۔ رواہ البخاری والمسلم۔ یعنے حضور علیہ السلام کا گذر دو میتون پر ہوا ایک کے نسبت لوگوں نے نیک الفاظ کہے اور ایک کی نسبت بد کہے۔ تو آپنے فرمایا دونوں پر واجب ہوگئی۔ حضرت عمر نے عرض کی کیا واجب ہوگئی۔ حضور نے فرمایا۔ اول پر جنت۔ دوسری پر دوزخ۔ اسواسطے کہ تم نے جو گواہی دی ہے اور تمہاری گواہی سے ایک جنتی ہوگیا ایک دوزخی۔ کیونکہ تم لوگ خدا کے گواہ مقرر ہو زمین پر جسپر جو گواہی دوگے اُسپر وہی حکم کیا جاویگا۔

اب خیال کرنیکا موقعہ ہے کہ ایک امام کی تقلید کرنیوالے کو علمارِ اسلام نے بدعتی وخارج از اہل سنت وفاسق واہلِ نار وغیرہ کے القاب سے ملقب کیا ہے۔ اور اون کا ارشاد نافع العباد اس حدیث صحیح کے موافق ہے۔ پس اونکے اقوال کو غیر معتبر وخالی از ہدایت تصور کرنا صاف انکار ہے احکام نبویہ کا۔ معاذ اللہ۔

(۴) قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون فی التاویلات الامام ابی منصور الماتریدی فی بیان قولہ فاسئلوا اھل الذکر ھذا الامر بالسوال ای سئلوا اھل الذکر وقلدوھم ای انکان لا یمکن تقلید فقلدوا اھل الذکر واسئلوا عنھم لانھم لا یعلمون اخرج ابن مردویہ عن انس رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ یقول ان الرجل یصلی ویصوم ویحج ویعمر ویغزو وانہ لمنافقٌ قیل یا رسول اللہ بماذا دخل علیہ النفاق قال لطعنہ علی امامہ وامامہٗ من قال اللہ فی کتابہ فاسئلوا اھل الذکر الایۃ۔ یعنے جس چیز کا تمکو علم نہیں اوسکا تم سوال کرو اہل علم سے۔ قولہ تعالیٰ حکایۃً عن اھل النار۔ قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یعنے دوزخی کہینگے کہ کاشکے ہم اگر ہوتے سنتے کسی کی بات یا خود ہی عقل وسمجھ رکھتے تو نہ ہوتے دوزخیوں کے ان دو آیتوں مین دو شخصون کا ذکر ہے۔ ایک عاقل وعالم کا اور ایک سائل وسامع کا۔ یعنے انسان حال سے خالی نہیں۔ یا تو جاہل ہے یا عالم۔ اگر جاہل ہے تو اوسکے اوپر فرض ہے۔ سوال کرنا عالم سے اور سُنکر عمل کرنا قبول کرنا۔ اگر عالم ہے تو اوسکو علم کی اتباع فرض ہے۔ مگر اس جگہ پر اہل ذکر مطلق ہے جس سے مراد فرد

ؔ اہل ذکر پر طعن کرنے والا منافق ہے۔

Marfat.com

کامل یعنے مجتہدین ہین۔ کیونکہ ایسے ایسے اشخاص سے سوال کرنا مفید ہے جن سے کل مسائل شرعیہ وعقلیہ وعرفیہ و
اجتہادیہ کا جواب نکلے اور اس قسم کا ہر اک آدمی نہیں ہوسکتا۔ بجز ائمہ مجتہدین کے۔ اور جب ائمہ مجتہدین اہل
ذکر ہوئی تو اب سائل غیر اہل ذکر کو بعد از سوال کرنے کے بجز اطاعت مجتہدین کوئی چارہ نہیں۔ اگر کسی مسئلہ کا
عالم ہیکر سوال کریگا تو تحصیل لاحاصل سے کام لیگا۔ اور تجاہل سے کچھہ فائدہ نہین۔ اگر جواب سنکر تردید و
اعتراض کریگا تو مجادلہ ومکابرہ کا مقصد ظاہر ہوگا۔ اور آیت وحدیث مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا
عليه الا اوتوا الجدل — وقوله تعالى ما ضربوه لك الا جدلا بل هم قوم
خصمون کے وعید مین داخل ہوگا۔ اور اگر انکار کریگا تو بمصداق آیۃ ثانیہ دوزخ مین جاویگا۔ کیونکہ لفظ
سمع وسماعت سے مراد وہ افعال واطاعت ہے جو سائل کا حق اور غیر عالم کا کام ہے۔ اور عالم کا حق بعد از
مسئول ہونے کے یہہ ہے کہ جس قسم کا مسئلہ ہو اوسیونت جواب باصواب سے سائل کو خوش کرے۔ اگر مبتدی علم
پڑھکر یا کوئی خاص آیت وحدیث کا ٹکڑہ یاد کرکے مفتی وقاضی ومجتہد بننے کا شوق ہو۔ اور ائمہ مجتہدین وفقہا
ومحدثین کی ہمسری مقصود ہو تو یہہ اور بات ہے مگر اوسکا حکم شرع مین قبول نہین ہے۔ کیونکہ قاضی ومفتی وہی
شخص ہوسکتا ہے جو جامع علوم عقلیہ ونقلیہ ہو۔ دیکھو مشکواۃ۔ عن جابر قال خرجنا فی سفر فاصاب
رجلا منا حجر فشجه فی راسه فاحتلم فقال لاصحابه هل تجدون لی رخصة
فی التیمم قالوا ما نجد لك رخصة وانت تقدر علی الماء فاغتسل فمات فلما قدمنا
علی النبی صلی الله علیه وسلم اخبر بذلك قال قتلوه قتلهم الله الا سألوا اذا لم
یعلموا فانما شفاء العی السوال الحدیث — وقال فی الاشباه والنظائر الفتوی فی حق
الجاهل بمنزلة الاجتهاد علی المجتهد ط۔ ونقل المشکواۃ فی کتاب العلم عن ابن سیرین
قال ان هذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔ رواہ مسلم۔ وقال ابو موسی
اشعری فی حق ابن مسعود لا تسئلونی ما دام هذا الحبر فیکم۔ مشکواۃ صفحہ ۵۷۔ یعنے
ایک صحابی کو ایک سفر مین زخم سر پہونچا اوسکو اتفاقاً احتلام ہوگیا اوسنے صحابہ سے کہا کہ کیا مجھے تیمم کی رخصت ہے
صحابہ نے کہا کہ ہمکو کوئی وجہ تیمم کی نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ تم پانی پر قادر ہو۔ اوسنے صحابہ کے فتوی پر غسل کیا
اسکو پانی مضر تھا وہ غسل کرکے مرگیا۔ یہہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ کو پہونچی۔ آپنے خفہ ہوکر بددعا دی فرمایا انہون نے
اوسکو قتل کیا۔ خدا اونکو قتل کرے جبکہ اون کو علم نہ تھا کیونکر سوال نکیا علم والون سے۔ اشباہ مین ہے کہ جاہل کے

Marfat.com

حق مین فتوے ایسا ہے جیسا اجتہاد مجتہد کے حق مین۔ اور ابن سیرین کا قول کہ علم ہی دین ہے دیکھو لو جس سے حاصل کرتے ہو۔ اور ابو موسے کا قول ابن مسعود کے حق مین کہ مجھ سے سوال نکرو جبتک ابن مسعود تم مین ہے۔ ان جملہ آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر اک شخص قابل فتوے نہیں اور اگر فتوے دیوے بھی تو مخطی و معتوب ہے اور لائق قبول نہین۔ بلکہ جو شخص اہل علم سے اعلم و احکم و احلم و اورع افقہ ہو وہ قابل افتار و قضا ہے اور اسی کا حکم واجب الاتباع ہے۔ وہ شخص سوائے مجتہدین کے اور کوئی نہیں۔ کیونکہ دیکھو بعض صحابہ کرام باوجودیکہ خدمت اقدس مین حاضر ہوتے تھے اور مشرف تھے اور بار بار احکام و احادیث مسموع فرماتے رہتے تھے اور ہر طرح کے عامل و صالح و عالم تھے۔ مگر اجتہاد کے مرتبہ پر فائز نہ تھے۔ لہذا دعائے بد پیغمبر علیہ السلام کے مستحق ہوگئے اور جو شخص درجہ اجتہاد پر فائز تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو فتوے دینی کے مستحق تھے۔ جیسا کہ معاذ ابن جبل وغیرہ۔ پس جبکہ صحابہ کرام اسقدر مصاحب پیغمبر صلعم ہوکر مفتی و مجتہد نہ بن سکے تو آجکل کے اہلحدیث جو چند احادیث یاد کرکے مجتہد و محقق بنکر مجتہدین کی غلطیان نکالتے ہین۔ کیونکر قابل اقتدا و لائق اتباع ہین۔ بلکہ انکے مسائل جو اپنے اجتہاد سے قرآن میں سے نکالتے ہیں اگرچہ ظاہری نظر مین نیک ہون سراسر گمراہی و خطا و فاحش ہے نعوذ باللہ منہم۔ چنانچہ ان حدیث مین صراحتًا ذکر ہے۔ عن جندب قال قال صلے اللہ علیہ وسلم من قال فی القران برأیہ فاصاب فقد اخطاء رواہ الترمذی وابوداود۔ وعن ابن عباس قال قال صلے اللہ علیہ وسلم من قال فی القران برأیہ فلتبوا مقعدہ من النار وفی روایۃ من قال فی القران لغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار۔ رواہ الترمذی وقال علیہ السلام من فسر القران برأیہ فلیتبوا مقعدہ فی النار۔ رواہ ابوداود وغیرہ۔ وفی المرقاۃ قولہ من قال فی القران برأیہ اے من تکلم فی معناہ او فی قرأتہ من تلقاء نفسہ من غیر تتبع اقوال الائمۃ من اہل اللغۃ والعربیۃ المطابقۃ للقواعد الشرعیۃ بل بحسب ما یقتضیہ عقلہ وہو مما یتوقف علے النقل بانہ لا مجال للعقل فیہ۔ الخ۔ یعنے جو شخص قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرے یا قرآن کے معنے و قرأۃ مین اپنی طرف سے بیان کرے۔ جیسا مرزائی۔ و نیچری وغیرہ کرتے ہین اگرچہ وہ معنے ٹھیک نیکی کو پہونچگیا مگر تحقیق وہ خطا کار ہے۔ اور اوسکی جگہ دوزخ مین ہے۔ پس بالاتفاق ائمہ اہل لغت و محققین مجتہدین کے کلام الہی کے معنے کرنا ممنوع ہے۔ کیونکہ فقہاء و مجتہدین جامع ہین۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کے۔ بخلاف گروہ محدثین کہ محض ناقل و سامع حدیث ہین۔ اور فقہاء و مجتہدین کا مرتبہ افضل و اعلے ہے محدثین سے۔ خیرات الحسان

Marfat.com

فصل ۲۶ وانصاف باب اسباب الاختلاف ترمذی ابواب الجنائز دیکھو۔ کما قال علیہ السلام من یرد اللّٰہ خیرا یفقھہ فی الدین رواہ البخاری یعنے جسکو خدا بہتر کرنا چاہتا ہے اوسکو فقیہہ بناتا ہے دین مین۔ پس مجتہدین ہی واجب الاتباع ہین۔ دیکھو آیت واولی الامر کی تفصیل۔ اب ہم کہتے ہین کہ آیت ۲؎ کے مطابق جب سائل کسی اختلافی مسئلہ مین سوال کرے گا تو لامحالہ فرداً فرداً جواب حاصل کرنے سے اوسکی طبیعت مین بوجہ جوابات مختلفہ کے کچھ کچھ اضطراب و بیقراری پیدا ہوگی۔ اور اوسکے اضطرار و تذبذب کے دفعیہ کیصورت بجز دو طریق کے اور کوئی نہین ایک یا تو خود قوۃ اجتہادیہ و ملکہ فقیہہ سے کام لیکر تحقیق کریگا۔ دوم یا کسی ایک مجتہد کا مقلد ہوگا۔ سوائے اسکے ایک طریق ملحدانہ ہے وہ یہہ کہ کبھی ایک کو حلال کبھی اوسیکو حرام کہیگا جیسا کہ دیباچہ امر یاز دہم کے تحقیق سے ثابت ہے۔ پس اہل ایمان کو لازم ہوا کہ ایک ہی شخص کا مقلد رہے تا کہ تذبذب و نفاق سے محفوظ رہکر قلبی اطمینان و روحی تسکین حاصل کرے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث تحفہ اثنا عشریہ کے آخر باب ۱۱ مین لکھتے ہین۔ مجتہد را تقلید دلیل خود ضرور است و اجتہاد مجتہد احتمال خطا دارد و مجتہد بر خطا معاتب نیست بلکہ ماجور بیک اجر است چنانچہ در معالج الاصول شعیہ نیز باین تصریح نمودہ پس خطار محتمل او در رنگ صواب متیقن شد کہ اصلاً خوفے و خطرے ندارد و نہ در حق او و نہ در حق مقلد او الخ۔ ✤ اور امام شعرانی میزان مین لکھتے ہین۔ وسمعت سیدی علیا الخصواص رحمۃ اللّٰہ علیہ یقول انما امر علماء الشریعۃ لطالب بالتزام مذھب معین تقریبا للطریق۔ یعنے علماء شرع نے حکم کیا ہے طالب کو ایک مذہب کے پکڑنے کا واسطے قریب ہونے راہ حق سے۔ اور شاہ ولی اللّٰہ محدث دہلوی انصاف مین لکھتے ہین۔ لعد المأتین ظھر فیھم التمذھب یاعیانھم وکان ذالک واجباً۔ یعنے دو سو برس کے بعد مذہب پکڑنا واجب مانا گیا تھا۔ ف۔ امام اعظم رضی اللّٰہ عنہ کی وفات ۱۵۰ھ مین ہوئی اور بعد ازان ایمہ ثلاثہ کی تعلیم و تحقیق کی اشاعت ہوئی۔ اور دو سو برس تک وہ مشتہر ہوگئی بعدہ علما کا اتفاق ہوگیا مذہب واحد پر۔ پس جملہ اہل ایمان نے جب عملاً و فعلاً و قولاً تقلید شخصی کو مان لیا تو اب کون شخص تقلید شخصی کو شرک کہتا ہے۔ بلکہ امام ربانی تقلید سے گریز کرنیوالے کو ملحد یعنے بیدینی کا لقب دیتے ہین۔ دیکھو رسالہ مبدء و معاد۔ وہذا کلامہٗ۔ مدتے آرزوے آن داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا در خلف امام قرءۃ فاتحہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب بے اختیار ترک قرءۃ میکرد و این ترک را از قبیل ریاضت میشمرد۔ آخر الامر اللّٰہ تعالیٰ ببرکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است حقیقت مذہب حنفی در ترک قرءۃ ماموم ظاہر ساخت الخ۔ پس واجب ہوئی

Marfat.com

تقلید ایک امام کے اہلِ ایمان پر۔ اللھم ثبتنا علے مذھب ابی حنیفۃ ۔ آمین ۔
(۵) قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۔ اے
ایماندارو تقوائے اختیار کرو اور ہو جاؤ ساتھ صادقون کے ۔ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا
اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الآیۃ ۔ یعنے اے ایماندارو تقویٰ کرو خدا کا اور تلاش
کرو طرف اوسکے کوئی وسیلہ ۔ تفسیر جلالین مین ہے ۔ الوسیلۃ ما یقربکم اللہ من طاعۃ
یعنے وسیلہ کرو جو تمکو قریب کرے خدا کے کسی اطاعت کے ذریعہ ۔ تفسیر بیضاوی مین ہے ۔ الوسیلۃ
ما تتوسلون بہ الی ثوابہ والزلفی منہ من فعل الطاعات وترک المعاصی من
وسل الی کذا اذا تقرب الیہ الخ ۔ یعنے وسیلہ وہ ہے جسکے واسطے سے تم ثواب کو پہونچو عمر ضکہ
یہان پر وسیلہ سے مراد ائمہ مجتہدین ہین جو کہ باعث حصول طاعات وخیرات اور ترک منکرات ومنہیات
ہے ۔ اور اس جگہ وسیلہ سے مراد ایمان بھی نہین کیونکہ خطاب اہل ایمان کو ہے اور عمل صالح بھی مراد
نہین کیونکہ وہ تقویٰ مین داخل ہے اسلئے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے
اور جہاد بھی مراد نہین کیونکہ اسکے آگے وجاھدوا موجود ہے پس متعین ہوگیا کہ وسیلہ سے مراد تقلید
مجتہدی ہے ۔ اور بس ۔ اور اسیطرح آیت اول مین بھی صادقین سے مراد وہی اشخاص ہین جن کے
ذریعہ سے صداقت روحانی وجسمانی کامل طور سے حاصل ہو ۔ اور وہ صداقت تب ہی حاصل ہوتی ہے
جب مجتہدان شریعت ومشائخان طریقت کے اتباع کرین ۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز ذیل آیۃ ولا تجعلوا
للہ انداداً تحریر فرماتے ہین کسانیکہ اطاعت انہا بحکم خدا فرض است داشتہ اگر وہ انداد نمیشوند
مجتہدان شریعت ومشائخان طریقت الخ ۔ پس جبکہ وسیلہ تلاش کرنا اور صادقین کے ساتھ رہنا ازروئے
اطاعت ومحبت فرض ہوا ۔ اور وسیلہ وصادقین سے مراد مجتہدین اور مشائخین ہوئی تو تقلید مجتہدین ومحبت و
ارادت مشائخین واجب ہوئی کیونکہ کونوا اور وابتغوا صیغہ امر کا ہے اور امر کا صیغہ اکثر وجوب کے
لئے آتا ہے ۔ پس تقلید واجب ہوئی ۔ اب رہا یہ کہ صادقین تو جمع ہین ایک کی تقلید کیونکر واجب ہوئی
تو گذارش ہے کہ جس طرح ائمہ اربعہ کی تقلید واجب ہے مجموعی طور سے اوسیطرح حکم ہے کہ احتیاط و تقویٰ
اختیار کرو ۔ اور احتیاط وتقویٰ مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ مین سب سے زیادہ موجود ہے کیونکہ مذہب
حنفی مین ادنیٰ سے ادنیٰ مستحب بھی متروک نہین ہوتا اور ادنیٰ سے ادنیٰ مکروہ ومتبوع بھی استعمال نہین ہوتا ۔

دیگر ائمہ کے نزدیک جو پانی پاک ہے وہ امام صاحب کے نزدیک غیر جائز ہے اور امام صاحب کا پانی سب کے نزدیک پاک ہے۔ علیٰ ہذا امام کے نزدیک مسح ربع سر یا کم و زیادہ امام صاحب کے نزدیک تمام سر کا اسمین سب کچھ آگیا پس جبکہ امام صاحب کا مذہب زیادہ تر احوط و افضل و احسن ہے تو پاک پروردگار فرماتا ہے۔ فاستبقوا الخیرات ط یعنے سبقت و پیشقدمی کرو نیکی حاصل کرنے مین۔

(۶) قوله تعالیٰ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا ط۔ یعنے سوائے اسکے نہیں کہ تاخیر کرنا ٹھہرانا ہی کفر مین گمراہ کئے جاتے ہین بسبب اوسکو وہ لوگ کہ کافر ہوئے حلال جانتے ہین اوسکو ایک سال اور حرام جانتے ہین اوسکو ایک سال۔ یہہ آیت صریح ہے بیچ مذمت اوس شخص کے کہ کبھی ایک چیز کو حلال کہے از روئے مذہب حنیفہ کے اور کبھی اُسکو حرام کہے۔ مذہب شافعی کے رو سے۔ اسواسطے فقہا اصولین نے ہر ایک مذہب پر چلنا اور ہر ایک مذہب کو بالدوام پکڑنا بڑی تاکید سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ شیخ ابن ہمام حنفی نے تحریر اصول مین اور شیخ ابن حاجب نے مختصر الاصول مین اور قاضی عضد الدین نے مختصر الاصول مین اور صاحب درمختار نے دُرِّ مختار مین ان الرجوع عن التقلید بعد العمل ممنوع بالاتفاق اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زینیہ مین۔ فوجب علی مقلد ابیحنیفة العمل به ولا یجوز له العمل بقول له غیره لما نقل الشیخ قاسم فی تصحیحه عن جمیع الاصولین انه لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق۔ یعنے اتفاق ہے سب اہل اصول کا اسپر کہ رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے باطل و ممنوع ہے۔ اور حنفی پر واجب ہے عمل کرنا قول ابو حنیفہ پر ہے۔ اور کہا عبد البر صاحب مالکی نے۔ اِنّ تتبع رخص المذاهب غیر جائز بالاجماع ذکره مسلم الثبوت۔ یعنے ہر ایک مذہب سے حلال حلال اور جائز جائز ڈھونڈنا ناجائز ہے۔ بالاتفاق پس جبکہ معلوم ہوا یہہ تو ہم کہتے ہین کہ مسائل دینیہ یا تو اجماعیہ ہین یا اختلافیہ۔ اگر اجماعیہ ہیں تو انکا اتباع فرض ہے بالاجماع اور اگر اختلافیہ ہین تو مقلد بعد از اختیار کرنے ایک مذہب کے دو امر سے خالی نہیں۔ یا تو دَور کرے گا حلت سے طرف حرمت کے اور کبھی حرمت سے طرف حلت کے یعنے کبھی ایک کو حلال کبھی اوسکو حرام۔ جیسا کہ دیباچہ امر بازدہم مین مندرج ہے۔ یا ایک مذہب پر ثابت رہیگا۔ اگر امر اول ہے کبھی حلال اور کبھی حرام تو یہہ باطل ہے۔ ساتھ آیتہ مذکورہ کے۔ اور نیز یہہ علامت ہے منافق کی چنانچہ یہہ حدیث اوسکی مؤید ہے۔

Marfat.com

عن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال النبی مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ رواہ مسلم۔ یعنے منافق کی مثال اوس بکری کی مثل ہے جو درمیان دو ریوڑ میں کے کبھی اوس طرف جا ملتی ہے کبھی اس طرف جا گھستی ہے۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ دو مذہبون پر چلنا سخت ہی منع ہے۔ عن عبد اللہ قال قال النبی لا یحل دم امرء مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ رواہ مسلم۔ یعنے خون حلال نہین مؤمن کا مگر اول زانی عورت والی کا۔ دوم ناحق قتل کرنیوالے کا۔ سیوم تارک دین یعنے جماعت اسلام کا۔ اگر امر دوم ہے تو لازم ہوئی تسعین ایک مذہب کے بمقتضائے آیۃ مذکورہ۔ اور باطل ہوا جمع کرنا دو مذہبون کا۔ بیان اوسکا یہہ ہے کہ تلفیق یا تو کریگا پہلے عمل کرنیکے یا پیچھے۔ پس اگر تلفیق کریگا پیچھے عمل کرنیکے تو یہہ باطل ہے۔ ساتھ اجماع ہونیکی اوپر منع ہونے رجوع کی تقلید سے پیچھے عمل کرنیکے اگر تلفیق کرے گا۔ پہلے عمل کرنیکے تو یہہ باطل ہے ساتھ اجماع ہونیکے اوپر منع ہونی تتبع کی رخص مذاہب سے۔ اسلئے کہ اگر جایز ہو تلفیق مذاہب کے تو اسمین تتبع رخص مذاہب کا اور تتبع رخص مذاہب کا ناجائز ہے۔ بالاجماع پس باطل ہوئی تلفیق بہر صورت ہے۔ ساتھ اجماع امت کے۔ اور بیان اصلی اسکا یون ہے کہ سب مجتہدین جمع ہوئے ہین مسائل اجتہادیہ اختلافیہ مین ازروے اعتقاد و قول کے بایں طور کہ یہہ حلال و جایز ہے اور یہہ حرام و ناجائز ہے۔ پس اگر جائز رکھی جاوے تلفیق اور تتبع رخص مذاہب کا تو اوٹھ جاویگی۔ حلت و حرمت جہان سے اور اجماع ہو جاوے گا۔ اوپر لغو و بیہودگی کے۔ حالانکہ یہہ امر باطل ہے ازروئے آیات و احادیث ۔ کے اور سراسر مخالفت ہے سبیل المؤمنین و سواد اعظم کے۔ پس باطل ہوا ہر اک مذہب پر چلنا اور ثابت ہوئی تقلید ایک مذہب کی۔ چنانچہ ملا علی قاری اپنے رسالہ مین جو قفال کے جواب مین ہے لکھتے ہین۔ ولذا قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد امامہ من الائمۃ الخ یعنے اسیواسطے کہا ہمارے علمانے کہ لائق ہے یہہ کہ اعتقاد رکھے ہر مقلد امام کا امامون سے یہہ کہ تحقیق میرا امام مصیب ہے اور غیر میرے امام کا خطا پر پھر آگے چلکر لکھتے ہین۔ بل وجب علیہ ان یعین مذھبا من ھذہ المذاھب۔ یعنے واجب ہے مقلد پر یہہ کہ مقرر و معین کرلے ایک مذہب مذاہب اربعہ سے۔ اور ائمہ کی ہین۔ اذا التزم مذھبا یجب علیہ ان یدوم علی مذھب التزمہ

Marfat.com

ولا ینتقل احد الی مذہب آخر۔ یعنے جسوقت لازم کرے ایک مذہب کو تو واجب ہے اوسپر ہمیشہ گی اور نہ پھر جاوے اوس مذہب سے کسی دوسری طرف۔ اور کہا صاحب ہدایہ نے بیچ باب وترکی۔ واذا علم المقتدی منہ ما یزعم بہ فساد صلوتہ کالفصد وغیرہ لا یجزیہ الاقتداء اور کہا طحطاوی نے شرح درمختار مین بیچ بحث منفق کے۔ قال صاحب الھدایۃ فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال یعنے کہا صاحب ہدایہ نے بیچ تجنیس کے واجب ہے میرے نزدیک یہہ کہ فتوی دیا جاوے ساتھ قول ابوحنیفہ کے ہر حال میں۔ اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین۔ فبھذا اظھر ان الصواب ما ذھب الیہ ابوحنیفۃ وان العمل علی مقلد واجب والافتاء بغیرہ لا یجوز لھم۔ اور کہا فتاواے عالمگیریہ کے باب التعزیر مین حنفی ارتحل الی مذھب الشافعی یعزر کذا فی جواہر الاخلاطی یعنے حنفی المذہب اگر شافعی مذہب کو اختیار کرے تو اوسکو تعزیر چاہئے۔ اور کہا حموی نے شرح اشباہ والنظائر مین۔ وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذھب الی مذھب باجتھاد والبرھان آثم یستوجب التعزیر فبلا اجتھاد وبرھان اولی۔ فقط یعنے کتاب فتح مین ہے کہ کہا علمانے کہ تحقیق نقل کرنیوالا ایک مذہب سے دوسری طرف ساتھ اجتہاد و دلیل کے گنہگار ہے واجب التعزیر ہے۔ پس بلا اجتہاد و دلیل بطریق اولی ہے اور شیخ عبدالحق محدث دھلوی صراط المستقیم مین لکھتے ہین جو شرح ہے سفر السعادۃ کے۔ وخانہ این دین چہار است۔ ہر کہ راہے ازین راہا ودرے ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و درے دیگر گرفتن عبث ولہو باشد و کارخانہ عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن است الخ۔ اور آگے چلکر لکھتے ہین۔ قرارداد علماء و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن بے توہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال واقوال نخواہد بود قرار داد متاخرین علماء است۔ وھو المختار وفیہ الخیر۔ خلاصہ یہہ کہ ایک مذہب سے دوسری مذہب پر چلنا عبث و بیہودہ پن ہے اور خلاف مختار علماء و مصلحت ہے۔ اور کہا قہستانی نے بیچ نقایہ شرح مختصر وقایہ کے۔ کتاب القضاء مین۔ قال ابوبکر الرازی لو قضی بخلاف مذھبہ مع العلم لم یجز فی قولھم جمیعا ط۔ یعنے اگر عالم ہوکر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کرے تو بالاتفاق ناجائز ہے۔ شرح مسلم الثبوت صفحہ ۶۲۶ مین ہے۔ غیر المجتھد المطلق ولو کان عالما یلزمہ

Marfat.com

التقلید لمجتهد ما ۔ یعنے غیر مجتہد مطلق پر اگرچہ عالم ہو کسی مجتہد کی تقلید ضروری ہے ۔ میزان شعرانی صفحہ ۲۴
مین ہے ۔ فان قلت فهل یجب علی المحجوب عن الاطلاع علی العین الاولیٰ
الشریعة التقلید بمذهب معین فالجواب یجب علیه ذلك لئلا یضل فی نفسه
و یضل غیره ۔ اگر تو کہے کہ جو شخص عین شریعة اولی پر مطلع نہین یعنے غیر مجتہد ہے ۔ پس اوسپر تقلید ایک
مذہب معین کی واجب ہے تو مین کہون گا واجب ہے اوسپر تقلید مذہب معین کی تا خود گمراہ نہو اور دوسرونکو
گمراہ نکرے ۔ ردالمختار صفحہ ۲۸۳ جلد ۴ وغیرہ مین ہے ۔ لیس للعامی ان یتحول من مذهب الی
مذهب ویستوی فیه الحنفی والشافعی ۔ یعنے عامی (غیر مجتہد) کو نہ چاہیے کہ ایک مذہب ترک
کرے دوسرا پکڑے ۔ شرح عین العلم مین ملا علی قاری تحریر کرتے ہین ۔ فلو التزم احد مذهبا
کابی حنیفة والشافعی رحمهما الله فلا یقلد غیره فی مسئلة من المسائل ۔ یعنے اگر کسی
شخص نے لازم کر لیا ایک مذہب کو مانند امام ابوحنیفہ اور شافعی کے ۔ تو لازم ہے کہ ہمیشہ اوسی مذہب پر رہنا
اور نہ تقلید کرے غیر کی کسی مسئلہ مین ۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید صفحہ ۷ مین تحریر کرتے ہین ۔ اذا
لم یجتمع آلات الاجتهاد لا یجوز له العمل علی الحدیث بخلاف مذهبه لانه
لا یدری انه منسوخ ما ول او محکم علی ظاهره و مال الی هذا القول
ابن الحاجب فی مختصره و تابعوه ۔ یعنے مسئلہ مین ایک یہ قول ہے کہ جناب اجتہاد کا اسباب
(جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ) موجود نہو تو حدیث پر عمل کرنا اپنے مذہب کے خلاف جائز نہین آخر تک ۔ کیمیائے
سعادت باب بحث آداب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مین ہے ۔ مخالفت صاحب مذہب خود کردن
نزد ہیچکس روا نباشد ۔ میزان الخضری مین ہے ۔ فقد صرح العلماء بان التقلید واجب
علی کل ضعیف و قاصر النظر ۔ یعنے علما نے تصریح کی اسپر کہ تقلید واجب ہے ہر ایک شخص
ضعیف و قاصر نظر پر ۔ رسالہ فیوض الحرمین مین شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین ۔ عرفنی
رسول الله ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة وهی اوفق الطرق بالسنة
المعروفة التی جمعت و نقحت فی زمان البخاری و اصحابه ۔ یعنے مجھکو پہچان
کرائی آنحضرت نے کہ حنفی مذہب روشن طریقہ ہے بخاری وغیرہ کے زمانہ سے زیادہ تر موافق ہے ساتھ
سنت کے ۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہوری اپنی کتاب کشف المحجوب مین لکھتے ہین :۔

Marfat.com

حضرت یحیٰی معاذ رازی علیہ الرحمۃ نے خواب سرورِ کائنات کو دیکھا اور عرض کی۔ اَینَ اَطلُبُکَ یَا رسُولَ اللہ قال عِندَ عِلمِ ابیحنیفۃ۔ یعنے یا حضرت مین آپکو کہان ڈھونڈون آپنے فرمایا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب مین۔ دُرِ مختار ورد المحتار مین ہے۔ وحسبکَ مِن مناقبہ اشتہار مذھبہ ما قال قولاً الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام وقد جعل اللہ الحکم لاصحابہِ واتباعہ من زمنہ الی ھذہ الایام وقد تبعہ علی مذھبہ کثیر من الاولیاء الکرام الخ ای فی عامۃ البلاد الاسلام بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد لا یعرف الا مذھبہ کبلاد الروم والھند والسند وما وراء النھر وثمرقند الخ۔ وقولہ زمنہ الی ھذہ الایام فالدولۃ العباسیۃ وان کان مذھبہم مذھب جدھم فاکثر قضاتھا ومشائخ اسلامھا حنفیۃ یظھر ذلک لمن تصفح کتب التواریخ وکان مدۃ ملکھم خمسمائۃ سنۃٍ تقریباً واما الملوک السلجوقیون وبعدھم الخوارزمیون فکلھم حنفیون وقضاۃ ممالکھم غالباً حنفیۃ الخ۔ یعنے مذہب حنفی کی تصدیق و عمدگی و تقلید کی یہی دلیل کافی ہے۔ کہ اس مذہب کے تابعدار ہزارہا اولیاء کرام و علماء عظام ہین۔ اور سلطنت عباسیہ ۵ سو برس رہی۔ اون مین اکثر قاضی۔ مفتی و مشائخ مذہب حنفی پر تھے۔ اور بادشاہان سلجوقیہ و خوارزمیہ تو سب کے سب حنفی تھے معہ رعایا و معززین وغیرہ۔ خاتمہ مجمع البحار الانوار (جو صحاح ستہ وغیرہ کے معتبر شرح ہے) مین لکھا ہے۔ وَیدل علیہ ما یسّر اللہ لہٗ من الذکر المنتشر فی الآفاق فلو لم یکن للہ تعالیٰ فیہ سِرٌ لما جمع شطر الاسلام علی تقلیدہ۔ یعنے خدا نے جو نصف مسلمانون کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تقلید پر جمع کیا ہے۔ اسمین ضرور کوئی سر الٰہی ہے۔ ملا علی قاری رسالہ جواب قفال مین تحریر کرتے ہین۔ وَ اما اتباع ابی حنیفۃ قدیماً وحدیثاً ففی الازدیاد فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم وما وراء النھر وولایۃ الھند والسند واکثر اھل خراسان وعراق معہ وجود کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انھُم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المھندسین بالاتفاق مع ان سلاطین فی کلِ زمانٍ ومکان ثابتون علی مذھب

Marfat.com

النعمان کسلاطین الروم وسلاطین ما وراء النهر فی کل عصرٍ ودهرٍ وفی البر والبحر۔ الخ۔ یعنے کافی ہے ہمکو مذہب امام صاحب کا جسپر تمام ہندوستان وسندھ وافغانستان وبلادعرب کے عام وخاص امیر وفقیر ہروقت پابند تھے۔ یہانتک دوحصّہ اہل اسلام کے حنفی مذہب پر اور ایک حصّہ دیگر مذاہب پر ہین۔ اور تاحال بھی سلطان روم وامیر کابل ونواب امرار اداام اللہ ملکہم سب کے سب مقلد ہین۔ کہا علامہ عبدالسلام نے شرح جوہرہ ہین۔ قد انعقد الاجماع علی ان من قلد فی الفروع ومسائل الاجتہاد واحدا من ھؤلاء یخرج عن عھدۃ التکلیف بہ فیما قلد فیہ۔ تحقیق منعقد ہوا ہے اجماع اسپر کہ جسنے تقلید کی فروع مین اور مسائل اجتہاد مین ایک سے ان چارون مین سے۔ الخ۔ اور صاحب تحریر اپنی کتاب مین لکھتے ہین لا یرجع عما قلد فیہ ای عمل بہ اتفاقا۔ یعنے نہ رجوع کرے اوس چیز سے جس مین تقلید ہوا+

سوال - اماموں نے بالفاظ مختلفہ فرمایا۔ لا تقلدونی ولا مالکاً یا اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ اترکوا قولی بخبر الرسول۔ +

جواب - اول یہہ بات خیال کرنے کے قابل ہے کہ ایک شخص تابعی یا تبع تابعین مین سے ہو اور وہ صدہا علوم معقول ومنقول فلسفہ منطق۔ اصول وفقہ وتفسیر وحدیث وفصاحت بلاغت وغیرہ کا عالم جیدہ ہو مزید بران ورع وتقوای وصلاحیت وشرافت وکرامت وغیرہ سے مزین۔ اہل کشف واہل اجتہاد مین یکتا۔ اور مقتدا ومقبول ایسا کہ امت محمدیہ اسکے غلام۔ اگر ایسا شخص تواضعاً یہہ کہدے کہ میرا قول جب مخالف حق ہو تو رد کرو۔ تو کیا اس قول کا مخاطب ایک اردو ترجمہ خوان یا تفسیر محمدی پڑہنے والا ہوسکتا ہے۔ حاشا وکلا۔ ہرگز نہین۔ بلکہ اسکا مخاطب وہ ہوگا جو ہمعصر اور ہمخیال ہمشرب اہل علم۔ اہل عقل ہو۔ سواوسوقت بجز آپ کے شاگردون کے اور کسی کا اس قسم کے کلام سمجھنے کا حق نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حاضرین کو خطاب تھا۔ نہ عام۔ ورنہ یون ہوتا۔ کل من سمع قولی فلیترک بخبر الرسول۔ یہہ آیت نہین جو عموم پر دال ہو۔ +

دوم - یہہ کہ ہراک مجتہد کا سلسلہ کسی نہ کسی صحابی یا جماعت صحابہ سے ملتا ہے۔ کیونکہ اہل کشف کا اجماع ہے۔ اسپر کہ درحقیقت علوم وحی انبیاء علیہم کے وارث مجتہدین ہی ہین۔ بالخصوص جو شخص زیادہ قریب ہے۔ (جیسا ہمارے امام صاحب) وہ سب سے زیادہ وارث وحقدار وحصل ہے۔

Marfat.com

جیسے نبی معصوم ہے۔ ابلاغ مین ویسا ہی مجتہد بھی فی نفس الامر محفوظ ہے خطا سے اور اوسکا اجتہاد و مقام نص شارع کے ہوتا ہے۔ اور مجتہدین لوگ بذریعہ کشف بھی اپنے خطا رفع کرتے لیتے ہین۔ جسپر غیر اہل کشف انکار کرتے ہین۔ اسیواسطے یہہ لوگ انبیاء کے صفت مین ہونگے نہ امتون کے صفت مین چنانچہ یہہ بیان حضرت امام شعرانی مالکی مذہب میزان کبرائی صفحہ ۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۶۳ وغیرہ مین تحریر فرماتے ہیں۔ اور نیز امام شعرانی میزان مین تحریر فرماتے ہین۔ قال الامام شیخ اسلام زکریا انصاری وایاکم ان تبادروا الی الانکار علی قول مجتہد او تخطیئۃ۔ الخ۔ یعنے خبردار کسی مجتہد کے قول پر انکار یا نسبت خطا نکرین۔ رد المختار مین ہے۔ ولا یخفی ان ذالک لمن کان اہلاً للنظر فی النصوص ومعرفتہ محکما من منسوخہا الخ۔ یعنے اترکوا قولی اوسکے حق مین ہے جسکو نظر ہو قرانی علوم پر فقط +

سیوم - یہہ کہ جنکو اس رد و مخالفت کی لیاقت و طاقت نتھی اور اون کو اجتہاد کا ملکہ و تفقہ کا مادہ نتھا انہون نے بھی مطلقاً مخالفت نہ کی۔ چنانچہ حضرت امام وقت قاضی القضاۃ ابو یوسف رح فرماتے ہین:- ما خالفت فی شئی قط فتدبرتہ الا رایت مذہبہ الذی ذہب الیہ انجی فی الآخرۃ وکنت ربما ملت الی الحدیث فکان ہو ابصر بالحدیث الصحیح کذا فی رد المختار وغیرہ۔ یعنے کبھی ایسا نہوا کہ مینے کسی مسئلہ مین امام صاحب کے خلاف کیا ہو۔ غور و خوض کے بعد معلوم ہوجاتا تھا کہ اونہین کے مذہب کو زیادہ وجہ نجات آخرت حاصل ہے اور حدیث مین زیادہ نگاہ رکہتے تھے۔ میزان مین ہے صفحہ ۱۵۔ ونقل عن اصحاب ابی حنیفۃ کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انہم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلۃ قولاً الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علی ذلک ایمانا مغلظۃ۔ یعنے ہمارا یعنی شاگردون کا کوئی مسئلہ نہین جو امام صاحب سے اوسمین روایت نہو یہہ بیان حلفاً کہتے ہین۔ کذا قال السید العلامۃ ابن عابد فی رد المختار عن حاوی قدسی وغیرہ۔ +

چہارم - بڑے بڑے آئمہ کرام وصلحائے عظام باوجود اہل کشف وذی فہم ہونے کے بھی مقلد ہی تہے اور انتقال کو سخت برا جانکر منع فرماتے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی محی السنۃ

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جو کہ مخالفین کے نزدیک بھی ایسے معتبر کہ بوجہ اپنی نافہمی کے ان کی عبارت متولد تحریر الف
کے منع پر پیش کرتے ہین - اپنے مکتوب ۳۱۲ جلد اہین لکھتے ہین - ما مقلدان را نمیرسد کہ بمقتضائے احادیث
عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم و اگر کسے گوید کہ ما علم بخلاف دلیل آن داریم گوئیم کہ علم مقلد در اثبات حل و
حرمت معتبر نیست - درین باب ظن مجتہد معتبر است احادیث را این این اکابر بواسطۂ قرب و وفور علم و حصول
ورع و تقوای از ما دور افتادگان بہتر میدانستند و صحت و سقم و نسخ و عدم نسخ آنہا را بیشتر از ما میشناختند
آنچہ از امام اعظم رضی اللہ عنہ مروی است کہ اگر حدیثے مخالف قول من بیابند بر حدیث عمل نمایند مراد
ازان حدیثے است کہ بحضرت امام نہ رسیدہ است و بنا بر عدم علم آنحدیث حکم بخلاف آن فرمودہ است و
احادیث اشارت سبابہ ازین قبیل نیست یعنے رفع سبابہ نماز مین بالفرض اگر حدیث سے بھی ثابت ہو تاہم
مقلدون کی یہہ طاقت و جرأت نہین کہ اوسپر عمل کرین - ❖

پنجم - اگر کوئی ایسی ضرورت کسی مجتہد فی المذہب متبحر یا محدث کو پڑجاوے تو بقول مشہور الضرورات
تبیح المحظورات - چنانچہ قرآن مجید بھی اسکی اجازت دیتا ہے - فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا
اثم علیہ - غرضکہ خدا اور رسول کی اتباع کرنے کی سبیل بجز تقلید کی کوئی نہین - اے مسلمانو اماموں کی
تابعداری کر کے نجات حاصل کرو - اب آپ کے مستند و معتمد علیہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی سبیل الرشاد
صفحہ ۲۷ تحریر کیا جاتا ہے وہو ہذا - کہ ہمارے قول کو بوجہ مخالفت حدیث کے ترک کر دیا کرو اور اس قول سے غیر مقلدین
ترک تقلید پر دلیل لاتے ہیں تو واضح ہو کہ یہ نہایت کم فہمی ان لوگوں کی ہے کیونکہ اول بندہ لکھ چکا ہے کہ جو قیاس
مخالف جملہ نصوص کا ہوتا ہے وہ باتفاق فاسد ہے تمام امت کے علماء کے نزدیک پس آئمہ علیہم الرحمہ نے اپنے
تلامذہ کو جو بڑے عالم متبحر و محدث کامل تھے فرمایا تھا کہ اگر تمکو ہمارے قیاس کا فساد و مخالفت نصوص سے معلوم ہو
تو اسکو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچھ مت کرنا تو یہہ وجہ تھی کہ مجتہد سے خطا بھی ہو جاتی ہے اور اگر بعد سعی و جہد کے
خطا ہو گئی تو پھر اسکو ایک اجر ملتا ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہو چکا اور مجتہد سے خطا بھی اسی طرح ہوتی ہے ورنہ
معاذ اللہ جانکر کون متدین خلاف حدیث کے کہتا ہے پس اگر خطا تحقیق معلوم ہو جائے تو اس کو رد کرنا ضرور ہے
پس انکے اس قول سے یہی ثابت ہوا کہ جس قول مین ہماری خطا معلوم ہو جائے اُس کی تقلید مت کرنا اور جس مین
ہماری خطا ثابت نہو اُس کی تقلید ضرور ہے کیونکہ وہ عین حکم اللہ تعالیٰ کا ہے عند المجتہد اور نزدیک اُس کے
مقلد کے مگر یہہ تو نہین فرمایا کسی ایک عالم نے بھی کہ اگرچہ ہمارا قول ایک دو حدیث کے موافق ہو اور ایک

Marfat.com

حدیث کے مخالف ہو جب بھی ترک کر دینا کہ یہہ تو ہر گز حلال نہیں اسواسطے کہ مجتہد وقت اختلاف احادیث کے کسی وجہ ترجیح سے ایک جانب کو مرجح کر کے حکم فرماتا ہے پس اسوقت ایک حدیث کو کسی وجہہ سے مرجح کر کے اُس کے موافق فرمایا یا تو اُس کا رد کرنا عین حدیث کا رد کرنا ہوتا ہے اور یہہ کسی متدین کے نزدیک حلال نہیں پس ان لوگوں کا اس قول سے کیا مطلب حاصل ہوتا ہے۔ اسواسطے کہ اقوال مفتی بہا امام ابو حنیفہ کے مثلاً یا دیگر ائمہ علیہم الرحمہ کے سب ایسے ہی ہیں کہ اگر ایک حدیث کے مخالف بظاہر معلوم ہوتے ہیں تو دوسری نص کے مطابق ہیں تو کسی کو کب گنجائش اُس کے رد کی ہے کہ اسکا رد تو عین قول خدا تعالیٰ یا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رد ہوگا لہذا یہہ لوگ محض کم فہمی کی بات کرتے ہین نہ ان کو سلیقہ ترجیح کا نہ ان کو نظر جملہ نصوص پر محض سُنی سنائی احادیث یا ترجمہ مشکوٰۃ کو دیکھکر عامل بالحدیث ہوگئے تو ایسے جہال کو تو اجازت اپنے قول کے رد کی انہون نے نہین دی تھی کہ نہ تمیز ناسخ ومنسوخ کی رکھتے ہین نہ صحیح سقیم کی نہ وجہ مخالفت کی خبر نہ وجوہ ترجیحات سے مطلع نہ وجوہ دلالات سے واقف نہ علل نص سے آشنا نہ محاورات کلام عرب کی فہم کا حوصلہ نہ جملہ مرویات کا احاطہ نہ فہم کتاب وحدیث کا سلیقہ جو عمل بالحدیث کے واسطے ضروری ہے کہ بدون اُسکے تقلید واجب ہے کسی عالم کی پس قباحت ہے کہ ایسے نا اہل ائمہ کے قول کو اپنی فہم سے ترک کر کے عامل بالحدیث ہوں ایسی حالت میں تو خود قرآن وحدیث کے ہے ضمناً وہ راد ومکذب ہو جاتے ہین اور عناد ائمہ اور اپنے اجتہاد ناصواب کے زعم مین اپنے ایمان ہی کو سلام کر بیٹھتے ہین چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب کے کلام سے پہلے ہم نقل کر چکے ہین الحاصل یہہ فرمانا ائمہ کا اپنے وقت کے علماء متبحرین حاضرین کو تھا یا بعد کے بھی علماء کو مگر اُن کو ہی کہ احاطہ اخبار اور درجہ اجتہاد و ترجیح رکھتے ہوں نہ جہلاء کو کہ علم وفہم سے عاری ہوں سو اس قول کو حجت عدم جواز تقلید کے لانا کمال سفاہت ہے بلکہ یہہ تو حکم تقلید کا ہے فرمایا تھا کہ ہمارے اقوال کی تقلید کرنا کہ ہم نے عین نصوص کا ہی مطلب ظاہر کیا ہے مگر اہل اجتہاد عالم کو اگر خطا ہماری معلوم ہو جاوے اُسکی تقلید نہ کرے نہ یہ کہ جہلاء بھی اپنی فہم ناصواب سے زبان درازی کرین پھر وہ کونسا مسئلہ ہے کہ اُس پر کسی نص سے کوئی صراحت دلالت اشارہ نہین الا ماشاء اللہ بلکہ سب مسائل پر علماء مقلدین نے بحث وکلام کر کے محقق فرمایا ہی اگرچہ جہلاء کو خبر نہین بہر حال اس قول سے رد تقلید نہین ہوتا بلکہ اثبات تقلید کا ہوتا ہے خدا تعالیٰ ہدایت فرماوے ایسے کم فہموں کو۔ الحاصل تقلید مطلق جو شخصی اور غیر شخصی دونوں کو شامل ہے کتاب وسنت سے ثابت ہوئی اور کہیں کتاب وسنت مین حکم نہین فرمایا کہ عالم سے سوال کا جواب بلا دلیل قبول ومعمول نکرین اور اس پر صحابہ علیہم الرضوان کے عہد مین عمل درآمد رہا کہ سائل نے سوال کیا اور اُسکا جواب حسب حال سائل کے با دلیل یا بلا دلیل دیا گیا۔ اور

Marfat.com

سائل نے اُس پر عمل کیا حجت اللہ البالغہ میں شیخ شیوخنا شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین وکان ابن عباس بعد عصر الاولین فناقضھم فی کثیر من الاحکام واتبعہ فی ذالک اصحابہ من اھل مکۃ ولم یاخذ بما تفرد جمہور اھل الاسلام انتھی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے جب مکہ میں اقامت فرمائی تو بہت سے مسائل مین دیگر بعض صحابہ سے خلاف فرمایا اور اُنکے فتاوی کو اہل مکہ نے قبول کر کے عمل کیا تو محل خلاف صحابہ میں ایک ابن عباس کے قول پر عمل کرنا نہ دیگر اقوال پر تقلید شخصی ہے کہ محل اختلاف مین فقط ابن عباس کے قول کو معمول رکھا اور فرماتے ہین۔ ثم انھم تفرقوا فی البلاد و صار کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی وکثرت الوقایع ودارت المسائل فاستفتوا فیھا فاجاب کل واحد حسب ما حفظہ او استنبط وان لم یجد فیما حفظہ او استنبط ما یصلح للجواب اجتھد برایہ الخ۔ اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ صحابہ نے جس موضع مین اقامت فرمائی اور کثرت وقائع میں سوال اُن سے کیا گیا تو محفوظ یا مستنبط سے جواب دیا ورنہ اپنے اجتہاد سے حکم دیا تو یہ جوابات اجتہادیہ مستنبط کا فرمانا اور سائلین کا قبول کرنا تقلید ہے اور اُس ہی صحابی مقیم بلد سے سب اپنی وقائع کا پوچھنا اور قانع ہونا تقلید شخصی ہے اور فرماتے ہین۔ وکان ابراھیم واصحابہ یرون ان ابن مسعود واصحابہ اثبت الناس فی الفقہ کما قال علقمۃ لمسروق ھل احد منھم اثبت من عبد اللہ انتھی

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ابراہیم و اصحاب اُن کے عبد اللہ ابن مسعود اور اُنکے اصحاب کو رضی اللہ تعالی عنہم محل اختلاف میں مرجح رکھتے تھے اور اونکی فقہ کے مقابل دوسرے کو نہ مانتے تھے یہ تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے کہ ایک عالم کو اعلم اور فقیہ جانکر اُس کے مقابلہ مین دوسرے کے حکم معمول نہ کرے جیسا حنیفہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اور شوافع شافعی علیہ الرحمہ کو مثلاً جانتے ہین اور یہ بھی کتب احادیث سے واضح ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم نقل حدیث سے بہت احتیاط واجتناب کرتے تھے مگر بحکم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیمۃ بلجام من نار الحدیث جواب مسئلہ سے انکار کرتے تھے تو بالضرور جواب انکے محض جواب سوال کے ہوتے تھے بلا دلیل جسکو تقلید کہتے ہین اور بیان حجت نہین ہوتی تھی۔ اکثر کیونکہ نقل حدیث سے وہ خود ڈرتے تھے سنن ابن ماجہ مین منقول ہے عن عمرو بن میمون قال ما اخطانی ابن مسعود عشیۃ خمیس الا اتیتہ فیہ قال فما سمعتہ یقول لشئ قط قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اور زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کبرنا ونسینا والحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید اور شعبی فرماتے ہین جالست ابن عمر رضا

Marfat.com

سنۃ فما سمعتہ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا الحدیث ان احادیث سے صحابہ کا فتوے دینا واقعات میں اور نہ نقل کرنا احادیث کی روایات کو ہر ہر جواب مین جب معلوم ہو گیا تو اب تقلید صحابہ کے قول کی کرنا اور صحابہ کا اُسکو جائز رکھنا اور ہر ہر اہل بلد کا اپنے اپنے صحابی مقیم بلد سے ہی پوچھکر قناعت کرنا اگر تقلید شخصی نہین تو کوئی عاقل کہے کہ کیا ہے پھر تقلید شخصی خیر القرون میں نہونیکی نہ معلوم کہ جہال زمانہ کے نزدیک کیا معنے ہونگے مگر ان اُسوقت میں جیسے شخصی جاری تھی غیر شخصی بھی معمول تھی اسکا انکار کوئی نہیں کرسکتا کہ وہ زمانہ خیر وصلاح کا تھا اور ہوائی نفس سے وہ قرون خالی تھے اس غیر شخصی سے کوئی نہ فساد تھا نہ اندیشۂ فساد اور بسبب ہر دو نوع تقلید کے امور من اللہ تعالی ہونیکی ایک کو معنی دوسری سے جانا جاتا تھا کسی کو کسی پر اعتراض نہ تھا پھر بعد اُس کے طبقہ تابعین اور تبع تابعین میں قیاس واجتہاد کا زور شور شیوع ہوا خود مثل روز روشن کے سبکو معلوم ہے کہ امام صاحب علیہ الرحمہ تابعی ہین علے التحقیق اونکی ولادت سن اسّی ہجری میں اور انتقال یکصد وپنجاہ سال مین ہوا اس اثناء میں انکی استنباطات اور ہزار ہا آدمی کا اقتدار اُن کے مسائل کا معلوم ہر خاص وعام کو ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ سن نوّے مین پیدا ہوئے اور ایکسو اناسی ۱۷۹ میں انتقال فرمایا اس درمیان اُن کے اجتہاد کا چرچا رہا اور ہزار ہا لوگوں نے انکی تقلید کی اور امام شافعی علیہ الرحمہ ایک سو پچاس میں پیدا ہوئے اور دوسو چار میں انتقال فرمایا اس کے درمیان اُن کی تقلید ہزار ہا لوگوں نے کی اور امام احمد علیہ الرحمہ ایکسو چونسٹھ میں پیدا ہوئے اور دوسو اکتالیس میں انتقال فرمایا اُن کی تقلید ہزار ہا آدمیوں نے کی اور سوائے اس کے سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی اور اوزاعی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین بھی مجتہد ہوئے اور ہزار ہا آدمی اُن کے مقلد ہوئے مگر بالآخر سب مذاہب مندرس ہوکر یہ چار مذہب عالم مین شائع ہوئے اور آجتک جاری ہین اور اور کروڑوں علماء فقہاء ومحدثین انکی تقلید کرتے تھے پس ہر کو بصیرت پر روشن ہو جاتا ہے کہ خیر القرون مین تقلید شخصی اور غیر شخصی دونون بلانکیر جاری رہی اور صحابہ وتابعین وتبع تابعین کی طبقات میں کسی نے شخصی کو حرام یا شرک یا مکروہ یا بدعت نہین کہا اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ جس امر کو کتاب وسنت فرض وواجب فرمائے اُسکو کوئی اہل حق رد کرے یہ کام بددین جاہل کے سوا کوئی نہین کرسکتا جناب شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علے التقلید الخالص المذہب واحد بعینہ الخ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقلید بھی تھی اور ایک مذہب کی بھی تقلید کو جائز ومعمول کرتی تھی معہذا دوسرے مذہب والے سے بھی مسئلہ دریافت کرلیتے تھے کہ ہر دو قسم کو جائز ومعمول رکھتے تھے اس عبارت سے عدم جواز تقلید شخصی کا ہرگز معلوم

Marfat.com

نہین ہوسکتا معہذا ہم کہتے ہیں کہ اگر غیر شخصی کا عملدرآمد ہو تو عدم جواز شخصی کا اُن کے نزدیک کہاں سے ثابت ہوسکتا ہے بہرحال چونکہ وہ زمانہ خیر کا تھا اور نفوس اوس وقت کے مسلمانوں کے ہوائے نفسانی اور انجاب برائۃ سے مزکی تھے تو غیر شخصی پر عملدرآمد کرتے۔ کوئی حرج نہ تھا اور علمار کی کثرت ہر ہر جگہ اور عوام کی بھی معلومات اس وقت کے اکثر علمار سے زیادہ تھی لہذا وہ چندان محتاج تقلید کے ہر ہر جزئیہ میں نہ ہوتے تھے بلکہ اپنے آباء واجداد سے ہی اکثر مسائل سمجھے بوجھے ہوتے تھے اور شیوع مجتہدات مسائل کا بھی اسقدر نہ تھا جس قدر اب ہے تو ایسی حالت میں اس وقت میں اگر اجتماع جملہ عوام وخاص کا ایک مذہب پر نہو تو یہہ کچھہ حرج نہین لاتا ہے اور نہ اندیشہ فتنہ ونزاع معہذا سہولت حصول جواب بھی ہر ہر مفتی سے دریافت کرنے میں تھے اور شخصی سے کچھہ انکار بھی نہ تھا کہ ہر دو نوع تقلید پر عمل برابر جانا جاتا تھا اور باوجود اسکے عندالاختلاف اعلم وافقہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی تھی پس اس کلام سے عدم جواز شخصی کا ہرگز مفہوم نہین ہوتا حالانکہ خود شاہ صاحب پس وپیش اس کلام کی تقلید شخصی کا اثبات اور اُس کے متضمن مصالح ہونیکے مقر ہوتے ہیں پس اس سے عدم جواز تقلید شخصی کا سمجھنا نہایت بلاہت ہے الغرض بعد ثبوت اس امر کے کہ یہ مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب وسنت کے ہے ترک کرنا ہر مومن کو لازم ہے اور کوئی حامی بعد وضوح اس امر کے اس کا منکر نہیں مگر عوام کو یہہ تحقیق ہی کیونکر ہوسکتا ہے سوائے اس کے کہ اپنی جہل پر اعتماد کرکے ترجمہ دیکھکر عالم بنکر معترض ہوں یا کسی عالم زمانہ سے جسکو معتبر جانتا ہے سنکر جان لیوے تو پھر یہ وہ ہی تقلید ہوگئی جو بزعم اُن کی شرک ہے پس خلاصہ جواب یہہ ہوا کہ ہر دو نوع کتاب وسنت وفعل صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے ثابت ہے اور بدون ہوائے نفسانی کے خاص لوجہ اللہ تعالیٰ خواص کو عمل ہر دو پر درست ہے اور عوام اہل انجاب پر غیر شخصی موجب اُنکی اضلال کا ہے بسبب اس اُن کے فساد طینت کے نفی حد ذاتہ کہ وہ مامور ہے لہذا شخصی کا ارتکاب اولیٰ ہے اور مصالح عدیدہ پر مشتمل ہے اور طعن کرنا تقلید مطلق پر یا نوع شخصی پر جہل وضلال ہے +

سوال ۵ - واضح رہے کہ مولوی خدا بخش آمدم بر سر مطلب یعنے مباحثہ کی اصلی کیفیت عرض کیجاتی ہے۔ صاحب نے ممانعت تقلید شخصی کی اپنے ذمہ لیکر قران وحدیث سے ثبوت دینے کا دعوی کیا۔ لہذا گذارش ہے کہ

نوٹ - یہہ بات قابل یادداشت ہے کہ مولوی خدا بخش صاحب کی تحریر جہانتک ہمسے صحیح پڑہی گئی وہان تک صحیح درج ہے جہان سے اون کی تحریر کسی سے نہ پڑہی گئی تو وہان اصلی صورت پر حروف تحریر کرگئے۔ آیندہ ہماری قلمی تحریر پر مسودہ نہ بنایا جاوے۔ رسالہ ہذا کی عبارت درج کرین۔ +

اول آپ تقلید شخصی کے معنی محدثین کے اصول سے تحریر فرما کر کوئی آیت صریح یا حدیث مرفوع پیش کرین۔ علیٰ خان نقلوعفی

جواب میرے ذمہ یہہ ہے کہ تقلید شخصی کے ممانعت اور فاتحہ خلف الامام کی ضرورت یعنی فرضیت قرآن و حدیث سے ثابت کرون۔ سومین اول مسئلہ تقلید شخصی کو بیان کرتا ہون۔ یعنی تقلید جسکی مذمت اور ممانعت قرآن وحدیث میں وارد ہے وہ تقلید ہے جو کسی ایک کی تقلید کیجاوے اور اوسکے مقابلہ مین قرآن وحدیث کو نہ مانا جائے یہہ شرک فی الحکم ہے۔ پھر کسی ایک شخص کو امام ہویا اور کوئی مقرر کرنا اور خواہ نخواہ دوسرے پیشواؤں پر اوسکو مقدم کرنا بدعت ہے اور یہہ کہ وقت مسئلہ کے قرآن وحدیث سے اگر مسئلہ نہ ملے تو جس امام کا مسئلہ مستنبط قرآن وحدیث سے ہو اوسکی اطاعت کیجاوے یہہ اتباع احسن ہے۔ پہلے قسم کے رد کے لئے ان الحکم الا للہ اور اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ اور اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ ط والذین آمنوا اشد حبا للہ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان القوۃ للہ جمیعا و ان اللہ شدید العقاب ط اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا و رأوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرأ منھم کما تبرؤا منا کذلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم وما ھم بخارجین من النار قسم دوم کی تردید یہہ ہے کہ اللہ صاحب نے سوائے رسول اللہ[؎] کے کسی کی اطاعت مخلوق پر فرض نہین ہے۔ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا اور سوائے اسکے جیسا فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین اور حدیث ابن عدی کے کہ اہل کتاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہمنے علماء انکو اور فقیر انکو خدا تو نہیں ٹھہرایا تھا آپنے فرمایا کہ جو کچھہ اونہوں نے حلال کہا اوسی تمنے حلال جانا اور جسکو اونہون نے حرام کہا اوسکو ہی تمنے حرام جانا بس یہی خدا ٹھہرانا اونکا

نوٹ ؎ افسوس ہے کہ اولی الامر اور سبیل المومنین کی اطاعت خدا نے قران مین فرض کر دی ہے مولوی خدا بخش صاحب منکر ہین ہائے بے علمی۔ ماشاء اللہ آپ کی تقریر و تحریر دونوں برابر ہیں۔

Marfat.com

جب کسی امام کے پیچھے قرآن وحدیث کو چھوڑا جاوے تو یہہ تقلید شرک فی الحکم ہوویگا اسلئے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دھلوی نے زیر آیت فلا تجعلوا للہ انداداً کے تحریر فرمایا ہے۔ (عبارت صفحہ ۱۶ سطر ۳ لغایت ۵۔) اور جو آیت و اولی الامر منکم ہین۔ حکم عام ہے۔ نہ اطاعت کسی خاص شخص کی [سلہ] اسلئے آگے فرمایا۔ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول اللہ۔ ایسا ہی فاسئلوا اھل الذکر والی آیت اور جو لوگ دعوے کرتے ہیں اجماع کا تقلید پہ۔ سو جواب اوسکا یہہ ہے کہ اس تقلید پر اجماع ہونا تو کجا بلکہ چوتھی صدی سے پہلے تو اسکا نام ونشان ہی نہین تھا جیسا شاہ ولی اللہ صاحب دھلوی نے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۵۷ مین تحریر فرمایا ہے۔ اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر المجتمعین علی التقلید الخاص لمذھب واحد بعینہ [سلہ] اجماع معتبر تو اصحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ہی ہوتا ہے مگر ہر ایک صدی سے چوتھی صدی بعد ہی تقلید سے بیزار رہنا اور اہل حدیث ہونا ثابت کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اجماع اسپر چوتھی صدی بعد ہی نہیں ہوا۔

(۱) حافظ ابن المنذر جنکو حق مین امام ذہبیؒ نے لا یقلد احدا کہا ہے صدی ۳۱۸ھ ہجری۔ (۲) حسن بن سعد ۳۳۱ھ ہجری (۳) ابن شاہین صاحب ۳۸۵ھ ہجری۔ (۴) امام ترمذی و بخاریؒ ابن حزم ۴۵۶ھ حافظ ابن مندہ ۳۷۰ھ ـ ہروی ۴۸۱ھ ـ ابوالوفاء ۵۱۳ھ ـ مفاخری ۵۴۳ھ ـ رازانی ۵۴۶ھ ـ محی الدین ابی عربی ۶۳۸ھ ـ ابوشام ۶۶۵ھ شیخ ابن تیمیہ ۷۲۸ھ ـ ابن قیم ۷۵۱ھ ـ محمد بن ابراہیم ۷۷۵ھ ـ جلال الدین محلی ۸۶۴ھ ـ شہاب الدین شنرادی ۹۵۱ھ مقبلی یمانی ۱۰۴۷ھ کوکبانی ۱۱۳۵ھ ـ زبیدی ۱۱۵۹ھ ـ شوکانی ۱۲۵۰ھ ـ محمد بن احمد توفی ۱۲۳۶ھ ابو جعفر طحاوی جو فرماتے ہیں ھل یقلد الا غبی او عصبی حدیثوں میں ہے ایسی تقلید کی مذہب وارد ہے [سلہ] لا طول کی ضرورت نہین صرف تین حدیثوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اوّل ـ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مشکوٰۃ ـ دوم ـ لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ ـ سوم ـ حدیث ابن مسعود رض فی یفسہ الآیت ان ھذا صراطی

سلہ ابہی تو آپ کہتے تھے کہ فرض نہیں اب نام کا اقرار کر لیا صرف خاص کا انکار ہے۔ +

سلہ اگلی عبارت لکھنے کا کچھہ حرج نہ تھا ـ دیکھو وہ یہہ ہے ـ وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذلک الزمان ـ باقی مولوی سید

سلہ مولوی خدا بخش صاحب کی تحریر بعینہ من وعن درج ہے تاکہ علمیت ہی معلوم ہوتی جاوے۔ +

Marfat.com

مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل الآیۃ - اور حدیث اصحابی کالنجوم وضعی[۲]
ہے - مظاہر الحق سند میں پیش نہ کیجاوے - وضع حدیث لائق حجت نہیں ہوتے - بعد اس تقریر ثنائی کے
مولوی خیر شاہ صاحب نے سوال معنے تقلید سے کیا جو پہلے بیان کردئے گئے تھے اوسکی ذم تقلید شخصی پر
عبارت عقد الجید صفحہ ۸۳ لغایت ۸۶ سنائے گئے - بقلم خود محمد خدا بخش واعظ محمدی عفی عنہ - +

جواب الجواب - مخفی نہ رہے کہ تقلید کے معنے محدثین کی رو سے نہ فرمائی - اور جو فرمائی وہ
مروی منقول نہیں ہے - آیۃ اول - میں صرف خدا کی حکم کی تخصیص ہے اس سے آنحضرت کے اتباع
بھی خارج ہوتی ہے - دوسری آیۃ - یہود اور نصاری کے پیشواؤں کے حق مین ہے - اور ابن
عدی کا قول کہ جسکو وہ حلال وحرام کہیں اوسکو ہم بھی مانتے ہین - مجتہدین کا ذکر اس مین بالکل نہیں ہے
اور ہم لوگ تو مجتہدون کے حرام وحلال کو خدا کا حلال وحرام جانتے ہین - نہ مجتہدین کا - تیسری آیۃ
میں - تو اتباع قرآن کا حکم ہے اور مجتہدین کی اتباع عین قرآن وحدیث کی اتباع ہے - اس سے تقلید کی
ممانعت کہاں - چوتھی آیتہ مین شرک کی ممانعت اور خدا سے زیادہ بتون کی محبت رکھنے کی ممانعت ہے -
اس مین تقلید کی مخالفت بالکل نہین ہے - پانچوین آیتہ - خاص کفار کے شان مین ہے - وماھم
بخارجین من النار شاہد ہے - چھٹی آیتہ مین حضرت کی اتباع ومحبت خالص کا ذکر ہے - تقلید کا
کچھ ذکر نہیں - اولی الامر کے معنے مجتہدین ہین - چنانچہ دوسری جگہ لعلمہ الذین یستنبطونہ
منھم مین تفصیل ہے اور نیز معلوم ہوا کہ سوائے خدا اور رسول کے غیر کی اتباع فرض ہے - اور آیت
فاسئلوا اھل الذکر مین تو صاف یہی مراد ہے - کہ ہمکو جسکا علم نہ ہو اوسکا سوال اہل علم سے کرکے
اوسکی اتباع کرین - کیونکہ محض سوال مقصود نہین - بلکہ اتباع مقصود ہے - اور حدیث علیکم بسنتی و
سنت خلفاء الراشدین سے بھی علاوہ اتباع آن حضرت کے غیر کی اتباع ثابت ہوئی - حدیث

---

[۱] اگر اتباع اور تقلید آپ کے نزدیک ایک ہے تو معلوم ہوا کہ جو پہلے تقلید کے معنی لکھین آپنے وہی اتباع کی کی ہے +

[۲] حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کتاب سیف المسلول میں اصحابی کالنجوم کے بعد لکھتے ہین - منہ
مشہور وقد رواہ البیہقی باسانید المتنوعۃ یرتقی بھا الی درجۃ الحسن - ردالمحتار جلد اول صفحہ ۴۷
و ۷۸ مین لکھا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے - اور کتاب الجمع بین الصحاح امام زین علیہ الرحمۃ جو پانچوین صدی مین تالیف ہوئی ہے
یہ حدیث لکھی ہے - قاضی شوکانی کا قول دربارہ حدیث مذکور محض غلو وتعصب ہے - اور نمبر ۳ مین حدیث تو کوئی درج نہیں کی گئی -
امام قسطلانی شارح بخاری نے آیت ان ھذا صراطی کی تحت لکھا ہے - عن ابن عباس فی تفسیرہ امر اللہ تعالی المومنین
بالجماعۃ ونھی عن الاختلاف والفرقۃ الخ - +

لایؤمن میں تومحبت یا اتباع کا ذکر ہے - اگر تقلید کی ممانعت ہے - توصحاح ستۃ کو بھی ماننا مخالف و ممنوع ہونا چاہئے - آیتہ آٹھوین - انّ ھذا میں مال یتیم وقتل وشرک وغیرہ کی ممانعت کیطرف اشارہ ہے - نہ تقلید کا ذکر - اور اتباع وتقلید آپ کے نزدیک ایک ہے - حالانکہ یہہ کسی شخص اہل علم کے نزدیک صحیح نہین - اور تقلید کا دو قسم ہونا واجب اور حرام آپنے بحوالہ عقد الجید مان لیا ہے [۵۱] جسکو آپ واجب کہتے ہین - اوسے کو ہم بھی واجب کہتے ہیں - آیتہ نوین - ما آتاکم الرسول مین یہہ ہے کہ جو حکم آنحضرت کا ہو اسکو قبول کرو - جو آپ منع کرین اوس سے بچو - اور آنحضرت کی احکام ومسائل ہمکو بذریعہ مجتہدین تحقیق ہوئی ہیں تقلید عین اتباع رسول ہوئی - کما فی تفسیر المظہری ص۳۹۲ وفی العقد الجید ص۳۳ - اور یہی شاہ عبد العزیز صاحب بذیل اٰیتہ فلا تجعلوا للّٰہ تحریر فرماتے ہین - کہ کسانیکہ اطاعت آنہا بہ حکم خدا فرض است شش گروہ اند - ازان جملہ مجتہدان شریعت التقریر مولوی خدابخش صاحب) مولوی صاحب نے اپنے تقریر مین یہ امور بیان کے (۱) تقلید شخصی ہم اوسکو کہتے ہیں جو چار اماموں سے ایک کی تقلید کرنا یہہ محدثین کی اصطلاح سے بیان فرمائیں (۲) آیت اِنّ الحکم الا للّٰہ مین حضرتؐ کا نام نہیں - جواب [۵۲] دوسری آیت حضرت کے اطاعت فرض ہونے پر اکثر وارد ہیں (۳) اتخذوا احبارھم ورھبانھم یہہ کافرون کی حقمین آیت ہے جو علما اونکو رب بناتی ہو ہمارے حق مین نہیں ہم ایسے نہیں - جواب حدیث عدی بن حاتم پیش ہوچکی ہے اور آیات کا حکم عام ہونا قاعدہ مفسرین ہے ورنہ قران کی حکم مکیون اور مدینوں پر ہی خاص رہینگے - ما انزل الیکم من ربکم میں ہم بھی قرآن کو مانتے ہین سو ہمارے حق مین یہہ نہین ہے - جواب کب مانتے ہیں جب صریح دلائل چھوڑ کر اقوال اماموں پر اڑے رہتے ہیں - ومن الناس من یتخذ من دون اللّٰہ میں اماموں کے ماننے والوں کا ذکر نہیں امام اوس زمانی نہین ہے - جواب خدا کو خبر تھی کہ لوگ میری اور میرے رسول کے حکم کو چھوڑ کر ایک ایک مقلد متعصب ہوجائینگی - (۶) وھم بخارجین من النار الخ - یہہ کفار کے حق میں ہے نہ مقلدون کے حق مین - جواب - جب وہ تقلید کرینگے جو شاہ ولی اللہ صاحب سے حرام ثابت ہوچکی ہے اور اوسکے تارکونکو برا بھلا کہینگے اور سنت کی دشمن ہوجاوینگے تو خود وما ھم بخارجین من

---

[۵۱] التقلید المذموم ھو اخذ قول اھل الزیغ والبطلان وھم کالیھود والنصاریٰ کذا فی التفسیر القرطبی +

[۵۲] اسی طرح اولی الامر وسبیل المومنین کی اطاعت کا فرض ہونا اور جگہ آیا - +

Marfat.com

النار مین شمار ہوجائیگی۔ (۷) ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ۔ جواب۔ اولی الامر
سے مراد مجتہد لوگ نہ غیر اونکو اس آیت سے اولی الامر کی تابعداری ہی فرض ٹھہری اس شرط پر کہ فردوہ
الی اللہ والرسول کا خیال رہے پھر سب[۱] اماموں کی نہ ایک بار ثبوت آپکے ذمے پر رہا۔ (۹) فاسئلوا
اہل الذکر الخ۔ قولہ۔ ہم جو مسئلے قرآن حدیث مین نہین پاتے اوسمین اماموں کی پیروی کرتے ہین
جواب نہین قرآن وحدیث کے خلاف اقوال پر اڑجاتے ہین دیکھیے آمین بالجہر سے غصہ وفساد کرتے ہین۔
(۱۰) علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ قولہ۔ اس سے طریقہ خلفاء کا پڑا۔ جواب کیون
نہین جب موافق قرآن وحدیث ہون۔ (۱۱) لا یؤمن احدکم۔ اسکا خلاف مقلدون مین تب ہوگا جب
وہ کہینگے کہ ہم قرآن کی نہیں مانتی۔ جواب۔ کہتے ہیں لڑایان عاملین بالحدیث سو کرتے ہین تقلید شخصی وجوب مین
زور دیتے ہین اور ثبوت ہی نہیں دیتے۔ (۱۲) حدیث تفسیر آیت ان ھذا صراطی الایۃ قولہ
اسمین یہہ حکم ہے کہ جو مجمل حکم آیات مین ہے اونکا خلاف مقلد کرین۔ جواب۔ اسکی تفسیر ابن مسعود سے ہوچکی ہے
نیز لکیر حضرت نے ایک نکالی ہے۔ نہ چار۔ ایک سے خدا کی راہ بتادیا۔ نہ چار جدا جدا۔ پہر تقلید شخصی کیونکر
نہ ہوئے۔ (۱۳) ما اتاکم الرسول فخذوہ۔ قولہ ہمکو حضرت نے کچہہ نہین دیا[۲] ہمکو علماء اون نے
دیا۔ جواب۔ امام اعظم نے کون کتاب دی جو فروعات مین لکھے جسطرح روایت سے اونکی مانتے ہو ویسا ہی
حضرت کی حدیثین مانو۔ (۱۴) قولہ۔ ہمارا دین نقلی ہے عقلی نہین ہے جو ہمکو سندون سے ملا ہمکو ماننا
فرض ہے۔ امام اعظم رح کی فروعات کی سند متصل پیش کرین جسکی رجال بھی صحیح ہون۔ (۱۵) قولہ حدیث
اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار۔ جواب۔ سواد اعظم اصحابہ کرام ہیں اور
اونکی تابعین جو چوتھی صدی تک جنکے زمانہ مین تقلید شخصی کا نام ونشان نہ تھا۔ اون ہی مین چار امام
ہین۔ نیز ایک کے پیچھے لگنا اس حدیث سے منع ثابت ہوتا ہے۔ پس یہی تقریر آپکے تھے جنکا جواب ہوچکا

---

[۱] آیت ۹ دوبارہ ملاحظہ فرمادین۔ بہتان وجھوٹھ اچھا نہین۔ +

[۲] اسکا جواب محدث امام شعرانی مالکی المذہب میزان کبرای صفحہ ۶۳ کے قریب لکھتے ہین فلا ینبغی لاحد ان یعترض علیہ (ابو حنیفہ) لکونہ من اجل الائمۃ واقدمہم تدوینا للمذہب واقربہم سندا الی رسول اللہ ومشاھدا لفعل اکابر التابعین وکان متقیدا بالکتاب والسنۃ منزہا من الرائی الخ۔ یعنی امام ابوحنیفہ پر کوئی اعتراض نکرے کیونکہ وہ سردار ہین اماموں کے زیادہ قریب ہین آنحضرت سے اور سب سے اول وزیادہ تابعین کے افعال وغیرہ

کے دیکھنے والے ہی ہین۔ قرآن حدیث کی پابند ہین اپنی رائے سے بری تھے کیا کرتے تھے +
[۳] ابہی آپ کہتے تھے کہ خدا نے سوائے آنحضرت کے کسی کی اطاعت فرض نہین کی۔ اب سچ ہے آپ سب کی فرض تسلیم کرلی سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد +

پس آپ کوئی آیت اور حدیث نہین دیکے جس سے تقلید شخصی ثابت ہوتی ہین تو آٹئین تین حدیثین اور پھر چار اماموں کے اقوال اور دو محدثون کے قول پیش کرچکا ہون اور چوتھی صدی سے لیکر آجتک ہر صدی مین تقلید کرنے والو نکا وجود ثابت کرچکا ہون - اور آپنے جو شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر سے اطاعت انبیا و شیوخ طریقت و ائمہ مجتہدین و والدین وغیرہم بیان فرمائی ہیں اسمین سوائے انبیا کے باقی لوگونکی اتباع[له] کو شاہصاحب نے مشروط بالشرط لکہا ہے یہہ کہ حکم اونکا مخالف خدا و رسول نہو - اور مجتہدون کی حق مین آچکا ہے المجتہد یخطی ویصیب حدیث لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق - دیکہنا کہین حضرت کی اطاعت بہی اسمین منع نہ سمجہین - اس سے وہ مستثنے ہین بحکم آیات پیشکردہ - لو عاجز ایک اور آیت اور دو حدیثین تقلید کی رد مین نقل کردیتا ہے - انا وجدنا اباءنا علی امه وانا علی اثارهم مقتدون یہہ اون کی حق مین ہے جو رسولونکی تعلیم کے مقابلہ پر رہی پچہلے سلفون کی اقوال پیش کرتے تہے - تفسیر کبیر مین ہے اس مین تقلید کا رد ہے - حدیث اول اتبعوا السواد الاعظم ثابت ہوا جس مسئلہ پر بہت مجتہد ہون وہ مانا جائے نہ ایک کی جیسا آمین و رفع الیدین حدیث سیوم لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ایک امام کی تقلید کا وجوب آپکے ذمہ پر ہے جسکو اپنے ادا نہین کیا بلکہ تقلید کی معنی اصطلاحی بہی دکہا نہین سکے ✢ العبد محمد خدا بخش واعظ فقط مورخہ ۳۰ ماہ جمادی الاول ۱۳۰۲ سنہ ہجری - تقریر مقلدین

اس پرچہ مین مولوی خدا بخش صاحب نے بالکل وہی تقریر کی ہے - جوکہ وہ پرچہ اول مین تحریر کرآئے ہین صرف اسمین یہہ زیادتی کی ہے کہ مقلدون کو متعصب و دوزخی و مخالف خدا و رسول کا فرمایا ہے - ورنہ کوئی آیت ایسی تحریر نہین فرمائی جو منع تقلید مین دلالت کرتی - اور ہم ان تمام آیات کا ایک ہی جواب کافی سمجہتے ہین کہ مسائل اسلامیہ تین قسم پر ہین - (۱) **نصی** - یعنے جو صاف صراحتاً قرآن و حدیث سے ثابت و ظاہر ہون - (۲) **اجماعی** - یعنے اجماع امت سے ثابت ہون - (۳) **اجتہادی** - یعنے مجتہدین نے قرآن و حدیث سے استنباط و استخراج کرکے ارشاد فرمائے ہون - یہہ مسائل بہی دو قسم پر ہین - **اختلافی** - یا **اتفاقی** - اگر اتفاقی ہون - و مسلم عند الکل ہین - اگر اختلافی ہین - تو دو حال سے خالی نہین - یا تو موقعہ اختلاف مین ایک کی اتباع کریگا - تو مقلد شخصی کہلا دیگا یہی مقصود ہمارا بہی ہے - اسمین آپ کو کیا کلام ہے - اور مقلد کا یہ منصب نہین کہ مجتہد کی جملہ تحقیقات پر حاوی و غالب ہو کر خطا و صواب کا نتیجہ نکالے - چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث تحفہ اثنا عشریہ مین

[له] بلا شرط ہو یا بالشرط بہرحال سوائے خدا و رسول اورون کی اتباع فرض تو ثابت ہوئی - ✢

باب ۱۱ مین فرماتے ہین - پس خطار محتمل او در رنگ صواب متیقن شد - کہ اصلاً خوفے وخطرے ندارد - نہ درحق او
ونہ درحق مقلد او - اور یا وقت اختلاف دور کریگا - یعنے کبھی ایک چیز کو حلال کہیگا - ایک امام کے اتباع مین اور
کبھی اوسے حرام کہیگا - دوسری امام کے اتباع مین - حالانکہ یہہ کافرون کی رسم وعادت خدانے بیان فرمائی ہے -
کما قولہ تعالیٰ یحلونہ عاماً ویحرمونہ عاماً - یعنے حلال کرتے ہین کسی چیز کو ایک سال اور اوسے
کو حرام کرتے ہین ایک سال - اگر اختلاف سے نکلکر آزاد ہو جاوے - تو یہہ بھی صحیح نہین - کیونکہ خدا فرماتا ہے -
واتبع سبیل من اناب الی - یعنے تابعداری کر اوس شخص کی جو رجوع کرے طرف میرے - اور اس آیت
سے بہتر اوس شخص کی اتباع واجب ہے - جو خدا کیطرف رجوع ہے - اور اتباع و تقلید آپ ایک مانتے ہین - اب
تقلید پر چند آیات نقل کرتا ہون -

(۱) یوم ندعوا کل اناس بامامہم - یعنے جسدن ہم پکارینگے ہر ایک شخص کو اوس کے امام کے ساتھ
تفسیر بیضاوی و مدارک مین ہے - بمن ائتموا بہ من نبی او مقدم فی الدین - تفسیر معالم مین
عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس بامام زمانہم الذی دعاہم فی الدنیا الی ضلالت
او ہدیٰ عن سعید بن المسیب قال کل قوم یجتمعون الی رئیسہم فی الخیر والشر
امام غزالی مکاشفۃ القلوب مین لکھتے ہین - عن علی ابن ابی طالب المراد بالامام امام عصرہم
فیدعی اہل کل عصر بامامہم الذی کانوا یاتمرون بامرہ وینتہون بنہیہ - تفسیر حسینی مین
ہے - یا مقتدیکہ در مذہب او متابعت او نمودہ باشند چنانچہ ندا کنند یا شافعی - یا حنفی - درین باب از علی مرتضیٰ نقل
میکنند الخ - پس اس آیت سے صاف شرح ہے کہ امام خواہ نبی ہو - خواہ نائب اوسکا - اوسکی اطاعت ضروری ہوئی
اس ایت مین اگرچہ اور بھی معنی اور احتمال ہین وہ ہمکو مضر نہین - وہ بھی ٹھیک ہوسکتے ہین - اس آیت مین یہہ خبر
ہے - کہ ہر ایک شخص امام کے ساتھ پکارا جاویگا - تو غرض اس سے یہہ ہے - کہ خبردار کسی نیک و دیندار عالم کو
امام بناؤ - تاکہ قیامت کو تمہاری نجات ہو - اور کسی نائب نبوۃ کے ساتھ پکارے جاؤ - اور یہہ تب ہی ہوگا
کسی کی تقلید کریگا - کیونکہ امام کے معنی ہی مقتدا کے ہین - باقی رہا یہہ کہ کافرون کا یون کہنا - انا وجدنا علیہ
آباءنا - اس سے صرف یہہ ثابت ہے - کہ بے دین و بے عقل و بے علم مان باپ کی اطاعت منع ہے - کیونکہ
دوسری جگہ یون ہے - اولو کان آباؤھم لا یعقلون شیئاً ولا یہتدون - اولو کان آباؤھم
لا یعلمون شیئاً ولا یہتدون - نہ ہر ایک مان باپ کی - کیونکہ واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم

Marfat.com

وملته ابیکم ابراهیم قالو انعبد الٰهک و الٰہ آبائک ابراھیم۔ اگر ماں باپ کے دین مذہب کی اتباع شرک وکفر ہوتی۔ تو حضرت اسماعیل ویعقوب علیہ السلام کی اولاد کا کہنا کہ ہم نے باپ کے دین کی متابعت کی اور باپ دادا کے خدا کی عبادت کرینگے۔ سراسر ممنوع وقبیح ہوتا ہے۔ آپ کے نزدیک کفر ہونا چاہئیے۔ پس ثابت ہوا کہ ماں باپ کے دین مذہب کی متابعت نہ ہر جگہ منع ہے۔ نہ ہر جگہ واجب ہے۔ اگر ماں باپ بے دین وبیعقل ہوں۔ تو اتباع ممنوع ہے۔ اگر نیک ودیندار ہوں۔ تو واجب ہے۔ +

(۲) واولی الامر منکم۔ اس آیت کی تشریح اس آیت میں ہے۔ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ یعنے اولی الامر صاحبان حکم کی اطاعت کرو۔ اور وہ صاحب حکم وہ ہیں۔ جو استنباط واستخراج کرسکتے ہیں۔ اس آیۃ کی تفسیر میں یوں آیا ہے۔ اخبرنا یعلی ثنا عبد الملک عن عطاء۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر۔ قال اولی العلم والفقہ کذا فی الدارمی۔ اور اتقان فی علوم القران میں ہے۔ عن ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس قال اولی الامر اھل الفقہ والدین واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس فی قولہ اولی الامر یعنی اھل الفقہ الخ۔ غرضیکہ قرآن کی شرح کے مطابق یہہ معنے صحیح ہوئی۔ کہ اہل فقہ مراد ہے۔ باقی رہا یہہ سوال۔ کہ فردوہ الی الرسول سے اولی الامر کی اطاعت اڑ گئی۔ یہہ محض غلطی ہے۔ کیونکہ اولی الامر کو خدا نے الی اللہ والرسول میں شامل کیا ہے۔ دیکھو فرمایا ہے۔ ذالک بانہم شاقوا اللہ ورسولہ۔ اس میں خدا ورسول کا ذکر ہے۔ آگے فرمایا۔ من یشاقق اللہ اس میں صرف خدا کا ذکر ہے اگر آپ رسول علیہ السلام کو اس سے خارج کرسکتے ہیں۔ اولی الامر کو بھی خارج کریں۔ اگر خدا نے خارج کرنا تھا تو پہلے ہی کیوں اون کی اطاعت کا حکم دیا۔ اس آیت میں اولی الامر سے مراد اگر حکام وغیرہ بھی مراد ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حکام مثل سلطان روم وامیر کابل ونواب وغیرہ سب مقلد ہیں۔ اور باقی ایک بات رہی وہ یہہ ہے۔ کہ اولی الامر جمع ہے۔ نہ ایک۔ سو واضح ہو کہ قاعدہ کے مطابق امنوا بھی جمع کا صیغہ ہے۔ اولی الامر بھی جمع کا صیغہ ہے۔ جب جمع کو جمع کیطرف منسوب کیا۔ تو فرد کے واسطے فرد حاصل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ایک کے واسطے ایک چاہئے۔ تو یہہ امر بدیہی ہے۔ خدا ورسول کے بعد وہ حاکم ہوسکتا ہے۔ جو کہ اپنی خطا پر بھی ماخوذ نہ ہو۔ سو یہہ مجتہد کا مرتبہ ہے۔ جو کہ خطا پر بھی ایک اجر کا حقدار ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ مجتہد کے صواب پر دو اجر۔ خطا پر ایک +

Marfat.com

(۳) وتبیع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا - یعنے جو کوئی ایمانداروں کے رستہ کے خلاف ہے وہ دوزخی ہے - دیکھنا چاہیئے - کہ اس وقت جسقدر اسلامی شہر مکہ شریف مدینہ شریف وشام شریف - بغداد شریف - بخارا شریف - ثمرقند - بلخ - کابل - یمن - طایف وغیرہ مین خلقت رہتی ہے - سب کے سب مقلد ہین - چنانچہ فتاوی عرب موجود ہین - +

(۴) والذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب لہ حجتہم داحضۃ یعنے جو لوگ جھگڑا لیتے ہین خدا کے باتون مین - بعد اسکے کہ خلقت اوسکو مان چکی ہے - اون پر غضب ہے اور اونکے لئے عذاب شدید ہے - اس آیت مین صاف ثابت ہے - کہ جسکو خدا کے مخلوق قبول کر لیوے - اوس مین فساد یا جھگڑا ڈالنا حرام ہے - اسکی ممانعت صاف ہے - ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا دیکھو محدثین مفسرین - فقہا مقلد ہین - ملا علی حنفی - شیخ عبدالحق حنفی - امام نووی شافعی - امام بخاری شافعی - بدرالدین عینی حنفی - امام شعرانی مالکی - ابن ہمام حنفی - درمختار والا حنفی - امام محمد حنفی - وغیرہ وغیرہ اور علماء دین جسقدر ہین اونکی تعداد بھی کثرت سے مقلدین ہی ہے - پس اس ایت کے مطابق غیر مقلد مخالف حق ہین - جو نکہ آپ نے کہا تھا - کہ خدا کو پہلے ہی خبر تھی - کہ مقلد متعصب ہونگے - اسی طرح خدا نے پہلے ہی خبر دیدی کہ غیر مقلد مفسد ہونگے - اونکا یہہ علاج ہے - ولہم عذاب شدید +

(۵) یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ جلالین مین ہے - الوسیلۃ ما یقربکم الی اللہ من طاعۃ - یعنے ایماندارو خدا سے ڈرو اور اوسکی طرف وسیلہ تلاش کرو - یعنے خدا تک پہونچنے کا وسیلہ تلاش کرو - وہ مجتہد ہو سکتا ہے - اس جگہ ایمان مراد نہین - کیونکہ اہل ایمان کو خطاب ہے - عمل صالح بھی مراد نہین - کیونکہ وہ تقوی مین داخل ہین - اور جہاد بھی مراد نہین کہ اسکا آگے ذکر ہے - پس متعین ہوا کہ وسیلہ سے مراد پیشوا دین کی متابعت ہے اور یہہ کہنا کہ اس سے ہر ایک شخص مراد ہے - صحیح نہین - بلکہ وہی ہوگا - جو کہ قابل ہے وسیلہ پکڑنے کے - اس ایت مین وابتغوا صیغہ امر کا ہے - جو کہ وجوب کو شامل ہے - +

(۶) یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین - یعنے ڈرو خدا سے اور ہو جاؤ ساتھ صادقین کے - اس آیت مین مراد صادقین سے وہی لوگ ہین - جو کہ انبیاء کے کامل نائب ہین - یعنے ظاہر و باطن کا صدق اونہین کو حاصل ہے اور وہ مجتہدین ہین - +

Marfat.com

(۷) قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر- یعنے کافر کہینگے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخی- اس سے صاف ثابت ہے- کہ آدمی کو اگر خود سمجھ نہو- تو کسی سے سُنکر عمل کرے- اسی کا نام تقلید ہے- چنانچہ اس آیت فاسئلوا اھل الذکر میں صاف فرمایا کہ جس مسئلہ کا علم نہ ہو- اہل ذکر سے پوچھو- اہل علم کا لفظ نہین اہل ذکر کا ہے- جس سے مراد وہ عالم ہے- جو کہ اہل ہو- احکام وارشاد کا- وہ مجتہد ہے- کیونکہ مجتہد یا قرآن سے یا حدیث سے یا اجتہاد سے جواب دیویگا- بخلاف غیر مجتہد کے- کہ وہ اجتہاد نہین کرسکیگا- آپ فرماوٗ- کہ جو مسئلہ قرآن وحدیث مین نہین اور مجتہدون مین اختلاف ہو- ایک طرف ایک ایکطرف ایک ہو تو کیا کیا جاوے- یعنے کسطرح عمل کیا جاوے- آپ بار بار یہہ بہتان الزام اہل ایمان پر باندھتے ہین کہ قرآن وحدیث کو چھوڑکر اماموں کو مانتے ہین- آپ اپنے ایمان سے خدا کو سچ جانکر کہیئے کہ میری زبان سے یا تحریر سے ایسا نکلا ہے- ہم تو کہتے ہین- کہ امامون نے ہمکو قرآن وحدیث واجتہاد سے مسائل نکالکر بیان فرمائے ہین- اسلیئے ہم اون کے متبع ہین- اگر آپکا یہہ خیال ہے کہ قرآن اور حدیث سے قرات سورہ فاتحہ خلف الامام فرض ہے- اور حنفی اسکے قائل نہین- سو مہربانی سے آپ فرضیت کی تعریف اصول محدثین سے لکھکر فرضیت ثابت کرین- اگر یہہ صحیح ہوگا تو بہتر ورنہ جواب دیا جاویگا اور حدیث لا طاعۃ لمخلوق سے استدلال غلط ہے- کیونکہ مجتہد کے خطابے علم غیر مجتہد نہین پکڑ سکتا- بقلم عاجز خیرشاہ عفی عنہٗ +

مولوی صاحب نے اپنی تقریر مین یہہ امور بیان کیئے:- (۱) اس پرچہ مین وہی تقریر پرانی ہے- صرف مقلدون کو دوزخی ومخالف کہنا زیادہ کہا ہے- جواب- کیوں کرنا جب آپنے بیجا عذر اور پھر بیان کیئے- بلکہ ایک آیت دو حدیثین اور بھی دے گئے ہین جنکو آپ نے رد کیا نہین- (۲) اقسام مسائل اجماعی اختلافی ہین یا تو ایک مجتہد کی اطاعت کریگا- تو مقلد شخصی ہوگا- (۳) مجتہد کی غلطی مجتہد کے سوا کوئی نہین نکال سکتا- اقول- ہان حق ہے مجتہدون نے ہی نکالی ہین جو اونکے ہمعصر یا ملحقین تھے- (۴) مجتہد کے خطا سے ایک ثواب پر دو- جواب سچ ہے- تقلید اونکی فرض نہ رہی جب خطا کا احتمال آگیا- (۵) یوم ندعوا کل اُناسٍ بامامھم- تفسیر حسینی- ندا زند یا شافعی یا حنفی- اقول تفسیر حسینی اکثر ایسا کرتی ہے صفحہ ۴۷۳- بلکہ آپکا پرچہ بھی یا حنفی- (۶) حضرت سے ایک وجہ کے لوگوں کی خبر دی ہے

---

۵۱ جو شخص اہل عقل ذی علم ہوگا بالخصوص مولوی عبدالجبار صاحب اس عبارت مرقومۂ ذیل کو پڑھے گا تو مولوی خدابخش صاحب کی علمیت ولیاقت وعقل کا اندازہ کرکے خوب مرحبا کہے گا- فقط- +

یہہ نشان بتایا کہ ان دیکھے سنے حدیثین سناوینگے - جواب - اس سے وہ لوگ مراد ہین جو حضرت کے حدیثون کے مقابل قول پیش کرتے ہین - (۸) جن آیتون مین تقلید کا رد ہے وہ لوگ ماں باپ کے پیچھے لگ قران کو چھوڑتے تھے اونکے حق مین ہین - جواب - کسی پیچھے قرآن و حدیث کوئی چھوڑے اوسی بات کا مصداق ہے - احبار رہبان اونکے ماں باپ نہ تہے عالم تھے - (۹) واتبعت ملة اٰبائی ابراھیم - جواب توحید کا اتباع - اور شرک سے بیزار ہے - جامع صفحہ ۲۰۵ - (۱۰) تبع غیر سبیل المؤمنین - یہہ تقلید کو رد کرتی ہے - جامع صفحہ ۸۵ - حضرت کو اتباع ابراھیم بتایا گیا آپ بہی ابراہیمی کہلاؤ حنفی کیون کہلاتے ہو - (۱۱) چاہئے باپ مذہب پر ہو تو بیٹا بہی مذہب معین ہو اسکو قران رد کرتا ہے دیکھو پرچہ سابقہ (۱۲) ماں باپ کا دین نہ ہر جگہ منع ہے نہ ہر جگہ واجب - جواب - پہلے آپ بھول گئے اب راہ پر آئے اسی طرح تقلید شخصی بہی اللہ آپ سے چھڑادیوین - (۱۳) واولوا الامر منکم دوسری جگہ لو ردوہ الی اولی الامر منہم - جواب - سچ ہے مگر نہ ایک کی تابعداری بلکہ سب صالحین اسکی تفسیر جامع البیان صفحہ ۷۷ رد کو تقلید کرتے تہے - (۱۴) پیغمبرؐ نے ہمکو اسطرح دیا کہ عالمون نے پہونچایا ہمنے خدا اور رسولؐ کو نہین دیکھا قران ہم اپنی پیر مرشد اماموں کے ذریعے لیا ہی جواب نہین بذریعہ رسول اکرمؐ کے جن کے برابر نہ آپکا ماں باپ نہ پیر نہ مرشد - یہہ امام اعظم رح سے آپکو نہین سلے روایت سے ملے - (۱۵) حدیث ایک اور لوگ دروازے جہنم پر کہڑے ہونگے حدیثین سنائینگے صحابؓ کو تلزم جماعة المؤمنین فرمایا - جواب اونہین مومنین سے چوتھی صدی کی نہی - (۱۶) مجتہد کے پاس سوال کیا جائے گا یا قران سے یا حدیثی یا اگر اون سے نہ ملے تو اجتہاد سے جواب دیگا ــــــ جو مجتہد اجتہاد سے کہے وہ تب تک ہی ہے لائق ہے جب[۱] موافق شارع ہو - (۱۸) فردوہ الی اللہ والرسول جو کہے اولی الامر یہان رہگیا الخ - جواب - وہ بہی اوسی مین آگیا آپ آیت ہی نہین سمجہی - دیکھو جامع البیان صفحہ ۷۷ - (۱۹) ومن یشاقق اللہ ورسولہ دوسری ومن یشاقق اللہ مین رسول اللہ بھی آئے ہین یا نہین اسیطرح اولی الامر بھی آگیا - جواب - رسولؐ کا اتباع مستقل فرض ہے اونکی اتباع کا یہہ منصب نہین - (۲۰) صحابون علماؤ اماموں - اولیاؤنکی مخالفت حضرت کی مخالفت مین - جواب - مگر کرنیوالے مقلدین مین جنہون نے ایک پگڑی باقی سب چھوڑی - (۲۱) اگر بادشاہ

[۱] یہہ عجیب جواب ہی جب اوسمین کوئی آیت و حدیث ہی وارد نہین تو آپ جیسا بعلم اسکو کسطرح مخالف یا موافق کہہ سکتا ہے +

Marfat.com

مراد ہون توسب مسلمان بادشاہ ہی کسی نہ کسی مذہب کے ہین۔ ہم ہی اپنی مذہب ہین۔ جواب۔ زمان تنازعتم کا ہی لحاظ رکہین۔ (۲۲) اولی الامر من جمع ہے جب فرد لیا جائے تو فرد ہی ہو جاتا ہے۔ جواب۔ آپکو بولنا نہین آیا۔ یون کہو کہ جمع اگر جمع کا مضاف الیہ ہو تو فرد ہوتا ہے۔ مگر اسکا جمع ہونا ثابت کرو۔ (۲۳) اماموں سے مسئلہ بیان کئے۔ اب ہم امر واحدی ناشکری مولویون کرتے ہین فعل جمع فعول دیکہو۔ جواب۔ ناشکری وہ ہین جو ایک کی مقلد ہوگئی اور دیگر مخالف۔ (۲۴) تعداد اہل سنت جماعت کی۔ خانہ خراب کیون نہوا ایک حنفی بن سکتا ہے خواہ کچھہ بھی کرے کفر شرک۔ بدعت وغیرہ۔ قولہ۔ عرب کا فتوے موجود ہین جواب غلط ہے۔ آپ کے پاس فتوی بناولی یا کہ ادہر ملا نا جوا ادہر جاکر فتوے دیا ہوگا ہمارے پاس خاص فتوے شاہی دیکہو۔ اہل حدیث کی بربت ثابت کرتا ہے والدین بیحاجون جواب[۵۱] بیہ حق مین مشرکین ومنکرین خدا کی ہے دیکہو جامع البیان صفحہ ۲۱۵۔ (۲۷) تقلید کو سب اہل سنت مان لیا ہے۔ جواب۔ نہین جناب اہل سنت نے تقلید شرک کہا ہے دیکہو عقد الجید صفحہ ۳۳ وصفحہ ۲۰+ (۲۸) شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز وغیرہم بزرگان مقلد تہے۔ جواب۔ اونکو مقلد کہنا افترا ہے وہ تو اس تقلید کی بیخکنی کر گئے۔ دیکہو تفسیر عزیزی وحجۃ اللہ البالغہ وعقد الجید۔ (۲۹) ہر زمانے مین تقلید کی مخالفت چلی آتی ہے۔ جواب۔ شکر ہے اجماع ٹوٹا ورنہ آپ کے اہل حدیث کو جینا نہ چہوڑتے۔+ (۳۰) خدا کو خبر تھی کہ غیر مقلد ہونگے اونکا علاج ولہم عذاب الخ۔ جواب۔ آیت مشرکون کی حق ہے۔ جو ان الحکم الا للہ کو ہوتی ہین۔ (۳۱) وابتغوا الیہ الوسیلہ کسب معاش بھی وسیلہ دین کا وسیلہ۔ الوسیلہ ما یقربکم الیہ۔ وہ چند آیت رسول کے اسرار معلوم۔ جواب۔ سچ ہے سارے ہی لایق اتباع ہین نہ ایک معنی وسیلہ۔ جامع صفحہ ۹۹۔ (۳۲) ہر گہر مین۔ چہہ چہہ مذہب ہو تو دین نہین رہ سکتا۔ جواب۔ آپ کے طفیل ہی ہے۔ جنہون نے ایک سے چار بنائے ایک شیعہ ہوگئی ایک ہم بیچارے[۵۲]۔ (۳۳) قران سے مسئلہ نکالنا علماء کا کام ہے۔ جواب۔ سچ ہے ہمارے سب سردار ہین۔ (۳۴) شاہ ولی اللہ صاحب نے وسیلہ سے مراد بیعت کرنا لیا ہے۔ جواب۔ سچ ہے۔ مگر فان تنازعتم کا خیال فرض۔ (۳۵) سلمان شام صبح تغیر دین مین پاوینگے۔ جواب۔ سچ ہے تقلید ایسی ہی فساد پانیوالی تہی+

---

[۵۱] یہان پر آیۃ اتخذوا احبارھم کے سنت مین جو جواب آپنے فرمایا ہے کیا بہول گئے ہو دوبارہ ملاحظہ فرماوین یعنی حکم مام کے

[۵۲] ہیتے نہ شیعون کو بتایا نہ آپکو شکایت بیفائدہ۔+

(۳۶) یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا الخ۔ ہم بھی اسیواسطے کہتے ہین کہ سب اسلاف صحابہ کرام اور امام ہرایک اپنے زمانے مین۔ جواب۔ صادقین مین امامونکو کسنے نکالا۔ (۳۷) زمانہ کبھی خالی نہین اسوقت بھی بہتیرے لوگ ہین مجتہدون سے۔ جواب۔[1] ہر وقت کی مجتہدون کا اتباع کرین۔ (۳۸) سب سے معتبر مکی۔ مدینے والے ہین اور وہ مقلد ہین۔ جواب مکی کا فتوےٰ شاہی پیش ہوچکا ہے۔ (۳۹) سالھم خزنتھا الم یاتکم نذیر الی اصحاب السعیر۔ جواب۔ اسی سے تقلید شخصی نہین نکلتی۔ لنسمع او نعقل ثابت ہے جو عالم ہو دوسرے کو سمجھاوے۔ اس سے ثابت ہے اگر ہم نجانتے تھے۔ (۴۰) فاسئلوا اھل الذکر الخ۔ اہل علم اور اہل ذکر مین عجب فرق۔ جواب۔ اور آپ کی لیاقت کا اظہار اہل الذکر نصیحت پر عامل کو کہنا امامونکو اتباع سے جواب دے رہا ہے۔ معاذ اللہ۔ (۴۱) جو مسئلے ہمارے امام نے صرف اجتہاد سے نکالے ہین ہم مجبور ہین کیونکہ ہم سوچنے کا علم نہین رکھتے۔ جواب۔ وقت کی علماء سے دریافت کرو۔ مین ہبی[2] حاضر ہون جو مسئلے آپ کے ضعیف ہین تسلی کرالو۔ (۴۲) اگر آپ خلف الامام کو فرضی جانتے ہین توفرض کی تعریف محدثین کی اصول سے بیان کرین۔ جواب۔ سنو اگر نماز نہو دیکھو نیل الاوطار (۴۳) لا طاعۃ فی معصیۃ الخالق سے استدلال بیجا ہے کیونکہ مجتہد نہین۔ امام کی غلطی نکالی جو اونکے رتبے کا ہو۔ جواب اونکے ہمعصرون نے نکالی تہی۔ تمام ۔ مس یہہ آپکے پرچہ کا جواب ہے آپنے کوئی آیت نہ حدیث تقلید شخصی کے وجوب مین پیش نہین کی ہمارے طرف سے ۹ آیتین پانچ حدیثین پیش ہوچکین اور انکی خانہ سازیا تونکا بہی جواب[3] ہوچکا۔ اب فاتحہ کا مسئلہ شروع ہوتا ہے۔ +

مسئلہ[4] دوم فاتحہ خلف الامام۔ حدیث اول عن عبادۃ[5] الصامت رض۔ قال قال رسول اللہ صلعم لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب متفق علیہ مشکوۃ بخاری نے اس باب پر فرض ہونی فاتحہ کا امام مقتدی منفرد کو تمام نمازون مقیمی سفر بے جہری اور سری مین باندہا ہی صحیح بخاری ص ۹۵ +
(۲) عن عبادۃ رض حضرت صلعم نے بعد فراغت نماز فجر اصحابون سے دریافت کیا کہ کیا تم میرے پیچھے کچھہ پڑھا کرتے ہو۔ عبادہ رض کہتے ہین ہمنے کہا ہان۔ توفرمایا لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ

سلہ یہہ سوال وجواب آپکا فرض کردہ از قسم ایجاد بندہ گرچہ گندہ ہے۔

سلہ سوال دیگر جواب دیگر۔ + [illegible] +

سلہ آدمیان گم شدند وملک خدا خر گرفت امامون کی اجتہادیہ مسائل کا فیصلہ خدا بخش بعلم کرتا ہے۔ + [illegible] افسوس

لمن لم یقرء بہا رواہ ابوداود و الترمذی والنسائی وابن ماجۃ (۳) ابوداود مین ہے۔
فلا تقروا بشی من القران اذا جہرت الا بام القران صفحہ ۱۲۰ (۴) ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے حضرت
صلعم نے منادی کروائی لا صلوۃ الا بقراہ فاتحۃ الکتاب فما زاد ابوداود صفحہ ۱۱۹ (۵) عن
ابی ھریرۃ رض۔ من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا بام القران فہی خداج ثلثا غیر تمام فقیل
ابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام قال اقرء بہا[1] فی نفسک فانی سمعت رسول
اللہ صلعم الخ۔ رواہ ابوداود والترمذی والنسائی ومالک صحیح مسلم صفحہ ۱۶۹ -
(۶) ابن ماجہ میں بلفظ فغمز ذراعی فقال یا فارسی اقرء بہا[2] فی نفسک (۷) تلخیص
ابن جونی ابن صاف اور ابن خزیمہ سے یہی لفظ روایت کی گئی ہین - وان کنت خلف الامام
قال فاخذ بیدی وقال اقرء بہا فی نفسک - (۸) جزء القراۃ بخاری صفحہ ۸ قال
رسول اللہ صلعم اتقرؤن خلفی قالوا نعم انا نہذ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القران
رواہ البخاری - (۹) کنوز الحقائق صفحہ ۱۸۴ الطبرانی مین مرفوع ہے - من صلی خلف الامام
فلیقرء بفاتحۃ الکتاب - (۱۰) ایضاً صفحہ ۱۸۴ - لا تقرؤن خلفی الا بفاتحۃ الکتاب رواہ
البیہقی (۱۱) ایضاً صفحہ ۱۸۰ - لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب اماما وغیر اماما
(۱۲) لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب خلف الامام او غیر امام (۱۳) عن ابی
ھریرۃ رض قال رسول اللہ صلعم من صلی صلوۃ مکتوبۃ مع الامام فلیقرء بفاتحۃ فی
سکتاتہ[3] الحدیث دارقطنی صفحہ ۱۲۰ - (۱۴) فلا تفعلوا الا بام القران فانہ لا صلوۃ
لمن لم یقرء بہا ھذا حدیث حسن دارقطنی صفحہ ۱۲۰ (۱۵) فلا تقرؤا الا بام القران
سرا فی انفسکم دارقطنی صفحہ ۱۲۱ - (۱۶) فلا یقرئن احد منکم شیا من القران اذا
جہرت بالقراۃ الا بام القران ھذا اسناد حسن ورجالہ ثقات کلہم - (۱۷) عن
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعا من صلی صلوۃ مع الامام یجہر فیہا

---

[1] آپ کہتے ہین قول صحابی موقوف حجت نہین اب ابوہریرہ کے قول سے وجوب ثابت کرنا کیسا لغو ہے - +

[2] قرۃ نفسی اسکو کہتے ہین جس سے زبان - دہان - حلق و دندان کو حرکت نہو +

[3] تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۶ مین لکہا ہے کہ سکتات مین قرۃ کرنا غیر جائز ہے واجب نہین سکتہ کرنا وغیرہ - +

Marfat.com

فلیقرء بفاتحۃ الکتاب فی بعض سکتاتہ فان لم یفعل فصلوتہ خداج غیر تمام دار قطنی صفحہ ۱۲۱-(۱۸) عن ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم الامام ضامن فما صنع فاصنعوا قال ابو حاتم ھذا الصحیح لمن قال بام القران خلف الامام دار قطنی صفحہ ۱۲۲-(۱۹)[۱] عن عبادۃ رض قال قال رسول صلعم ام القران عوض من غیرھا ولیس غیرھا بعوض منھا دار قطنی صفحہ ۱۲۴-(۲۰) عن جابر رض کہا ہم حضرت صلعم کے پیچھے ظہر اور عصر میں بیچ پہلے دو رکعتوں کو سورہ فاتحہ۔ اور سورہ اور بیچ پچھلے دو رکعتوں کے سورہ فاتحہ۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۲۸ (۲۱) علی رض عنہ سے ایسا ہی دار قطنی صفحہ ۱۲۲-(۲۲) دوسری سند بھی ایسی ہے۔ (۲۳) یزید بن شریک کو عمر رض نے امام کے پیچھے فاتحہ کا حکم دیا دار قطنی صفحہ ۱۲۱ (۲۴) عن ابی بن کعب اقرء خلف الامام قال نعم دار قطنی صفحہ ۱۲۰ (۲۵) عن خالد الحذاء عن ابی قلابۃ عن محمد بن ابی عائشۃ عن رجل من اصحاب النبی صلعم قال قال رسول اللہ صلعم لعلکم تقرؤن والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال لا الا ان یقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب قال الحافظ بسنادہ حسن مغنی شرح دار قطنی صفحہ ۱۲۰

دلائل[۲] جو مخالفین پیش کرتے ہین۔ (۱) آیت فاقرؤا ما تیسر من القران۔ جواب اسکی تفسیر معالم میں اسطرح ہے کہ ابن عباس رض تعالی عنہ نماز پڑھائی بصرہ مین پہلی رکعت مین فاتحہ۔ اور اول آیت سورہ بقر اور دوسری رکعت فاتحہ مین دوسری آیت پڑھی پھر کہا یہہ معنی ہین فاقرؤا ما تیسر کے اور من تبعیضیہ[۳] ہی نہ تبعیضیہ اور فاتحہ کا قران ہونا قران ہی سے ثابت ہے۔ ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یہان عطف تفسیری ہے جیسا تلک آیات الکتاب وقران مبین مین ہے۔ دوسرا۔ واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جواب امام نسائی جلد اول صفحہ ۱۴۶ مین حدیث لا یقرءن احد منکم اذا جہرت بالقرۃ الا بام القران تاویل قولہ عز وجل واذا قرئ القران الخ تفسیر معالم مین ابی ہریرہ رض سے

---

[۱] اس حدیث مین کوئی لفظ ایسا نہین جسے امام کے پیچھے پڑھنا ثابت ہو۔ [۲] حضور نے خود ہی دلائل پیش کئے خود ہی جواب دیدیا۔ ماشاء اللہ۔ کیا خداداد لیاقت و علمیت ہے [۳] پس آپ کے قول کے مطابق آیۃ مذکورہ سے صرف ماتیسر فرض ہوا نہ سورہ فاتحہ۔ اور لطف یہہ کہ یہی آیت مولوی ثناء اللہ صاحب نے قرءۃ خلف الامام کی ترغیب پر پیش کی ہے۔ +

کہ نماز مین لوگ باتین کرتے تہے اسلیئے اوتری اور کہا ایک قوم نے نازل ہوی کہ بیچ لوکار کر پڑہنے کے پیچہے امام کی اور زید بن اسلم نے بیچ بلند کرنے آوازون کی نماز مین کہا اور سعیدی عطا و مجاہد نے نازل ہوئے خبط مین چپ کے رہنے مین تفسیر جلالین مین نماز مین باتین منع کی گیئن (۳) جابر کی موقوف روایت الاوراء الامام ترمذی موطا امام مالک یہہ موقوف ہے اور موقوف حجت کے لائق نہین ہوتی[۵] وھو لیس بحجۃ علی الاصح مقدمہ ترمذی صفحہ ۲- (۴) واذا قرء فانصتوا

[۵] مولوی خدا بخش صاحب کا یہہ قول کہ حدیث موقوف حجۃ نہین۔ دو حال سے خالی نہین یا تو بعلمی کے باعث کتب اصول محدثین و ناقدین پر نظر کیا بلکہ سنی ہی نہین یا علماء متقدمین کے راستہ سے ہٹکر اپنے طرف لوگون کو گمراہ کرتے ہین۔ کیونکہ مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی رسالہ ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی مین لکھتے ہین کہ اصطلاح محدثین مین حدیث عام ہے قول رسول و قول صحابی و تابعی سے جیسا کہ سیوطی نے کتاب تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین لکھا ہے۔ قال الطیبی الحدیث اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام او الصحابی او التابعی وفعلھم وتقریرھم۔ اور وہ قول صحابی کا محدثین کے نزدیک مرفوع کی حکم مین ہے جس مین اجتہاد رائے کو دخل ہو کما فی شرح النخبۃ للابن حجر وفی کتاب النکت علی ابن الصلاح اور امام سخاوی نے شرح الفیہ مین لکھا ہے۔ قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ ومذھب مالک و ابوحنیفہ انہ کالمسند اور مولانا ابو یحیی زکریا الانصاری کتاب فتح الباقی شرح الفیہ العراقی مین لکھتے ہین۔ وما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا یقال من قبل الرائی بان لا یکون للاجتہاد فیہ دخل وحکمہ الرفع الخ۔ غرضیکہ صحابی کا قول بہی اقسام حدیث مین سے ایک قسم کی حدیث ہے اور جو قول موقوف ایسا ہو کہ اسمین عقل و رائے کو کچہہ دخل نہین تو وہ حدیث مرفوع کا حکم رکہتی ہے۔ اور لطف یہہ کہ اپکے نزدیک باوجود صحت نہونے قول صحابی کے اکثر جگہہ پر اقوال صحابہ سے استدلال کیا ہے جیسا وجوب فاتحہ پر قول ابوہریرہ رض کا اقرءبہا فی نفسک یا فارسی وغیرہ۔ افسوس اس علمیت پر۔ امام قاسم بن قطلوبغا حنفی اپنے فتاوی مین لکہتے ہین۔ قول الصحابی حجۃ عندنا۔ امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکہتے ہین۔ قول الصحابی حجۃ مالم ینفیہ شئی من السنۃ۔ حضرت شیخ محدث محقق عبدالحق دہلوی فتح المنان فی تائید مذھب النعمان مین لکہتے ہین قال ابن المبارک قال ابوحنیفۃ ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبالرأس والعین

[بقیہ حاشیہ بصفحہ ۵۸ پڑھو]

Marfat.com

جواب کہا ابوداوٗد نے یہہ زیادتی ابوہریرہ سے نہین وہم ابو خالد کا ہے۔ کیا مسلم نے اسپر صحت اجماع نہین ہوا مسلم صفحہ ۱۷۴۔ اور صفحہ ۱۷۵۔ تقریب ۲۹۶ مروی ہے کہ ابوخالد مجہول ہے ابوداوٗد مین ہے باز رہے پڑہنے سے پیچہے امام کی نماز جہریہ مین کہا۔ ابوداوٗد نے کہ یہہ قول زہری کا ہے حدیث کا لفظ نہین (۶) قرأۃ الامام لہ قرأۃ۔ جواب قسطلانی کی صفحہ ۳۷ مین ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے۔ مسک الختام صفحہ ۲۱۹ مین ہے کہ طرق کلہا معلول تخریج ہدایہ صفحہ ۹۴ مین ہے کہ اسمین جابر جعفی ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ نے بہت جہوٹا کہا ہے (۷) لا ان یکون وراء الامام۔ جواب کہا دارقطنی نے اسمین یحیی ہے اور وہ ضعیف ہے دارقطنی صفحہ ۱۲۱۔ (۸) قول اسکے منہ مین کوئلہ آگ کا ڈالا جاوے۔ جواب تخریج ہدایہ صفحہ ۹۵۔ آمین ابن نجاد مجہول ہے (۹) قول عمر اوسکا منہہ پتہرون سے۔ جواب۔ اول یہہ موقوف ہے۔ دوم مخالف روایت عمرؓ سے ہے جو کہ گذرے ابن شریک سے۔ (۱۰) علیؓ سے جسنے پڑہا کچہہ خلف الامام اوسنے خطا کیا طریقہ اسلام سے جواب یہہ موقوف ہے اور اوسکی اسناد مین ابن ابی لیلی ہے اور وہ ضعیف (۱۱) جو پڑہے خلف الامام اوسکی نماز نہین۔ جواب تخریج ہدایہ مین صفحہ ۹۵ مین ہے کہ یہہ قول ضعیف۔ (۱۲) جو پڑہے خلف الامام آگ سے منہہ بہرا جاوے۔ اسکی اسناد مین محمود بن احمد ہے اور وہ جہوٹا ہے۔ (۱۳) اوسکے منہہ مین گندگی بہری جاوے۔ جواب۔ یہہ موقوف اور مرسل ہے جزء القرات صفحہ ۷ مین ہین اور پیر پیران رضؓ نے الحمد شریف کو غنیۃ شریف صفحہ ۱ مین ارکان نماز مین بیان کیا ہے جو مقلدون اور امام اور منفرد کو مساوی ہے صفحہ ۱۳۴۔ رواہ ابوداوٗد۔ یہہ دونو مسئلے جو میرے ذمہ پر تہے۔ مینے دلائل پیش کردے آپ اسکا ایسا دیوین جسمین صراحتاً ممانعت ہو اور سند بطور احتیاطی کی قران وحدیث کی ہو اور ممانعت امین بالجہر اور رفع الیدین کی صریح تحریر فرماوین۔

نمبر ۱ مسئلہ۔ آمین بالجہر:۔ عن وائل ابن حجرؓ انہ صلی خلف رسول اللہ یائین۔ (۲) عن ابی ہریرۃؓ قال کان رسولؐ اذا تلا غیر المغضوب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۔ فَمَا جَاءَ عَنِ الصَّحَابَۃِ فَلَا نَتْرُکُہٗ۔ غرض کہ قول صحابی حجۃ ہے۔ عندالعلماء اور وہ جو مولوی خدابخش صاحب نے مقدمہ ترمذی سے یہہ قول وَھُوَ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ نقل کیا ہے۔ اوسکا یہہ مطلب نہین کہ مطلقاً حجۃ نہین بلکہ بمقابلہ نص صریح و مرفوع کی حجۃ نہین۔

Marfat.com

علیھم ولا الضالین قال امین حتی یسمعه من یلیه من الصف الاول ابوداؤد صفحہ ۱۳۴ (۳) وعنه الی ان قال حتی یسمعها اھل الصف الاول فیرتج بھا المسجد رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۳۔ (۴) عن عطاء قال ادرکت مائتین من الصحابۃ رضی اللہ عنھم اذا قال الامام ولا الضالین رفعوا اصواتھم بامین بیھقی مرقاۃ۔ (۵) قال عطاء امین دعاء وامن ابن زبیر ومن وراءہ حتی ان للمسجد للجۃ وکان ابو ھریرۃ ینادی الامام لا تفتنی بامین وقال نافع کان ابن عمر رض لا یدعه ویحضھم وسمعت منه ذلک خیرا رواہ البخاری صفحہ ۱۰۷۔ (۶) عن عطاء مثل حدیث الرابع الا قال فی اخرہ سمعت لھم رجة بامین رواہ البیہقی قسطلانی صفحہ ۸۵ (۷) عن واھل ابن حجر رض قال کان رسول اللہ صلعم اذا قرء غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال امین ورفع بھا صوته رواہ ابوداؤد صفحہ ۱۳۴ (۸) عن نعیم المجمر قال صلیت وراء ابی ھریرۃ فقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم قرء بام القرآن حتی اذا بلغ ولا الضالین قال امین فقال الناس امین الحدیث رواہ النسائی بلوغ المرام باب صفۃ الصلوۃ۔ (۹) عن علی رض قال سمعت رسول اللہ صلعم اذا قال ولا الضالین قال امین رواہ ابن ماجہ فی باب الجھر بامین صفحہ ۱۳۔ (۱۰) عن عبد الجبار بن واھل عن ابیه قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیه وسلم۔ فلما قال ولا الضالین قال امین فسمعناھا منه۔ رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۳۰۔ (۱۱) عن ابی ھریرۃ رض قال کان رسول اللہ صلعم۔ اذا فرغ من قراۃ ام القرآن رفع صوته وقال امین دارقطنی صفحہ ۱۲۸۔ (۱۲) عن وائل ابن حجر رض قال سمعت رسول اللہ صلعم قرء غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال امین مد بھا صوته ترمذی دارمی ابن ماجہ مشکوۃ صفحہ ۷۲۔ (۱۳) عن بلال رض انه قال یا رسول اللہ لا تسبقنی بامین رواہ ابوداؤد صفحہ ۱۳۴ (۱۴) عن عائشہ رض ما حسدتکم الیھود علی شئی ما حسدتکم

ـــه اسکو بخاری نے خود روایت نہیں فرمایا بلکہ بلا اسناد اصلی درج کر دیا ہے۔ انکا کہنا رواہ البخاری غلط ہے دیکھو قسطلانی وعینی شرح بخاری۔ ✝

Marfat.com

علی السلام والیا مین رواہ ابن ماجہ فی باب الجہر بامین (۱۵) عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلعم ماحسدتکم الیھود علی شی ماحسدتکم علی امین فاکثروا من قول امین رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۳۰- (۱۶) عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلعم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم فقولوا امین فانہ من وافق قولہ قول الملئکہ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ رواہ البخاری فی باب الجہر بامین صفحہ ۱۰۸ (۱۷) وعنہ ان رسول اللہ صلعم قال اذا قال احدکم امین وقالت الملئکۃ فی السماء امین فوافقت احدیھما الاخری غفرلہ ماتقدم من ذنبہ رواہ البخاری ومسلم صفحہ ۱۰۸ (۱۸) وعنہ قال قال رسول اللہ صلعم اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا امین فان الملئکۃ تقول امین وان الامام تقول امین فمن وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ رواہ النسائی صفحہ ۱۸- (۱۹) وعنہ مثل مثل حدیث الاول قال اذا امن القاری رواہ النسائی صفحہ ۸۱ - (۲۰) وعنہ ان رسول اللہ صلعم قال اذا امن الامام فامنوا الی ان قال قال ابن شہاب کان رسول صلعم یقول امین رواہ البخاری ومسلم والبوداود وترمذی ونسائی ومالک - پیران پیر رض نے شہاب عنہ الطالبین میں آمین بالجہر کو شہاب نماز میں بیان کیا ہے - یہ بیس حدیثین ہین جو رسول اللہ سے امین بالجہر کی سنیت ثابت کرلیتے ہین اسکی تائید مین اور بھی تو بہت حدیثین ہین مگر بسبب طوالت انہین پر اختصار کیا گیا جو بھائی منع کرتے ہین وہ یہ آیت پیش کرتے ہین - ادعو ربکم تضرعا وخفیہ - مگر اس آیت کو اس سے کوئی تعلق نہین جہان نماز کے دعائین اور قراءت کے لئے دوسری آیت لاتجھر بصلوتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذالک سبیلا بخاری شریف مین ہے - بروایت عائشہ یہ دعا کے حق مین وارد فرمائی - ایسا ہی حدیث جسمین خفض بھا صوتہ ہے یہ علقمہ بن وائل اپنی باپ سے روایت کرتا ہے کہ بیٹے اوس سے سُنا اسکے حقمین فتح القدیر والی ابن ہمام امیر و سردار حنفیونکی فتح القدیر صفحہ ۱۲۲ مین فرماتے ہین انہ ولد بعد موت ابیہ بستۃ اشھر للہ الحمد کہ ہماری طرف سے تقلید کی رد مین تو حدیثین اور پانچ آیتین اور فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کے لئے ۲۵ حدیثین اور امین بالجہر کے لئے ۲۰ حدیثین ہماری طرف سے گذر چکین - جو لوگ کہتے ہین کہ امین اسلئے کئے گئے کہ کفار

Marfat.com

مسلمان بہت معلوم ہون یہہ محض افترا ہے۔کسی کتاب حدیث مین نہین آیا۔اب مسئلہ رفع الیدین کو سُن لین۔ (۱) عن ابن عمر ان رسول صلعم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع رأسہ من الرکوع رفعہما کذلک الحدیث رواہ البخاری ومسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۷۔ (۲) عن نافع ان ابن عمر رض کان المعتل حدیث الاول الا قال واذا قام من الرکعتین رفع یدیہ ورفع ذالک ابن عمر الی النبی رواہ البخاری مشکواۃ صفحہ ۶۷۔ (۳) عن مالک وابن ھو یرث مثل حدیث اول الا قال حاذی اُذنیہ وفی روایتہ فروع اذینہ متفق علیہ مشکواۃ صفحہ ۶۶و۶۷۔ (۴) عن وائل ابن حجر انہ رأی النبی۔ رفع یدیہ حین فصل فی الصلوٰۃ وکبر ثم التحف بثوبیہ ثم یدہ الیمنی اعلےٰ الیسرےٰ من ارادان رفع یدیہ من الثوبیب ثم رفعہما وکبر ورکع فلما قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ فلما سجد سجد بین کفیہ رواہ مسلم مشکواۃ صفحہ ۶۷۔ (۵) وعن ابی قلابہ مثل حدیث اول وسوم متفقا علیہ نیل الاوتار صفحہ ۵۵۔ (۶) عن ابن عمر رض قال کان رسول اللہ صلعم اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ مثل حدیث اول۔ الا قال ولا یفعلہ رفع رأسہ من السجود متفق علیہ بخاری صفحہ ۱۰۲۔ (۷) وفی البیہقی فما زلت تلک صلوٰتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ انتہی ورسالہ اللبیب صفحہ ۵۵ (۸) عن علی رض عن رسول اللہ صلعم انہ اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبہ کبر ورفع یدیہ حذو منکبیہ ویصنع مثل ذلک اذا قضی قرائتہ و ارادیرکع ویصنعہ اذا رفع رأسہ من الرکوع ولا یرفع یدیہ فی شیٔ من صلوٰتہ وھو قاعد واذا قام من السجدتین یرفع یدیہ کذلک وکبر رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وصحح مسعی الاخبار صفحہ ۵۵۔ (۹) عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ قال فی عشرۃ من اصحاب النبی صلعم انا اعلمکم الصلوٰۃ رسول اللہ صلعم قالوا الخ۔ دس صحابون مین رفع یدین بیان کی اور انہون نے تصدیق کی یہہ حدیث ترمذی ابوداؤد نسائی بمنزلہ دس حدیثون کے ہوئی اسواسطے یہان سے نمبر ۱۹ شروع ہوا۔ (۱۹) عن عبداللہ رض

؎ اس حدیث مین رفع یدین کا ذکر نہین۔ +

قال رأیت رسول اللہ صلعم اذا قام فی الصلوۃ رفع یدیہ حتی تکونا الخ مثل حدیث سابق المذکور بخاری صفحہ ۱۰۲ (۲۰) عن البنیؓ ان رسول اللہ صلعم کان یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوۃ و اذا رکع رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۳۳ - (۲۱) عن ابن عمرؓ کان اذا رای رجلا لا یرفع یدیہ اذا رکع رماہ بالحصی رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین ص ۷ وفی دار قطنی ور فع یدیہ صفحہ ۱۰۸ - احادیث لو اور بھی بہت مین مگر اسی پر اکتفا کیا گیا - سفر سعادت[۱] مین ہے کہ چار سو حدیث اس مسئلہ مین مروی ہے اور پیر پیران رضی عنہ شریف صفحہ ۱۱ مین رفع الیدین کرنا شہاب نماز مین کہا ہے - دار قطنی کی شرح مغنے صفحہ ۱۰۸ مین ہے جس تقریر سے کہ ایک اصحاب ہے ترک سنت ہذا انکر تا تھا - اور یہہ جو مشہور ہے کہ کافر بتونکو لغلون مین لے آتے تھے اسلئے رفع الیدین آپنے کرائی غلط اور رسول اللہ صلعم پر بہتان ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار - پس مسئلہ ہذا کے لئے اکیس حدیثین ناظرین کے سامنے مولوی خیر شاہ کو دیدی گئین اب انکا جواب اور اپنی پانچ ثبوتونکو پیش کرنا آپکے ذمہ پر ہے - +

محمد خدا بخش واعظ محمدی - یکم جمادی الاخر ۱۳۲۰ھ ہجری -

ایک چھوٹا[۲] پرچہ اسکے ساتھ ہے -

---

[۱] یہہ روایت سفر سعادت والی موضوع معلوم ہوتا ہے کیونکہ محدثین متقدمین ناقدین مین سے کسنے اس روایت کو بخیال ضعیف بھی نقل نہین کیا نہ روایت کیا نہ صحیح کی سفر سعادت کے مصنف نے عجب بناوٹ یا رعایت سے یہہ تحریر فرمایا ہے - علاوہ ازین جب تک ممانعت نہ ہی تبتک خواہ ایک اثر ہو تو معتبر ہے - جب ممانعت ہوجاوے تو چار ہزار بھی غیر معتبر و متروک ہے - ہمنے تو ممانعت ثابت کردی ہے - سفر سعادت مین لفظ چار صد اثر ہے - اثر کا ترجمہ خدا بخش صاحب نے حدیث کیا ہے تاکہ جاہلون کے دل بھڑک اوٹھین اور خواہ نخواہ اسکو قبول کرین نعوذ باللہ من العوم بعد الکور - [۲] لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب - لا نفی جنس و الصلوۃ اسم و سدا رسم الا حرف استثنا با جار فاتحہ مضاف کتاب مضاف الیہ مضاف الیہ ساتھ مضاف کی ملکر مجرور ہوا جار کا جار ساتھ مجرور کی ملکر متعلق کائنۃ محذوف کا کائنۃ ساتھ متعلق کی ملکر خبر ہوئی لا کی اور لا ساتھ رسم اور خبر کی ملکر جملہ اسمیہ ہوا اور ترکیب لا الہ الا اللہ کی بر اہ مہربانی احادیث مفصلہ ذیل مین کا بمعنی نفی جنس کرکے ترکیب فرمادین - اور خلاصہ تحریر کرین - حدیث لا دین لمن لا عہد لہ +

بقیہ حاشیہ بصفحہ ۶۳ دیکھو

Marfat.com

تقریر از طرف مقلدین کثرھم اللہ تعالیٰ (بسم اللہ الرحمن الرحیم)
مولوی صاحب نے شان نزول بیان کرکے آیہ کا مضمون پلٹ دیا۔ حالانکہ مان چکے ہین کہ آیت کا مضمون عام ہوتا ہے اور شان نزول پر عمل نہین ہوتا۔ ورنہ آیتہ مکیون۔ مدینون پر ہی رہیگی۔ اور اسجگہہ شان نزول کو کام لیکر خلاصی پاگئے۔ اور اون مسایل اختلافیہ مین جو قرآن وحدیث سے بالصراحتہ والوضاحتہ ظاہر نہ ہون ایک کا اتباع ضروری ہوا۔ اور غیر مجتہد کا اسپر بار بار سوال کرنا اور حدیث کا تلاش کرنا غلط ہے حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم کا ارشاد کے نسبت نواب صدیق حسن غیر مقلد اپنے کتاب کشف الالتباس صفحہ ۲۴۵ مین کافی جواب ہے۔ ہم نے دلایل تقلید کی جو عرض کیا ہے۔ وہ لاجواب ہے۔ چنانچہ آپ نے کئی آیتون کا جواب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۔ (نمبر۲) لا دین لمن لا امانت لہ۔ (نمبر۳) لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد (نمبر۴) لا صلوٰۃ بحضرت الطعام۔ (نمبر۵) لا صلوٰۃ الا بحضور القلب (نمبر۶) لا صلوٰۃ للعبد الآبق حتے یرجع۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہہ ایک پرچہ مولوی علی محمد رندہری نے مولوی خدابخش صاحب کو جسوقت بر سر موقعہ تقریر کہڑے تہے دیا تھا ورنہ مولوی خدابخش خود تو نہ سمجہا نہ بیان کیا۔ ع۔ تاشی۔ مولوی خدابخش آیت فصل لربک وانحر علی رض سے تفسیر اکلیل مین وقد اخرج ابن ابی حاتم والبیہقی فی سنتہ والحاکم وابن مردویۃ من علی رض ابن طالب قال لما نزلت ھذہ السورۃ علی النبی صلعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجبرئیل ما ھذہ النحرۃ التی امرنی بھا ربی فقال انھا لیست بنحرۃ ولکن یامرک* اذا تحرمت للصلوٰۃ المدینۃ الذین ھم فی السمٰوٰت السبع وان لکل شئ زینتہ وان زینتہ الصلوٰۃ رفع الیدین عند کل تکبیرۃ قال النبی صلعم رفع الیدین من الاستکانتہ التی قال اللہ تعالیٰ فما استکانوا بتفرعون وھو من طریق مقابل بن حبان عن الاصبغ بن نباتہ من علی رض +

* امر اصل مین وجوب کے لئے آتا ہے تو معلوم اس تقریر سے یہہ ہوا کہ آپکے نزدیک رفع یدین واجب ہے اور حدیث موضوع ومنکر ہے اور تائید ہوگئی۔ +

ــــہ۔ البتہ اسقدر عرض کرنا لازمی ہے کہ حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ کی تصنیف غنیۃ الطالبین ہے یا نہین۔ اکثر تو اس طرف ہین کہ یہہ اون کی تصنیف ہے اور بعض اس طرف ہین کہ اونکی نہین جیسا حققہٗ عبد الحق دھلوی وغیرہ۔ ع۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب۔ اور حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ امام طریقت و

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴ پر دیکھو)

نہین دیا۔ اور نقط وغیرہ کے تحریرات تو از حد طویل ہین البتہ اسجگہ بقدر ضرورت چند اقوال علما و صلحا کے تحریر
کیئے جاتے ہین۔ امام غزالی صاحب ارکان امر معروف ونہی منکر مین لکہتے ہین۔ علی کل مقلد اتباع مقلدہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٣۔ مقتداے اہل معرفت ہین۔ اونکی اتباع مسائل طریقت وتصوف مین حضرات قادریہ پر لازم ہے۔
ائمہ مذاہب اربعہ امام شریعت ہین۔ مسائل شرعیہ ظاہریہ مین اتباع اپنے اپنے امام کی ہے۔ پس حضرت پیران پیر دستگیر کا
اتباع مسائل باطنیہ مین لازم ہوا نہ ظاہریہ مین۔ اور حضرت پیر دستگیر کا مقلد ہونا اونکی قول وفعل سے ثابت ہے
اور رسالہ مرج البحرین مین شیخ عبدالحق لکہتے ہین کہ اونکا مذہب حنبلی تہا۔ چنانچہ اوسے غنیہ مین فرماتے ہین الامام
ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہم و اماتنا علی مذہبہ اصلا
و فرعا وحشرنا فی زمرتہ۔ یعنے مارے خدا مجھکو میرے امام احمد حنبل کے مذہب پر اصول و فروع مین اور
اوٹھاوے خدا مجھکو قیامت کے دن بیچ گروہ امام میرے کے۔ اس کلام پاک سے کیسی پابندی مذہب معین و تقلید
شخصی ثابت ہوتی ہے۔ پس حضرت پیر دستگیر کا مذہب معین پر خوش ہونا آمین ہم اونکی تبع ہین۔ یعنے ہم بہی تقلید
شخصی کو پسند و محمود سمجھتے ہین۔ اور علاوہ ازین حضرت پیران پیر دستگیر کو مرتبہ اجتہاد کا بہی کسیقدر حاصل تہا اگر آپنے
کہی مسئلہ مین اختلاف کیا تو مضائقہ نہین۔ کیونکہ مجتہد فی المذہب کو بہی یہہ اختیار کسیقدر حاصل ہے۔ اور حضرت پیر دستگیر کا
لفظ مرجیہ کا بہ نسبت بعض فرقہ حنفیہ کے ہے۔ جیسا کوئی کہے کہ مسلمانون مین سے منکر جن و ملائکہ و جنت
و حیات مسیح و خروج دجال وغیرہ بہی ہین۔ جیسا نیچری و مرزائی و معتزلہ وغیرہ۔ تو اس سے جملہ امت محمدیہ کا
انکار ثابت نہین اگر لفظ بعض سے کل مراد ہون تو خود آنجناب مذکور بہی اونہین مین شامل ہوگا۔ اور خود بعض حنفیہ کے
علامت یہہ ارشاد فرمائی ہے۔ دیکہو غنیہ صفحہ ۲۳۔ و اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ
النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ باللہ و الاقرار الخ۔ یعنے بعض
حنفی جنکا زعم یہہ ہے کہ ایمان معرفت ہے۔ اور حالانکہ کتب حنفیہ مین ایمان کی یہہ علامت نہین بلکہ کتب عقائد
مثل عقائد نسفی مین ہے۔ الایمان ہو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ والاقرار بہ۔ قال
العلامہ فی شرحہ ان بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ و
اطبق علماؤنا علی فسادہ۔ یعنے بعض قدریہ کا یہہ عقیدہ ہے کہ ایمان معرفت کا نام ہے ورنہ ہمارے
علما اوسکے فساد پر متفق ہین۔ غرضکہ حنفی کوئی نہین کہتا کہ ایمان معرفت ہے اگر کوئی ہو بہی جیسا غیر مقلد اپنے آپ کو
بہی حنفی کہتے ہین تو غیر معتبر۔ قال صاحب المواقف ومن الفرقۃ المرجئۃ الغسانیۃ اصحاب

Marfat.com

من کل تفصیل فاذا المخالفۃ المقلد متفق علی کونہ منکراً بین المحصلین۔ یعنے ہر مقلد پر
ہر مسئلہ مین اپنے امام کی تقلید لازم ہے۔ اور امام کی مخالفت گناہ۔ اور کتاب مختصر الوقایہ کے شرح
کتاب آشریہ مین قہستانی نے لکھا ہے۔ واعلم من جعل الحق متعدداً کالمعتزلۃ اثبت
للعامی المخیار فی الاخذ من کل مذہب ما یھواہ ومن جعل الحق واحداً
تعلمائنا الزم للعامی اماماً واحداً کما فی الکشف۔ فلو اخذ من کل مذہب
مباحہ صار فاسقاً کما فی الشرح الطحاوی۔ یعنے جان کہ جسنے معتزلہ کے طرح سب مذہبون
کو حق کیا۔ اوسنے ہر مسلمان کے واسطے ہر مذہب پر عمل کرنے کا اختیار ثابت کیا اور جس نے ہمارے

بقیہ حاشیہ:۔ غسان اکوفی قالوا الایمان ھو المعرفۃ باللہ ورسولہ اجمالاً لا
تفصیلاً الی ان قال وغسان کان یحکیہ ای ھذا القول عن ابی حنیفۃ ویعدہ من
المرجیۃ وھو افتراء علیہ قصد بہ ترویج مذھبہ لموافقۃ رجل کبیر
مشھور الخ ملخصاً۔ اور نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب اتحاف النبلاء کو بھی ملاحظہ کرین
بعض نے یہہ بھی کہا کہ یہہ فقرہ ملحق وموضوع کیا گیا ہے۔ اصل مین کسی بزرگ کی کلام نہین۔ غرضکہ دشمن امام اعظم
کی توازحد نہین۔ مگر اون کو شامی نے خوب انعام دیا ہے۔ فلعنۃ ربنا اعداد رمل + علی من رد
قول ابی حنیفہ + وفی الملل والنحل ومن العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفۃ
مثل مذھبہ ویعدہ من المرجیۃ ولعلہ کذب الخ وقال المعتزلۃ کانوا یلقبون
کل من خالفھم فی القدر مرجیاً الخ۔ یعنے یہہ لفظ معتزلہ نے حنفیون کی نسبت کہا ہے عداوۃً وضداً
اگر آپکو غنیۃ الطالبین پر زیادہ اعتماد ہے اسیلئے بار بار حوالہ دیتے ہین تو لیجئے وہابیون کو دوزخیون مین سے بیان
کرگئے ہین۔ جس جگہہ سے یہہ پوچھا گیا کہ میان تم کس مذہب کے لوگ ہو تو غیر مقلدین کہتے ہین کہ ہم محمدی ہین
غنیہ مین جہان فرق روافض کی تفصیل ہے وہان پر لکھتے ہین۔ واما الرافضۃ فتفرقت اربع عشر
فرقۃ القطعیۃ والکیسانیۃ والکربیۃ والمغیریۃ والمحمدیۃ الخ یعنے رافضیون
کے فرقے ۱۴ ہین اون مین سے پانچوان فرقہ محمدیہ ہے۔ وہابیون کو مبارک ہو۔ فقط
* جیساکہ مولانا محمد نعیم اللہ صاحب رسالت تنقید الکلام مین لکھتے ہین۔ +

Marfat.com

اہل سنت کیطرح ایک ہی حق مقرر کیا۔ تو اوس نے ایک ہی امام کے اتباع کو لازم گردانا جس سے ... سے مباح مباح لیا وہ فاسق ہوا۔ امام شعرانی مالکی میزان مین لکھتے ہین۔ امامن لم یصل الی ... عینے الشریعۃ الاولی وجبت علیہ التقلید بمذہب واحد خوفا من الوقوع فی الضلال وعلیہ عمل الناس الیوم۔ یعنے جو شخص نہین پہونچا۔ عین شہود کے مرتبہ تک۔ تو اوس پر ایک ہی مذہب کی تقلید واجب ہے۔ تا گمراہ نہ ہووے۔ اور اسے وجوب تقلید پر آج کل مسلمانون کا عمل ہے اور شاہ ولی اللہ عقد الجید مین لکھتے ہین۔ المرجح عند الفقہاء ان العامی المنتسب الی مذہب لایجوز لہ مخالفتہ۔ اور شاہ ولی اللہ انصاف مین لکھتے ہین۔ لعد المائتین ظہر فیہم التمذہب باعیانہم وکان ذالک واجباً۔ امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب رسالہ مبدء معاد مین تحریر کرتے ہین۔ مدتے آرزوے داشت کہ وجہے پیدا شود۔ در مذہب حنفی تا در خلف امام قرأت سورۂ فاتحہ نمودہ آید۔ اما بواسطہ رعایت مذہبی کہ بی اختیار ترک قرأت میکردو ترک را از قبیل ریاضت مے شمرد۔ آخر الامر اللہ تعالی بہ برکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحادث حقیقت مذہب حنفی در ترک قرأت ماموم ظاہر ساخت۔ درمختار مین ہے۔ ان الرجوع عن التقلید لعد العمل ممنوع بالاتفاق۔ ملا علی قاری رسالہ شرح عین العلم مین لکھتے ہین۔ فلو التزم احد مذہبا کابی حنیفۃ والشافعی فلزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل۔ تفسیر احمدی مین ہے۔ اذ التزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم علی مذہب الذی التزمہ ولا ینتقل عنہ الی مذہب اٰخر۔ فتاوی عالمگیر باب التعزیر مین ہے حنفی ارتحل الی مذہب الشافعی یعزر کذا فی جواہر الاخلاطی۔ مجمع البحار مین لکھا ہے۔ لکن منعہ الاصولیون للمصلحۃ وحکی عن بعضہم ان من اختیار من کل مذہب ما ھو اھون یفسق۔ یعنے سب ائمہ کا مذہب قبول کرنے سے اور سب کا تقلید ... مننے سے فاسق بنتا ہے۔ اور شیخ عبد الحق رح محدث نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہے۔ خانۂ دین این چہار اند ہر کہ راہے ازین راہ ہا ودرے ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن ودرے دیگر گرفتن عبث ولہو باشد وکار خانۂ عمل از ضبط وربط بیرون افگندن واز راہ مصلحت بیرون افتادن است۔ وقرار داد علما ورو مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعین وتحقیق مذہب است۔ وضبط وربط کارخانۂ دین ودنیا

Marfat.com

ہم درین صورت بود۔ ازاول مخیر است۔ ہرکدام راکہ اختیار کند صورت وارد۔ ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن بے توہم سوء ظن وتفرق وتشتت دراعمال واحوال نخواہد بود۔ قرار داد متاخرین علماء است وھو المختار وفیہ الخیر۔ کتاب درمختار کتاب القضا مین ہے۔ قضی من لیس بمجتہد کالحنفیۃ فی زماننا بخلاف مذھبہ عامداً لا ینفذ اتفاقاً۔ اسی طرح دیگر اہل علم نے اپنی تصنیفات مین تحریر فرمایا ہے۔ اگر آپکو تقلید سے انکار ہے۔ تو صحاح ستہ کے احادیث کی صحت وصداقت پر کیا دلیل ہے آپ نے کس دلیل شرعی سے یہہ بات مان لی ہے کہ جو کچھہ صحاح ستہ مین ہے وہ سچ مچ آن حضرت کی کلام ہے۔ اور بعض محدثین کے قول کو آپ نے کس طرح بلا دلیل شرعی سچ مچ مان لیا ہے۔ اور امام بخاری کا ایمان کے بارہ مین اختلاف حضرت امام اعظم کے ساتھ۔ یہہ بالکل امام بخاری کا اشتباقی امر ہے امام اعظم مجتہدون کے سردار اپنے وقت خیر القرون مین معزز وممتاز واعلم واقفہ تھے۔ امام بخاری محض سامع و ناقل حدیث ہین اون کو اجتہاد سے کیا علاقہ ہے۔ اسواسطے اون کو مجتہدون مین شامل نہین کیا جاتا کہ امام بخاری کی پیدائش اوس زمانہ مین ہے جو کہ شر فتنہ وفساد سے پر اور خیر القرون سے باہر ہے۔ اور آیتہ یوم ندعوا کے متعلق دیگر احتمالات ہمکو مضر نہین ہم تسلیم کرتے ہین۔ باقی رہا یہہ کہ مجھے الزام خاتم النبین کی انکار کا لگایا گیا ہے۔ سو مین تو معاذ اللہ انکار ختم نبوۃ کو کفر سمجھتا ہون۔ ہان البتہ کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳ سطر ۷ مین اسماعیل غیر مقلد نے صاف انکار کیا ہے۔ اسیواسطے اسپر علما نے کفر کا فتوے دیا ہے۔ اور قاعدہ اذا جاء الاحتمال اوس صورت مین ہے۔ جبکہ اسمین منافات ہو۔ یہاں پر منافات نہین بلکہ کل احتمالات ممکن الوقوع ہین۔ ماؤن کے معنے پر یہ عرض ہے۔ کہ حضرت آدم وحضرت حوا کی مان نہین وہ کس کے ساتھ بلائے جاوینگے۔ بخاری کے سب حدیثون کو صحیح و مرفوع [1] خیال کرنا محض خیال بے دلیل ہے۔ شرعی دلیل اسپر کوئی نہین۔ حضرت یوسف واولاد کا بلحاظ ابوۃ کہنا کیون صحیح ٹھہرا۔ وہ یون کہتے۔ کہ ہم خدا کے دین کی اطاعت کرتے ہین۔ خدائے واحد کو پوجتے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار کے معنی آپ نے لفظاً غلط بیان فرمائے ہین۔ مولوی نذیر حسین [2] صاحب کی بست فتوے آپ نے نہ دکھایا۔ بلکہ حکام ملازمون کی تحریر دکھلائے۔ جسپر کئی قسم کا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اکثر حکام ملازم طامع ولالچی ہوتے ہین

[1] بخاری کی راوی ۸۰ ضعیف اور مسلم کے ۱۶۰ راوی ضعیف ہین۔ شیخ عبد الحق وابن ھمام وشرح مسلم نے بیان کیا ہے چنانچہ رسالہ النصر المقلدین کے صفحہ ۱۵۰ مین مولوی احمد علی صاحب فاضل بٹالوی نے نقشہ تحریر کیا ہے۔ +

[2] ہمنے تو مولوی نذیر حسین کا نام نہین لیا۔ آپنے خود بخود لیلیا ہے +

جس سے کچھ فائدہ ہوا اوسکے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا۔ علاوہ ازین تقیہ بہی سمجھا جا سکتا ہے۔ شاید اس آیت پر عمل کیا ہو ویحذرکم اللہ نفسہ۔ اسبارہ مین اگر وہان کے مفتی و قاضی کا فتوے ہوتا تو سمجھا تھا اور گورنمنٹ کا سارٹیفکیٹ کی نسبت عرض ہے[1]۔ کہ یہی تو آپ کی خوش قسمتی ہے۔ کہ انصار آپکے مددگار اور اہل اسلام مخالف۔ گورنمنٹ تو ہر ایک مذہب ہندو۔ آریہ۔ برہمو۔ حلال خور کی برابر امداد کرتی ہے۔ اور ہر اک گروہ ترقی کرتا ہے۔ آزادی دے رکھی ہے۔ آپ کی آمین کیا خصوصیت و فضیلت ہے فقط

مسئلہ قرۃ خلف الامام: ناظرین اہلدین پر واضح ہے کہ اول چند امور بطور تمہید تحریر کئے جاتے ہین تاکہ اس مسئلہ کا سمجھنا آسان ہو جاوے۔ (۱) سورۃ فاتحہ قرآن ہے یا غیر شق اول تو مسلم عند الکل ہے ثانی باطل۔ (۲) آنحضرت نے قرآن پڑھنے کی ممانعت امام کے پیچھے فرمائی ہے یا نہ شق اول تو عند الکل مسلم ثانی غلط۔ (۳) جب قرآن کی ممانعت امام کے پیچھے ہے تو فاتحہ کیونکر باہر رہ سکتی ہے۔ (۴) آنحضرت نے امام کو قاری کا خطاب دیا چنانچہ فرمایا۔ اذا امن القاری فامنوا الحدیث رواہ البخاری والنسائی۔ اگر مقتدی بہی قرۃ کرتا تو صرف امام کو قاری فرمانا کچھ تحصیل حاصل یا زآید امر تصور ہوگا۔ (۵) اگر مقتدی بہی قرۃ کرے تو موافقت باقرۃ فی السکتات محال ہے۔ مثلاً امام نصف فاتحہ کر چکا تو مسبوق نے اقتدا کی۔ جو امام پڑہے گا مقتدی اوسکا خلاف پڑیگا تو سکتات مین موافقت نہوی۔ اور امام نے سورۃ ختم کی تو مقتدی کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ اب مقتدی دو حال مین مبتلا ہے۔ ایک تو امام کے ولا الضالین کے بعد آمین کہنے پر مامور ہے۔ دوم سورۃ فاتحہ کی نصف مین ہے۔ اگر آمین ترک کرے تو حدیث صحیح کا خلاف کریگا۔ اگر آمین کہے تو نظم قرآن مین کلام غیر داخل ہو کر بیہ عبارت ہوگی۔ اھدنا الصراط المستقیم آمین صراط الذین۔ ان ھذا الا تحریف الیھود والنصاریٰ۔ (۶) اگر مقتدی امام کے ساتھ آمین کہیگا اور بعد از فاتحہ اپنے کے بہی آمین کہیگا تو ایک رکعت مین دوبار آمین کہیگا۔ ہذا خلاف ما روی عن الصحابۃ۔ (۷) ہر اک شخص پر نماز مین قرآن مین سے بقدر ما تیسر پڑہنا فرض ہے سورۃ فاتحہ کا ثبوت قرآن سے نہین (۸) قرۃ خلف الامام۔ آیت کے اول ہے یا پیچہے۔ اول تو بالاتفاق ہے۔ ثانی غلط۔ کما سیجی بیانہ

[1] یہی مضمون مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اہل حدیث کا مذہب صفحہ ۱ مین تحریر کیا ہے۔ ‡

انشاءاللہ - دیکھو تفسیر درمنثور وغیرہ - (۹) آیت تو محرم ہے اور آثار مرویہ واحادیث ضعیفہ مبیح
پس مُحَرِّم ناسخ مبیح ہے - بالاجماع - +

اب ان امورات پر غور کرکے سورۃ فاتحہ کی نسبت عرض ہے کہ قراۃ خلف الامام کے بارہ مین
نہایت یہہ مختصر اور کافی ہے - کہ جس قدر احادیث آپنے بیان فرمائے ہین - انمین بعضون مین تو نہ کسی
امام کا و مقتدی کا ذکر ہے نہ کسی جماعت کا - بلکہ بلا تخصیص ذکر ہے - انکا مقصد تو صرف منفرد پر ہی ثابت ہے
دوم آپ نے بعض احادیث سے امام کے پیچھے ثابت کیا ہے - اون کی صحت مین اتفاق نہین عبادہ کے
حدیث مین محمد ابن اسحاق اور نافع وغیرہ ہے اوسپر تدلیس شیعہ و قدریہ کا الزام ہے - اور شیعہ[۲] مین قرات
خلف الامام واجب ہے تقریب صفحہ ۲۱۵ و ۲۶۰ و ۲۶۹ - اور اسکو کذاب بہی لکھا ہے - دیکھو میزان الاعتدال
اور ایک روایت مسلم مین ہے - لا صلوۃ لمن لم یقرا بام القران فصاعداً - آپ نے بہی[۳] یہہ تسلیم کرلیا
ہے - کہ سوائے فاتحہ کے اور بہی پڑہتے تہے - اس سے تخصیص سورۃ فاتحہ کی نہ رہی - کیونکہ امام مسلم نے
صاف فرمایا ہو کہ ھذا عندی صحیح ابن ماجہ صفحہ ۱۲۹ - پس اسپر یہہ جرح غلط ہے - اور آپکا کہنا کہ یہہ
ابوخالد مولائی جعدۃ کا بیٹا ھبیرہ مخدومی کا بہی غلط ہے - حالانکہ یہہ ابوخالد احمر ہے - کہ جسکا
نام سلیمان بن حبان ہے - جسکا ذکر حافظ منذر نے اپنی مختصر مین فرمایا ہے - بنایہ صفحہ ۱۱۷ اور قرآن
کی آیت جو آپنے بیان فرمائی ہے - اوسکا ذکر مفسرین نے بعمار گی لکہا ہے - کہ آیت اوسوقت نازل کی گئی جسوقت
لوگ امام کے پیچہے پڑہتے تہے - پس اس آیت نے تمام لوگون کو امام کے پیچہے قرآن پڑہنے سے روک دیا ہے اب
اگر ہزار آثار صحیح بہی ہون تو بہی اس آیت سے تمام منسوخ و معطل ہوئین - زرقانی شرح موطا جلد اول صفحہ ۱۶۱
اول معالم نے صاف لکھا ہے کہ جو معنے باعث نزول پہلے بیان کر آیا ہون - وہ اولی اور اصح ہین یعنے انہا
نزلت فی الصلوۃ عینی مین بہی ایسا ہی ہے - تفسیر درمنثور مین بہی ایسا ہی ہے - مدارک مین بہی ایسا
ہے - حاشیہ ترمذی صفحہ ۴۳ - قال الامام احمد اجمع الناس علی ان ھذا الایۃ فی الصلوۃ
بما ورد فی القراۃ خلف الامام ذکرہ الشیخ فی اللمعات - اور آیتہ کا مدلول الفاظ سے

---

۱ ترمذی ۴۳ باب ترک القراۃ قول امام احمد و ابوداؤد صفحہ ۱۱۸ قول حضرت سفیان دیکھو +
۲ عینی بنایہ جلد اول صفحہ ۱۱۷ مین محمد ابن اسحاق مدلس ہے اور ضعیف و کذاب ہے قابل حجۃ نہین +
۳ وفی الغنیۃ ولا یلتفت الی تضعیف الی داؤد لھذا الزیادۃ بعد صحتہ طریقھا وثقۃ

صاف نمایاں ہے۔ حرف اذ دلیل صریح ہے۔ اسپر کہ جس وقت قران پڑہا جائے۔ ولو کان سرًا او جہرًا فی الصلوۃ وغیرھا کما فی المدارک۔ ہان اسقدر ضرور ہے۔ کہ نماز مین پڑہتے وقت مقتدی پر کہ واستماع وانصات واجب ہے اور خارج از نماز مستحب کما فی الحسینی۔ اور قرئی القران مین الحمد یعنے سورۂ فاتحہ خود بقول آپ کے داخل وشامل ہے۔ کیونکہ یہہ بہی قران ہے۔ پس اس سے صاف قرانِ سورۂ فاتحہ کا ہر وقت پڑہنا امام کے پیچہے ممنوع ہے۔ استماع کے معنے غور وحوض سے سننا۔ انصات کے معنی کلام کر بلکہ خاموش رہنا۔ افسوس کہ آپنے فرض کی نہ تو تعریف اصول محدثین سے کچہہ نقل کی۔ نہ اپنے معاونین سے پوچہا بلا تعریف فرضیت دلائل ضعیف ومرجوح ومنسوخ پیش کرکے لوگوں کو دہوکہ مین ڈالدیا۔ اور گمراہ کردیا۔ کیا فرضیت ایسے ایسے احادیث سے ثابت ہوتی ہے۔ ہرگز نہین۔ اگر سورۂ فاتحہ فرض ہوتی تو خدا کیون فرماتا۔ فاقرؤا ما تیسر من القران۔ آنحضرت اعرابی کو کیون فرماتے۔ فاقرا ما تیسر معک من القران[1] اور امام بخاری باب فی کم یقرأ القران قول اللہ فاقرؤا ما تیسر منہ بسند ابن شبرمہ قاضی لکہتے ہین۔ نظرت کم یکفی الرجل من القرآن فلم اجد سورۃ اقل من ثلث آیات فقلت لا ینبغی لاحدٍ ان یقرأ اقل من ثلث آیات[2]۔ اس سے صاف واضح ہے کہ فاتحہ کی تخصیص نہین۔ قران شریف مین سے کسی جگہہ سے بقدر تین آیات پڑہنا کافی ہے اگر فاتحہ کی ضرورت ہوتی تو صاف فاتحہ کا ذکر ہوتا۔ جو کہ سات آیات ہین۔ ذرا در منثور کو بہی ملاحظہ فرماوین۔ (۱) اخرج ابن جریر وابن المنذر والبیہقی فی کتاب القرءۃ عن ابن عباس قال اذا قرئ القران یعنے فی الصلواۃ المفروضۃ۔ کذا قال ابن کثیر۔ (۲) واخرج ابن مردویہ والبیہقی فی القرءۃ عنہ قال صلے النبی نفرا قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت فھذا فی المکتوبۃ۔ (۳) واخرج ابن حمید وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ عن مجاھد قال اقرا رجل خلف النبی فی الصلواۃ فنزلت واذا قرئ القران۔ (۴) واخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی فی القرءۃ عن عبد اللہ بن مغفل انہ سئل

---

[1] وروی ابو داؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی ان انادی انہ لا صلواۃ بقرءۃ ولو بفاتحۃ الکتاب +

[2] وفی روایۃ عن ابو سعید خدری ان نقرء بفاتحۃ الکتاب ما تیسر رواہ ابو داؤد وغیرہ +

أكل من سمع القرآن وجب عليه الاستماع قال لا انما نزلت هذه الآية فاستمعوا له وانصتوا فى قرءة الامام اذا قرئ القرآن فاسمع وانصت - (۵) واخرج عبد ابن حميد وابن جرير وابن ابى حاتم - وابو الشيخ والبيهقى فى القرءة عن ابن مسعود انه صلى اصحابه فسمع ناسًا يقرءون القرآن خلفه فلما انصرف قال اما آن لكم ان تفهموا او ان تعقلوا فاذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا - (۶) واخرج ابن جرير والبيهقى فى القرءة عن زهرى قال نزلت هذه الآية فى فتى من الانصار كان رسول الله كلما قرأ شيئًا قرأ فنزلت هذه الآية - (۷) واخرج عبد ابن حميد عن ابى العالية ان النبى كان اذا صلى باصحابه فقرأ وقرأ اصحابه فنزلت هذه الآية فسكت القوم وقرأ النبى صلى الله عليه وسلم - (۸) واخرج ابو الشيخ عن ابراهيم قال قلت لعطاء ما اوجب الانصات يوم الجمعة كالانصات فى القراءة قال نعم - (۹) واخرج البيهقى فى القرءة عن عطاء قال سألت عن ابن عباس عن قوله واذا قرئ القرآن الآية هذا لكل قارئ قال لا ولكن فى الصلوٰة - یہہ چہار روایات مولانا عبد الحی صاحب نے اپنے رسالہ کلام فیما یتعلق بالقرءة خلف الامام مین درج فرماے ہین - اور اس تفسیر درمنثور کے تحقیق سے ثابت ہوا کہ کل اہل اسلام واکثر صحابہ کرام وائمہ عظام کا عقیدہ وخیال اس آیۃ کے نزول کی متعلق یہی ہے کہ یہہ نماز کی قرٔت کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور خارج از صلواۃ یہہ حکم نہین جیساکہ مولوی ثناء اللہ صاحب رسالہ اہل حدیث کا مذہب صفحہ ۸۴ مین لکھتے ہین - غایت درجہ یہہ ہوگا کہ نماز مین انصات واجب اور خارج از نماز مستحب یا مندوب یہی جواب ہے اوس ساری تقریر کا جو تفسیر ثنائی جلد ۳ حاشیہ نمبر ۴ مین مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکہی ہے - چنانچہ عبید بن عمرو عطا بن رباح و ابن عباس وغیرہ سے یہی مروی ہے انما ذلک فی الصلواۃ رواہ ابن جریر یہی قول ہے حضرت سعید بن جبیر وضحاک ونخعی وقتادہ وشعبی وسدی وابن زید ومجاهد رضی اللہ عنہم کا دیکھو بیہقی مین ہے - عن محمد بن کعب القرظی قال کان النبی اذا قرأ فی الصلواۃ اجابه من وراءه اذا قال بسم الله قالوا مثل ذلک حتی تنقضی الفاتحة والسورة فلبث ما شاء الله

ان یلبث ثم نزلت واذا قرئ القرآن الآیتہ ۔ یعنے صحابہ آنحضرت کے ساتھ نماز مین قرءۃ کرتے تھے تو اس آیت سے مخالفت ہوگئی ۔ اگر خطبہ بہی ساتھ شامل کیا جاوے تو مضائقہ نہین کیونکہ خطبہ بہی عین قران ہے اور خطبہ کا حکم بہی نماز کے مانند ہے اسیواسطے خطبہ مین سنت و نفل و صلواۃ و سلام وغیرہ ممنوع ہے ۔ مگر پھر بہی جمعہ کی نسبت بعض کا خیال بہی قابل غور ہے ۔ کیونکہ آیت مکہ معظمہ مین نازل ہوئی اور جمعہ مدینہ طیبہ مین واجب ہوا ۔ کمافی المعالم ۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہہ قول (آیتہ کے معنے جسوقت قران بطور وعظ و نصیحت پڑہا جاوے تو دل لگاکر سنو اور چپ رہو ۔) محض تنگ حاشیہ ہے کیونکہ تمام مفسرین اسکے مخالف ہین ۔ چنانچہ درمنثور وغیرہ کا حوالہ کافی ہے[1] ۔ باقی رہا قول مولوی ثناء اللہ کا فاقرؤا ماتیسر من القرآن سے قرءۃ ہراک شخص (امام و مقتدی) پر فرض ہے اور حدیث نے اس آیتہ کا مطلب یون کھولدیا ۔ لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب ۔ سو جواب یہہ کہ ہم بہی کہتے ہین کہ مقتدی بہی قرأۃ کرتا ہے حکماً ۔ کما قال علیہ السلام من کان لہ امام فقرءۃ الامام لہ قرءۃ ۔ پس آیت کا مطلب کھل گیا کہ امام حقیقتاً قرءۃ کرتا ہے اور مقتدی حکماً ۔ بخاری کا کہنا کہ لم یثبت محض لاحاصل ولاطائل ہے ۔ کیونکہ عدم ثبوت کسی شخص کے نزدیک اس بات کا مستلزم نہین کہ سب کے نزدیک غیر ثابت ہو ۔ ممکن ہے کہ امام بخاری کو اسکے صحت و ثبوت کا علم نہ پہونچا ہو ۔ اور دارقطنی وغیرہ کا قول بہی امام اعظم سراج الائمہ ابو حنیفہ کے مقابل مین غیر مقبول و غیر معتبر ہے ۔ اور امام محمد نے موطا مین اور امام طحاوی نے معانی الآثار مین اور حضرت شیخ الاسلام بدرالدین عینی شرح ہدایہ و شرح کنز وغیرہ مین اور ابن شیبہ نے اپنے مصنف مین و امام محمد کی کتاب آثار مین اس حدیث کو صحیح سمجھکر لانا صریح دلیل ہے اس بات پر کہ ان حضرات کو علم صحت و ثبوت کا پہونچا ہے اور بخاری کو نہ پہونچا تو نہ سہی ۔ آخر بخاری بہی ایک محدث تھے مثل دیگر ناقلین حدیث کے ۔ اور حدیث تو آنحضرت صلی اللہ و اصحابہ علیہ وسلم کے قول و فعل و تقریر کو کہا جاتا ہے ۔ دیکہو سیوطی کی کتاب تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ۔ قال الطیبی الحدیث اعم ان یکون قول رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلھم وتقریرھم ۔ کما فی ظفرالامانی فی شرح مختصر الجرجانی لعبد الحی اللکھنوی ۔ غرضکہ موقوف حدیث بہی حدیث ہے ۔ قول و فعل صحابی بہی حدیث ہے ۔ آجکل کے

---

[1] ذرا البخاری کے جزء القرءۃ دیکھو جسمین آیت کا نزول نماز و خطبہ دونون ہی ہے ۔

[2] یہہ آیتہ منسوخ ہے ساتھ اذا قرئ القرآن کے کیونکہ وہ پہلے ہے یہہ اسکو آپچھے ہے ۔

آج کل کے بےعلم موحد حاسد امام ابوحنیفہ قول صحابہ وغیرہ کو حجت نہیں مانتے فقط - اب احادیث حبیب رحمانی سے ممانعت قرءۃ خلف الامام ثابت کی جاتی ہے[1] عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃٍ جَھَرَ فِیْھَا بِالْقِرَاءَۃِ فَقَالَ ھَلْ قَرَءَ مِنْکُمْ مَعِیَ اَحَدٌ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَھَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَۃِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَھَرَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِکَ مِنْہُ - ترجمہ - یعنی نماز پڑھ کر آنحضرت نے صحابہ سے پوچھا کہ کیا کسی نے تم میں سے میرے ساتھ پڑھا ہے ایک صحابی نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ میں قرآن سے جھگڑا کیا جاتا ہوں پس لوگ باز آگئے قرآن پڑھنے سے نماز میں آپ کے ساتھ - اسمیں الف لام عن القراءۃ کا جنسی ہے منع عن الجنس مستلزم منع من کل فرد ہے[2] - حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفِرْیَابِیُّ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُوْنَ بِذٰلِکَ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَقْرَءُوْنَ - ترجمہ اسکا مثل سابق کے ہے صرف یہ لفظ بدل ہے فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُوْنَ یعنی نصیحت پکڑ گئے مسلمان پس نہ پڑھتے تھے[3] - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عَبْدِ الْاَوَّلِ الْاَحْوَلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ سُلَیْمَانُ بْنُ حَبَّانَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا[4] - ترجمہ فرمایا آنحضرت نے امام تو اسلئے ہے کہ اوسکی اقتدا کی جاوے - پس جب

---

[1] قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الْمَلِکِ اَیْ اِذَا جَھَرْتُ بِالْقِرَاءَۃِ فَاِنْ قَرَءْتُمْ وَرَائِیْ فَکَاَنَّمَا تُنَازِعُوْنِیْ فِی الْقُرْاٰنِ الَّذِیْ قَرَءْتُ وَلٰکِنْ اَنْصِتُوْا وَقَالَ الْبَاجِیُّ وَمَعْنٰی مُنَازَعَتِھِمْ لَہٗ اَنْ لَا یُفْرِدُوْہُ بِالْقِرَاءَۃِ وَیَقْرَءُوْنَ مَعَہٗ (زرقانی) [4] رواہ ابن ماجہ فی باب اِذَا قَرَءَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا - +

Marfat.com

قران پڑھا جاوے تو چپ رہو الا انصات گوش نہادن وخاموش بود کمافی الصراح حَدَّثَنَا
اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ
ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانُوْا
يَقْرَؤُوْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ
یعنے آپ کے پیچھے بعض صحابہ کرام قراءۃ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا خلط ملط کر دیا تم نے مجھ پر قران
کا پڑھنا۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلوٰةَ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَقَالَ اَيُّكُمْ قَرَءَ خَلْفِيْ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ
الْاَعْلٰى فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا وَلَمْ اُرِدْ بِهَا اِلَّا الْخَيْرَ قَالَ عَلِمْتُ اَنَّ
بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا۔ یعنی آپ کے پیچھے نماز ظہر یا عصر مین کسی نے پڑھا آپ نے پوچھا کہ کس نے
پڑھا ہے ایک شخص نے کہا کہ ان مین نے بنیت نیک پڑھا ہے آپ نے فرمایا کہ تحقیق بعض تم مین سے مجھکو
خلجان مین ڈالتا ہے۔ شرح مسلم مین ہے۔ خالجنیہا ای نازعنیہا کمافی الشرح المولانا
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ
قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَءُ خَلْفَهٗ
بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَيُّكُمْ قَرَءَ اَوْ اَيُّكُمُ الْقَارِئُ
قَالَ رَجُلٌ اَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا۔ اس کا ترجمہ بھی مثل
حدیث سابق ہے۔ (۷) عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى الظُّهْرَ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا۔ اسکا ترجمہ بھی مثل
سابق کے ہے۔ (۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنے فرمایا آنحضرت نے جسکا امام ہو پس
امام کا پڑھنا مقتدی کا ہی پڑھنا ہے۔ مولوی نواب صدیق حسن غیر مقلد نے اپنی تفسیر صفحہ ۲۲۶ مین لکھا ہے
کہ اس حدیث کو امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ جَابِرًا وَاِذَا اَبُوْ بَكْرَةَ حَدَّثَنَا

Marfat.com

قال ثنا ابو احمد قال ثنا اسرائيل عن موسى بن ابي عائشة عن عبد الله
بن شداد عن رجل اهل البصرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
نحوه - اس حدیث کا ترجمہ بھی مثل سابق کے ہے - (۱۰) عن جابر عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم مثله - اس حدیث کا بھی ترجمہ مثل سابق کے ہے - (۱۱) وعن ابي الزبير
عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله - اسکا ترجمہ بھی مثل سابق کے ہے
(۱۲) وعن جابر عن نافع عن ابن عمر مثله - اس حدیث کا بھی یہی مقصد ہے
(۱۳) عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال
من صلى ركعة فلم يقرء فيها بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام
یعنی فرمایا آپ نے کہ جو شخص نماز پڑھے پس نہ پڑھا اوسمین فاتحہ تو نہین اوسکی نماز مگر امام کے پیچھے قال
الترمذي هذا حديث حسن صحيح ووقفه ورفعه الطحاوي (۱۴)
وعن وهب بن كيسان عن جابر بن عبد الله مثله ولم يذكر النبي
صلى الله عليه وسلم اسکا بھی وہی مطلب ہے - (۱۵) حدثنا فهد ثنا اسمعيل
بن موسى بن ابنة السدي قال ثنا مالك فذكر مثله باسناده قال
قلت لمالك ارفعه فقال خذوا برجله - اسکا بھی وہی مطلب ہے - (۱۶)
عن انس قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اقبل بوجهه
فقال اتقرؤون والامام يقرء فسكتوا فسالهم ثلثا فقالوا انا لنفعل
فقال فلا تفعلوا یعنی آپ نے فرمایا کہ کیا پڑھتے ہو جس وقت امام پڑھتا ہے صحابہ چپ رہے
تیسری دفعہ کہا کہ ہان ہم پڑھتے ہین فرمایا نہ پڑھا کرو (۱۷) عن المختار بن عبد الله قال قال
علي رضي الله عنه من قرء خلف الامام فليس على الفطرة - یعنی فرمایا
حضرت علی نے جو شخص امام کے پیچھے پڑھے وہ نہین ہے فطرۃ پر - (۱۸) وعن ابن مسعود
قال انصت للقراءة فان في الصلوة شغلا وسيكفيك ذاك الامام
یعنی فرمایا ابن مسعود نے نماز مین چپ رہ تجھے کافی ہے امام کا پڑھنا - (۱۹) عن عبد الله مثله
(۲۰) وعن منصور عن ابي وائل عن ابن مسعود نحوه - ان دو حدیثون کا

بھی وہی معنی ہے جو حدیث نمبر ۲ کی ہے۔ (۲۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَيْتَ الَّذِیْ يَقْرَءُ
خَلْفَ الْاِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَابًا یعنی فرمایا ابن مسعود نے کاش کہ امام کے پیچھے جو پڑھے
اوسکے منہہ مین خاک بھر دی جائے۔ (۲۲) عَنْ عَلْقَمَةَ نَحْوَهٗ اسکا بھی وہی مطلب ہے۔ (۲۳)
عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَجَابِرُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَا تَقْرَؤُا خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوٰتِ یعنی
پوچھے گئے عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ قرأۃ خلف الامام سے تو اونہون نے
فرمایا نہ پڑھو پیچھے امام کے بیچ کسی نماز کے نمازون سے۔ (۲۴) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُقْسَمٍ
قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ مِثْلَ ذٰلِكَ اسکا بھی یہی مطلب
ہے۔ (۲۵) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدٍ مِثْلَهٗ۔ اسکا بھی وہی مطلب ہے جو حدیث
نمبر ۲۶ کا ہے۔ (۲۶) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ
لَا تَقْرَءْ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوٰتِ یعنی فرمایا زید بن ثابت نے نہ پڑھو امام
کے پیچھے کوئی چیز۔ (۲۷) عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَقْرَءُ وَالْاِمَامُ
بَيْنَ يَدَیَّ فَقَالَ لَا یعنی فرمایا ابن عباس نے نہ پڑھ تو پیچھے امام کے۔ (۲۸) عَنْ نَافِعٍ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَءُ اَحَدٌ خَلْفَ الْاِمَامِ يَقُوْلُ
اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
عُمَرَ لَا يَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر نہ خود پڑھتے تھے امام کے پیچھے
اور نہ پڑھنا اچھا جانتے تھے۔ (۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُمَرَ قَالَ يَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ فَهٰؤُلَاءِ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ
یعنی عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کافی ہے تجھے امام کا پڑھنا اور ایک بڑی جماعت صحابہ کرام نے اجماع کیا ہے
ترک قرأۃ خلف الامام پر۔ (۳۰) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ
كَفَتْهُ قِرَاءَتُهٗ یعنی فرمایا ابن عمر نے جو امام رکھتا ہو کافی ہے اوسکو امام کا پڑھنا۔ (۳۱) عَنِ
ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ

Marfat.com

الامام ساکت رہے۔ (۳۲) عن جابر بن عبد الله عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال من صلی خلف الامام فان قراءة الامام له
قراءة۔ یعنی فرمایا حضرت نے جو امام کے پیچھے نماز پڑھے پس تحقیق امام کا پڑھنا مقتدی کو ہے
(۳۳) عن ایوب عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم من صلی خلف الامام فان قراءة الامام له قراءة
یعنی فرمایا آنحضرت نے جو شخص امام کے پیچھے ہو پس امام کا پڑھنا مقتدی کو بھی پڑھنا ہے۔ (۳۴) عن
سالم بن عبد الله بن عمر قال کان ابن عمر لا یقرأ خلف الامام قال
فسألت القاسم بن محمد عن ذلك فقال ان تركت فقد تركه ناس
يقتدى بهم وان قرأت فقد قرأه ناس يقتدى بهم وكان
القاسم ممن لا يقرأ یعنی ابن عمر و قاسم بن محمد امام کے پیچھے نہ پڑھتے تھے۔ (۳۵) عن
علقمة بن قيس ان عبد الله بن مسعود كان لا يقرأ خلف الامام
فيما يجهر فيه وفيما يخافت فيه في الاوليين ولا في الاخريين فاذا
صلى وحده قرأ في الاوليين بفاتحة الكتاب وسورة ولم يقرأ
في الاخريين شيئا۔ یعنی ابن مسعود کسی نماز میں خواہ وہ جہری ہو یا سری امام کے پیچھے نہ پڑھتے
تھے۔ (۳۶) عن علقمة بن قيس قال لأن اعض على جمرة احب الي من
ان اقرأ خلف الامام۔ یعنی فرمایا علقمہ بن قیس نے میرے نزدیک امام کے پیچھے پڑھنے سے
آگ پر بیٹھنا اچھا ہے۔ (۳۷) عن ابراهيم قال ان اول من قرأ خلف الامام
رجل اتهم وقال الملا علي القاري في شرح هذا الحديث اي انتسب
الى بدعة او سمعة۔ یعنی فرمایا حضرت ابراہیم نے کہ پہلے پہل جس نے امام کے پیچھے
پڑھنا شروع کیا ہے وہ شخص بدعتی وریاکار تھا۔ (۳۸) عن عبد الله بن شداد بن الهاد
قال ام رسول الله صلى الله عليه وسلم في العصر فقرأ رجل خلفه
فغمزه الذي يليه فلما ان صلى قال لم غمزتني قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قدامك فكرهت ان تقرأ خلفه فسمعه

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَاِنَّ قِرَاءَتَهُ لَهُ قِرَاءَةٌ
یعنے آنحضرت نے نماز عصر پڑہائی اور ایک شخص نے آپ کے پیچھے پڑہا دوسرے شخص نے اشارہ سے
اوسکو بُرا جانکر روکا۔ نمازیون کا تنازع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر ہوکر
بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ امام کے ہوتے ہوئے ضرورت نہین جو شخص امام رکھتا ہے اوسکو امام کا ہی پڑہنا
کافی ہے۔ (۳۹) عَنِ ابْنِ سَعِيْدٍ قَالَ وَدِدْتُ اِنَّ الَّذِيْ يَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ
فِيْ فِيْهِ جَمْرَةٌ۔ یعنے فرمایا حضرت سعید نے مین اسکو اچھا جانتا ہون کہ جو امام کے پیچھے پڑہے اُسکا
مُنہہ آگ سے بہر دیا جاوے۔ (۴۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَيْتَ فِيْ فَمِ الَّذِيْ
يَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ حَجَرًا۔ یعنے فرمایا حضرت عمر نے جس نے پڑھا امام کے پیچھے اوسکا مُنہہ پتھر
سے بھر دیا جاوے۔ (۴۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ
فَلَا صَلٰوةَ لَهُ۔ یعنے فرمایا زید بن ثابت نے کہ جو امام کے پیچھے پڑہتا ہے اوسکی نماز نہین ہوتی
نیل الاوطار مین ہے۔ (۴۲) قوله وَاِذَا قَرَءَ فَانْصِتُوْا احتج بذلك القائلون
بان المؤتم لا يقرء خلف الامام في الصلوة الجهرية وهم زيد
بن علي والهادي والقاسم واحمد بن عيسى وعبد الله بن الحسن العنبري
واسحق بن راهويه واحمد ومالك والحنفية لكن الحنفية قالوا
لا يقرء خلف الامام في سرية ولا في جهرية یعنے قول حضرت زید بن علی وہادی
وقاسم و احمد بن عیسی و عبد اللہ بن الحسن و اسحاق بن راہویہ و احمد و مالک و حنفیہ کا یہہ ہے کہ نہ
پڑہنا چاہئے امام کے پیچھے۔ (۴۳) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ
مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ وَرَوَى اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهِ
عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا قال العينى فى شرحه للبخارى فى بيان
هذا الحديث ان هذا الحديث رواه جماعة من الصحابة وهم
جابر بن عبد الله وابن عمر وابو سعيد الخدرى وابو هريرة و
ابن عباس وانس بن مالك رضى الله تعالى ومعهذا روى منع
القراءة خلف الامام عن ثمانين نفرا من الصحابة الكبار منهم

المرتضی والعبادلة الثلاثة فکان اتفاقهم بمنزلة الاجماع فمن ھذا
قال صاحب الهداية وعلی ترک القراءة خلف الامام اجماع الصحابة
فسماه باعتبار اتفاق الاکثر انتھی - یعنے فرمایا آنحضرت نے امام کا پڑہنا مقتدی
کا ہی پڑہنا ہے - یہہ حدیث مرفوع ہے شیخ الاسلام حضرت امام بدرالدین عینی فی شرح بخاری مین فرمایا ہے
کہ اس حدیث کو بڑی جماعت صحابہ کرام نے روایت کیا ہے اور منع اسکے امام کے پیچھے پڑہنا اسی صحابہ
کرام سے (جس مین خلفاء ثلاثہ بھی ہین) منع ثابت ہے پس اونکا نہ پڑہنے پر اتفاق بمنزلہ اجماع ہے -
اسیواسطے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اجماع صحابہ کا ہے نہ پڑہنے پر (۴۴) قال العلامة العینی و
ذکر الشیخ الامام عبد اللہ بن یعقوب الحارثی فی کتابه کشف الاسرار عن
عبد اللہ بن زید بن اسلم عن ابیه قال کان عشرة من اصحاب النبی ینھون
عن القراءة خلف الامام اشد النھی ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق و
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنهم وعثمان بن عفان وعلی بن
ابی طالب وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن
مسعود وزید بن ثابت رضی اللہ عنهم - یعنے فرمایا زید ابن اسلم نے کہ اصحاب عشرہ
مبشرہ امام کے پیچھے پڑہنے سے سخت ممانعت فرمایا کرتے تھے وہ یہہ ہین ابوبکر وعمر وعبد اللہ بن عباس
وعثمان بن عفان وعلی وعبد الرحمن وسعد وعبد اللہ وزید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنهم (۴۵)
وروی عبد الرزاق فی مصنفه اخبرنی موسی ابن عقبة ان رسول اللہ
وابابکر وعمر وعثمان کانوا ینھون عن القراءة خلف الامام یعنے فرمایا موسی
بن عقبہ نے تحقیق آنحضرت وابوبکر وعمر منع فرماتے تھے قراۃ خلف امام سے - (۴۶) وفی النهایة
منع المقتدی من القراءة مروی عن ثمانین نفرا وفی الکرمانی عن
الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلھم علی انه لا یقرء خلف الامام
کذا ذکرہ علی القاری یعنے مقتدیونکو پڑہنے سے منع کرنا اسی صحابہ کرام سے وارد ہے فرمایا
شعبی نے کہ ستر اصحاب بدر یونکو مین نے دیکھا کہ امام کے پیچھے نہ پڑہتے تھے (۴۷) وقال شمس
الائمة السرخسی تفسد صلوته فی قول عدة من الصحابة کذا ذکرہ

Marfat.com

علی القاری یعنے فرمایا شمس الائمہ سرخسی نے امام کے پیچھے پڑہنے والے کی نماز ٹوٹ جاتی ہے + (۴۸) قال محمد فی کتابہ الاثار لانری القرأۃ خلف الامام فی شئی من الصلوٰۃ یجہر فیہ او یسر۔ یعنے فرمایا حضرت امام محمد نے جوکہ امام بخاری سے اعلم و افقہ ہین نہین دیکھا ہم نے پڑہنا امام کے پیچھے خواہ کوئی نماز ہو۔ (۴۹) قال محمد لا قرأۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذالک جاءت عامۃ الاثار وھو قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یعنی فرمایا امام محمد نے نہین پڑہنا امام کے پیچھے کسی نماز مین ایسے ہی وارد ہوئے ہین صحابہ کے معمولات و اقوال یہی مذہب ہے حضرت امامنا الاعظم سراج الائمہ فخر الامتہ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کا۔ یہہ احادیث مذکورہ موطا امام محمد و مصنف ابن ابی شیبہ۔ معانی الآثار امام طحاوی و مسلم و مشکواۃ و کتاب الآثار وغیرہ مین موجود ہین۔ (۵۰) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جئتم الی الصلوٰۃ ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوہ شیأ ومن ادرک رکعۃ فقد ادرک الصلوٰۃ رواہ ابوداؤد۔ (۵۱) عنہ انہ کان یقول من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ رواہ مالک (۵۲) قال شعبۃ عن عبد العزیز ابن رافع عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جئتم الی الصلوٰۃ والامام راکع فارکعوا وان ساجدا فاسجدوا ولا تعدوا بالسجود اذا لم یکن معہ الرکوع رواہ البیہقی فی سننہ۔ یعنے جب کوئی آوے تم مین سے تو ہم سجدہ مین ہون تو سجدہ کرو مگر اوسکو شمار نکرو۔ اور اگر امام رکوع مین ہو تو رکوع کرو اور جسنے رکوع پایا تحقیق اوس نے رکعت پائی۔ رکعت بمعنے رکوع ہے کیونکہ ایک تو سجدہ کے مقابلہ مین بیان کیگئی ہے۔ دوم۔ ایک اور حدیث مین صاف رکعت بمعنے رکوع ہے۔ کما جاء عن رفاعۃ ابن نافع قال کنا نصلی وراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما رفع راسہ من الرکعۃ قال سمع اللہ لمن حمدہ رواہ البخاری۔ (۵۳) عن الحسن عن ابی بکرۃ انہ انتہی الی النبی وھو راکع فرکع قبل ان الی الصف فذکر ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال زادک اللہ حرصا ولا تعد رواہ البخاری (۵۴) ان

اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ وَزَيدَ بْنَ ثَابِتٍ دَخَلَا الْمَسْجِدَ وَالْاِمَامُ رَاكِعٌ فَرَكَعَ ثُمَّ دَبَّا وَهُمَا رَاكِعَانِ حَتّٰى لَحِقَا بِالصَّفِّ وَفِي الْبَيْهَقِي اَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ مِنْ دَارِهٖ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَمَّا تَوَسَّطْنَا الْمَسْجِدَ رَكَعَ الْاِمَامُ فَكَبَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَكَعَ وَرَكَعْتُ مَعَهٗ ثُمَّ مَشَيْنَا رَاكِعِيْنَ حَتّٰى اِنْتَهَيْنَا اِلَى الصَّفِّ حِيْنَ رَفَعَ الْقَوْمُ رُؤُسَهُمْ فَلَمَّا قَضَى الْاِمَامُ الصَّلٰوةَ قُمْتُ وَاَنَا اَرٰى اَنِّيْ لَمْ اُدْرِكْ فَاَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بِيَدِيْ وَاَجْلَسَنِيْ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ قَدْ اَدْرَكْتَ باب من ركع دون الصف - یعنے صحابہ کرام کا یہی عقدہ تھا کہ مدرک الرکوع مدرک الرکعۃ ہے۔ یعنے جسنے رکوع پایا اوسنے رکعت پائی۔ پس یہ دلیل اوضح و اظہر ہے اسپر کہ امام کے پیچھے قرأۃ واجب نہین۔ کیونکہ اگر سورۂ فاتحہ فرض واجب ہوتی تو صرف رکوع پانے سے کس طرح رکعت ملگئی۔ غرضکہ امام کے پیچھے پڑہنا واجب نہین۔ اور جسقدر آثار و اقوال ہین وہ نہ تو وجوب پر دال ہین نہ معتبر بلکہ منسوخ ہین فقط والسلام۔

مسئلہ رفع یدین ۔ واضح رہے کہ ہمارے مقابل نے رفع الیدین کے سنت ہونے کا دعوے کیا ہے اور اوسکی سنت ہونے پر کوئی حدیث صحیح پیش نہ کی۔ چند احادیث جو پیش کین تو وہ بہی غیر معتبر۔ کیونکہ اونکے راوی رافضی۔ خارجی۔ ناصبی و بدمذہب وغیرہ ہین۔ جیساکہ ابہی بیان ہوگا۔ مولوی خدابخش صاحب نے جو تعریف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو آجتک معلوم نہین کہ تعریف کسکو کہتے ہین حضرات علمانے سنت کی تعریف یہہ کی ہے۔ شامی حاشیہ درمختار کتاب الصوم وغیرہ دیکہو۔ اَلسُّنَّةُ مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ خُلَفَائُهٗ بَعْدَهٗ - صدر الشريعة شرح الوقاية - اَلسُّنَّةُ مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ مَعَ التَّرْكِ اَحْيَانًا الخ - قَالَ صَاحِبُ الْجَرْوِ الَّذِي ظَهَرَ لِعَبْدِ الضَّعِيفِ اِنَّ السُّنَّةَ مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ الخ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَالْكِيدَانِي - یعنے سنت اُس کام کو کہتے ہین جو آنحضرت نے ہمیشہ کیا ہو حالانکہ رفع یدین آنحضرت نے ہمیشہ نہین کیا۔ لفظ الرفع کا معنے برداشتن۔ و الایدی بمعنی اشارہ کردن۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی خدابخش صاحب کی دلائل بر سنت پیشکردہ کا ضعیف و غیر معتبر ہونا بیان کرکے دلائل عدم رفع بیان ہونگے۔ اولًا ہم بخاری کے اُن راویون کا ذکر کرتے ہین جو رفع الیدین کے

Marfat.com

راوی ہین۔ (۱) قَالَ البُخَارِی حَدَّثَنَا مُقَاتِل حَدَّثَنَا یُونُسُ عَنِ الزُّھرِی قَالَ نَا سَالِم ابن عَبدِ اللہ بن عمر قَالَ رَأیتُ رَسُولَ اللہ اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیہِ حَتّٰی تکونا حذو امنکبیہ کَانَ یَفعَلُ ذٰلِکَ حِینَ یکبر للرکوع وَیَفعَلُ ذٰلِکَ اِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ الرُّکُوعِ وَیَقُولُ سَمِعَ اللہُ لِمَن حَمِدَہٗ الحدیث اسمین یونس راوی بہت خطا کار تھا۔ جیساکہ تہذیب والتقریب مین ہے۔ پس یہہ طریق قابل حجت نرہا۔ (۲) وَفِی الطَّرِیقِ الثَّانِی مِنہُ حَدَّثَنَا اسحاق الواسطی عَن خَالِد بن عَبد اللہ عَن اَبِی قِلَابَۃَ عَن مَالِکِ ابن الحُوَیرِث اِذَا صلی اکبر الحدیث۔ اس سند مین ابو قلابہ ہے وَھُوَ کَانَ نَاصِبِیًّا یعنی بدمذہب ہے کذا فی التہذیب وھکذا قال العجلی کذا فی المواھب۔ (۳) وَفِی الطَّرِیقِ الثَّالِث حَدَّثَنَا عَیَّاش عَنِ الوَلِید عَن عَبدَ اللہ عَن نَافِع عَن ابن عمر الحدیث۔ اس سند مین ایک عبد اللہ ہے۔ وہ شیعہ پن مین مبتلا ہے۔ جیساکہ تہذیب مین ہے۔ تقریب مین ہے شیعہ تھا نوین طبقہ سے۔ (۵) وَفِی الطَّرِیقِ الرَّابِع حَدَّثَنَا اَبُو الیَمَان ثَنَا شُعَیب عَنِ الزُّھرِی قَالَ اخبرنی سَالِم الحدیث۔ اس سند مین شعیب ابن اسحاق ابن عبد الرحمان ہے۔ وہ مرجیہ مذہب تھا۔ جیساکہ تہذیب وتقریب مین ہے۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ یہہ بخاری صاحب کے راویون کا حال ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے راویون کے ساتھہ کس طرح برابر ہوسکتے ہین۔ اب مسلم شریف کے راویون کا حال سنئے۔ (۶) ایک تو عبد الرزاق ہے وہ اپنا مذہب چھپاتا تھا جیسا تہذیب مین ہے۔ تقریب مین ہے اسکا آخر مین حافظ بدل گیا تھا۔ اور شیعہ تھا۔ باقی راوی اس بارہ مین ابو یونس وابو قلابہ وغیرہما ہین۔ جنکا حال گذرا۔ (۷) مگر نصیر ابن عاصم عن مالک ابن الحویرث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا کبر رَفَعَ یَدَیہِ الحدیث اس مین نصیر ابن عاصم ہے۔ وہ خارجی تھا۔ بعض کہتے ہین کہ تائب ہوا بعض کہتے ہین نہین۔ جیساکہ تقریب وتہذیب مین مرقوم ہے۔ (۸) وَفِی الطَّرِیقِ الثَّانِی ھشام ابن زیاد وھو متروک لا تقبل روایتہ یعنے دوم طریق مین ھشام ابن زیاد ہے اوسکی روایت مقبول نہین متروک ہے۔ اور ابن ماجہ وترمذی والی حدیث مین (۹) ابو عمرو ہے۔ وہ ضعیف ہے امام ذہبی نے کتاب الضعفاء مین بیان کیا ہے۔ کذا فی فیض القدیر شرح جامع صغیر للمناوی اور ترمذی کے حدیث (۱۰) عَن عَلِی عَنِ النَّبِیّ اِنَّہٗ کَانَ اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ المَکتُوبَۃِ یرفع

Marfat.com

الحَدِيث - اس سلسلہ مین عبدالرحمن بن اَبِي زِیاد راوی ہے - وہ اکیلا ہے اور کہا ابن حجر نے اُسکا حافظہ
خراب ہوگیا تھا آخر عمر مین جب بغداد مین آیا تھا - اور کہا ہشیمی نے ضعیف کہا اوسکو امام نسائی نے
کذا قال المناوی فِي فیض القدیر - اور کہا امام طحاوی نے یہہ حدیث مرفوع نہین باوجود آنکہ اس حدیث
مین غلطی ہے - (۱۱) اور حدیث ابي حمید ساعدی کو ابوداؤد نے کئی وجوہ سے بیان کیا ہے - ایک وجہ تو
احمد بن حنبل سے ہے - اس وجہ مین عند الرکوع وغیرہ کے وقت رفع کا ذکر نہین - اور جس مین رفع یدین کا
ذکر ہے اوسکے اندر عبدالحمید بن جعفر ہے - وَهُوَ ضَعِيفٌ - وَمَطعُونٌ فِي حَدِيثِهٖ - کیونکہ محمد ابن
عمر ابن عطا نے اوسکو ابي حمید سے نہین سُنا - نہ اَبِي قتادۃ وغیرہ سے سُنا - کَمَا قَالَ الطّحَاوِي عَن
الشُّعبِي وَلِهٰذَا قَالَ ابنِ الحَمِيدِ بن جَعفَرٍ وَهِمَ فِيهِ - یعنے فِي رِوَايَتِهٖ عَن مُحَمَّد
بِن عُمَر بنِ عَطَا - (۱۲) اور حدیث حضرت ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ والی جو کہ ابن ماجہ مین ہے -
قَالَ رَأيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَرفَع يَدَيهِ الحَدِيث - اس طریق
مین اسمٰعیل بن عیاش صالح بن کیسان ہے - وَقَالَ النَّسَائِي اِسمٰعِيل ضَعِيف
وَقَالَ ابن حَبَان كَثِيرُ الخَطَاءِ فِي حَدِيثِهٖ وَقَالَ ابنِ خُزَيمَه لَا يُحتَج بِهٖ یعنے
امام نسائی و ابن حبان و ابن خزیمہ نے اوسکو ضعیف و خطا کار کہا ہے - (۱۳) حدیث
وائل ابن حجر حَيثُ قَالَ رَأَيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَرفَعُ يَدَيهِ
حِينَ يُكَبِّرُ الصَّلٰوةَ وَحِينَ يَركَعُ الحَدِيث - اس حدیث کی نسبت امام طحاوی و اسحاق بن
راہویہ و دارقطنی نے حضرت براء سے اور حاکم نے مستدرک مین انس سے اور ابراہیم نخعی
نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ تحقیق اوسنے نہین دیکھا آنحضرتؐ کو اسکے بابت جو اونکی
رفع یدین کا ذکر کیا ہے نیز یہہ منافی و معارض ہے دوسری روایت کی جسمین صرف رفع عِندَ التَّكبِيرَة
الاولی کا ذکر ہے ہجرت کے نہم سال مین وائل ایمان لایا تو اوسکے اور عبداللہ کے اسلام مین مدت مدید کا
فرق ہے - اسواسطے کہا ابراہیم نے مغیرہ کے واسطے کہ جب اوسنے کہا کہ وائل ابن حجر نے حدیث بیان کی
کہ آنحضرت رفع یدین کرتے تھے سوائے تکبیر تحریمہ کے تو جواب دیا اِن كَانَ وَائِلٌ رَاٰهُ مَرَّةً يَرفَعُ فَقَد رَاٰهُ
عَبدُ اللّٰهِ خَمسِينَ مَرَّةً لَا يَفعَلُ ذٰلِكَ وَفِي رِوَايَتِهٖ فَغَضَبَ اِبرَاهِيمُ وَقَالَ
رَاٰهُ هُوَ وَلَم يَرَهُ ابنِ مَسعُودٍ وَلَا اَصحَابُهٗ رَوَاهُ الطّحَاوِي فِي كَشفِ الرَّين

یعنے اگر بالفرض وائل نے ایک بار رفع یدین کرتے دیکھا تو تحقیق عبداللہ نے پچاس مرتبہ دیکھا کہ رفع یدین نہین کی۔ دوسری روایت مین ہے کہ اوسنے تو دیکھا رفع یدین کو اور ابن مسعود نے نہ دیکھا نہ اون کے اصحاب نے۔ غرضکہ وائل کی روایت قابل عمل نہ رہی۔ (۱۴) حدیث عَنْ عَلِيٍّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ الحدیث رواہ ابن ماجہ وغیرہ۔ تو اس سند مین عبداللہ بن زیاد ہے۔ وہ متروک ہے۔ اور متہم ہے ساتھ جھوٹھ کے جیسا کہ تقریب مین ہے۔ پس وہ قابل عمل نہ رہی۔ دوم یہہ کہ حضرت علی سے اسکی منافی و معارض ہے جسمین عدم رفع کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو رفع یدین کی منسوخ ہونیکا علم تھا۔ (۱۵) حدیث اگر کوئی شخص آیت فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ سے استدلال کرکے رفع یدین ثابت کرے جیسا کہ واحدی نے تفسیر وسیط مین اور حاکم نے سورۂ کوثر مین اور اکلیل وغیرہ کا خیال ہے تو اس سند مین ایک راوی مقاتل ابن حبان ہے وہ کاذب دوسرا اصبغ بن بنانہ ہے وہ رافضی متروک الحدیث ہے طبقہ ثالث سے ہے۔ کما فی کتب اسماء الرجال۔ پس اس حدیث پر عمل کرنا کاذبون رافضیون کا کام ہے محدثین اس روایت کے بالکل خلاف بیان کرگئے ہین اور اس معنے کو غیر معتبر سمجھا ہے۔ دیگر احادیث پیشکردہ مولوی خدابخش کا جواب یہی کافی ہے کہ وہ نہ تو مرفوع ہین نہ صحیح نہ حسن بلکہ آخری طبقہ کے ہیں جو کہ قابل حجت و لائق عمل نہین۔ خصوصاً جبکہ وہ منسوخ مسلم ہون۔ چونکہ ادلہ مخالف کے تردید کامل ہوچکی لہذا دلائل عدم رفع پیش کی جاتی ہین۔ (۱) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ اَيْ غَيْرَ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَهِمْ فِي الصَّلٰوةِ كذا تفسیر العباسی۔ یعنے خلاصی پاگئے وہ لوگ جو خشوع کرتے ہین یعنے جو رفع یدین نمازمین نہین کرتے۔ (۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعُوْا اَيْدِيْنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَا بَالُ رَافِعِيْ اَيْدِيْهِمْ فِي الصَّلٰوةِ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ رواہ ابن ابی شیبہ یعنے ہم نمازمین رفعیدین کرتے تھے آنحضرت نے دیکھکر فرمایا کہ کیا حال اونکا جو نمازمین رفعیدین کرتے ہین گویا سرکش گھوڑون کے دمون کیطرح (خبردار) نمازمین سکون کرو اَلسُّكُوْنُ هُوَ الْخُشُوْعُ یہی معنے خشوع کی۔ اس حدیث مین لفظ نَحْنُ رَافِعُوْا اَيْدِيْنَا صیغہ متکلم جماعۃ صحابہ کرام کیطرف اشارہ ہے۔ تو بقول مولوی خدابخش یہہ حدیث بمنزلہ ہزارہا احادیث کے حجت ہیں کیونکہ اونہون نے دس اصحاب کے روایات والی حدیث کو دس حدیثین سمجھکر نمبر ۸ کو نمبر ۹ الگ دیا ہے

Marfat.com

(۳) عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
ما لي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة
رواه مسلم یعنے مطابق حدیث سابق کے آنحضرت نے رفعیدین کرتے دیکھا تو منع فرمایا۔ اس حدیث کو دوسری
حدیث پر جو منع سلام کے وقت پر دال ہے قیاس کرنا یا اوسکے مترادف المعنی خیال کرنا محض تحکم ہے اور
خیالی پلاؤ۔ کیونکہ ان احادیث مین لفظ رفع وارد ہے۔ اور دیگر احادیث مین لفظ ایماء و اشارہ
واقع ہے۔ اور نیز جبکہ آنحضرت نے جماعۂ صحابہ کرام کو ایکبار صاف طور پر رفعیدین سے منع فرمایا تو صحابہ کا
دوبارہ خلاف کرکے عمداً مرتکب امر ممنوعہ کا ہونا اون کے ایمان و اسلام سے نہایت ہی بعید و خلاف عقل ہے
اور حادثہ بہی ایک نہین کیونکہ دونون احادیث مین جابر بن سمرہ روایت کرتا ہے۔ ایک نماز مین آنحضرت
داخل تھے دوسری مین خارج تھے۔ پس دونو کو ایک تصور کرنا تقلید خیال ہے۔ اور بس۔ (۴) قال الملا
علي القاري في رسالته التي الفها التحقيق الاحاديث الموضوعة قال الامام
السخاوي۔ حديث وكيع بسنده عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم يرفع الايدي عند سبع مواطن عند افتتاح الصلوة واستقبال
القبلة والصفاء والمروة والموقفين والجمرتين الحديث۔ (۵) روى الطبراني
بسنده عن ابي ليلى عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس قال قال رسول الله
عليه وسلم لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن حين يفتتح الصلوة وحين
يدخل المسجد الحرام فينظر الى البيت وحين يقوم على الصفاء والمروة
وحين يقف مع الناس عشية عرفة وبجمع والمقامين حين يرمي الجمرة
الحديث۔ (۶) قال البخاري معلقا في كتابه المفرد في رفع اليدين فقال
وقال سمع ابن ابي ليلى عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس رضي الله
عنهم عن النبي قال لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن في افتتاح
الصلوة واستقبال الكعبة وعلى الصفاء والمروة وبعرفات وجمع و
في المقامين عند الجمرتين الحديث۔ خلاصہ ان تین حدیثون کا یہہ ہے کہ رفع یدین نکرو مگر
ان جگہہ مین۔ (۱) ہر نماز کے اول۔ (۲) دونو عیدون مین۔ (۳) وقت بوسہ حجر اسود (۴) کوہ صفا و مروہ پر

Marfat.com

(۵) عرفات مین (۶) مزدلفہ مین۔ (۷) رمی جمر مین +

(۷) روی الطحاوی باسنادہ الی ابن عباس۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ و فی التکبیر القنوت فی الوتر و العیدین الحدیث۔ ترجمہ اسکا مانند احادیث سابقہ ہے مگر اسمین وتر کا ذکر ہے عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ رواہ ابو داؤد و الطحاوی وغیرھما۔ (۹) عنہ قال صلیت خلف النبی و ابو بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ رواہ ابن ابی شیبہ (۱۰) عنہ قال الا اخبرکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لا یعود رواہ النسائی۔ یعنی نماز مین نہ آنحضرت نے رفع یدین کی نہ ابو بکر و عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے مگر پہلے بار۔ اب اس حدیث سے اوس حدیث کی تشریح بھی ہوگئی جو کہ بعض لوگ پیش کرتے ہین۔ و ھو ھذا۔ صلوا کما رایتمونی یعنے نماز پڑھو جس طرح مجھے دیکھتے ہو پس آپنے بروایات گذشتہ و آیندہ رفع یدین نہین کی لہذا ہمکو بھی اوسی طرح پڑھنی چاہئے (۱۱) قال محمد ابن یحیی ابی جنبہ عبد اللہ بن زبیر فجعلت ارفع یدیہ فی کل رفع و خفض قال یا ابن اخی رایتک ترفع فی کل رفع و خفض و ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ ثم لا یرفع فی شیء حتی فرغ رواہ البیھقی فی خلافیات یعنے تحقیق محمد ابن یحیی نے نماز پڑھی عبد اللہ بن زبیر کے ایک طرف تو ہر وقت رفع یدین کی پس عبد اللہ بن زبیر نے کہا اے برادر زادہ آنحضرت نے تو صرف پہلے رفع رفعیدین کی تھی اور تو ہر وقت کرتا ہے۔ (۱۲) عن عباس قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لا یرفعھما حتی انصرف اخرجہ ابو داؤد یعنے دیکھا مینے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے تھے پہلے تکبیر کے پھر دوبارہ نہ کرتے۔ (۱۳) قال اسود رایت عمر ابن الخطاب یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ الافتتاح ثم لا یعود رواہ

Marfat.com

الطحاوی وغیرہ (۱۴) عن کلیب ان علیا کان یرفع اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود رواہ الطحاوی۔ (۱۵) ذکر الزیلعی عن ابن مسعود قال صلیت خلف النبی و ابی بکر و عمر و عثمان فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ۔ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم رفعیدین کرتے تھے مگر پہلے تکبیر کے وقت دوبارہ نکرتے۔ (۱۶) قال ابراھیم کان عبداللہ لا یرفع یدیہ فی شیء من الصلوٰۃ الا فی افتتاح رواہ الطحاوی بسند صحیح۔ (۱۷) قال العبد العزیز رأیت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ الافتتاح الصلوٰۃ ولم یرفعھما فیما سوی ذلک رواہ محمد بن الحسن فی موطاہ (۱۸) قال مجاھد ما رأیت ابن عمر یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح الصلوٰۃ رواہ ابن ابی شیبہ۔ خلاصہ ان تینوں کا یہ ہے کہ عبداللہ ابن عمر رفعیدین صرف ایک بار کرتے تھے (۱۹) عن البراء بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ ثم لم یرفعھما حتی فرغ رواہ الدارقطنی والبوداؤد وغیرہ یعنے تحقیق آنحضرت جس وقت نماز پڑھتے تھے تو رفع کرتے شروع مین پھر نہ اٹھاتے جبتک فراغت پاتے (۲۰) قال الزیلعی روی عن مجاھد قال خدمت ابن عمر عشر سنین فما رأیتہ یرفع یدیہ فی شیء من صلوٰتہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ رواہ الطحاوی۔ یعنے خدمت کی حضرت مجاہد نے دس برس عبداللہ بن عمر کی تو اس عرصہ مین کبھی رفعیدین نہ کی ابن عمر نے مگر شروع نماز مین (۲۱) قال عمرو بن مرۃ دخلت مسجد حضرموت فاذا علقمۃ بن وائل یحدث عن ابیہ ان النبی کان یرفع یدیہ عند الرکوع وبعدہ فذکرت ذلک لابراھیم فغضب وقال رآہ ھو ولم یرہ ابن مسعود ولا اصحابہ رواہ الطحاوی والموطا وغیرہ۔ یعنے کہا عمرو بن مرہ نے کہ داخل ہوا مین مسجد حضرموت والی مین ناگہان دیکھا علقمہ بن وائل اپنے باپ سے رفعیدین کی حدیث بیان کرتا تھا۔ یہ ذکر ابراہیم کے پاس کیا گیا تو ابراہیم نے غصہ مین آنکر کہا کہ وائل کے بیٹے نے تو رفعیدین کرتے دیکھا اور ابن مسعود اور اوسکے صحابہ نے نہین دیکھا۔ گویا تعجب ہے کہ ایک شخص دیہات سے آنکر فعل دیکھے اور روزمرہ کے لوگ نہ دیکھین۔ +

Marfat.com

(۲۲) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ الْعَشَرَۃَ الْمُبَشَّرَۃَ مَا کَانَ یَرْفَعُوْا اَیْدِیْھِمْ اِلَّا فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ ذَکَرَہٗ النِّھَایَۃُ وَالْکِفَایَہ وَغَیْرَہٗ۔ یعنے دس اصحاب خاص رفعیدین نکرتے تھے نماز مین مگر صرف پہلے دفعہ۔ اسجگہہ وہ روایت بناوٹی چارسو والی سفر السعادت کی بھی منسوخ یا متروک ہوتی ہے۔ (۲۳) نور الانوار صفحہ ۱۷۱۔ وَقَدْ صَحَّ عَنْ مُجَاھِدٍ اَنَّہٗ قَالَ صَحِبْتُ اِبْنَ عُمَرَ عَشَرَ سِنِیْنَ فَلَمْ اَرَہٗ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ تَکْبِیْرَۃِ الْاِفْتِتَاحِ فَتَرْکُ الْعَمَلِ بِہٖ دَلِیْلٌ عَلٰی اِنْتِسَاخِہٖ۔ ترجمہ نمبر ۲۰ کا ملاحظہ کرین۔ (۲۴) نہایہ وعنایہ وکفایہ وغیرہ مین ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَرَفَعَ یَدَیْہِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنْہُ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ اِنَّہٗ شَیْئٌ قَدْ تَرَکَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا فَعَلَہٗ یعنے عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ دیکھا ایک شخص کو رکوع کے پہلے پیچھے رفعیدین کرتا تھا تو کہا ابن زبیر نے کہ تحقیق یہہ ایک چیز تھی جسکو آنحضرت نے کرکے چھوڑ دیا ہے۔ (۲۵) فتح القدیر اور عقود الجواہر جلد اول اور انصاف اور کفایہ شرح ہدایہ مین امام الائمہ سراج الائمہ حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مباحثہ امام اوزاعی کے ساتھ جسمین امام صاحب نے رفعیدین نکرنا بخوبی طور پر ثابت کیا ہے اور امام اوزاعی نے سکوت کیا تھا۔ کَذَا فِی الْمُسْنَدِ الْحَارِثِیْ وَغَیْرِہٖ۔ بالفعل اسقدر احادیث کافی ہین ان مین لفظ کَانَ بھی بہت جگہہ ہے جو بقول مولوی محمد بخش استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ اور اکثر راوی بھی وہی ہین جو کہ عدم رفع مین موجود ہین۔ علاوہ ازین جبکہ متروک و ممنوع ہوچکی تو اسکو سنت کہنا بعلمی ہے۔ بڑا لطف یہہ ہے کہ اگر رفع یدین سنت دائمی ہوتی تو یہہ ایسے احادیث و آثار صحابہ کہان سے آئی جن سے رفعیدین ممنوع و متروک و منسوخ معلوم ہوتی ہے۔ اور مولوی خدابخش صاحب کہتے ہین کہ رفعیدین سنت استمراری یعنے ہمیشہ کا فعل ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب رسالہ اہل حدیث کا مذہب صفحہ ۱۵ مین رفع یدین کو مستحب مانتے ہین۔ پس خدابخش کے ذمہ ہے کہ رفعیدین کا سنت بمعنی استمراری ہونا اصول محدثین سے ثابت کرے۔ ہمنے تو بعد از وفات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام عدم رفع صحابہ کرام سے ثابت کیا ہے۔ آپ بھی کوئی صحیح حدیث جس مین کسی قسم کا جرح و نقص نہو اور جملہ محدثین کے نزدیک صحیح ہو تو پیش کرین۔ نیز ہمنے تو قولی حدیث سے ممانعت ثابت کی ہے۔ آپ بھی قولی پیش کرین۔ اگر آپنے اس خیال سے کہ سنت کا رواج کرنا بہت ہی ثواب ہے تو لیجیئے ایک سنت

Marfat.com

ایسی رنگی ہے کہ تمام ہندوسندھ وغیرہ محروم ہے۔ وہ کیا ہے۔ عورتون کا ختنہ کرنا۔ اگر ہمارا کہنا ناپسند ہو تو آپ کے ہمشرب اہلحدیث حکیم ابوتراب عبدالحق صاحب امرتسری بازار صابونیان کی تقریر پیش کرتا ہوں جو کہ وجوب ختنہ پر دال ہے۔ اخبار کرزن گزٹ ۱۶ اگست سنہ ۱۹۱۰ء جلد ۱۰ نمبر ۲۳ و ۳۰۔ یکم اکتوبر مین مضمون ہے عورت سے ختنین۔ اول دلیل۔ مَنْ اَسْلَمَ فَلْیَخْتَتِنْ یعنے جو شخص اسلام لایا وہ ختنہ کرے۔ فَلْیَخْتَتِنْ صیغہ امر کا ہے جس سے وجوب مستفاد ہے۔ مرد و عورت کو شامل ہے۔ اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر مین لکھا ہے اور ضعیف نہین لکھا۔ دلیل دوم۔ حدیث۔ اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ رواہ ابوداؤد۔ یعنے کفر کے حالت کے بالون کو دور کر اور ختنہ کر۔ یہہ بھی صیغہ امر کا ہے۔ اور قاعدہ مقرر ہے اَصْلُ فِی الْاَمْرِ لِلْوُجُوْبِ۔ اسمین عورتین بھی شامل ہین۔ دلیل سوم۔ حدیث۔ یَا نِسَاءَ الْاَنْصَارِ اخْتَتِنَّ۔ الحدیث رواہ الطبرانی والبزار وغیرہ۔ یعنے اے انصار کی عورتو ختنہ کرو۔ اور ختنہ مین زیادتی نکرو۔ دلیل چہارم۔ اُم عطیہ ختنہ مستورات پر مقرر تہی۔ غرضکہ مرد و عورت دونون پر ختنہ واجب ہے۔ اُمید واثق ہے کہ متبعان سنت نبوی (اہلحدیث) ضرور اس سنت پر عمل کر کے لڑکی کا ختنہ کرنے کرانے مین رواج دینگے۔ ہندوستان مین بھی رواج دیوین۔ جو شخص اس سنت کو عمدًا ترک کریگا۔ قیامت مین سخت عذاب پاویگا۔ انتہی ملخصًا۔ اب مولف ہذا ملتمس ہے کہ ہمارا کہنا ہو تو آپ ضرور رد کرتے مگر یہہ آپ کے عالم اہلحدیث کا ہے۔ اس کا رواج اپنے گہر مین مولوی علی محمد صاحب و مولوی عبد القیوم صاحب وغیرہ کے گہرون مین جا کر عورتون کا ختنہ کرائین۔ رفعیدین کو خواہ مخواہ سنت سمجھکر زور دینے مین اور یہہ بقول ابوتراب واجب ہے واجب کا ترک بہت برا ہے۔ اسکو عمدًا ترک کرنا سخت گناہ ہے۔ فقط ؎

(مسئلۂ آمین بالجہر)

اس قسم کے مسائل عرصہ دراز سے طے ہوچکے تہے۔ مگر چونکہ لوگون کا ہدایت پانا اور روزمرہ کے جھگڑون کا ختم ہونا مخفی دنیاداروں کو ازحد ناگوار گذرا لہذا بعض حضرات مثل مولوی ثناء اللہ صاحب نے رسائل جدید اگر ایک تو سر زاکیطرح ٹکے بنالئے دوسرا سرا لوگون کے دلون مین بغض و فساد کا تخم بو دیا تاکہ کتابون کی تجارت ترقی پر ہو۔ افسوس ہے کہ ندوہ نے کسی خاص مصلحت سے ان کو شامل تو کر لیا لیکن ایسے ایسے مولویون نے ندوہ کو بدنام کر دیا ہے جسقدر مولوی ثناء اللہ صاحب کی ندوہ مین ذلت و خجالت ظاہر ہوئی اگر دانشمند ہوتے تو ضرور عبرت پکڑتے۔ افسوس! اب مناسب ہے کہ آمین آہستہ کہنے کے ادلہ عرض کرون مگر قبل ازین چند امور

ؔ ندوۃ العلماء اس قبیل سے باز آجاویں تو کل اہل اسلام کے لئے بہتر ہے۔

قابل نگہداشت ہین - امر اول - آمین بالاتفاق اہل علم قران مین سے نہین جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ مین
لکہا ہے - مَعَ اِنَّ الاصلَ فِی الدُّعَاءِ اِخْفَاءٌ وَکَانَ آمین دُعَاءٌ و آمین لَیس
مِنَ القُرانِ اِجمَاعًا فَلَا یَنبَغِی اَن یَکُونَ فِیہِ صَوتُ القُرانِ کَمَا اِنَّہٗ لَا یَجُوزُ کِتَابَتُہٗ
فی المصحف الخ - کذا فی البیضاوی والمدارک وغیرہ یہی وجہ ہے کہ آمین کی آواز و طرز تحریر جدا ہے
یہی وجہ ہے کہ یہود کو اسپر حسد تہا - کیونکہ لفظ آمین اون کی زبان و محاورہ و کتاب مین مستعمل تہا - اسلیے اونکو رنج
آتا تہا - امر دوم - یہہ کہ آمین کا معنی دعا ہے - چنانچہ قصہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام اسپر شاہد ہے -
رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِہِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوبِہِمْ فَلَا یُؤْمِنُوا حَتّٰی یَرَوُا العَذَابَ الا
لِیمَ قَالَ قَدْ اُجِیبَتْ دَعْوَتُکُمَا الآیۃ - فی المعالم قَدْ اُجِیبَتْ دَعْوَتُکُمَا اِنَّمَا نَسَبَ
اِلَیْہِمَا وَالدُّعَاءُ کَانَ مِنْ مُوسٰی لِاَنَّہٗ رُوِیَ اِنَّ مُوسٰی کَانَ یَدْعُو وَہَارُونَ
کَانَ یُؤَمِّنُ وَالتَّامِینُ دُعَاءٌ - وَفِی البیضاوی ای مُوسٰی وَہَارُونَ لِاَنَّہٗ
کَانَ یُؤَمِّنُ وفی الجلالین دَعَا عَلَیْہِمْ وَاَمَّنَ ہَارُونَ عَلٰی دُعَائِہٖ وَفِی الکلبی
اَمَّنَ ہَارُونَ عَلٰی دعائہ لِاَنَّ مَعْنَاہُ اسْتَجِبْ وَفِی التفسیر الکبیر قَالَ ابن عباس اِنَّ
مُوسٰی کَانَ یَدْعُو وَہَارُونَ کَانَ یُؤَمِّنُ - وفی الحسینی - آوردہ اند کہ موسیٰ دعا میکرد و
ہارون آمین میگفت و آمین گوئندہ در دعا شریک است - وَقَالَ البُخَارِیُّ فِی صَحِیحِہٖ قَالَ عَطَاءٌ
آمین دُعَاءٌ وَفِی التفسیر روح البیان وَالتَّامِینُ دُعَاءٌ لِاَنَّہٗ معناہ استجب - و
فی الکشاف - آمین صوت سمی بہ الفعل الَّذِی ہو استجب - وفی المدارک آمین
صوت سمی بہ الفعل الَّذِی ہو استجب عن ابن عباس سَاَلْتُ النبیؐ عن معنی آمین فقال
افعل وفی المظہری قَالَ البغوی عن ابن عباس قال آمین معناہ اسمع واستجب - کذا قال
الثعلبی وقال النووی فی شرحہ معناہ استجب وفی الشرح الموطاء للقاری معناہ اللہم
استجب [illegible] وقیل ہو اسم وانکرہ جماعۃ کما ذکرہ السیوطی - وفی لقطۃ
[illegible] استجب وقیل ہو اسم الخ وفی مجمع البحار - معناہ استجب لی - و
فی [illegible] استجب فی الصراح آمین فی الدعا اجابت کن و چنین باد - فی الغیاث آمین
[illegible] چنین باد - وغیرہ وغیرہ غرضیکہ جملہ عبارات مرقومہ کا خلاصہ وماحاصل یہہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے

دعا کی اور ہارون نے آمین کہی خدا نے دونون پر دعا کا اطلاق فرمایا جس سے مقصد یہہ نکلا کہ آمین دعا ہے۔ یہی
پر ہین۔ تمام مفسرین و محدثین و جمہور علماء و اہل لغت۔ ایک ضعیف طریق سے اسکو اسم بھی کہا گیا ہے۔ امر سوم
اصل دعا مین اخفا ہے۔ اخفا کی معنی ستر و کتمان ہے۔ کما فی القاموس۔ تفسیر ابو السعود مین ہے۔
فان الاخفاء دلیل الاخلاص۔ فتح البیان۔ و الخفیۃ الاسرار بہ فان ذلک اقطع
لعرق الریاء۔ معالم۔ وخفیۃ ای سرا۔ مدارک۔ التامین دعاء فکان اخفاءہ اولی۔
کذا فی البیضاوی۔ غرضکہ دعا آہستہ مانگنا چاہیئے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ خدا نے ہر ایک قسم کی آواز نرم کرنے
و پوشیدہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ تو دعا مین بطریق اولی کرنی چاہیئے۔ قولہ تعالی۔ و اغضض من
صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر۔ یعنے نرم کر آواز اپنی اسلیئے کہ سب آوازون سے بہت بری
گدھے کی آواز ہے۔ پس دعا مین ضرور آہستگی بہتر ہے۔ بعد از بیان [illegible] حنفی
مین جو آہستہ آمین کہتے ہین اوسکے یہہ دلائل ہین۔ دلیل اول۔ ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ [illegible]
یعنے دعا مانگو اپنے رب سے عجز و خشوع کے ساتھ پوشیدہ۔ امام رازی [illegible] لکھتے ہین۔ قولہ تضرعا و خفیۃ
مشتمل علی کل ما یراد تحقیقہ و تحصیلہ فی شرائط الدعاء و انہ لا مزید علیہ البتۃ
لوجہ من وجوہ۔ المسألۃ الثالثۃ التضرع التذلل و التخشع و هو اظهار ذل النفس
من قولهم ضرع فلان لفلان و تضرع لہ اذا اظهر الذل لہ فی معرض السؤال و الخفیۃ
ضد العلانیۃ یقال اخفیت الشیء اذا سترتہ [illegible] فی الدعاء
یدل علیہ لوجوہ اول۔ هذہ الآیۃ [illegible]
بالاخفاء و ظاهر الامر للوجوب فان لم یحصل [illegible]
اللہ لا یحبہ و محبۃ اللہ عبارۃ عن الثواب [illegible] فی الدعاء التضرع
و الاخفاء فان اللہ لا یثیبہ البتۃ و لا یحسن الیہ [illegible]
لا محالۃ فظهر لک ان قولہ انہ لا یحب المعتدین [illegible]
التضرع و الاخفاء فی الدعاء الحجۃ الثانیۃ [illegible] تعالی [illegible] قال
المسألۃ الرابعۃ قال ابو حنیفۃ اخفاء التامین افضل و قال الشافعی اعلانہ افضل و احتج
[illegible] فقال فی قولہ آمین وجهان احدهما انہ دعاء و الثانی [illegible] صفحہ ٤٣٣

Marfat.com

جلد چہارم ملاحظہ فرماوین۔ ھٰکذا فی المعالم والمدارک والبیضاوی والجلالین والحسینی والمرقاۃ والقسطلانی وروح البیان وغیرھم۔ خلاصہ عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ آمین دعا ہے دعا پوشیدہ بہتر ہے یہی مذہب ہے امام الاعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا۔ دلیل دوم۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً یعنی یاد کر اپنے رب کو ساتھ زاری اور پوشیدگی کے۔ امام رازی فرماتے ہین کہ اگر آمین دعا ہو تو آیۃ اول سے آہستہ کہنا حکم ہے۔ اگر اسم ہے تو آیۃ دوم سے آہستہ کہنا لازم ہے جیسا کہ حدیث ہے خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ۔ یعنے ذکر پوشیدہ بہتر ہے۔ تیسری دلیل۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ یعنے مین قریب ہون دعا کرنے والے کے جب مجھے پکارتا ہے۔ یہ بھی آمین آہستہ کہنے پر دال ہے کیونکہ آمین بھی دعا ہے۔ چوتھی دلیل۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۔ یعنے حضرت زکریاؑ نے اپنے رب کو پوشیدہ پکارا۔ پانچوین دلیل۔ حدیث۔ دَعْوَةُ السِّرِّ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ دَعْوَةً الْعَلَانِیَۃِ یعنے بلند دعا سے آہستہ دعا ۷۰ درجہ بہتر ہے۔ پس آہستہ آمین ستر درجہ افضل ہے۔ چھٹی دلیل۔ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِرْفَقُوْا کذا فی المشکوٰۃ یعنے نرمی کرو اپنے نفسون پر کیونکہ تم بہری اور غائب کو نہین پکارتے بلکہ تم سمیع قریب کو پکارتے ہو۔ ساتوین دلیل۔ اَلذِّکْرُ الْخَفِیُّ لَا یَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا کما ذکرہ ملا علی قاری فی شرح المشکوٰۃ۔ ترجمہ نمبرہ مین دیکھو۔ نوین دلیل۔ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صلعم فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ آمِیْن وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ رواہ احمد فی مسندہٖ یعنے حضرتؐ نے آمین نماز مین آہستہ کہی۔ دسوین دلیل۔ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ تَرَکَ النَّاسُ التَّاْمِیْنَ الحدیث۔ رواہ ابن ماجہ یعنے لوگون نے آمین کہنی چھوڑ دی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگون مین یہ از حد مشہور تھا کہ آمین بالجہر سنت نہین۔ ورنہ صحابہ و تابعین کا ترک کرنا صرف ایک ابوہریرہ کا نکرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ آخری فقرہ کا جواب آتا ہے۔ گیارہوین دلیل۔ عن وائل ابن حجر انہ صلی مع النبی فلما بلغ ولا الضالین قال آمین واخفی بھا صوتہ رواہ ابوداؤد الطیالسی فی مسندھما۔ یعنے آنحضرت نے آہستہ آمین کہی۔ بارہوین دلیل۔ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ فلما بلغ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین واخفی صوتہ رواہ الطبرانی کذا فی المرقاۃ باب الصلوٰۃ یعنے آنحضرت نے نماز مین آہستہ کہی۔ تیرہوین دلیل۔ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ فلما بلغ ولا الضالین فقال آمین واخفی صوتہ رواہ ابو یعلیٰ فی مسندہٖ یعنے حضرت

جب وَلَا الضَّالِّين پر پہونچے تو آہستہ آمین کہی - چودھویں دلیل - عَنِ النَّبِیِّ فَلَمَّا بَلَغَ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِين وَاَخْفٰى صَوْتَهٗ رواہ المحلی فی شرح الموطا یعنے حضور نے جب وَلَا الضَّالِّين پڑھکر آہستہ آمین کہی - پندرہویں دلیل - عَن علقمة ابن وائل عن ابيه اِنَّ النَّبِیَّ قَرَاَ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِين وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ - رواه الترمذی - یعنے آنحضرت نے آمین کہکر پست کیا آواز کو - سولھویں عَن اَبِي سعيد عَن اَبِي وائل لَم يَكُن عمر وعلی يجهران ببسم الله وَلَا آمِين - رواه الطبری تهذيب الآثار یعنے حضرت عمر و علی نہ بسم اللہ بلند پڑھتے تھے نہ آمین - یہ حدیث ابو ہریرہ کے فقرہ وَتَرَكَ النَّاس التَّامِين کی تائید کرتی ہے - بالخصوص حضرت علی کا عمداً ترک کرنا نسخ کی دلیل ہے -

سترہویں دلیل عَن سلمة بن كهيل عن حجر ابي العنبس علقمة بن وائل عن ابيه اَنَّهٗ صلّٰى مَعَ النَّبِیِّ فَلَمَّا بَلَغَ وَلَا الضَّالِّين قَالَ آمِين وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ رواه الترمذی والدارقطنی یعنے آنحضرت نے نماز میں آہستہ آمین کہی - ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکہا ہے حجر ابن عنبس اَبُو السكن كوفى هُوَ الَّذِی يُقَالُ لَهٗ حجر اَبُو العنبس كذا فی العينی وكذا قال حافظ ابن حجر فی تلخيص الخبير وغيرہ - اٹھارہویں دلیل - اخرج الطحاوی عَن اَبِي وائل كَانَ عمر وعلی لا يجهران بسملة وَلَا بالتعوذ وَلَا بآمين - انیسویں دلیل - اخرج ابن جرير عن عمر وعلی لا يجهران ببسم الله وَلَا بالتامين - بیسویں دلیل - اخرج ابن شاهين عَن عمر وعلی لا يجهران ببسم الله وَلَا بالتامين یعنے حضرت عمر و علی بسم اللہ اور آمین بلند نہ کہتے تھے - اکیسویں دلیل - فی المشکوۃ عُن سمرة بن جندب اَنَّهٗ حفظ عن رسول الله سكتتين سكتة اِذَا كبّر وسكتة اِذَا فرغ عن قراءة غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّين فصدقه اُبَی ابن كعب رواه الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجه والدارمی - قَالَ الطيبی الشافعی فی شرح المشكوٰة والاظهر ان السكتة الاولی للثناء والسكتة الثانية للتامين كذا فی حجة الله البالغة وفی المصنف عبد الرزاق - یعنے آنحضرت سے دو سکتے یاد کئے ایک تو تکبیر تحریمہ کے وقت دوسرا بعد از سورۂ فاتحہ - سو سکتہ اول میں ثناء وغیرہ تھا اور سکتہ دوم میں آمین - بائیسویں دلیل - وَقَالَ ابن الهمام روی عن ابن مسعود اربع يخفيهن الامام وذكر منها التسمية و آمين - تیسویں دلیل - قَالَ الشيخ فی اللمعات روی عن عمر ابن الخطاب قَالَ اَنَّهٗ يخفی الامام ومنها التسمية و آمين +

Marfat.com

چوبیسوین دلیل - قال محمد فی کتابه الآثار عن ابراهیم النخعی قال اربع یخفیهن الامام التعوذ و بسم الله و سبحانک اللهم و آمین - یعنے امام پر چار چیزین پڑہنا لازم ہین - اون مین سے آمین بھی ہے پچیسوین دلیل - عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت رسول الله اذا قرء ولا الضالین فقال آمین وخفض بها صوته رواه ابوبکر ابن ابی شیبه فی مصنفه یعنے آنحضرت نے جسوقت قرءۃ فاتحه ختم کی تو آمین آہستہ کی - باقی حدیثین وہ ہین جو مولوی خدا بخش صاحب نے اپنے دلائل نمبر ۱۶ اور ۱۷ اور ۱۸ اور ۱۹ مین لکہی ہین - اون احادیث سے ہمارا استدلال اس طریق پر ہے کہ موافقت با ملائکہ کا حکم ہے - چونکہ موافقت کی تشریح صحابہ کرام سے مروی نہین لہذا تین احتمال ممکن ہین -
(۱) موافقت فی الوقت (۲) موافقت فی الصفت (۳) موافقت فی الصوت - پس آہستہ کہنے مین سب احتمال پوری ہوجاتی ہین کیونکہ فرشتون کی آمین غیر مسموع ہے اور فرشتون کے ساتھ تب ہی موافقت ہوگی جب اون کے آواز کے مانند لوگون کی آمین بھی غیر مسموع ہوگی تو یہ احادیث اخفا پر دال ہوئین نہ جہر پر - علاوہ ازین احادیث مذکورہ مین الفاظ مختلف طور پر وارد ہوئے ہین - ایک حدیث مین ہے - فان الامام یقول آمین رواه النسائی - ایک مین ہے - فان الملائکة تقول آمین والامام یقول آمین - رواه الدارمی ایک روایت یون ہے - فان الملائکة ... آمین یعنے آپکا بار بار فرمانا کہ امام آمین کہتا ہے فرشتے آمین کہتے ہین - یہ صریح اس پر شاہد ہے کہ مقتدیان کو امام کے آمین کا علم نہوتا تھا اور فرشتے بھی آمین کہتے ہین ... اگر بقول ... لرتج بها المسجد (آمین کی آواز سے مسجد گونج اٹھتے) ... کو خود ہی معلوم تھا کہ امام یا حضور آمین کہتے ہین - ان الامام یقول آمین ... کا کیا فائدہ ... امام اور فرشتون کی آمین کو کوئی نہین سنتا تھا لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ خیال نکرو کہ صرف تم ہی آمین کہتے ہو بلکہ امام تمہارا اور فرشتے جو نماز کے وقت حاضر ہوتے ہین وہ بھی آمین کہتے ہین - پس ثابت ہوا کہ آہستہ آمین کہنے سے جملہ احادیث پر عمل ہوسکتا ہے - کما صرح به ملا علی قاری - اور امام بخاری صاحب اور امام نسائی صاحب کا احادیث مذکور کو باب جہر الامام والماموم بالتامین مین لانا محض خیال ہے ورنہ کوئی قرینہ حارفہ شاہد موید نہین - اور امام قسطلانی ... پر دال ہے - نرا عجیب امر ہے جو کہ محتاج دلیل ہے کیونکہ ... قل اعوذ برب الناس - وقولوا ربنا لک الحمد -

وَفلیقل سُبحان ربی الاعلیٰ - فلیقل سبحان ربی العظیم - فلیقل التحیات للہ - وغیرہ بھی
باواز بلند کہنا ضروری ہو - حالانکہ اسکا قائل کوئی نہین - پس صرف بخاری وغیرہ کے کہنے سے جہر ثابت کرنا مقلد
محض کا کام ہے نہ محقق کا - اب ہم مولوی خدا بخش صاحب کے دلائل کا جواب عرض کرتے ہین - حدیث نمبر (۱)
مین علی بن صالح راوی ہے - وہ ضعیف ہے - میزان الاعتدال صفحہ ۲۰۴ - نمبر (۲) مین بشر بن رافع ہے وہ بھی
ضعیف ہے تقریب صفحہ ۱۵ - دوسرا ابی عبد اللہ ابن عم ابی ہریرہ کی سماعت صحیح نہین میزان صفحہ ۲۵۶ - نمبر (۳)
یہہ بھی ضعیف بلکہ قریب موضوع کی ہے - کیونکہ زمانہ رسالت پناہ کے مسجد تو صرف کہجور کے پتون کی تہی اسکا گونجنا
چہ معنے دارد - نیز ایک لفظ تو یہہ ہے - یسمعہا اھل الصف الاول یعنے صرف پہلے صف والون نے آمین
سُنی - دوم مین ہے - حتی یرتج بہا المسجد یعنے مسجد گونج اوٹھی - اور لطف یہہ ہے کہ یہی حدیث اسکی نسخ پر
دال ہے کیونکہ ایسی مشہور سنت جس سے مسجد گونج اوٹھے لوگون کا اسکو یکبیک بالاتفاق ترک کرنا بغیر از نسخ
کے صحابہ کرام و تابعین سے بعید ہے - وہ جملہ یہ ہے - ترک الناس التامین یعنے حضرت ابو ہریرہ فرماتے
ہین لوگون نے آمین ترک کردی ہے - حدیث نمبر (۴) و (۵) وہ تو آپ کے اصول کے خلاف ہین ان کو حدیث کہنا
تعجب ہے تو عطا تابعی کا قول ہے یا ابن زبیر کا - آپکے نزدیک صحابہ کرام کا قول حجۃ نہین جیسا کہ محی الدین نو مسلم
کی بلاغ المبین مین لکہا ہے - میزان [illegible] - حدیث نمبر (۷) اسمین محمد بن کثیر ہے وہ بہت
غلطیان کرتا ہے تقریب صفحہ ۳۴۳ - میزان صفحہ ۱۳۱ - کثیر الغلط کی روایت مردود ہے - کما فی النخبۃ
نمبر (۸) اسمین [illegible] راوی ابو بلال لین الحدیث ہے دیکہو تقریب - لین الحدیث کی
روایت قابل حجت نہین [illegible] اور تسمیع سے جہر ثابت نہین ہوتا - ورنہ نماز ظہر وعصر
وفجر مغرب کی سنتون مین [illegible] جیسا کہ ابن مسعود فرماتے ہین - ما احصی ما سمعت رسول
اللہ یقرء فی الرکعتین بعد المغرب وقبل صلوۃ الفجر بقل یا ایہا الکافرون وقل ہو اللہ
رواہ الترمذی [illegible] وفی البخاری عن قتادۃ کان النبی یقرء فی الظہر والعصر بفاتحۃ
الکتاب وسورۃ [illegible] ویسمعنا الآیۃ احیانا الخ - یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر وعصر
ومغرب وفجر کے سنتون مین بلند قراءت [illegible] آمین تو بسم اللہ [illegible] کا حکم ہے
غیر مقلدین بسم اللہ کیون نہین پڑہتے - نمبر (۹) اسمین [illegible] ہے وہ مجہول ہے - میزان صفحہ ۲۵۵
ایک راوی حجیۃ بن عدی ہے - وہ مجہول ہے میزان صفحہ ۸۵ - تقریب مین ہے حجیۃ بن عدی خطا کرتا تھا -

Marfat.com

نیز اسمین ایک راوی ابن ابی لیلی ہے - وَقَالَ اَحمَدُ ابن حنبل اَبِی لَیلیٰ لا یحتج به رواه الترمذی تقریب
مین ہے وہ سَیئی الحفظ ہے سوء الحفظ کی روایت مردود ہے - نمبر ۱۰ - اسمین عبد الجبار ہے اسنے بقول
بعض اپنے باپ کو دیکھا ہی نہین تو اوس سے سنا کس طرح - نیز اسمین ابو اسحاق مختلط ہے یونس وہمی ہے
کَمَا فِی التقریب وَصَرَّح به النووی - نمبر ۱۱ - اس کی صحت قابل تحقیق ہے امام حاکم کا حال بستان المحدثین
مین دیکھو نمبر ۱۲ - اسمین ایک راوی بندار ہے وہ کذاب ہے میزان صفحہ ۴۲ سفیان ہی ہے وہ مدلس ہے جیساکہ
تقریب مین ہے اور مدلس کی حدیث غیر معتبر ہے - کما فی العینی وَصَرَّح به النووی - علاوہ ازین یہی
راوی ہین آہستہ آمین کے جسکو ابن شیبہ نے نقل کیا ہے - نمبر ۱۳ - اسحاق اسمین متغیر الحفظ تھا - تقریب ص ۲۷
میزان صفحہ ۷۳ - اور اسمین کوئی لفظ بلند کہنے پر دلالت نہین کرتا - نمبر ۱۴ و ۱۵ - مین کوئی ایسا نہین جو بلند کہنے پر
دال ہو - بلکہ اتنا ہی نہین کہ آمین نماز مین ہے بالخصوص سورۃ فاتحہ کے بھی بعد نہین - افسوس - اسمین ایک راوی
طلحہ ابن عمر ہے وہ متروک ہے تقریب صفحہ ۱۸۲ - اور حماد بن مسلمہ کا آخر عمر مین حافظہ خراب ہو گیا تھا - دیکھو تقریب
دوسرا راوی سہل بن صالح بھی متغیر الحفظ تھا دیکھو تقریب - اور حسد کرنا جہر پر موقوف نہین - دیکھو حضرات حنفیہ
کرام آہستہ آمین کہتے ہین تو غیر مقلدین حسد کرتے ہین - دیگر احادیث نمبر ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ کا جواب دیا گیا ہے -
یعنے اون مین کوئی لفظ ایسا نہین جو آمین بلند کہنے پر دلالت کرے صرف موافقت کا ذکر ہے - فقط والسلام - +

(مسئلہ زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے)

اس مسئلہ کے خلاف غیر مقلدین کے پاس بالکل کوئی حدیث صحیح نہین بجز روایت ابن خزیمہ کے جو کہ صحاح ستہ
سے خارج ہے - اس سے معلوم ہوا کہ جامعین صحاح ستہ کے نزدیک سینہ پر ہاتھ باندھنے پر کوئی حدیث نہین -
امام ترمذی نے باوجود تحقیق انیق کے کوئی روایت سینہ پر ہاتھ باندھنے کی نقل نہ فرمائی - چنانچہ لکھتے ہین ورأی
بَعضُهُم اَن یَضَعَ فَوقَ السُرَّة وَرأیٰ بَعضُهُم تَحتَ السُرَّة اگر سینہ پر ہاتھ باندھنا بھی کسی کا مذہب
ہوتا تو امام ترمذی و امام بخاری وغیرہ کبھی فرق نہ کرتے - چنانچہ امام شافعی رح کے مقلد امام نووی نے بھی کوئی
روایت مرجح و اطمینان بخش سینہ پر ہاتھ باندھنے کی نقل نہ فرمائی - شرح مسلم مین لکھتے ہین - وَیجعلهما تحت
صَدرِه فوق السُرَّة هذا مذهبنا المشهور وبه قَالَ الجمهور وَقَالَ ابو حنیفة و
سفیان الثوری واسحاق بن راهویه وابو اسحاق المروزی مِن اَصحَابنا یجعلهما
تحت السُرَّة الخ - یعنے سینہ کے نیچے ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا ہمارے مذہب شافعی کے مطابق ہے

اور زیر ناف باندھنا امام العالم امام ثوری و اسحاق بن راہویہ و اسحاق مروزی شافعی وغیرہ کا مذہب ہے۔ حدیث اول۔ عن علقمۃ بن وائل ابن حجر عن ابیہ قال رأیت النبی وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ تحت السرۃ رواہ ابن ابی شیبہ۔ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناف کے نیچے ہاتھ رکھتے تھے۔ ابن ابی شیبہ بخاری کا استاد ہے پس یہہ روایت مقدم ہوئی بخاری سے۔ اسپر یہہ جرح علقمۃ قد ولد بعد ستۃ اشہر عن موت ابیہ۔ قابل غور و فکر ہے۔ کیونکہ علقمۃ ابن وائل ابن حجر کو فی صدوق ہے۔ (بہت سچا ہے) امام مسلم نے صحیح مسلم باب وضع یدہ الیمنٰی علی الیسرٰی مین علقمہ ابن وائل کی روایت نہایت وثوق سے بیان کی ہے۔ وھو ھذا۔ عن علقمۃ ابن وائل ومولی لھم انھما اخبراہ عن ابیہ وائل بن حجر انہ رأی النبی الحدیث۔ امام ترمذی کا قول علقمہ کے بارہ مین خود مختلف ہے۔ چنانچہ باب ما جاء فی المراۃ اذا استکرھت علی الزنا مین لکھتے ہین۔ ھذا حدیث حسن غریب صحیح وعلقمۃ ابن وائل بن حجر سمع من ابیہ اگر آپ ایمہ اکابر کو نہین مانتے تو غیر مقلدون کے مجتہد نواب صدیق حسن صاحب مسک الختام صفحہ ۲ مین لکھتے ہین۔ سماع علقمہ از پدر خود ثابت است پس حدیث سالم است از انقطاع کما صرح بہ الفاضل اللکھنوی فی قول الجازم صفحہ ۸ و النسائی فی سننہ کتاب القیامۃ۔ نہائت درجہ اگر مخالفین حق زور دینگے تو مرسل تصور ہو گی۔ اور مرسل اکثر اماموں مثل امام اعظم و اصحاب و امام احمد و اکثر تابعین کے نزدیک مطلقاً مقبول و قابل حجت ہے جیسا کہ نخبۃ الفکر اور شرح مسلم مین ہے۔ حدیث دوم۔ مسند امام احمد صفحہ ۱ مین صحیح کر کے لکھی ہے۔ ان علیاً قال من السنۃ الصلوٰۃ وضع الاکف تحت السرۃ رواہ ابن ابی شیبہ وابوداؤد والدارقطنی والبیھقی ورزین یعنے نماز کے سنتون مین سے یہہ بھی سنت ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا چاہئے۔ حدیث سوم۔ ومن السنۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ رواہ ابوداؤد۔ یعنے زیر ناف ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ حدیث چہارم۔ عن حجاج بن حسان انہ قال سألت ابا مجلز کیف یضع قال باطن کف علی ظاہر کف شمالہ ویجعلھما تحت السرۃ رواہ ابن ابی شیبہ یعنے ہاتھ کی ہتھیلی اوپر پیٹھ ہاتھ بائین کے نیچے ناف کے رکھنا چاہئے۔ پنجم۔ روی ابن حزم من حدیث انس من اخلاق النبوۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ وھذا فی حدیث علی ذکرہ العینی یعنے نبوہ کے اخلاق

Marfat.com

مین سے یہہ ہے کہ داہنا ہاتھ رکھنا بائین پر نیچے ناف کے - بالفعل ابن خزیمہ کی ایک روایت کو مقابل یہہ پانچ
حدیثین ہین - اِن حدیثون کے خلاف عمداً رسالہ اہلِ حدیث کے مذہب صفحہ ۵۷ مین ایک روایت پر ترغیب
دنیا خروسندی سے بعید ہے - العیاذ باللہ - مسئلہ تراویح - رسالہ اہل حدیث کا مذہب صفحہ ۶۲ مین
آٹھ رکعت سنت ثابت کرتے ہین - حالانکہ یہہ غلط ہے - اول آنکہ جملہ عبادتون مین سجدہ عبادت بہت ہی عمدہ
و باعث تقرب الی اللہ کا ہے - چنانچہ حدیث مین ہے - اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ وَھُوَ
سَاجِدًا (تفسیر فتح العزیز) یعنے آدمی سجدہ کے وقت خدا کی زیادہ قریب ہوتا ہے - پس جبکہ سجدہ قرب الٰہی
کا باعث ہوا تو ایمانداروں پر سجدہ زیادہ کرنا وسیلۂ رضامندی الٰہی ہوا - جیسا کہ دوسری حدیث مین ہے
علیکم بکثرۃ السجود رواہ مسلم - یعنے لازم ہے تم پر زیادہ سجدہ کرنے - اس سجدہ سے مراد نماز ہے نہ
مطلق سجدہ - اب خیال کرنا چاہیئے کہ بقول غیر مقلدین ۸ رکعت و ایک وتر اگر مقرر ہون تو کل ۱۸ سجدے ہوئی
اور جب بتقلید امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھی جاوین تو ۴۶ سجدی ہوتی ہین
فرمائے خدا زیادہ اوسپر خوش ہوگا جسنے ۴۶ سجدے کیے یا اوسپر جس نے ۱۸ سجدے کیے - سبحان اللہ - ایک وقت
تو وہ تھا کہ اہل اللہ و عالمان باکمال سوائے فرائض و سنن کے اکثر نوافل مثل اشراق و تہجد و اوابین
وغیرہ کی تاکید مزید بران فرمایا کرتے - اور ایک وقت یہہ کہ عبادت کے دشمن ۲۳ رکعت کو ۹ بنائے اور باقی
کو بدعتہ یا خلاف سنت کہدیا - خوف ہے کہ چکر الیوی کیطرح دیگر سنتین بھی موقوف نکر دیوین - حدیث عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی تہجد کے بابت ہے نہ تراویح کی - چنانچہ محدثین کا حدیث عائشہ کو باب قیام لیل مین لانا اور
قیام رمضان مین نہ لانا اسپر صریح دلیل ہے کہ تراویح کے متعلق نہین - کیونکہ آپ رمضان غیر رمضان مین تہجد ہی
پڑھتے تھے نہ تراویح - علامۂ زمان مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اپنے کتاب صفحہ ۲ مین غیر مقلدون کو جاہل و
گمراہ و گمراہ کنندہ لکھتے ہین صفحہ ۶ سے ۱۴ تک تراویح کا بیس رکعت ہونا ثابت کرتے ہین - اول - وفی ارشاد
الساری روی البیہقی فی سننہ باسناد صحیح کما قال ابن العراقی فی شرح التقریب عن
السائب ابن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر و علی فی شہر رمضان بعشرین
رکعۃ - دوم - روی عن شبرمۃ بن شکل و کان اصحاب علی انہ کان یؤمھم فی رمضان
فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ - سوم روی البیہقی بسند صحیح علی ما قالہ العینی
فی منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک انھم کانوا یقومون علی عہد عمر بعشرین رکعۃ

Marfat.com

وعلی عہد عثمان وعلی ومثلہ۔ چہارم۔ روی ابن ابی شیبۃ فی مسندہ عن عباس اِنّ رسول اللہ کان یُصلی فی رمضان عشرین رکعۃً والوتر۔ غرض اِن پانچ حدیثون سے یہہ ہے کہ حضرت عمر وعثمان وعلی وابن عباس وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اجماع واتفاق ہی بیس رکعت پر۔ پس اگر بیس تراویح سنت نہوتی تو کیا یہہ حضرات خلاف سنت کرتے۔ حاشا وکلا۔ بلکہ یہی تو سنت کے پیرو تھے۔ اور نیز چہارم سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے بیس رکعت پڑہی ہین۔ پنجم۔ واکثر اھل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرھما من اصحاب النبی عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال الشافعی ھٰذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ رواہ الترمذی صفحہ ۱۰۴ یعنے حضرت عمر وعلی واصحاب ودیگر بہت اہل علم بیس رکعت پڑہتے تہے۔ یہی مذہب ہے امام شافعی وسفیان وابن مبارک کا۔ ششم۔ وفی صحیح ابن خزیمۃ وابن حبان انہ صلی بہم ثمان رکعات والوتر۔ ولیکن اجمع الصحابۃ علی اِنّ التراویح عشرین رکعۃ یعنے بیس رکعت پر اجماع ہے صحابہ کا۔ علاوہ ازین صدہا کتب دینیہ مین بیس رکعت کا سنت ہونا مرقوم ہے۔ بقدر ضرورت عرض ہین۔ (۱) موطا امام مالک صفحہ ۴۷۔ (۲) تقریب التہذیب صفحہ ۲۸۰۔ (۳) رسائل تسعہ جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۸۔ (۴) کبیری صفحہ ۳۸۸ (۵) عینی شرح کنز صفحہ ۳۶۔ (۶) استفتناء شاہ عبدالعزیز صاحب صفحہ ۱۷۔ (۷) زرقانی صفحہ ۲۱۴۔ (۸) تحفۃ الاخیار صفحہ ۱۸ و ۱۹۔ (۹) غایۃ التفنیح صفحہ ۲۶۔ (۱۰) حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۳۱۵۔ (۱۱) فتح القدیر صفحہ ۲۰۵ (۱۲) محلی شرح موطا (۱۳) رد المختار (۱۴) بحر الرائق (۱۵) فتح الباری وغیرہم مین صاف صاف بیس رکعت تراویح کے بحث وتحقیق موجود ہے۔ بالفرض اگر ابتدا مین آٹھ کسی نے پڑہی ہون مگر آخر الامر کل صحابہ بیس پر متفق ہوگئے باقی اعداد کو متروک کردیا۔ اسوقت تک مکہ مدینہ مین بیس ہی پڑہی جاتی ہین۔ اب کون عدو اللہ بیس کو خلاف سنت کہکر صحابہ کو مخالف بناتا ہے۔ نہایت ہی تعجب ہے کہ سب سے بڑھکر متبع سنت ہونیکا دعوائے تو صحابہ کرام کو تھا اونہون نے تو بالاتفاق بیس پڑہین اور حضرات حنفیہ کو مخالف سنت بنایا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من شر عدو اللہ ابدا۔ +

(مسئلہ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اور ختمات پڑہنا)

حضرات انبیاء واولیاء سے مدد مانگنا دو قسم پر ہے۔ ایک حقیقی ومستقل۔ دوسری مجازی۔ اول تو امداد حقیقی و بالاستقلال ہمیشہ خدا کی طرف سے سمجہنا ضروری ہے۔ دوم مجازی کہ یہہ ہمیشہ سے اہل اسلام مین مروج ومعمول ہے

اسکا منکر سوائے جاہل و بد اعتقاد کے کوئی نہین۔ قران مین ہے۔ حواریون نے کہا۔ نَحنُ اَنصَارُ اللّٰہ۔ یعنے ہم مین
خدا کی مدد کرنے والے۔ خدا نے کہا۔ کُونُوا اَنصَارَ اللّٰہ۔ یعنے ہوجاؤ خدا کے مددگار۔ ذوالقرنین کا قول
خدا نے نقل کیا ہے۔ اَعِینُونِی بِقُوَّۃٍ یعنے اے لوگو میری مدد کرو۔ عام حکم ہے۔ تَعَاوَنُوا عَلَی البِرِّ وَالتَّقوٰی
یعنے اے لوگو آپسمین نیک کام کی مدد کرو۔ اِن تَنصُرُوا اللّٰہَ یَنصُرکُم یعنے اگر تم خدا کی مدد کروگے تو خدا بھی
تمہاری مدد کریگا۔ حدیث۔ اَللّٰہُ فِی عَونِ العَبدِ مَادَامَ العَبدُ فِی عَونِ اَخِیہِ۔ یعنے جبتک بندہ
اپنے بہائی کی مدد کرتا ہے خدا بھی اسکی مدد کرتا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور مسند بزار مین اور کتاب
عمل الیوم واللیلۃ مین احمد ابن سنی نے اور معجم کبیر طبرانی اور شرح حصن حصین مین ملا علی قاری
نے امام نووی نے اذکار مین حضرت مولانا ابو البرکات حاجی تراب علی صاحب لکھنوی نے رسالہ تدقیقات
راسخات مین یہہ حدیث نقل کی ہے۔ اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُم شَیئًا اَو اَرَادَ عَونًا وَھُوَ بِاَرضٍ لَیسَ بِھَا
اَنِیسٌ فَلیَقُل یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِینُونِی فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا تَرَونَھُم قَالَ شَارِحُہ المُرَادُ بِالعِبَادِ
المَلٰئِکَۃُ اَوِ المُسلِمُونَ مِنَ الجِنِّ اَو رِجَالُ الغَیبِ المُسَمُّونَ الاَبدَال الخ۔ یعنے فرمایا
حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کوئی چیز تمہاری گم ہوجائے اور وہ ایسی جگہ ہو کہ وہان کوئی رفیق
آشنا موجود نہو اور امداد کی ضرورت پڑے تو یہ وظیفہ پڑہو۔ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِینُونِی یعنے اے خدا کے بندو
میری مدد کرو۔ تحقیق خدا کے بندے ہین جنکو تم نہین دیکھتے یعنے ابدال یا ملائکہ یا جنات مومنین وغیرہ
اسی طرح حضرت شاہ عبد العزیز تفسیر جلد دوم صفحہ ۱۰۵ و ۴۶ وغیرہ مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی فتوح الغیب مقالہ
الرابع شیخ عبد الحق اسکے شرح مین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوب ۵۸ و جلد ثالث مکتوب ۱۳۱ مین
حضرت شاہ غلام علی دہلوی ملفوظات مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرۃ الموتیٰ و تفسیر مظہری مین رحمۃ اللہ
علیہم غیر اللہ سے امداد کا خوب ذکر فرماتے ہین یعنے جایز فرماتے ہین۔ علاوہ ازین حدیث قدسی متفق علیہ مندرجہ
مشکوٰۃ سے صاف ثابت ہے کہ خدا اپنے اولیا کو ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان۔ کان۔ آنکھ بنجاتا ہے پس اولیا سے مدد مانگنا
عین خدا ہی سے مانگنا ہے۔ مثنوی روم رضی اللہ عنہ۔ اَولِیَاءُ اللّٰہِ اَولِیَاء ۔ ہیچ فرقے درمیان نبود روا
آن دعائے شیخ نے چون ہر دعاست ۔ فانی است وگفت او گفت خداست ۔ چون تو موصوفی باوصاف جلیل
سر دگردد بر تو آتش چون خلیل ۔ غرضیکہ اولیا و غیر اللہ سے مجازاً مدد مانگنا حدیث مذکور سے ثابت ہوگیا جو شخص
امداد کا منکر ہے وہ حدیث کا منکر ہے۔ دوسری دلیل اس سے صاف ہے۔ یعنے حضرت عثمان بن حنیف کی روائت

Marfat.com

کتب معتبرہ مثل ترمذی و نسائی و حاکم و بیہقی و مواہب اللدنیہ و شفا و خصایص الکبریٰ
جوہر المنظم و حصن حصین و طبرانی و غیرہم میں محدثین نے بڑی صحت و توثیق کے ساتھ نقل
فرمائی ہے جس سے یا رسول اللہ بوقت مصیبت کہنا ثابت ہوتا ہے۔ قال القسطلانی واعلم ان
کلا من الاستغاثۃ والتوسل والتشفع والتوجہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کما ذکرہ
فی تحقیق النصرۃ ومصباح الظلام واقع فی کل حال قبل خلقہ وبعد خلقہ فی الدنیا و
البرزخ وبعد البعث فی عرصات القیامۃ واما استغاثۃ ذوی الحاجات والعاہات
بہ فحسبک ما رواہ النسائی عن عثمان بن حنیف الانصاری ان اعمی اتی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت
صبرت فهو خیر لک فقال فادعہ فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویصلی رکعتین ویدعوا
بهذا الدعاء وفی الشفاء فقال لہ انطلق فتوضأ فصل رکعتین الی ان قال قل اللهم
انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی
حاجتی هذا لتقضی الی الحدیث وقال الشیخ ابن حجر ہیتمی مکی فی جوہر المنظم و
انما علمہ النبی ذلک لانہ اراد ان یحصل لہ منہ التوجہ وبذل الافتقار والانکسار
والاضطرار مستغیثا بہ صلی اللہ علیہ وسلم لیحصل لہ کمال مقصودہ وهذا المعنی
حاصل لہ فی حیاتہ وبعد وفاتہ وقال الملا علی القاری قولہ یا محمد انی اتوجہ
بک الباء فی بک للاستعانۃ ای بذریعتک واعانتک وقولہ لتقضی لی بصیغۃ
المجہول ای یقضی اللہ الحاجۃ لاجلی وفی نسخۃ بصیغۃ الفاعل فالمعنی لتقضی
یا محمد الحاجۃ لی یعنی لتکون سببا لحصول فی حاجتی ووصول مرادی فالاسناد
مجازی کذا فی الشرح۔ یعنے جناب سرور عالم شفیع اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اقدس
میں ایک نابینا آیا اپنی عدم بصارت کی شکایت کی جناب نے فرمایا کہ جا کر وضو کرکے دو نفل پڑھ کر دعا مانگ
اوسمیں یہ تعلیم فرمایا۔ یا محمد انی اتوجہ بک لتقضی لی حاجتی الحدیث۔ یعنے یا محمد میری حاجت
پوری کردو یا کرادو۔ یہہ دعا صحابہ کرام میں ایسے معمول بہ تھی کہ وقت پر پڑھتے ہی مصیبت ٹل جاتی۔ چنانچہ
خلیفہ ثالث کے وقت بھی حضرت عثمان بن حنیف نے ایک شخص کو سکھلائی تو اوسکا مقصد خدا نے پورا

کر دیا پس ختمات مین خوشی سے کہو۔ یا رسول اللہ بغر یادم برس + یا نبی اللہ ندارم جز تو کس + مشکلم پیش
است و من در بیکسی + یا رسول اللہ مارا تو بس + کتاب بہجۃ الاسرار وغیرہ مین ہے۔ قال الشیخ
العبد القادر من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت
عنہ کذا فی نزہۃ الخاطر لعلی القاری یعنے جو کوئی میرا نام پکارے تو اوسکی مشکل آسان ہوگی۔ اب
ختم شریف مین بشیک کہو۔ امداد کن امداد کن از ہر بلا آزاد کن + بہر خدا دل شاد کن یا شیخ عبد القادرا ۔ مولوی
ثناء اللہ صاحب حضرت عطار علیہ الرحمۃ کے مداح و ہمخیال معلوم ہوتے ہین۔ اونکا قول ہے۔ قل ھو اللہ
وصف احمد دان + از میان اش ولیک ہم بر آر + قم باذنی وقم باذن اللہ + ہر دو یک نغمہ الیست از
لب یار + حضرت پیر دستگیر غوث اعظم کا یہہ قصیدہ غوثیہ مشہور ہے۔ وولانی علی الاقطاب جمعاً +
فحکمی نافذ فی کل حال + وما منہا شہور او دھور + تمر وتنقضی الا اتالی +
بلاد اللہ ملکی تحت حکمی + ووقتی قبل قلبی قد صفالی + نظرت الی بلاد اللہ
جمعاً + کخردلۃ علی حکم اتصال + یعنے خدا نے مجھکو قطبون پر مختار کر دیا ہے میرا حکم ہر دم جاری ہے
یہانتک کہ زمانے اور مہینے میری پاس آتے ہین پہر گذرتے ہین۔ خدا کی ملک میری محکوم مین۔ جب خدا کی
ملکون کیطرف نظر کرتا ہون تو میری نظر مین گویا مانند رائی کے دانہ کے ہین۔ کذا ذکرہ الشیخ عبد الحق
محدث دہلوی فی زبدۃ الآثار وغیرہ ۔ علامہ زمان مولانا عبد الرحمان جامی علیہ الرحمۃ اپنی
کتاب نفحات الانس مین لکھتے ہین۔ حضرت خواجہ خواجگان حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ
میفرمود کہ حضرت خواجہ عزیزان علیہ الرحمۃ میگفتند کہ زمین در نظر این طایفہ (اولیا) چون سفرہ ایست وما میگوئیم
چون روئے ناخن است ہیچ چیز از نظر ایشان (اولیا) غائب نیست الخ دوسرا مقام مین لکھتے ہین۔ انواع خوارق
بسیار است چون ایجاد معدوم و اعدام موجود و اظہار امر مستور و ستر امر ظاہر و قطع مسافت در مدت اندک و اطلاع
بر امور غائبہ از حس و از اخبار از ان و حاضر شدن در زمانہ واحد در امکنہ مختلفہ و احیاء موتی و اماتت احیاء الی
قولہ چون حضرت حق یکے از دوستان خود را مظہر قدرت کاملہ خود گرداند در ہیولائی عالم ہر نوع تصرف کہ خواہد
توان کرد فی الحقیقت آن تصرف و تاثیر حق است کہ در وی ظاہر میشود الخ اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
رسالہ تذکرۃ الموتی صفحہ ۳۰ مین لکھتے ہین۔ شہدا کی فضیلت۔ ارواح ایشان در زمین و آسمان و بہشت ہر جا
کہ خواہند میروند و دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند۔ و دشمنان را ہلاک مے نمایند و

Marfat.com

از ارواح شان بطریق اولیسیہ فیض باطنی میرسد راز ابی الدنیا از مالک روایت کردہ ارواح مومنین ہرجا کہ خواہد سیر کنند۔ مراد از مومنین کاملین اند الخ۔ اب بیشک نیت نیک پڑھو۔ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ۔
سوال۔ کیا جو کام خدا کرتا ہے وہ کام اوسکے بندے بھی کرسکتے ہین جواب۔ اوپر کی عبارت سے صاف ثابت ہے کہ جو کام اولیاء اللہ کرتے ہین وہ خدا ہی اون سے کرواتا ہے۔ وہ کام خدا کی قوۃ وطاقت وعنایت سے ہوتے ہین۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان جسکا ذکر قران مجید مین یون نقل کیا گیا۔ قال عیسیٰ۔ اُحیِی الموتٰی یعنے مُردے مین زندہ کرتا ہون۔ وَ اُبرِیُٔ الاَکمَہَ وَالاَبرَصَ۔ یعنے مین کوڑہے وماد رزاد اندہے کو اچھا کرتا ہون۔ وَ اَخلُقُ مِنَ الطِّینِ کَھَیئَۃِ الطَّیرِ۔ یعنے مین مٹی کے جانور بناکر۔ فَاَنفُخُ فِیھَا فَتَکُونُ طَیراً بِاِذنِ اللّٰہِ۔ پس اوسمین دم کرتا ہون تو وہ جانور اڑتا ہے۔ اور خدانے بھی دوسری جگہ بطور احسان وتبرع جتلایا ہے۔ اِذ تَخلُقُ مِنَ الطِّینِ کَھَیئَۃِ الطَّیرِ و اِذ تُحیِ المَوتٰی وَ اِذ تُبرِیُٔ الاَکمَہَ وَالاَبرَصَ یعنے خدا کی اذن سے تو یہہ سب کچھ کرتا ہے۔ بار بار بِاِذنِی وَ بِاِذنِ اللّٰہِ کا لفظ فرمانا صریح اسپر دال ہے کہ ایسے ایسے افعال وعجائب امور بندون سے صادر ہونی مشکل ہین مگر خدا کے حکم سے ممکن ہین پس انبیاء واولیا سے ایسے کام کچھ مشکل نہین۔ اب تو اہل اسلام ختمات مین خوش ہوکر پڑہتے ہین۔ یا شاہ نقشبند بند کشاء مشکلے دارم از برائے خدا۔ شیئاً للہ چون گدائے دل حزین ✤ المدد خواہم زشاہ نورالدین ✤ البتہ اسقدر خیال کرنا ضروری ہے کہ جو خود ایسے ایسے اشعار وکلمات پڑہا کرین تو دل مین یہہ یقین کرلیا کرین کہ یہہ ہماری فریاد اولیاء اللہ تک پہونچتی ہے یا پہونچیگی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ اِنَّکَ لَا تُسمِعُ المَوتٰی وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسمِعُ مَن یَّشَاءُ۔ یعنے خدا ہی سنواتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ پس حضرت پیر کا کسیکو بیٹا دینا یا مردہ کو زندہ کرنا یا کسی کی حاجت کو پورا کرنا یا دور سے سننا یا خود کسی طرح سے امداد کرنا بیمارون کو شفا دینا پانی برسانا رزق دینا وغیرہ وغیرہ خدا کی حکم سے جائز وممکن ہے۔ یہہ لوگ مظاہر صفات اللہ ہین البتہ اعتقاد صحیح ونیت خیر شرط اعظم ہے۔ مرزائی وملحد وغیرہ ایسے باتون کا انکار کرین تو خیر۔ ع۔ مہ نور میفشاند وسگ بانگ میزند ✤ اہل ایمان کو یہہ مضر نہین۔ امام سیوطی شرح الصدور صفحہ ۸۲ مین تحریر فرماتے ہین۔ کہ ایک فقیر مرد خدا مرگیا تو جب قبر مین اتارا گیا تو آنکھین کھولین حضرت ابوعلی نے عرض کی۔ اَحَیَاۃٌ بَعدَ المَوتِ یَا سَیِّدِی۔ کیا مرکے بھی زندگی رہی۔ فقال لی بَل اَنَا حَیٌّ وَکُلُّ مُحِبِّ اللّٰہِ حَیٌّ لَاَنصُرَنَّکَ الخ یعنے مین کیا بلکہ سب اولیاء زندہ ہین۔ رسالہ ازالۃ الخفاء مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث لکھتے ہین۔ کہ در شواہد النبوۃ در کرامات حضرت

Marfat.com

عثمان مذکور است کہ شہیدے از شہدا ء یمامہ بعد از مردن تکلم کرد و گفت محمد رسول اللہ - و ابابکر الصدیق و عمر الشہید - و عثمان ذو النورین - رضی اللہ عنہم - کتاب ابریز صفحہ ۲۵ میں شیخ احمد بن المبارک اپنے شیخ عارف عبد العزیز سے نقل فرماتے ہیں - ولقد رایت ولیا بلغ مقاما عظیما وھو انہ یشاھد المخلوقات الناطقۃ والصامتۃ والوحوش والحشرات والسموات والنجوم والارضین ومافیہما وکرۃ العالم باسرھا تستمد منہ وتسمع اصواتہا وکلامہا فی لحظۃ واحدۃ ویمد کل واحد بما یحتاجہ ویعطیہ ما یصلحہ من غیر ان یشغلہ ھذا عن ھذا بل علی العالم وسفلہ بمنزلۃ من ھو فی خنزۃ واحد عندہ ثم یرحم ھذا الولی فینظر فیرای مددہ من غیرہ و ھو النبی ویرای مدد النبی من الحق الخ یعنے ایک ولی کی نظر اسقدر وسیع تھی کہ جو خلقت از قسم جملہ حیوانات چرند و پرند و حشرات وطیور وغیرہ اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سبکو دیکھتا تھا سب کی آوازیں باتیں سنتا تھا ہر ایک کو مدد کرتا تھا مرادیں دیتا تھا صرف ایک ہی وقت میں سب کچھ کرتا تھا - باوجود اس قدر کثرت اشغال کے اوسکو مطلقاً خلجان و تفکر نہ تھا - امام عبد الوہاب شعرانی مالکی کتاب کبریت احمر صفحہ ۲۳۵ و منن الکبرای صفحہ ۲۳۶ میں لکھتے ہیں - واما شیخنا السید علی الخواص - فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب - وھو نطفۃ من یوم الست بربکم الی استقرارہ فی الجنۃ او فی النار یعنے پیر کامل تب ہوتا ہے جب اپنے مرید کے کل حرکات وحالات روز ازل سے ابدتک نہ جانتا ہو یعنے عالم الغیب نہو - وروی العلامۃ الفاروقی فی کتابہ التوحید - ان العارف باللہ یعقوب خادم سیدی احمد بن الرفاعی قال سمعت سیدی احمد بن الرفاعی یقول صحبت ثلاث مائۃ الف امۃ ممن یاکل ویشرب وینکح ولا یکمل الرجل عندنا حتی یصحب ھذا العدد ویعرف کلامہم وصفاتہم واسمائہم وارزاقہم وحیاتہم وآجالہم قال یعقوب الخادم فقلت یا سیدی ان المفسرین ذکروا ان عدد الامم ثمانون الف امۃ فقط فقال ذلک مبلغہم من العلم فقلت ھذا عجیب فقال ازیدک انہ لا تستقر نطفۃ فی فرج انثی الا ینظر ذلک الرجل الیہا ویعلم بہا قال قلت یا سیدی ھذا من صفات الرب وتبارک وتعالی فقال یا یعقوب استغفر اللہ فان اللہ اذا احب عبدا صرفہ جمیع مملکتہ واطلعہ علی ما یشاء من علوم الغیب و ذکر الحدیث القدسی یسمع بی وقال فاذا کان الحق مع عبدہ کما یریدہ

سلہ یہ کتاب سنہ ۱۱۲۹ھ میں تیار ہوئی اور مصر میں سنہ ۱۳۰۶ھ میں طبع ہوئی درر الغواص اوسکے حاشیہ پر ہے +

Marfat.com

صار کانہٗ صفتہ مِن صفات اللہ الخ - یعنے کامل ولی کی یہہ علامت ہے کہ ہزارہا بلکہ لاکھ ہا امتون سی ملاقات کرکے اُن کی باتین سُنی اور اونکے نام جانے اون کے کہانے پینے کی اور ایام عمر کے حالات جانے بلکہ وہ ولی ہر اک کے نطفہ کے پہچان کرے اور دیکھے - اسپر اعتراض کیا گیا ہے کہ یا حضرت یہہ یہہ صفات تو خدا کے ہین حضرت نے جوابدیا کہ توبہ کرکیونکہ خدا اپنے اولیا کو علوم غیبیہ اور تصرف عطا کرتا ہے - یہہ حدیث قُدسی سے ثابت ہے - یواقیت والجواہر صفحہ ۲۲۶ - اما القطب فقد ذکر الشیخ فی الباب الخامس وخمسین ومأتین + لا یتمکن القطب اِن یقوم فِی مقام القطابنۃ الا بعد اَن یحصل لہ ما فی الحروف التی فی اوائل السُوَر المقطعۃ مثل آلم والمص ونحوھما فاذا وفقہُ اللہ علے حقایقہا ومعانیہا تعینت لہ الخلافۃ وکانَ اھلاً لھا - یعنے قطب کو جملہ حروف مقطعات کے معانی ومطالب کا علم حاصل ہوتا ہے یواقیت والجواہر صفحہ ۲۲۶ - قد ذکر الشیخ ابوالحسن الشاذلی رح ان القطب خمس وعشرۃ علامۃ اَن یمد بمدد العصمۃ والرحمۃ والخلافۃ والنیابۃ ومدد حملۃ العرش العظیم ویکشف لہٗ عن حقیقت الذات واحاطۃ الصفات ویکرم بکرامت العلم والفصل بین الموجودین وَانفصال الاول عن الاول ومَا انفصل عنہ الی منتہاہُ وثبت فیہ وحکم ما قبل وما بعد وحکم من لا قبل لہ ولا بعد وعلم الاحاطۃ بکُلِ علم ومعلوم ما بدا من السر الاول الی منتہا ثم یعُودُ الیہ وصفحہ ۲۳۰ - قد ذکر الشیخ عبد القادر الجیلی ان للقطابنہ ستۃ عشر عالماً احاطہا الدنیا والآخرۃ عالم من ھذاہ العوام وھذا الامر لا یعرفہُ الا من تصف بالقطبیۃ الخ یعنے قطب کو کل علوم پر احاطہ ہوتا ہے - اور سب مخلوق کے حالات جانتا ہے - اور قطبیہ کی سلطنت و حکومت ۱۶ اجہانون پر ہوتی ہے جنہین سے دنیا و آخرت ایک عالم ہے - یہی بیان متفرق طور پر کتب دینیہ مین مصرح ومذکور ہے - اب دانتون سے ہاتھ کاٹو دل کے پہپھولے توڑو سینہ کے داغ کھولو نوحہ کرو شرک فروش بنو بدعت تقسیم کرو بجز تسلیم احکام واقوال اہل اللہ کے کچھ چارہ نہین - اہل ایمان تو ضرور ہی اس وظیفہ پر خزینہ کو اپنا حرز جان وروز زبان بناوینگے - شیأ للہ چون گدائے مستمند + المدد خواہم زشاہ نقشبند + فقط -

مسئلہ علم غیب

واضح رہے کہ علم غیب عبارت ہے اُس چیز سے جو حواس خمسہ سے غائب ہو جیسا کہ تفسیر کبیر وبیضاوی مین ہے - یہہ دو قسم پر ہے - (۱) ذاتی ومستقل - (۲) وھبی وعطائی وغیر مستقل اول کا تو کوئی قائل نہین یعنے غیر اللہ کے واسطے - دوسرا مسلم ومقبول ہے اہل ایمان کے نزدیک - چنانچہ

Marfat.com

اخبار جنت و دوزخ و حشر و نشر و احوال ابتدائی آفرینش عوالم و حالات انبیاء و آثار قیامت و نزول مسیح از آسمان
و خروج مہدی از اہلبیت و تبدل آسمان و زمین و نجوم و دیگر حادثات و اقعات امم سابقہ و آیندہ بیشمار ہین
یہہ علم غیب نہین تو اور کیا ہے ۔ چونکہ یہہ مسئلہ نہایت ہی معرکۃ الآرار ہے ۔ لہذا چند ادلہ بطور اختصار عرض کرتا
ہون ۔ (١) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۔ یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم علوم غیبیہ کے بیان کرنے مین
بخیل نہین ۔ اس الغیب مین الف لام یا استغراق یا عہد کا ہے ۔ بہر حال ہمارا مقصد حاصل ہے (٢) وَ
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مَنْ يَشَاءُ مِنْ رُسُلِهِ ۔ تفسیر مدارک و کبیر و
معالم وغیرہ مین ہے کہ آپ عالم غیب بلکہ دل کے بھیدون پر مطلع ہین ۔ اسمین بھی الغیب موجود ہے ۔ (٣)
فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ ۔ یعنے خدا کسیکو اپنی غیب پر مطلع
نہین کرتا مگر جس سے راضی ہوا رسولون سے ۔ اسمین غیبہ کی ضمیر حرف ہ کی خدا کیطرف راجع ہے جو کہ
خاص علم غیب کیطرف اشارہ ہے ۔ اور آیۃ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ
یا قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ ۔ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ ۔ سے
مطلق نفی ثابت کرنی محض جہالت و عدم علمی ہے ۔ انکا تو صرف یہہ مقصد ہے کہ بغیر اذن الہی مین نہین جانتا
نہ مالک ہون مگر ساتھ وحی کے ۔ کیونکہ اسمین تو صرف ملکیت نفع و ضرر کی نفی ہے ۔ اور علم بلا واسطہ کی نفی ہے
سو وہ بھی باستثناء ۔ جیسا کہ تفسیر حسینی اور مواہب مین ہے ۔ پس ہم آپکو قاسم و مختار و واسطہ جانتے ہین ۔
(٤) حدیث ۔ انا شہید علیکم و انی واللہ لانظر الی حوضی الآن و انی اعطیت
مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض رواہ البخاری والمسلم ۔ یعنے مین تم پر
گواہ ہون ۔ خدا کی قسم مین اپنے حوض کیطرف دیکھ رہا ہون ۔ اور مجھے زمین کی کنجیان یا زمین کے خزانون کی کنجیان
خدا نے دی ہین ۔ اب عقل کرو کہ خزانون کی کنجیان کسکو دیجاتی ہین اور کسواسطے دی گئین ہین ۔ کیا
سخاوت تقسیم کرنے کے لئے یا محض امساک و بخل کے لئے نعوذ باللہ کیا حوض کا دیکھنا آسان اور ہمارا
حال دیکھنا مشکل ہی ہرگز نہین (٥) إن اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها الحدیث
رواہ مسلم ۔ یعنے میرے لئے زمین اکٹھی کی گئی ہے پس مینے دیکھا اوسکے جملہ اطراف مغرب و مشرق کو
(٦) اتکم ترون انہ یخفی علی شئ مما تصنعون واللہ انی لاراک من خلفی کما اراک
من بین یدی رواہ احمد ۔ مشکواۃ ۔ یعنے تمہارا خیال ہے کہ مجھپر کوئی چیز پوشیدہ رہتی ہی حالانکہ

Marfat.com

خدا کی قسم ہے کہ جیسا مین روبرو دیکھتا ہون ویسا ہی پیچھے دیکھتا ہون - (۷) انی اریٰ مالا ترون واسمع
مالا تسمعون وانی اعلم آخر اھل الجنۃ دخولاً وآخر اھل النار خروجاً مشکوٰۃ - یعنی مین
وہ دیکھتا سنتا ہون جو تم دیکھتے سنتے نہین - اور مین جانتا ہون آخر کون داخل جنت ہوگا اور خارج از نار ہوگا - (۸)
فوضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت مشکوٰۃ
باب المساجد - یعنے خدا نے میرے دو شانون پر دست قدرت رکھا اور اوسکی سردی مینے سینہ مین پائی پس
سب چیزین مجھپر کھل گئین اور مینے پہچان لیا - شیخ عبدالحق محدث لکھتے ہین - این عبارتست از حصول تمامۂ
علوم کلی وجزوی واحاطۂ آن الخ - ملا علی قاری محدث شرح شفا مین لکھتے ہین - ان روحہ علیہ السلام
حاضرۃ فی بیوت اھل اسلام - یعنے آنحضرت کی روح پاک ہر اہل اسلام کے گھر مین موجود ہے - شیخ
عبدالحق مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین - بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم ہے بینندہ وشنوندہ کلام زیرا کہ او متصف است
بصفات اللہ وھو بکل شیء علیم مواہب اللدنیہ مین ہے - فکل ما وردہ عنہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام من الانباء المنبئۃ عن الغیوب لیس ھو الا عن اعلام اللہ اعلاما علی ثبوت نبوتہ
ودلائل علی صدق رسالتہ وقد اشتھر وانتشر امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ
بالاطلاع علی الغیب حتی ان کان بعضھم یقول لصاحبہ اسکت فواللہ لو لم یکن عندہ
من یخبرہ لاخبرتہ حجارۃ البطحاء الخ - یعنے مختصر یہ کہ صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام پر اسقدر اطلاع
غیب کا خیال تھا کہ آپس مین کہا کرتے تھے کہ چپ ہو کہ قسم ہے خدا کی اگر شخص مخبر آپکو خبر نہ دیگا تو بطحا کی سنگریزے آپکو خبر کردینگی
اگر آنحضرت کے لیئے معنی علم غیب کو کفر وشرک کہین مگر یہہ غصہ خدا پر کرین جسنے آپکو دیا - باقی رہا یہ کہ حضرت ام المومنین عائشہ
صدیقہ کی تہمت کا ذکر کرنیسے مخالفین خوش ہوتے ہین سو اونکی ایمانداری کی یہہ دلیل ہے - واضح ہے کہ حضرت کو
اصل واقعہ مین کچھہ بھی تردد وشبہ نہ تھا بلکہ بالکل اطمینان تھا ہان مخالفین منافقین کے اقوال وافواہ کا رنج از حد
بڑہ گیا تھا - اور ایذا لسانی بہت سخت پہونچتی تھی - چنانچہ اس معترض کے اعتراض سے ابھی پہونچ رہی ہے - اگر حضور پر نور
کو کچھہ بقدر رائے کے دانہ شک وشبہ ہوتا تو آپ بر سر منبر کبھی علی الاعلان نفرماتے - یا معشر المسلمین من
یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھلی واللہ ما علمت علی اھلی الا خیراً
رواہ البخاری فی کتاب الشہادات باب تعدیل النساء - یعنے اے گروہ مسلمانو کے کون شخص مجھے
معذرت کریگا ایسے شخص سے جسنے ہمارے اہل کو اذیت پہونچائی خدا کی قسم مجھکو اپنی اہلیہ بجز نیک خیال کے کوئی

Marfat.com

بدگمانی نہین - یہہ نہ صرف آپکا ہی خیال مبارک تھا بلکہ بعض اہل فراست صحابہ کرام کا بھی یہی قول تھا - اور اس امر مین آپکا استفسار و تفتیش محض بغرض مصلحت و امور شریعی و انتظامی تھا - کیونکہ اگر کسی اور کی نسبت تہمت ہوتی تو اوس کے حق مین آپکا فرمان نور افشان ہی واجب الایقان تھا - چونکہ یہہ ضرب آپ کی اہلیہ مطہرہ صدیقہ پر تہی اور خانگی امورات و معاملات مین سکوت و خاموشی بہتر نہ تھی - لہذا بظاہر تو اظہار رنج تھا اور فی الحقیقت وحی کے منتظر تھے - تاکہ عام و خاص کو قیامت تک اطمینان کلی ہوجاوے - نکتہ اسمین یہہ تھا کہ آپ اَوروں کے مقدمات کے قاضی تھے اور آپ کے مقدمہ کا قاضی وہ ذات پاک واحدہ لاشریک ہوگیا - چونکہ آپ خدا کے حبیب سردار انبیاء فخر عالم مرسل اعظم تھے - آپکے منصب کے مطابق آپکی زوجہ طیبہ صدیقہ ہی جنت کی مستورات کی سردار آپ کی محبوبہ و منظورہ تھی - اون کی اس عزت و عظمت و عفت و عصمت پر اوسی شاہنشاہ اکبر کی گواہی چاہئے تہی جسکے طرف سے آپ آنحضرت مبعوث ہوکر اور خطابات عظیمہ حاصل کرکے بہیجے گئے تہے - اور نیز آپ کو آجکل کے غیر مقلدین کی ایمانداری کا حال بھی دکھانا منظور تھا - نعوذ باللہ من شر الشیطٰن - فقط

مسئلہ آنحضرت بشر ہین - اس لفظ کے کہنے سے مراد وہابیون کی یہہ ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسقدر کیون لوگ عزت و عظمت بیان کرتے ہین - وہ تو مانند ہمارے بشر ہین - واضح رہے کہ نبیون کو بشر کہنا قران کریم مین کافرون کا قول حکایتًا بیان کیا گیا - سورۂ شعراء مین - وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ حضرت شعیب کو - سورۂ ابراہیم مین - دیگر انبیاء کو کہا گیا - مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا - سورہ یٰس مین حضرت عیسٰے کے فرستادون کو کہا - مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا - غرض اونکی یہہ ہوتی تہی کہ لفظ بشر عام ہے - اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت مین تخفیف کرتے تھے - خدا نے اپنے برگزیدون کو بہی یہی لفظ تلقین و تعلیم کیا - اور یہہ لفظ محض بطور عجز و تواضع و اخلاق حسنہ کے سکھا گیا ہے - جس سے اون کی ترقی مدارج و رفعت قدر و منزلت ہو اور خلق اللہ کو ہدایت و فیضان پہونچے - اور کافر حیران و سرگردان رہین - یہی معنے عمدہ ہین کیونکہ مثل نام ہے - مماثل فی جمیع الاوصاف کا - اور یہہ محال ہے - اور انبیاء کے قوائے روحانی و جسمانی دیگر مخلوق سے اطہر و اطیب و ازکےٰ ہوتی ہین - یہی حضرات مفسرین بہی تحریر فرماتے ہین - واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر محمدًا بان یسلک طریق التواضع فقال قل انا بشر مثلکم کذا فی التفسیر الکبیر و نیشا پوری - وقال ابن عباس علم اللہ محمدًا التواضع لئلا یزھی علی خلقہ فامرہ ان یقول انا آدمی مثلکم کذا فی الخازن والمعالم و مجمع البحار - اور روزمرہ کے مشاہدہ سے بھی

ثابت ہے کہ بڑے بڑے امرا و سلاطین وغیرہ جب اپنا ذکر کرتے ہین تو اپنے آپکو لفظ خادم قوم خادم ملک فقیر مسکین
بندہ وغیرہ سے بیان کرتے ہین۔ توکیا ان الفاظ کے بولنے سے وہ فی الحقیقت فقیر یا خادم ہوتے ہین یا ہمکو
بھی لازم ہے کہ ہم اونکو او فقیر و مسکین کہہ پکارین۔ ان هذا الاسفاهته عظیمة۔ یہہ لوگ جب ایسے
ایسے لفظ بولتے ہین تو مراد اونکی یہہ ہوتی ہے کہ وہ تو ہمارے طرح ایک بشر ہین اونکو علم غیب کہان اونمین
نفع و نقصان ہی نہین۔ لیکن یاد رہے کہ اون کی اتباع مین خوشنودی خدا وحصول جنّت و ہزار لغما ہین انکی
نافرمانی مین دوزخ و عذاب شدید ہے۔ توکیا یہہ نفع نقصان نہین۔ علم غیب کا ذکر تو گذرا ہے فند مکرر اور سہی۔ بخاری
باب بدُ الخلق عن عمر قال قام فینا النبیؐ مقاماً فاخبرنا عن بدُ الخلق حتیٰ دخل اهل الجنة
منازلهم واهل النار منازلهم الحدیث حاشیہ کرمانی مین خیر الجاری سے لکھا ہے۔ قوله اخبرنا عن
بدُ الخلق ای غایته الاخبار عن دخول الجنة والغرض انه علیه السلام اخبر عن المبداء
والمعاد والمعاش جمیعاً قال الطیبی دل ذلک انه اخبر عن جمیع احوال المخلوقات گفت شیخ
عبد الحق محدث در شرح آن۔ یعنے احوال مبدء و معاد از ازل تا آخر ہمہ را بیان کرد یعنے تمام ابتدا اور انتہا کی خبرین
اور خلقت کے احوال و معاملات واقعات کی خبرین آپنے بیان کردین۔ وفی الصحیحین عن حذیفه قال
لقد خطبنا النبیؐ خطبته ماترک فیها شیئاً الی قیام الساعة الا انه ذکره علمه من علمه وجهله
من جهله ان کنت لا اری الشیئ قد نسیت فاعرف ما یعرف الرجل اذا غاب عنه فراه
فعرفه قال العلامته بدر الدین عینی ای من الامور المقدرة من الکائنات۔ فی المسلم
عن حذیفه انه قال اخبرنی رسول الله بما هو کائن الی ان تقوم الساعة الحدیث و
فی روح البیان کذا صار علمه محیطاً بجمیع المعلومات المغیبات الملکوتیه کما جاء فی حدیث
اختصام الملائکة الخ۔ وقال الملا علی القاری فی المرقات قوله فعلمت ما فی السموات و
الارض بمعنی ما اعلمه الله مما فیه من الملائکة والاشجار وغیرهما وهو عبارة عن
سعته ما علمه الله الذی فتح الله علیه۔ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات الله التی فی
السموات بل وما فوقها کما یستفاد من قصته المعراج والارض هی بمعنی الجنس ای جمیع
ما فی الارض السبع بل وما تحتها الخ۔ قال ابو المنصور فی کتابه التاویلات تحت آیته
مفاتیح الغیب الخمس۔ و رسول الله یعلم ذلک الا فی حق الساعة فانه لا یطلع علیها

Marfat.com

احدا الآن يقال بان رسول الله لم يؤذن له يا التكلم ولا القول في شي الا من جنبه الوحي من السماء الخ
وقال السيوطي فی رسالته الانموذج اللبیب فی خصائل الحبیب فی فصل الاول - واوتی صلی الله
علیه وسلم علم کل شیء الا الخمس التی فی آیته ان الله عنده علم الساعة وقیل انه اوتیها ایضاً
وامر بکتمانها والخلاف جار فی الروح ایضاً - روح البیان جلد ۲ صفحه ۳۸۹ وارشاد الساری
جلد ۷ صفحه ۱۷۰ - سراج منیر شرح جامع صغیر جلد ۲ صفحه ۲۳۵ وشرح اربعین نووی ص ۶۴
وغیرہ مین مفصل بیان ہے کہ خدا نے آنحضرت کو ہر اک چیز کا علم دیدیا ہے - اور بار بار آپنے فرمایا کہ مجھکو خدا نے جملہ اقسام کا
علم دیدیا ہے - یہانتک بعض محدثین کے نزدیک قیامت و روح وغیرہ کا علم بھی دیا گیا ہے مگر اظہار کا حکم نہین - خیال
فرماوین کہ ایسے پاک فخر الرسل سید الانبیاء کو خدا نے ایسا برگزیدہ و ممتاز کیا جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ تو ایک بشر
تہے خدا چاہے تو کروڑہا پیدا کرسکتا ہے - حالانکہ حدیث مین آیا ہے - انی لست کھیئتکم وفی روایته لست
مثلکم وفی روایته لستُ کاحدکم رواہ البخاری و ازالۃ الخفاء و الحسنی - یعنے مین تمہارے مانند
مثل نہین - باقی رہا مخالفین کا اعتراض - وہ یہہ کہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم ما ادری وانا رسول
الله - جواب یہہ کہ تفسیر قرطبی و حاشیہ جلالین جمل و در منثور وغیرہ مین بروایت ابن جریر و ابن منذر وغیرہ
ابن عباس سے لائی ہین کہ یہہ آیت منسوخ ہے - کیونکہ یہہ آیت مذکور مکی ہے اور اوسکی ناسخ انا فتحنا مدنی ہے
جو کہ بعد از ہجرت مدت دراز کے بعد نازل ہوئی ہے - بعض کے خیال مین یہہ ہے - یوم لا یخزی الله النبی و
الذین معه - اور لیدخل المومنین فی جنات الآیته - باقی تحقیق تفسیر عزیزی و حاشیہ سندی علی البخاری
وغیرہ مین موجود ہے - غیر مقلدین لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید تو شرک کہتے ہین اور ابن تیمیہ و محمد ابن عبد الوہاب نجدی
و اسماعیل دہلوی و شوکانی و ابن حزم و ابن قیم وغیرہم کے اقوال کو تو معاذ الله وحی کیطرح مانتے
ہین - میلاد شریف پر عمدہ بحث کیگئی ہے دیکھو ہمارا رسالہ الفرقان - فقط والسلام - ✦

مسئلہ نذر و نیاز - اس مسئلہ پر مولوی ثناء الله صاحب کے رسالہ صفحہ ۳۵ مین نکتہ چینی کی گئی ہے
اگرچہ یہہ مسئلہ قابل تفصیل ہے مگر ہم کسی اور موقعہ پر مفصل بیان کرینگے - سردست ایک سوال لکھکر جواب لکھا جاتا ہے
سوال - کیا جو جانور بتون کے نام یا دیوتون کے نام پر مشہور ہوا اور اوسپر ہر اک بت کا نشان یا داغ جدا جدا لگایا ہو
آیا وہ جانور حلال ہے یا حرام - الجواب - جو جانور ایسے ہین وہ حلال طیب ہین مسلمان بیشک ذبح کر کے کہا لیوین
کچھہ مضائقہ نہین - حلال کو حرام کہنے والا کافر ہے - صحابہ کرام مین ایسے ایسے جانور کہانیکا معمول و رواج

Marfat.com

ہوگیا تھا۔ چنانچہ قران کریم مین ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنۢ بَحِیۡرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیۡلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ وَ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ۔ یعنے کفار لوگ چار قسم کے جانورون کو بتون کے نام واغدار نشان دار کرکے چھوڑا کرتے تھے۔ ابتداء مین صحابہ کرام کو بوجہ الفاظ وَمَاۤ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ کے کچھ اشتباہ والتباس پیدا ہوگیا تھا۔ مگر خدا نے پہلے تو آیتہ مذکورہ مین کافرون کے افعال کی یون کیفیت بیان کی کہ یہہ یہہ جانور بتون کے نام پر چھوڑتے ہین یہہ ہمارے طرف سے مقرر نہین بلکہ یہہ افتراء کافرون کا ہی خدا پر اور وہ لوگ بیعقل ہین۔ بعد ازان عام صحابہ کرام کو خطاب کرکے فرمایا۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ کُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۫ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ۔ جلالین مین ہی نزلت فیمن حرم السوائب ونحوہا کذا فی الحسنی والمعالم والعزیزی وجامع البیان وغیرہم۔ یعنے اے لوگو یہہ لوگ جو بتون کے نام زد مشہور کردہ نذر شدہ جانورون کو حرام کہتے ہین یہ شیطان ہین ان کے قدمون پر نہ چلو یہہ تو نہ صرف حلال ہی ہین بلکہ طیب پاک بہی ہین تم کہاؤ۔ چنانچہ یہی بیان حضرت شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر مین آیتہ مذکورہ کے نیچے تحریر فرماتے ہین جنکو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تفسیر و رسالہ ہین سنگ اپش کیا ہے جناب شاہ صاحب بذیل آیت فَمَنۡ تَبِعَ ہُدَایَ شیطان کے سوال وجواب مین تحریر فرماتے ہین۔ یعنے خدا کیطرف سے شیطان کو حکم ہوا۔ وطعام تو ہر مردار کہ در وقت ذبح نام خدا نبردہ باشند۔ پس معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کا بیان بذیل آیت وَمَاۤ اُہِلَّ بِہٖ محض الحاقی ہے جیسا کہ تفسیر رؤفی مین ہے۔ اون کے جانور نذر کردہ کی کیفیت کتب معتبرہ مین یون ہے۔ جلالین مین ہے۔ کما کان اہل الجاہلیۃ یفعلونہ روی البخاری عن سعید ابن المسیب قال البحیرۃ التی یمنع درہا للطواغیت فلا یحلبہا احد من الناس والسائبۃ التی کانوا یسیبونہا لآلہتہم فلا یحمل علیہا شیء والوصیلۃ الناقۃ التی البکرۃ فی الاول انتاج الابل انثی ثم انثی بعدہ بانثی کانوا یسیبونہا لطواغیتہم ان وصلت احدہما بالاخری لیس بینہما ذکر والحام الخ کذا فی المعالم وغیرہ۔ ترجمہ۔ اسکا موضح القران مین یون لکھا۔ کہ کفر کی رسمین تہین کہ اگر کوئی بچہ پیدا ہوتا تہا تو اوسکو بت کے نام پر چھوڑتے تھے اور کان پہاڑ دیتے تہے اوسکو بحیرہ کہتے تہے۔ اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تہا تو اوسکو بہی بت کے نام پر آزاد کر دیتے تہے وہ سائبہ تہا۔ اکثر کی عادت تہی کہ اگر نر پیدا ہوتا تو اوسکو بت کے نام کا داغدار کرکے چھوڑتے تھے یہہ وصیلہ تہا۔ اور جب مادہ شتر سے دس بچہ پیدا ہوئے ہوتے تو اوسپر اسباب لادنا اور اوسکا استعمال موقوف کرتے تو یہہ حام تھا۔ فقط

اب خیال کرین کہ کافرون نے جو پلید بتون کے نام نذر و نیاز کیئے جانور رکہتے تہے - اونکو تو خدا نے کہا کہ حلال طیب ہین - اور دشمن اولیاء اللہ کے بزرگون کی نذر و نیاز حرام بتاوین - نعوذ باللہ منہم حالانکہ نذر و نیاز کے معنے تحفہ و ہدیہ بزرگان ہی ہین - کما فی الغیاث والبرہان وغیرہما - حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ باب امامت حدیث ۶ - اور باب ۱۲ مقدمہ ۶ مین اور تفسیر فتح العزیز بذیل سورۃ بروج قصہ حضرت یونس وغیرہ مین نذر و نیاز کا جواز حکایات سے ثابت کرتے ہین - ملا علی القاری شرح آداب المریدین بزیر قصہ حضرت ابی النجیب سہروردی جواز نذر کے حکایت لکہتے ہین - تفسیر احمدی مین لکہتے ہین - ان البقرۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلالا طیبا لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا عند الذبح وان کانوا ینذرونہا لہ - یعنے ہمارے زمانہ کے نذر و نیاز کے جانور حلال طیب ہین - کیونکہ ذبح کے وقت غیر کا نام نہین لیا جاتا - حق تو یہہ ہے کہ اگر کوئی چیز مطلقاً غیر خدا کے نام لینے سے حرام ہو جاوے تو ہر اک چیز حرام ہونی چاہئین - مثلاً عورت زید کی - لڑکا بکر کا - روٹی یا جانور عمرو کا - مدرسہ یا زمین و مکان خالد کا مسجد و بیت فلان کا - وغیرہ وغیرہ ان سب چیزون پر غیر خدا کا نام آگیا - تو یہہ حرام ہونی چاہئے - سوال - اگر کسی نے بہ نیت تقرب بغیر اللہ جانور نہین رکھا تو اوس جانور نذر شدہ کی قیمت کے برابر گوشت خرید کرکے تقسیم کر دے - الجواب نذر کا بعینہ ادا کرنا ضروری ہے - پس جسوقت ناذر نے کوئی جانور نذر مقرر کیا تو اسپر فرض ہے کہ اوسی جانور نذر کردہ کو ذبح کرے نہ کسی غیر کو کیونکہ اوسنے خدا کے ساتھ عہد و پیمان دل و زبان سے کرلیا ہے - جسکا وفا کرنا واجب ہے - قولہ تعالی - اوفوا بالعقود - ان العہد کان مسئولا - اگر اوس جانور نذر کردہ کے عوض مین گوشت وغیرہ تقسیم کریگا تو - ینقضون عہد اللہ کے مصداق ہوگا - اور ایسے جانور کو عقیقہ کیطرح خام تقسیم کرنا یا پکا کر کھلانا علما و فقرا کو بلوا کر ختمات و کلمات و قران پڑہوانا اہل اسلام کی نیت نیک پر قرائین کافی ہین - اور حدیث صحیح ابو داؤد و نسائی وغیرہ مین ہے - حضرت سعد نے کہا کہ میری ماں مرگئی ہے کونسا صدقہ افضل ہے آپنے فرمایا - پانی - پس کھدوایا سعد نے کنواں اور نام رکھا اسکا بیر ام سعد - اور حضرت سعد نے کہا - ھذا لام سعد - غیر مقلدین کے نزدیک حرام نجس ہوگا - کیونکہ لام غیر اللہ کے واسطے ہے - اور یہان پر حسب تحقیق جدید مولوی ثناء اللہ صاحب لام تملیک یا نسبت ملکیت بھی نہین - ایک اور حدیث مین آیا ہے - ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے والدین فوت ہوگئے ہین ان کے ساتھ کیا نیک سلوک کرون - آپنے فرمایا - ان تصلی لہما وتصوم لہما - یعنے اونکے واسطے روزہ رکہ نماز پڑھ - رواہ الدارقطنی - غرضکہ اولیاء اللہ انبیاء کے نام نذر و نیاز

Marfat.com

دینا جائز و حلال ہے۔ اگر بالفرض لفظ پر ہی گرفت ہے تو البتہ قول غیر متقلدین کسی طعام پر یون کہنا کہ یہہ روٹی و طعام خدا کیواسطے ہی کفر ہوگا۔ کیونکہ خدا کہاتا پیتا نہین۔ اگر اپنے الفاظ کی تاویل کرکے صحت منظور ہے۔ تو نذر نیاز بہی اول ہے۔ ان النذر للہ و ثوابہ للاولیاء جیسا کہ حاشیہ تفسیر احمدی مین ہے۔

مسئلہ عرس حضرت شاہ صاحب حاجی امداد اللہ صاحب اپنے رسالہ صفوہ امین جو مولوی رشید احمد صاحب کے تفہیم و تفہیم کیواسطے لکہا گیا ہے۔ تحریر فرماتے ہین۔ لفظ عرس ماخوذ ہے حدیث سے۔ نَم کَنَوْمَۃِ الْعَرُوسِ۔ یعنے بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس (دولہن) کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق مین وصال محبوب حقیقی ہے۔ اس سے بڑہکر کون عروسی ہوگی۔ چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگون سے فیض و برکات حاصل ہوئی ہین اونکا زیادہ حق ہے۔ اودہر پیر بہائیون سے ملنا موجب ازدیاد محبت ہے۔ اور نیز طالبو کو یہہ فایدہ ہے کہ پیر و مرشد کی تلاش مین محنت و مشقت نہین ہوتی اکثر مشایخ و بزرگ رونق افروز ہوتے ہین۔ اونمین سے جس سے عقیدت و محبت ہو اوسکی غلامی اختیار کرے۔ مقصود ایجاد رسم عرس سے یہہ تہا کہ سب سلسلے جمع ہوکر ایک تاریخ پر آجاوین باہم ملاقات بہی ہوجاوے صاحب قبر کو ثواب قران و طعام بہی پہونچاوین۔ اصل عرس کی صرف اسقدر ہے۔ اسمین کوئی حرج نہین۔ اور مرثیہ خوانی یا میلہ وغیرہ ممنوع ہے۔ اور حدیث لا تتخذوا قبری کے معنے یہہ نہین کہ قبرون پر جمع نہو۔ ورنہ مدینہ طیبہ کی قافلون کا جانا بہی منع ہوگا۔ پس حق یہہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً و ایصال ثواب قران و طعام و تعیین تاریخ وغیرہ سب کچہہ جایز ہے۔ انتہی محررہ

اخرج ابن المنذر و ابن مردویہ عن انس ان رسول اللہ کان یاتی احداً کل عام فاذا اتی الشعب سلم علی قبور الشہداء فقال سلام علیکم بما صبرتم الحدیث — و اخرج ابن جریر عن محمد ابن ابراہیم قال کان النبی یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم فنعم عقبی الدار و الخلفاء الاربعة ہکذا یفعلونہ کما فی الدر المنثور و التفسیر الکبیر و الحصن التوسل لابن الحاج و المسند لابن شیبہ و فی رد المحتار و الشرح الصدور۔ یعنے آنحضرت اور چار یار ہمیشہ برس کے برس قبرون پر جایا کرتے تہے۔ اس حدیث مین لفظ راس حول۔ کل عام فاذا اتی الشعب۔ ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ برس کے برس ہے یہ باسال کے ختم ہونے پر ہمیشہ آپ یا بعد آپکے صحابہ کرام بہی جایا کرتے تہے۔ افسوس ہے کہ جو چیز سنت ہے اوسکو مولوی ثناء اللہ صفحہ ۳۲ مین برا و بدعت کہتے ہین۔ واہ عامل الحدیث۔ غرض عرس مبارک ہے ختم قران و ختم خواجگان و مولود شریف و کلمات خوانی و کثرۃ درود و سلام و تقسیم طعام و زیارت قبور مسلم ہے۔ سوائے اوسکے جو جو برا کام ہو اوسکے روکنے کیواسطے علما و صلحا کا جانا ضروری ہے اور برے کام کے موجود گی مین نیک کام کو باوجود اہل ہمت ہونے کے ترک کرنا غلطی ہے۔

رد المحتار قال ابن حجر فی فتاواہ ولا یترک لما یحصل عندها من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال و
النساء وغیر ذلک لان القرب لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلها وانکار البدع بل و
ازالتها ان امکن وقلت ویؤیدہ ما مر من عدم ترک الجنازۃ وان کان معها نسائٌ نائحات الخ۔ کذا فی
العالمگیریہ باب الحادی والعشرون فی جلد الاول وصرح بہ العلامۃ الطحطاوی فی حاشیۃ
پس ہر برس کے برس قصداً زیارت قبرستان کو ترک کرنا خلاف سنت ہے۔ مَن ترکَ سُنّتی لَم یَنَل شَفاعتی یعنی جنے
قصداً خلاف سنت کیا وہ شفاعت سے محروم ہے۔ ۱۲

اموات مذکورہ کا مسنون ہونا بہت سی کتب احادیث سے ثابت ہے۔ اخرج البخاری فی هذا الباب باسناد کہ
عن علی ابن ابی طالب قال کنا فی جنازۃ فی بقیع الغرقد فاتانا النبیؐ وقعد فقعدنا حوله ومعه
مخصرۃ فنکس فجعل ینکت بمخصرته ثم قال ما منکم من احد الا کتب مکانه من الجنۃ والنار الی قوله
تعالی ثم قرء فاما من اعطی واتقی الآیۃ قال القسطلانی فی شرح هذا الحدیث باب موعظۃ المحدث
عند القبر وقعود اصحابه حوله انه عند القبر سماع الموعظۃ والتذکیر بالموت واحوال الآخرۃ
وهذا مع ما ینضم الیه من مشاهدۃ القبور وتذکر اصحابها وما کانوا علیه وما صاروا الیه من
النفع الاشیاء لجلاء القلوب وینتفع المیت ایضا لما فیه من نزول الرحمۃ وعند قراءۃ القرآن
والذکر انتهی۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبرستان مدینہ میں نہایت عمدگی سے وعظ فرمایا اور اصحاب کی جماعت
آپ کے گرداگرد جمع تھی۔ اور قبرستان میں وعظ کرنا قرآن پڑھنا زندہ مسلمانوں کے لئے بہتر ہے اور مردون کے لئے ازحد
نافع ہے۔ کیونکہ اوسوقت پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ کما فی العالمگیریہ باب کتاب الکراهیہ والشامیہ وغیرہ
اور رسالہ بابت فضل زیارت قبور میں بروایت حضرت علی وابو ہریرہ وانس رضی اللہ عنہم قبرستان میں قرآن پڑھکر
سب مردون کو ثواب پہنچانا لکھا ہے۔ اور تذکرۃ الموتی میں مفصل ذکر ہے۔ پس عرس کو بدعت کہنا سراسر جہالت ہے۔ باقی رہا مولوی
ثناء اللہ صاحب کا کلیر شریف کا مشاہدہ سوا سکے مشاہدہ میں ایک عبد صالح صادق الایمان کا مشاہدہ معتبر ہے۔ وہ یہ کہ پاک پتن
شریف کے بہشتی دروازہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا ہے کہ اپنے دست مبارک سے احباب مخلصین کو داخل کرتے تھے
اور عرس شریف کرنے میں یہ لطف زیادہ ہوتا ہے کہ ہزار علماء صدہا کوس سے تشریف لاتے ہیں جنکی زیارت سے ایمان کامل ہوتا ہے
اور گناہ بخشے جاتے ہیں۔ یاد خدا کا شوق غالب ہوتا ہے شیطان کو زیادہ رنج پیدا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے اموات تو بذریعہ
ختمات وخیرات وصدقات وغیرہ خوش ہوتے ہیں اور وہابیوں کے اموات بقول مشہور مر گیا۔ مردود نہ فاتحہ نہ درود

Marfat.com

تمام برکات وہدایات سے محروم و مایوس۔ پس مقابر پہ عرس کرنا مسلمانوں کے لیئے تو از حد نافع ہے۔ باقی رہا وہان جاکر مدد مانگنا ونذر ونیاز وغیرہ کرنا سو اوسکی بحث ہو چکی ہے ملاحظہ فرماوین۔ البتہ عورتون کو مسجدون ومقبرون پہ جانا نہ چاہئے کیونکہ عورتون کا جانا بلحاظ موجودہ زمانہ کے بہت برا ہے۔ مگر صالحہ وعابدہ وصابرہ ہو تو منع نکرنا چاہئے۔ کما روی البخاری فی باب مشروعیۃ زیارۃ القبور وشرح قسطلانی والقسطلانی فی الاحیاء کذا فی العالمگیریہ فی باب السادس۔ اس عرس کے منع پر ایک حدیث پیش کیا کرتے ہین۔ وہ یہ ہے۔ لا تجعلوا قبری عیدا۔ فی روایۃ لا تتخذوا قبری وثنا۔ حالانکہ اس حدیث کو عرس کے ساتھ کچھ بھی لگاؤ نہین۔ خواہ عبدالوہاب نجدی ومحمد بن عبدالوہاب نے کتاب التوحید مین اور ابن تیمیہ نے اپنی کتاب مین اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مین مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اہلحدیث مین قاضی شوکانی نے در النضید مین مولوی خرم علی نے نصیحت المسلمین مین اور فرقان مین اولیاء الرحمان واولیاء الشیطان مین منع عرس پر پیش کردی ہے۔ اول تو اسمین ایک شخص عبداللہ بن نافع ہے وہ مجروح ہے۔ دیکھو امام قسطلانی رسالہ مسالک الحنفاء الی مشارع الصلوٰۃ علی النبی المصطفیٰ مین لکھتے ہین۔ قال البخاری فی حفظہ شئی وقال احمد لم یکن بذالک فی حدیث وقال ابو حاتم هو لین فی حفظہ دوم حدیث مین جعفر بن ابراہیم ہے وہ مجہول ہے۔ فی التقریب هو مستور الحال۔ میزان مین ہے۔ یعتبر حدیثہ اذا روی عن الثقات فاما روایتہ عن المجاهیل ففیہ المناکیر کما فی التہذیب التہذیب اصحاب صحاح ستہ جعفر ابن ابراهیم سے روایت نہین کرتے۔ پس اسکی حدیث غیر معتبر ہے۔ برتقدیر صحت یہ نہی ذیل کئی وجوہ سے ہے۔ اول۔ نہی عن الاجتماع لزیارتہ لاجتماعهم کالعید کما کانت الیهود والنصاری یجتمع قبور انبیاءهم ویشتغلون باللهو کما یفعل فی الاعیاد یعنی میری قبر کے پاس یہود ونصاریٰ کی طرح جمع ہو کر کھیل وکود ذکر وشور نہ مچاؤ۔ دوم یہ ہے۔ ویحتمل ان یکون النهی من جهۃ المشقۃ الحاصلۃ من الاجتماع یعنے قبر کے پاس جمع نہ ہو کیونکہ تمکو تکلیف ومحنت اوٹھانی پڑتی ہے یہ ازراہ شفقت ہے۔ سوم۔ ویحتمل ان یکون العید اسماء من الاعتیاد یعنی لا تجعلوا قبری محل اعتیاد لیؤدی ذلک الی سوء الادب وارتفاع الحشمۃ یعنی قبر کے پاس آنیکو عادت نکرلیو کیونکہ ادمی کی عادت پڑجاوے اور حضرت کی عزت وعظمت مین خفت وقلت کا خیال پیدا ہوجاوے۔ کیونکہ یہ بات جنس بشریت مین ممکن ہے۔ چہارم ویحتمل ان یکون المراد الحث علی کثرۃ زیارتہ ولا یجعل کالعید الذی

Marfat.com

لا یُاتی فی العام الا مرتین یعنے کبھی کبھی نہ آیا کرو جس طرح عید برس میں دوبار آتی ہے بلکہ اکثر آیا کرو۔ کما فی مسالک الحنفا وسلاح المؤمنین۔ پنجم۔ والمعنی ان لا تجعلوا قبری کالعید تزینًا و تصنعًا واجتماعًا الخ۔ یعنے اس حدیث کا مقصد یہہ ہے کہ مقبرہ پاک پر فرحت وسرور کا جلسہ یا جشن وعیش و زینت وتصنع کے محفل نہو۔ ششم۔ یا یہہ معنے ہین کہ میری قبر کو بت نہ بناؤ کیونکہ بت تو ناپاک وبیکار بیفائدہ چیز ہے۔ اور مین مقدس ومطہر وطیب ہون۔ اور نافع وضار ہون باذن اللہ۔ کما قال اللہ قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًا الا ما شاء اللہ ای ان املکہ معالم۔ اور مدارک مین ہے حتی انجما الالعبودیۃ۔ پس ثابت ہوا کہ عرس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہین۔ برس کے برس جانا قبرستان پر سنت ہے۔ اور وہان پر دیگر افعال واقوال حسنہ باعث اجر وثواب ہے۔ فقط وسلم۔

ارشادات علماء کرام۔ تحریر مفتی صاحب امرتسری۔ حامدًا ومصلیًا۔ واضح ہے کہ تقلید شخصی واجب بلکہ بلحاظ زمانہ فرض ہے۔ محفل میلاد وختمات مروجہ واعراس کا کسی نص قطعی وظنی سے ممنوع ہونا ثابت نہین ہوتا۔ بلکہ یہہ امور جائز ومستحسن ہین۔ تراویح بیس رکعت سنت ہین چنانچہ رسالہ ہذا مین وہ مجملہ روایات مرقوم ہین۔ اور منکر تراویح بتعداد مذکورہ سخت غلطی پر بلکہ کل صحابہ وتابعین کا مخالف ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب مین فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا نہ فرض واجب نہ سنت ومستحب بلکہ مکروہ تحریمہ۔ حضرات غیر مقلدین بعض تو فرض بعض مستحب بتلاتے ہین مگر نہ معلوم کہ کون سے نص قطعی الدلالۃ وقطعی الثبوت فرضیت پر ہے۔ اگر ہوتی تو پیش کیجاتی۔ اور اس مدعا کو احادیث مفیدہ ظن سے ثابت کرنا بعید از عقل ونقل ہے۔ پھر جہانتک اپنے خیال کی رسائی ہے اور دیکھنے مین آتا ہے وہ یہہ ہے کہ جن سے استدلال کیا جاتا ہے وہ احاطہ ظنیت سے خارج نہین۔ بلکہ بعض احادیث مثل خداج وغیرہ مین بالکل تصریح بھی نہین۔ البتہ حدیث عبادۃ اس مقصود پر صریح دال ہے۔ مگر امام احمد صاحب نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ بعض محدثین نے محمد ابن اسحاق کو مرمی بالتشیع وغیرہ کہا ہے۔ مزید برآن وہ مدلس بھی ہین۔ گو بعض نے اونکے تدلیس کو باعتبار اونکے شیخ کے اوٹھا دیا ہے مگر اونکے شیخ الشیخ کے لحاظ سے اونکی تدلیس باقی ہے۔ مدلس کی روایت مقبول نہین۔ ہذا من تحقیق الرائم فی منع القراۃ خلف الامام الذی ہو من تصانیف الفہامۃ العلامۃ رئیس العلماء شمس الفضلاء مؤید الاسلام والملۃ قاطع اعناق الدجالین والمفلین محسود الزنادقۃ والملاحدۃ المفتی الشہید مولانا مولوی ابوالزبیر غلام رسول الحنفی النقشبندی القاسمی رحمۃ اللہ علیہ۔ استحباب کا ثبوت بھی کسی حدیث سے نہین۔ پس مذہب حنفی اصح واحسن ہے۔ کیونکہ اوسکے ساتھہ علاوہ آثار کثیرہ

سلہ مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی کا رسالہ لطائف قاسمیہ ...

سلہ ایک سعیلہ بندان زینۃ الحاسدین سُنی رشن والے نے ۲۶ شوال ایک اشتہار مطبوعہ سلکاک پر پس شائع کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے جگر پٹ ... پارہ پارہ ہوگئے۔ حضرت مولانا مولوی غلام مصطفے صاحب کے سنی نہین ہے۔ اہل اسلام ہی یون اونکو کہدیوین۔ موتو بغیظکم

صحیحہ کے قرآن مجید ہی مؤید ہے۔ امین بالجہر پر مدبہا صوتہ و رفع بہا صوتہ ہے۔ اس موقعہ پر خیال رہے کہ
راوی نے مد سے کبھی جہر کبھی رفع سمجھا ہے۔ حالانکہ مخالف کے مذہب میں قول صحابی حجت نہیں جہ جائیکہ فہم
راوی۔ بدین وجہ بعض محدثین نے مد بمعنے امالت لئے ہیں یہ تو عمدہ حدیثوں کی کیفیت ہے دیگر احادیث کا کیا
ذکر۔ کتاب الآثار میں ہے عن ابراهیم النخعی قال اربع یخفیهن الامام ذکر منها الآمین۔ عن
ابی هریرة قال قال النبی اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین الحدیث۔ اس میں
ان الامام یقول آمین۔ زیادہ کیا ہے اس سے ثابت ہے کہ آمین آہستہ کہے جاتے تھے ورنہ یہ زیادتی لغو بے فائدہ
ٹھہرے گی۔ بیان واقعی کا عذر قابل التفات نہیں۔ کیونکہ ترمذی و ابو داؤد میں سمرہ سے روایت ہے کہ نبی آنحضرت
کے دو سکتے یاد ہیں۔ قال سعید ما هاتان السکتتان الحدیث ان هذا حفظته عن رسول الله سکتتین الخ
اسنادہ حسن بل صحیح نص علیہ ابن حجر قال المحدث الجید ملا علی القاری والاظهر ان السکتة
الاولی للثناء والثانیة للتامین وضعیة قال ابو الطیب المدنی۔ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے
وقت کرنا چاہئے۔ لما روی الامام ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن الاسود ان عبد الله
بن مسعود کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یعود ابو داؤد و ترمذی من طریق الآخر
بلفظ الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله الخ۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت و صحابہ کرام صرف اول
بار رفع یدین کرتے تھے۔ یہاں پر یہ کہنا کہ شیخین نے ان کو روایت نہیں کیا محض ضد ہے عقلمند تسلیم نہیں کرتا
کیا جبریل امین کہہ گئے ہیں کہ جن احادیث کو یہ حضرات روایت نہ کریں وہ قابل عمل نہیں۔ امام بخاری وغیرہ گو اکابر
محدثین سے ہیں دیانتدار صادق تھے مگر خطار تحقیق سے معصوم نہ تھے۔ انصاف تو یہ ہے کہ امام الائمہ ابو حنیفہ
کے اقوال کو امام بخاری وغیرہ پر ترجیح ہونی چاہئے۔ کیونکہ امام بخاری وغیرہ محدثین رحمہم اللہ نہ اس علم و فطانت
و احاطۂ علمی و سیار رکھتے تھے۔ نہ تابعین میں سے تھے۔ پس مقابل میں یوں کہنا بجا ہے کہ امام بخاری وغیرہ کا وہ
قول قابل قبولیت ہے جو کہ امام اعظم کے خلاف نہو۔ کیونکہ امام اعظم دیگر ائمہ و محدثین سے افضل ہیں اور آپ
بہت دسترس رکھتے تھے دیگر محدثین تو محض ناقل بلکہ بعض نقاد بھی نہیں۔ رحمة الله علی الامام و علیهم۔ علم الغیب
حضرت انبیاء و اولیاء کو علی حسب الاستعداد عطا ہے۔ علم الغیب کے معنے ما علم بما غاب عن الحواس ہے۔
صرف اسقدر فرق ہے کہ منکرین و نافین اسے علم غیب بایں وجہ قرار نہیں دیتے کہ وہ بالذات مستقل و مساوی علم
الٰہی نہیں۔ سو اگر بنظر تعمق خیال جاوے تو فی الاصل تنازع لفظی ہے۔ قائلین بھی بالواسطہ اور بتعلیم اللہ عزوجل

برباد ہوجاوین تو مضائقہ نہین مگر دین ایمان کا نقصان ہرگز پسند نہ تھا - ایک یہہ وقت کہ اسلامی باتون کو مسخرہ پن اور وہمی خیال جانتا ہے - یہہ کس چیز کا اثر ہے - صرف تعلیم انگریزی وصحبت مخالفین اسلام کا - ان حضرات نے اتباع جناب سردار عالم فخر رسل ہادی برحق مطاع صادق کی ترک کر دی اور یورپین کو اپنا پیشوا ور مقتدا بنا لیا - یہانتک کہ اگر عالم دین کوئی بات شرعی بیان کرے تو جواب ملتا ہے - او لغو ہے تقریر ہے - اگر کوئی کافر مورخ یورپی بیان کرے تو انگریزی خوان کے لئے برق لامع سیف قاطع ہے - یاد رکھو کہ جبتک یورپین کے چال خیال مشابہت مصاحبت ترک نکرین تب تک اسلام کا ملنا مشکل ہے - اسی یورپی خیال وچال کی تقلید کا یہہ نتیجہ ظاہر ہے کہ بعض اہل اسلام موجود اپنا مال وجان حرامکاری - مےخواری - رنڈی بازی - مقدمہ بازی - آتشبازی - مرغبازی - قماربازی - ناٹک وناچ ومجالس کفار مین خرچ کرکے فخر حاصل کرتے ہین - اور کافرون کے صحبت کے باعث اسقدر دلون مین زنگ وسیاہی غالب ہے کہ بد کام کو ہی نیک ہی سمجھتے ہین - افسوس - اب علماء اسلام کے پاس بجز علم الہی کوئی ہتھیار ہی نہین جس سے گمراہی کی جڑ اوکھاڑ دیوی اور لطف یہہ کہ اگر علماء اوسی علم کے مطابق کوئی تصنیف وتالیف کرین تو اب کس ذریعہ سے اوسکی اشاعت وترویج ہو کیونکہ علماء حقانی کے پاس اکثر انبیاء کی وراثت یعنے فقر وفاقہ ہے - اگر کسی دنیادار کو سطرف ترغیب دلائی تو اگر وہ سعادتمند صادق الایمان ہے تو چندہ ہی بطور پیار دیکر خوش ہوتا ہے - اگر کوئی بدخیال دشمن حق ہے تو صاف کہتا ہے کہ یہہ تو ملان مولویون کی دکانداری بلفظہ یہہ دیکی کا طریق ہین - غرضکہ اوسکے مسلمانون کا حال ناگفتہ بہ ہے - مگر یاد رہے کہ زمانہ اہل ہمت سے خالی نہین اب بہی کئی ایسے عقیدتمند جان نثار اسلام ہین کہ اگر انکو کہا جاوے کہ یہہ دینی کام ہے تو اون مین تازہ روح پیدا ہوجاتی ہے اور اپنی ہمت وقوت سے بلا تامل امداد دینے کو تیار ہین - چنانچہ اس رسالہ کی مدد جن احباب نے فرمائی ہے اونکے نام مصلحتاً ہم دارد رج نہ کرینگے - لیکن بخیر چہار اصحاب کے اور احباب مین بعض احباب امرتسر ذاکخانہ کابل ودیہات ڈبریانوالہ وغیرہ نے نہایت محبت سے چندہ عنایت فرمایا ہے - خدا انکو ہمت وحمیت اسلام زیادہ عطا کرے آمین - یہہ عرض بہی خالی از حکمت نتصور فرماوین کہ حسبِ دعا آپ ہم کو اعانت وتربیت ہمیشہ فرماتے ہین اوسی طرح اپنے اسلام کی خدمت بہی ہر وقت کرتے رہین - آپکی امداد یہی یہ رسالہ وقف ہے اور کیسے اسکا ثواب بروح پاک پیر دستگیر حضرت سید کریم شاہ صاحب حنفی نقشبندی علی پوری نور اللہ مرقدہ اور جناب مولانا واستاذنا فخر الاولیاء حضرت مفتی ابو الامین جوہری غلام رسول صاحب شہید حنفی نقشبندی قاسمی جبل الجنتہ مثواہ امرتسری کی روح اطہر کو بخشتا ہون ربنا واقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین آمین +

فہرست کتاب - تقلید شخصی - امام کے پیچھے پڑہنا - رفعیدین نکرنا - آمین آہستہ کرنا - ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

عالم غیب انبیاء اور - اولیاء اللہ سے مدد لینا - نذر ونیاز حلال ہے - تراویح ۲۰ رکعت ہین - عرس جائز ہے - آنحضرت بشر ہین

صفحہ ۹۶ - صفحہ ۸۹ - صفحہ ۱۰۲ - صفحہ ۱۰۷ - صفحہ ۱۰۸ - صفحہ ۱۱۳ - صفحہ ۹۸ - صفحہ ۱۱۰ - صفحہ ۱۹

کل ۱۲ ... تحریر کاپی ۸ ... چہپوائی ۱۲ ...